إن الله وملائكته يصلون على النبي يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما
القول المتين
في
ميلاد النبي الأمين
(صلى الله عليه وسلم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔
ورفعنا لک ذکرک۔
الفتوی المتین
فی
میلاد النبی الامین
(صلی اللہ علیہ وسلم)
علامہ ابو یحییٰ محمد قاسم العینی بن الحکیم العلامہ محمد عیسیٰ الخارانی المسکانزی (سرپرہ)
پی۔ایچ۔ڈی، (علوم الحدیث)
جملہ حقوق طباعت واشاعت برائے پیر عبدالمجید تجانی صاحب محفوظ ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۝

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ۝

الفتوی المتین
فی
میلاد النبی الامین
(صلی اللہ علیہ وسلم)

(جلد اوّل)

علامہ ابو یحییٰ محمد قاسم العینی بن الحکیم العلامہ محمد عیسیٰ الخارانی المسکانزی (سرپرہ)

پی ایچ۔ ڈی، (علوم الحدیث)

فہرست جلد اوّل، الفتوی المتین فی میلاد النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین

کتاب ہذا کے مراجع و مآخذ جلد چہارم کے آخر میں مسطور ہیں۔

الالتماس

نحمدہٗ اللہ العلیّ العظیم ونصلّی ونسلم علیٰ رسولہ النبی الکریم امابعد

ہم نے چونکہ مسلمانوں کا، کفار ومشرکین کے ہاتھوں شکار ویلغار ہوکر دینی ودنیوی میدانوں میں بے بس وبے دسترس ہوجانا دیکھا بالخصوص یہ دیکھا کہ کفار ومغربی ممالک کی خفیہ مشنری وایجنسیوں نے انہیں مذہبی دُنیا میں ان کے نبی اکرم ورسول اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے اس قدر آوارہ وبیگانہ بنا رکھا ہے کہ وہ آپؐ کی صفات واوصاف کو ماننے کے لئے تیار نہیں بلکہ آپؐ کی مدح وثناء اور تعریف وتوصیف کو شرک وبدعت قرار دیتے ہوئے آپؐ کی عداوت ومخالفت کو توحید وعین دین سمجھنے لگے ہیں۔ اسلئے ہم نے یہ سوچا کہ اب مُسلمانوں کی ان مغربی سیلاب وطوفان سے نگہداشت ونگہبانی واجب ولازم ہوگئی ہے۔ ورنہ تختہ دُنیا سے اسلام ومسلمان کا نام ونشان ہی مِٹ کر رہے گا۔ پھر ہمیں یہ سوجھا کہ اس منصوبے کی کامیابی کی خاطر بہترین وسیلہ وذریعہ محض ایک جامع وحاوی تصنیف ہی ہے۔

چنانچہ ہم نے اس ضرورت واہمیت کی بناء پر یہ کتاب لاجواب لکھی اور ہم نے یہ کتاب کسی مذہبی ومسلکی جوش وجنون کے جوش میں نہیں لکھی ہے اسلئے قارئین کرام کی خدمت میں دست بستہ عرض والتماس کیا جاتا ہے کہ براہِ کرم مذہبی ومسلکی تعصب وجنون کو یکسو رکھتے ہوئے فارغ البالی وروشن خیالی کے ساتھ یہ کتاب پڑھ کر اس کے عنوانات وبیانات اور تحریرات وتقریرات میں بنظرِ انصاف غور وفکر کرتے ہوئے استفادہ کرنے کی کوشش فرمائیں گے۔ اُمید واثق ہے کہ یہ کتاب، اگر کوئی کافر ومشرک بھی اپنے تعصب وعداوت سے بالاتر ہوکر مطالعہ کرلے تو وہ، انشاء اللہ العزیز مُسلمان ہوجائے!

عینی بلوچ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

تقدیمُ الکتاب

تمہیدُ الباب

بہ مصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اُوست
اگر بہ او نرسیدی، تمام، بُولہبی ست

زینۂ اسلام کی پہلی قدم اور سفر دین کی پہلی منزل حبیب کبریا، محمدِ مصطفیٰ، احمدِ مجتبیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا دربار والا ہے۔ شیدائی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) شاعرِ مشرق علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں، مسلمانوں کا دھیان و رجحان اس اَمر کی طرف مرکوز و مبذول کر رہے ہیں کہ دین، سارے کا سارا، ذاتِ گرامی مصطفےٰ ہی ہیں: پس، اگر کسی کو دین و ایمان چاہیئے، خدا و رضائے خدا چاہیئے، جنت و حوض کوثر چاہیئے، یہ جہاں چاہیئے وہ جہان چاہیئے تو اسے دربارِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ڈھونڈ کر دامانِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تھامنا چاہیئے۔ تو دین بھی اسے مل جائے گا اور ایمان بھی۔ خدا بھی مل جائیگا اور رضائے خدا بھی۔ جنت بھی مل جائیگی اور حوض کوثر بھی۔ یہ جہان بھی مل جائیگا اور وہ جہان بھی۔

مفکرِ اسلام، شاعرِ مشرق، مولائے پاک کے فرمان کی ترجمانی و پیغام رسانی فرما رہے ہیں:

کی محمدؐ سے وفا تو نے، تو ہم تیرے ہیں
یہ جہان، چیز ہے کیا، "لوح و قلم" تیرے ہیں

لیکن، اگر محمدِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نہ ملا تو پھر کچھ بھی نہ ملا اور عمر بھر کی کمائی رائگان۔ جو بھی عمل کرے، ابولہبی کے سوا کچھ بھی نہیں۔

رسائی وباریابی دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دربار مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں رسائی وباریابی کے لئے چار عظیم ولازمی شرائط ہیں۔ جنکی توضیح وتشریح حسبِ ذیل ہے:۔

(I) پہلی شرط، ایمان بالرسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ایمان باللہ کا دارومدار وانحصار، "ایمان بالرسولؐ" پر ہے۔ کلمہ طیبہ وکلمہ شہادت کا پہلا جزء، ایمان باللہ و'توحید' اور دوسرا، "ایمان بالرسولؐ" ورسالت' ہے۔
یہ دونوں اجزاء، ایمان لانے کی خاطر آپس میں لازم ملزوم اور موقوف وموقوف علیہ ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی ایک، دوسرے کے بغیر کار آمد وقابلِ قبول نہیں ہوسکتا بالخصوص، "ایمان بالرسولؐ" اسکی حیثیت واہمیت، توباب الدار کی ہے۔ قاضی عیاضؒ لکھتے ہیں، "فالایمان بالنبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واجب متعین لا یتم إیمان الا بہ ولا یصح اسلام الا معہٗ"۔

ترجمہ:۔ پس ایمان نبی، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر واجب اور متعین ہے۔ کوئی ایمان مکمل نہیں ہوتا اس کے بغیر اور نہ کوئی اسلام اس کے علاوہ صحیح ہوتا ہے۔ الشفاء ج۲ ص۲

ایمان بالرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیفیت وطریقہ:۔

ایمان بالرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ وکیفیت یہ ہے کہ مسلمان، شہادتِ زبان وتصدیق دل سے یہ اقرار کرلے کہ سیدنا 'محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ونبی ہیں۔ اوراس بات پر یقینِ پختہ وعقیدۂ راسخ رکھتے ہوئے زبان سے تصدیق وتسلیم کرلے کہ جو جو اوصاف وصفات ربّ العزت نے اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو عطا کی ہیں وہ سب کے سب حق وثابت ہیں۔ کسی ایک میں بھی نقص وکمی یا شک وشبہ نہیں۔ مثلاً:۔ نوریت وبشریت، اولیت تخلیق، باعثِ تخلیق، علم غیب (عطائی) حیات النبی، خاتم النبیین،

معجزات قبل وفات، معجزات بعد وفات اور شفاعت کبریٰ وغیرہ وغیرہ۔

ارشاد باری تعالیٰ، "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ......[۱] الآیہ

ترجمہ: اے ایمان لانے والے لوگو، ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر۔ اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالیٰ کا، ایمان لانے کے بعد مومنین کو دوبارہ ایمان لانے کا امر و ہدایت کرنے کے یہ معنی ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے تمام اوصاف وصفات کے ساتھ مکمل و جامع طور پر مانتے ہوئے اس پر ثابت و مستحکم رہیں۔

(II) دوسری شرط: محبتِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ارشاد باری تعالیٰ: اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ[۲]

ترجمہ: نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حقدار ہیں کہ مومنین کو ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب و محبوب ہوں۔ اور آپ کی بیویاں انکی مائیں ہیں۔ علامہ شبیر احمد عثمانی (رحمۃ اللہ علیہ) اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں، "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مسعود ہماری ہستی سے بھی زیادہ ہم سے نزدیک ہے۔" آگے لکھتے ہیں، "اس لئے پیغمبر کو ہماری جان و مال میں تصرف کرنے کا وہ حق پہنچتا ہے جو دنیا میں کسی کو حاصل نہیں[۳]۔"

حدیث شریف میں وارد ہے، ترجمہ:۔ حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:؛ تم میں کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کے والد، اس کے بچوں اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب و پیارا نہ ہو جاؤں[۴] (متفق علیہ)

ہر مسلمان کو چاہیئے کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنی جان و مال، ماں باپ، بال بچوں سے لیکر پوری ساری دُنیا و مافیہا تک سے زیادہ عزیز و محبوب رکھے۔ اور یہ فرضِ عین و شرط ایمان ہے۔

---

[۱] النساء: (۱۳۶) ع: (۲۰)

[۲] الاحزاب: (۶) ع: (۱)

[۳] تفسیر عثمانی ص۵۵۵، آگے لکھتے ہیں، اور اگر اس روحانی تعلق کی بناء پر کہدیا جائے کہ مومنین کے حق میں نبی بمنزلہ باپ کے بلکہ اس سے بھی بمراتب بڑھ کر ہے تو بالکل بجا ہوگا چنانچہ سنن ابی داؤد میں ہے "إنما أنا لكم بمنزلة الوالد۔۔۔" اور ابی بن کعب وغیرہ کی قرأت میں آیت ہذا کے ساتھ "وَهُوَ أَبٌ لَهُمْ" کا جملہ اسی حقیقت کو ظاہر کرتا ہے۔

[۴] مشکوٰۃ المصابیح ج۱ ص۱۲

قاضی عیاض نے حدیث روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں عرض کی، بہ تحقیق، آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ پیارے ہیں سوائے میری ذات، میری رُوح کے جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے. تو آپؐ نے اُن سے فرمایا، "لن یومن احدکم حتی اکون احبّ الیہ من نفسہ" تو حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کی، قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی، آپ مجھے میری جان سے --- جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے زیادہ پیارے ہیں۔" تو آپؐ نے فرمایا، "أَلْآنَ یَا عُمَرُ!"[۱] یعنی اب بات ٹھیک ہوگئی۔

حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات پاک کی محبت عین ایمان و محبت خدا ہے۔ ایک مقام میں آپؐ نے فرمایا، "ومن احبنی فقد أحب اللہ"[۲] آپ کی محبت و عظمت بجائے خود، آپ کے احباء و اقارب کی محبت و احترام اور آپ کی پسند والی اشیاء کی محبت و پسندیدگی بھی واجب و شرط ایمان ہے۔ علامہ شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں، کوئی شبہ نہیں کہ اہل بیت اور اقارب نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت و تعظیم اور حقوق شناسی اُمت پر لازم و واجب اور جزءِ ایمان ہے۔"[۳]

حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سالن میں کدو تلاش کر کے تناول فرما رہے ہیں تو میں اس دن سے کدو پسند کرنے لگا۔[۴] علامہ انور شاہ کشمیریؒ لکھتے ہیں کہ حضرت امام ابو یوسفؒ نے ایک شخص کے قتل کا، اس لئے حکم دیا کہ جب امام صاحب نے فرمایا کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کدو پسند فرماتے تھے تو اس نے کہا کہ مجھے کدو پسند نہیں۔[۵] یعنی اس نے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پسند والی چیز کو کیوں ناپسند کہا؟ اور آپ کی پسندیدگی و چاہت کا، کیوں لحاظ نہیں رکھا؟ انتہائی درجہ غور کا مقام ہے! آپؐ کی محبت و عظمت، آپ کی طبعی خواہش و چاہت کا کتنا بڑا مقام ہے! جس دل میں

[۱] الشفاء ج ۲ ص ۱۹ یہ حدیث امام بخاری اور دوسرے محدثین نے بھی روایت کی ہے۔

[۲] الشفاء ج ۲ ص ۳۶

[۳] تفسیر عثمانی ص ۶۴۶

[۴] الشفاء ج ۲ ص ۲۲

[۵] سنن ترمذی (۶) العرف الشذی شرح سنن ترمذی (ابواب الحج) ج ۱ ص ۱۸۳

آپ کی محبت وعظمت نہیں یا آپؐ کی خواہش وچاہت کا لحاظ واحترام نہیں اس دل میں ایمان ہی نہیں۔ ایسا شخص واجب القتل ہوتا ہے۔ ایمان وسارے اعمال اور ساری نیکیاں برباد ورائیگان۔

محمدؐ کی محبت، دین حق کی شرط اوّل ہے
اسی میں ہو، اگر خامی توسب کچھ نامکمل ہے — اقبالؒ

(III) تیسری شرط: تعظیم وتکریم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر ؛ نفس گم کردہ می آید جنیدؒ و با یزیدؒ اینجا [۵]

اجماع امت ہے اس بات پر کہ سیدنا محمد مصطفٰی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ساری خلق خدا میں سب سے عظیم ترین ومکرم ترین ہستی ومخلوق ہیں۔ ساری کائنات ومافیہا، آپؐ کے طفیل، آپؐ کے لئے اور آپؐ کے نور سے پیدا ہوئی۔ اور آپ خود اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے۔ پس، اللہ تعالیٰ کے بعد ساری کائنات، اس جہان اور اس جہان ومافیہا، سب کچھ سے آپؐ کی، زیادہ تعظیم وتکریم کرنی چاہیئے۔

تعظیم واحترام رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) شرط ایمان، جزءِ ایمان اور فرض عین بلکہ عین ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تعظیم وتکریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایمان کے درجہ وحکم میں شامل وشمار فرمایا ہے، ارشاد ہے، اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا

[۵] علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

ع۵ :- (اے حبیبؐ کرم) ہم نے تجھے گواہ وشاہد، خوشخبری وبشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا تاکہ (اے لوگو تم) اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور اس کی (رسول کی) تعظیم وتوقیر کرو۔

بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ ......الآیہ۔[1]

قاضی عیاض (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) لکھتے ہیں، "فاوجب اللہ تعالیٰ تعزیرہ و توقیرہ والزم اکرامہ وتعظیمہ۔ وقال ابن عباس تعزروہ تبجلوہ، وقال المبرد: تعزروہ تبالغوا فی تعظیمہ"[2] [عنہ]

مولانا اشرف علی تھانویؒ نے آپ کی تعظیم وتکریم کو واجب قرار دیتے ہوئے اپنی کتاب "نشر الطیب" میں اس پر ایک باب باندھا ہے۔ لکھتے ہیں، "چھتیسواں فصل آپ کی توقیر واحترام وادب کے وجوب میں" آگے فرماتے ہیں، "یہ بھی منجملہ آپ کے حقوق عظمت کے ہیں"۔[3]

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی، حقیقت میں، عظمت وشان کی کوئی حد وانتہا نہیں کہ ہم کہدیں کہ آپ کی، اس حد تک تعظیم وتکریم کی جائے۔ اس سلسلے میں، امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور کیا خوب فرماتے ہیں۔

دع مادعتہ النصاری فی نبیھم	واحکم بما شئت مدحا فیہ واحتکم[عہ]
وانسب الیٰ ذاتہ ماشئت من شرف	وانسب الیٰ قدرہ ماشئت من عظم
فانّ فضل رسول اللہ ﷺ لیس لہ	حد فیعرب عنہ ناطق بفم

حضور اقدس اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مجلس ودیوان، آپ کی صوت وآواز، آپ کی گفتگو ومکالمہ، آپ کا فیصلۂ مقدمات وحل معاملات، آپ کا ہر کلمہ وکلام اور ہر قول وعمل واجب التعظیم وواجب العمل ہے۔

[1]: سورۃ الفتح آیت ۹، ۴: ۱۷
[2]: الشفاء ج ۲ ص ۳۵
[3]: نشر الطیب ص ۲۶۸
[عہ]: قصیدہ بردہ ص ۶۱،۴ ص ۳۶۳ مجموعہ دلائل الخیرات مطبوعہ تاج کمپنی کراچی۔

عنہ: ترجمہ: پس واجب کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کی تعظیم وتوقیر اور لازم قرار دیا آپ کا اکرام واحترام حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تعزروہ یعنی آپ کی بہت زیادہ تعظیم کرو۔ اور امام مبرد فرماتے ہیں تعزروہ یعنی آپ کی تعظیم میں مبالغہ کرو۔ یعنی بے حد وبے کراں تعظیم کرو۔

عہ: ترجمہ: چھوڑ دے وہ جو نصاریٰ اپنے نبی کی شان میں دعویٰ کرتے تھے (کہ اسے خدا یا خدا کا بیٹا کہا کرتے) علاوہ ازیں (اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شان میں جو وصف ومدح تو چاہتا ہے کہدے۔ اور نسبت کردے آپ کی ذات پاک کے لئے جو شرف وعزت تو چاہتا ہے۔ اور نسبت کردے آپ کی قدر ومنزلت میں جو تعظیم وتکریم تو چاہتا ہے۔ کیونکہ فضل وشان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی حد وانتہا نہیں جو بولنے والا اپنے منہ وزبان سے اتنی آپ کی تعریف وتوصیف کرلے۔

رب العزت نے آپ کی مجلس و دربار اور آپ کی صوت وکلام کی تعظیم و تکریم کو اتنی بڑی قدر و اہمیت دی کہ ان کی عظمتِ شان میں آیاتِ قرآنی بھیجکر جلیل القدر و عظیم الشان صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو اس امر میں معمولی غفلت برتنے میں حبط اعمال کی وعید و تنبیہ فرمائی، ارشاد ہے، "یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ○"[1]

اس طرح، رب العزت نے، آپ کی عظمت و احترام کے پیشِ نظر آپ کے حجرات میں، بلا اذن داخلہ، آپ کے کھانے کے برتن میں نظر ڈالنا، آپؐ کو باہر سے بُلانا، آپؐ کو نام پکارنا، کسی معاملے میں آپ کے فیصلہ سے قبل فیصلہ کرنا آپ کی مجلس و دیوان سے بلا اذن نکلنا، آپ کی بنات کی موجودگی میں ان کے شوہروں کو کسی عورت سے شادی کرنا ناجائز و ممنوع قرار دیا۔ اسی طرح، آپ کی ازواج مطہرات کو اُمّہات المومنین قرار دیکر انہیں امت پر ابد تک حرام کر دیا۔

آپ کے شہر ولادت (مکہ مکرمہ) و شہر ہجرت (مدینہ منورہ) کو دنیا کے مقدس ترین مقامات قرار دیکر انہیں عظمتِ حرم سے معظم کر دیا۔ آپؐ کی مسجد الحرام کو ایک لاکھ نمازوں اور مسجد نبویؐ کو پچاس ہزار نمازوں کا درجہ عطا کر دیا۔ ایک طویل حدیث میں ارشاد ہے:۔

"وصلاتہٗ فی مسجدی بخمسین ألف صلاۃٍ وصلاتہ فی المسجد الحرام بمائۃِ ألفِ صلاۃ" رواہ ابن ماجہ[2]

(حاشیہ: [2] مشکاۃ المصابیح ج۱ ص۷۲، اربعین العینی ص۲۰، الباب السادس عشر فی فضل الصلاۃ فی المسجد و مراتب المساجد)

رب ذوالجلال نے ہر ہر لحاظ و ہر ہر حساب میں آپؐ کو لازوال و لایزال عظمت و کمال عطا فرمایا تھا۔ آپؐ کے موئے مُبارک میں شفا، لُعاب مُبارک میں شفا، دست مُبارک

[1] ترجمہ: اے مومنو اپنی آوازیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر اُونچی مت کرو۔ اور نہ آپؐ سے بات کرنے میں ایسے زور سے بات کرو جو تم آپس میں ایک دوسرے سے بات کرتے ہو۔ مبادا تمہارے اعمال گر کر نیست و نابود ہو جائیں اور تم کو پتہ نہیں ہوگا۔ الحجرات آیت (۲) ع (۱)

میں شفاء، لباس وجبہ مبارک میں شفا، آپ کی کلی وآبِ وضو میں شفا، یہاں تک کہ آپ کے بول ودم مبارک میں بھی شفا، آپ کے دست مبارک کی مس کردہ چیز کو نہ آگ جلائے نہ دوزخ۔

آپ کی تخلیق بے مثال، آپ کا بے مثال حسن وجمال! کیا تعریف کی جائے! کیا توصیف بتائی جائے! نہ قلم میں طاقت، نہ زبان میں قوت۔ بس، ہم یہ کہتے ہیں جو آپ کے شیدا شاعر نے کہا ہے۔ اور کیا خوب کہا ہے!

وَأَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي
وَأَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

(IV) چوتھی شرط: اطاعت واتباعِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اطاعت واتباع رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرض عین، واجب لازم اور عین ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اطاعت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنی اطاعت کی طرح مستقل درجہ وحیثیت[ع] دیتے ہوئے اسکی تعمیل کا حکم فرمایا۔ ارشاد ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ"[1] ترجمہ: اے ایمان والو، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی۔ ایک اور مقام میں اطاعت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنی اطاعت قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "وَمَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ"[2] ترجمہ:۔ جس نے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کی، سو اس نے بہ تحقیق اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ یعنی اطاعت خدا اطاعت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں ضم وشامل ہے۔ اور اس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ جس نے اطاعت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ کی اس نے اطاعت

[1] النساء، آیۃ: (۵۹) ع: (۸)

[2] النساء (۸۰) ع۔ (۱۱)

[ع] لہذا آپ کی اطاعت کو محض عطف کی پوزیشن میں رکھا بلکہ اس کے لیے الگ فعل لاکر "واطیعوا الرسول" فرمایا۔

خدا نہ کی۔ سو، مطیع رسول مطیع خدا اور عاصی رسولؐ عاصی خدا ہے۔ ایک مقام میں اتباعِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو شرط، اپنی محبت کو جزا اور اپنی محبّت کو موقوف اور اتباعِ رسولؐ کو موقوف علیہ قرار دیتے ہوئے اسے (اتباعِ رسولؐ کو) لوگوں کی مغفرت و بخششِ ذنوب کا وسیلہ و ذریعہ ٹھیرا کر رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اس ضابطۂ آسمانی کا، خلق خدا میں، اعلان کرنے کا ارشاد فرمایا، " قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ[۱]○ ترجمہ: کہدے (اے میرے حبیبؐ) اگر تم اللہ کو دوست رکھ رہے ہو تو میرا اتباع و میری پیروی کرو تو اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور بخشدیگا تمہارے گناہوں کو۔ اور اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔ ایک جگہ معاملات و مقدمات میں آپ کی تحکیم و اطاعت اور تسلیم و رضا بہ حکم و فیصلہ رسول اللہؐ کو شرط ایمان (موکد بہ قسم) قرار دیتے ہوئے فرمایا، " فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا[۲]○ ترجمہ: سو قسم ہے تیرے رب کی، وہ مومن نہ ہونگے یہاں تک کہ تجھ کو ہی منصف و حکم بنائیں ہر جھگڑے میں جو ان میں اُٹھے۔ پھر نہ پائیں اپنے دل میں تنگی تیرے فیصلے سے اور مان لیں (خوشی سے) مکمل طور پر۔

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی سند سے حدیث روایت کی ہے کہ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، " من أطاعني فقد أطاع الله ومن عصاني فقد عصى الله "[۳] ترجمہ:۔ جس نے میری اطاعت کی پس بہ تحقیق اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی سو بہ تحقیق اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ (اس حدیث میں آیت مذکورہ، " من يطع الرسول..... "الخ کی ترجمانی کی گئی ہے)

امام بغویؒ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی سند سے حدیث روایت کی ہے کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا، " لا يؤمن احدكم حتى يكون

[۱] آل عمران (۳۱) ع (۴)

[۲] النساء آیۃ: (۶۵) ع: (۹)

[۳] رواہ فی الشفاء ج۲ ص۲ قاضی عیاضؒ نے یہ حدیث مکمل اسناد کے ساتھ روایت کی ہے

ھواہ تبعا لما جئت بہ[۵]" ترجمہ :- مومن نہیں ہوگا کوئی تم میں سے یہاں تک کہ اسکی خواہش ہوجائے تابع ان احکام کی جو میں لایا ہوں۔

امام بخاری نے حضرت[۲] ابی سعید بن المعلی الانصاری کی حدیث روایت کی ہے کہ حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انہیں بلایا اور وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ پس وہ نماز پڑھ کر حاضر ہوئے۔ تو حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے پوچھا کہ کس بات نے تجھے میرے پاس آنے سے روکے رکھا؟ تو انہوں نے عرض کی کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا :-

اَلَمْ یقل اللّٰہُ عَزَّ وَجل : یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ[ع]..... ترجمہ :- کیا، خدائے عز وجل نے نہیں کہا، اے مؤمنو، حکم مانو اللہ کا اور رسول کا جب بلائے تمہیں .... الآیہ۔

یہ حدیث اطاعتِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اہمیت و فرضیت میں ایک انتہائی قوی حجت و دلیل ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی حجت ہو ہی نہیں سکتی کہ ایک بندۂ خدا بندگی خدا میں مصروف و مشغول ہے، ادھر سے حبیبِ خدا کا بلاوا آجاتا ہے تو خدا حکم دیتا ہے کہ لبیک کہتے ہوئے فوراً حبیبِ خدا کے دربار میں حاضر ہوکر آپ کے حکم کی تعمیل کرلے۔ یعنی نماز جیسی اہم و عظیم عبادت کے اندر بھی رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت و اتباع واجب لازم اور فرض عین ہوتا ہے کہ آپ کے بلاوے پر، نماز اسی حال میں چھوڑ کر دربار والا میں حاضر ہو اور آپ سے بات چیت کرکے تعمیل حکم کے بعد اجازت ملنے پر اپنی نماز اسی رکن سے آگے جاری کرلے جہاں وہ چھوڑ کے چلا گیا تھا اور اسکی نماز اس درمیانی فعل و عمل سے نہیں ٹوٹتی۔ امام سیوطی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) یہ حدیث روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں :-

"وانہ یجب علیہ اجابتہ اذا دعاہ ولا تبطل صلاتہ[۳]"

ترجمہ :- اور یہ کہ واجب ہوتی ہے نماز گذار اُمتی پر آپ کے حکم کی تعمیل، جب آپ

[۵] :- رواہ فی شرح السنۃ، مشکاۃ المصابیح ج۱ ص۳۰
[۲] :- الخصائص الکبریٰ ج۲ ص۲۵۳
امام سیوطی نے یہ حدیث امام بخاری کی اسناد سے روایت کی ہے ہم نے اسکا طوالت کے خوف سے ترجمہ بیان کیا
[ع] :- اذا دعاکم لما یحییکم، یعنی جب تمہیں بلائے اس امر کیلئے جو تمہیں زندگی و حیات بخشتا ہے۔
[۳] :- الخصائص الکبریٰ ج۲ ص۲۵۳

اسے بلالیں۔ اور باطل نہیں ہوگی اسکی نماز۔ کیونکہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا بلاوا اللہ تعالیٰ کا بُلاوا، نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حضور اللہ تعالیٰ کا حضور اور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا کلام وخطاب اللہ کا کلام وخطاب ہے۔

امام اسمٰعیل حقی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اس آیت کے تحت لکھتے ہیں، " ودعائہ بامر اللہ تعالیٰ فھو دعاء اللہ تعالیٰ ولذا وحد الفعل إذا دعاکم لما یحییکم "[۱] اسی وجہ سے علامہ شبیر احمد عثمانی شاہ صاحب کے حوالے سے لکھتے ہیں، " نبیؐ نائب ہے اللہ کا۔ اپنی جان ومال میں اتنا تصرف نہیں چلتا جتنا نبیؐ کا چلتا ہے۔ اپنی جان دہکتی آگ میں ڈالنا روا نہیں۔ اور اگر نبیؐ حکم دیدے تو فرض ہو جائے۔[۲]

تَنْبِیْہُ الْغَافِلِیْنَ : بعض احباب اس غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ اطاعت واتباع رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) محض امور دین واحکام شریعت میں واجب التعمیل ہے۔ دنیوی معاملات میں نہیں۔ یہ بہت بڑا مغالطہ وغلط فہمی ہے۔ بلکہ اطاعت و اتباع رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دین ودُنیا کے اُمور ومعاملات سب میں واجب و لازم ہے۔ امام اسمٰعیل حقیؒ لکھتے ہیں، "والاستجابۃ للرسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بالمتابعۃ فی الاقوال والأحوال والافعال"[۳] ترجمہ :۔ اور قبولیت فرمان رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے مقصد تمام اقوال، حالات اور افعال (سب) میں (آپؐ کی) متابعت و پیروی کرنا۔

چونکہ اطاعت واتباع رسول سے متعلق ساری آیات واحادیث مطلق وعام ہیں لہٰذا آپ کی اطاعت واتباع زندگی کے سارے اُمور ومعاملات، دینی ودنیوی، سب پر شامل وحاوی ہیں، مزید براں، واقعہ، حضرت بی بی زینبؓ بنت جحش اس سلسلے میں بہت بڑی حجت ودلیل ہے۔ جبکہ انہیں، حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت زید بن حارثہ (رضی اللہ عنہ) سے نکاح کرنے کا کہا تھا اور حضرت عبداللہ بن جحش (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بھی امر

[۱]: ترجمہ: اور آپؐ کا بلاوا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے پس وہ اللہ تعالیٰ کا بلاوا ہے۔ اور اس لیے فعل کو واحد صیغہ میں لایا: "اذا دعاکم لما یحییکم" میں۔ تفسیر روح البیان ج۳ ص۳۳۱ مطبوعہ بیروت۔ امام اسمٰعیل حقی رح

[۲]: تفسیر عثمانی ص۵۵۶ مطبوعہ: شاہ فہد پرنٹنگ کمپلکس مدینہ منورہ علامہ شبیر احمد عثمانی رح دیوبندی

[۳]: تفسیر روح البیان ج۳ ص۳۳۲۔

کیا تھا کہ یہ نکاح کرایا جائے۔ انہوں نے اس خیال سے کہ زید غلام ہے اور وہ قرشی ہیں، عرض کیا کہ ہم جا کر آپس میں مشورہ کریں گے۔ تو ربّ العزت نے اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اس (دنیوی) امر کو حتمی ولازمی قرار دیتے ہوئے ان لوگوں کو آپ کے امر و حکم کے مقابلہ میں مشورہ کرنے کا بھی اختیار واجازت نہیں دی۔ اور وحی بھیج کر اس مشورہ کو نافرمانی و گمراہی قرار دیتے ہوئے انہیں تنبیہ فرمائی[۱]۔ وہ، اللہ تعالیٰ کی اس وعید شدید پر اپنا ارادہ بدل کر فوراً حاضر خدمت ہوئے اور اپنی قرشیت و زید کی غلامیت کا تقابلی تصور وخیال یکسو کرکے آپ کے حکم ومنشا کی تعمیل و تکمیل کی۔

اسی طرح، اللہ تعالیٰ نے بنی نوعِ جانّ و بنی نوعِ انسان کی دونوں زندگیوں (دینی و دنیوی) کے تمام شعبہ جات کے لئے نقش پائے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو مشعلِ راہ بنا کر فرمایا، "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"[عہ]...... الآیۃ
ایک جگہ نافرمان کو قرآن کی وعید وانتباہ آیا ہے "فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ"[۲]

مولانا شیخ سعدی شیرازی (رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں:-

خلاف پیغمبر کسی رہ گزید ❂ کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید

ایمان بالرسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ارکانِ اربعہ میں شوق وشغف اور انقیاد وایقانِ صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور عمل واذعانِ مشائخ وائمہ (رحمہم اللہ تعالیٰ)

اب ہم اس باب میں صحابۂ کرام وسلف صالحین کے چند اہم واقعات وحالات بیان کریں گے۔ تاکہ مسلمین کو پتہ چلے کہ "ایمان بالرسول" کسے کہتے ہیں۔ اور پھر اپنا اندازہ لگا کر دیکھیں کہ وہ کتنے پانی میں ہیں اور چونکہ یہ مقدمہ وتمہید ہے اس میں تفصیل وتشریح کی گنجائش نہیں

۱: الاحزاب: (۳۶) ع (۵)

۲: ترجمہ: پس چاہیے کہ ڈر جائیں وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہیں آپ کے حکم سے اس بات سے کہ انکو کوئی آفت آپہنچے (اس دنیا میں) یا پہنچے انکو ایک عذاب دردناک (آخرت میں) سورۃ النور (۶۳) ع (۹)

عہ: ترجمہ: البتہ بہ تحقیق ہے تمہارے لیے رسول اللہ (کے طریقے) میں بہترین نمونہ (سورۃ الاحزاب (۲۱) ع (۳)

لہٰذا ان واقعات کے صرف عنوانات تحریر کرلیتے ہیں۔

حضرت علی (کرم اللہ وجہہ) نے فرمایا، "کان، واللہ احب الینا من اموالنا و أولادنا وآبائنا وأمھاتنا ومن الماء البارد علی الظماء[۱]"

عروہ بن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سفیر قریش نے جب بمقام حدیبیہ دربار نبوی و نظم صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نقشہ دیکھا تو قریش سے جا کر کہا، ترجمہ: میں کسریٰ، قیصر اور نجاشی کے پاس ان کی سلطنت کے دوران حاضر ہوا ہوں، اور خدا کی قسم، میں نے ہرگز کسی قوم میں ایسا کوئی بادشاہ نہیں دیکھا جیسا کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں اپنی قوم میں۔ اور البتہ بہ تحقیق، میں نے ایسی قوم (صحابہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دیکھی جو ابد تک آپؐ کو حوالہ نہیں کریں گے۔"[۲]

جنگِ اُحد میں، ایک عورت (صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا باپ، بھائی اور شوہر سب شہید ہو گئے اور وہ بار بار یہ پوچھ رہی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا کیا حال ہے؟ مجھے وہ دکھاؤ۔ جب انہوں نے آپؐ کو دیکھا تو خوشی سے پھولے نہ سمائیں اور کہنے لگیں: "کل مصیبۃ بعدك جلل"[۳] حضرت زید بن دثنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کفار نے پوچھا، جب انہیں گرفتار کر کے قتل کے لئے نکال لائے تھے، کیا آپ کو یہ پسند ہے کہ آپ کی جگہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قتل کئے جائیں اور آپ اپنے گھر میں ہوں۔ تو انہوں نے کہا خدا کی قسم، میں یہ نہیں چاہتا کہ سیّدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنے مکان میں ایک کانٹا لگ جائے اور میں اپنے گھر والوں میں (صحیح سلامت) بیٹھا رہوں۔"[۴] ایک عورت نے آپؐ کی قبر اقدس پر رو رو کر (آپ کی محبت و فراق میں) جان دیدی[۵]۔ رئیس المنافقین عبد اللہ بن اُبی نے

[۱]: ترجمہ: خدا کی قسم، تھے (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمیں زیادہ محبوب ہمارے مالوں، ہماری اولاد، ہمارے ماں باپ سے اور ٹھنڈے پانی سے سخت پیاس کی حالت میں۔ الشفاء۔ ج۲ ص۲۲

[۲]: عروہ نے دیکھا کہ صحابہ کرامؓ آپؐ کی بے انتہا تعظیم و تکریم کرتے تھے جب آپؐ وضو فرماتے تو وہ وضو کا پانی لیکر اپنے چہروں اور بدن پر ملتے تھے۔ اور اسپر آپس میں لڑنے تک آجاتے۔ آپ جو تھوک پھینکتے وہ اسے لیکر اپنے چہروں پر ملتے۔ اگر کوئی بال گرتا وہ اسے فوراً جھپٹ لیتے۔ اگر آپؐ کوئی حکم فرماتے تو وہ ایک دوسرے سے پہل کرتے اور جب آپ بات فرماتے تو وہ اپنی آوازیں م
م نیچے کرتے۔ آپؐ کے سامنے اپنی نظریں آپ کی عظمت و تعظیم کے باعث آپ کے چہرہ مبارک پر نہ جماتے۔ الشفاء ج۲ ص۳۹

[۳]: ترجمہ: ہر مصیبت آپؐ کے بعد آسان ہے یعنی آپ کی صحت و سلامتی کے بعد دوسری مصیبتیں کچھ نہیں۔ الشفاء ج۲ ص۲۲

[۴]: الشفاء ج۲ ص۲۳۔ ابو سفیان اور کفار قریش یہ چاہتے تھے کہ وہ صرف یہ بات کہدے تو اسے چھوڑ دیں گے۔ لیکن اس شیدائی رسولؐ، صحابیؓ نے اپنی جان عزیز قربان کرنا پسند کیا اس سے کہ اسکے محبوبؐ آقا کے جسم اطہر کو کانٹا چبھ جائے۔[۵] الشفاء۔ ج۲ ص۲۳

آپؐ کی اور صحابہؓ کی شان میں گستاخی کرکے کہا تھا کہ، واپسی پر ہم معزز ین شہر ان ’’اذلّہ‘‘ کو نکال باہر کردیں گے۔ اس پر اس کے لڑکے، عبداللہؓ نے (جو صحابی مخلص اور شیدائی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے) دربار نبویؐ میں عرض کی، ’’ لو شئت لاتیتك برأسه، یعنی اباہ‘‘ ترجمہ، اگر آپ چاہیں (یعنی اجازت دیدیں) تو میں اسکا سر کاٹ کر آپؐ کی خدمت میں لاؤں، یعنی اپنے باپ کا‘‘ (لیکن رحمۃ للعلمین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اجازت نہیں دی) پھر انہوں نے آپ کے اعزاز واکرام اور محبت وعظمت کی خاطر جاکر اپنے باپ کو راستے پر پکڑا اور للکار کر کہا کہ اگر تو یہ اقرار نہ کرے کہ عزت اللہ اور اس کے رسول کی ہے تو میں تیری گردن ماردونگا۔ اس نے قسم کھاکر کہا، ’’ اشهد أن العزة لله ولرسوله وللمومنین،‘‘ تب انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ’’جزاك الله عن رسوله وعن المؤمنین خیرًا‘‘[۲]

اسامہ بن شریک (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) روایت کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دربار آیا، دیکھا کہ آپ کے اصحاب آپؐ کے اِردگرد اس طرح بیٹھے ہیں گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں[۳]۔ اور یہی، صحابہ کرامؓ کا وتیرہ وطریقہ تھا کہ آپ کے اعزاز وعظمت کے پیش نظر دربارِ نبوی میں اس طرح بیٹھ جاتے کہ اگر کوئی پرندہ آجاتا تو انہیں بے حس و بے حرکت دیکھ کر ان پر بیٹھ جاتا تو بیٹھ جاتا۔ صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) آپؐ کی فرط تعظیم و محبت کے باعث، آپؐ کے آب[عہ] وضو، آب غسل[عہ] اور خون حجامت[سہ] کو، قطعاً زمین میں گرنے نہ دیتے بلکہ پی لیا کرتے۔ حضرت اُمّ ایمن اور بَرّہ وغیرہ نے آپؐ کے بول مُبارک سے پی لیا تھا تو آپ نے انہیں، درد شکم ونار جہنم سے نجات کی خوشخبری دی[۴]۔ حضرت ابولبابہ نے اپنے آپ کو ایک غلطی کی سزا میں ستون سے باندھ لیا۔ سات آٹھ دن کے بعد ربّ العزت نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ لیکن اس عاشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی قید وبند کھولنے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ جب تک میری رسیاں رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے دست مُبارک

[۱] الشفاء ج۲ ص۲۰
[۲] تفسیر روح البیان ص۵۳۹ ص۵۳۵ سورۃ المنافقون
[۳] الشفاء ج۲ ص۳۸
[۴] الخصائص الکبریٰ ج۲ ص۲۵۲
عہ: صحابہ برکت حاصل کرنے کی خاطر آپؐ کے آب وضو لینے کے لئے آپس میں پڑتے پر پانی لیکر اپنے بدن اور چہروں پر مل لیتے۔ صحیح بخاری ج۱ کتاب الوضوء۔
عہ سہ الخصائص الکبریٰ ج۲ ص۲۵۲

سے نہ کھولیں میں یہیں بندھا رہونگا ۱؎۔ حضرت کعب بن مالک ہلال بن امیہ اور مرارہ بن الربیع
(رضی اللہ تعالٰی عنہم) غزوۂ تبوک میں لشکرِ اسلام کے ساتھ نہیں گئے۔ انکی سزا یہ ٹھیری کہ انکے
ساتھ کوئی بات چیت نہیں کرسکتا۔ چالیس دن کے بعد بال بچوں سے بائیکاٹ کا حکم ہوا۔
یہ دن بہت سخت تھے۔ زندگی تنگ و تلخ اور زمین تنگ و تاریک ہوچکی تھی۔ لیکن پھر بھی
انہیں اپنی زندگی، اپنی دُنیا اور اپنے گھر بار کی فکر نہ تھی۔ اگر فکر تھی تو یہ تھی کہ وہ محبت و
دیدار رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم سے محروم ہو کر آپ کی خفگی و غضب میں آگئے ہیں اور رو رو کر کہتے کہ اگر
ہم اس حال میں مرجائیں تو ہمیں محبوبِ خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نمازِ جنازہ نہیں پڑھائیں گے۔ اور
آپ کے دیدار و شفقت سے ہم محروم رہ جائیں گے۔ شاہ غسان کا اعزازی دعوت نامہ
مل جاتا ہے تو حضرت کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ اسے نذرِ آتش کرتے ہیں۔ پچاس دن کے بعد توبہ
قبول ہوجاتی ہے تو وہ بشارت دینے والے کو اپنے کپڑے نکال کر دیتے ہیں۔ اور خیبر کے علاوہ
ساری املاک کو اس خوشی میں صدقہ کرتے ہیں ۲؎ ۔

جب آیت، "لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ" نازل ہوئی تو حضرت ثابت بن قیس (رضی اللہ تعالٰی عنہ)
نے گھر میں اپنے آپکو باندھ کر کہا کہ جبتک نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حکم اسے کھولنے کا نہ آئے وہ
باندھا رہیگا کیونکہ انکی آواز فطرتاً بلند تھی۔ اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما
آپ کی آواز و دربار کے اعزاز و احترام کے پیش نظر ایسی دھیمی آواز سے بات کرتے کہ گویا
راز کی بات کر رہے ہیں ۳؎

انصار صحابہ (رضی اللہ تعالٰی عنہم) نے آپ کے حکم مؤاخاۃ پر اس طرح عمل کرکے دکھایا کہ دنیا
دنگ رہ گئی۔ ہر انصاری نے اپنے سارے مال و جائداد کا پورا نصف اپنے مہاجر بھائی کو
دیدیا۔ اپنی دو بیویوں میں سے ایک کو طلاق دیکر اپنے بھائی سے نکاح کرادیا۔

امام مالک ۴؎ (رضی اللہ تعالٰی عنہ) مدینہ منورہ میں کسی سواری پر سوار نہ ہوتے۔ اور گلیوں
میں دیوار کے ساتھ چلتے کہ ان کے درمیان میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) چلے تھے۔

الغرض: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و سلف صالحین رحمہم اللہ نے حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و عزت،

۱؎: تفسیر عثمانی ص ۲۳۸، ص ۲۳۹۔
۲؎: تفسیر عثمانی ص ۲۷۲، ص ۲۷۳
۳؎: الشفاء ج ۲ ص ۳۹
۴؎: امام صاحب فرماتے تھے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ میں اس زمین پر گھوڑے وغیرہ پر سواری کروں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ اور فرماتے تھے کہ گلیوں کے درمیان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلے ہیں تو جہاں آپ کے قدم مبارک رکھے گئے ہیں وہاں میں اپنا قدم نہیں رکھ سکتا۔ اس لئے وہ دیواروں کے ساتھ چلتے۔

تعظیم وتکریم اور اتباع واطاعت میں اپنے "ایمان بالرسول" کے وہ عدیم المثال کردار وکارنامے پیش کئے کہ جنکی نظیر ومثال تاریخ دنیا پیش نہیں کر سکتی۔

الفتوی المتین کی، "ایمان بالرسول" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں اہمیت وضرورت

اوراق وصفحات مذبورہ میں، "ایمان بالرسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جو توضیح و تشریح کی گئی ہے، یہ کتاب، "الفتوی المتین" انکے ثبوت واثبات میں ایک برھانی وقانونی قاموس ہے۔ علاوہ ازیں یہ مجموعہ، ایمان ونفاق اور مومن ومنافق، حق وباطل اور کفر واسلام کے درمیان کسوٹی اور مقیاس الحرارت کی حیثیت رکھتی ہے۔

چونکہ جشن ومحفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا موضوع ومضمون، ایمان بالرسول محبت وعظمت رسول، تعظیم وتکریم رسول اور اطاعت واتباع رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تبلیغ وتدریس ہے۔ اور یہی دعوت اسلام کا، بعد از توحید مقصود ومعہود ہے۔ اور یہی، سیرت وصفات اور معجزات وکمالات رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے تذکرہ و بیان کا لب لباب ومعہود ومراد ہے۔

پس جو شخص محفل میلاد اور ذکر وتذکرۂ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا منکر و مخالف ہو، وہ "ایمان بالرسول، محبت وعظمت رسول، تعظیم وتکریم رسول اور اطاعت واتباع رسول" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا منکر ومخالف ہے۔ اور اسے ذات وصفات رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے نفرت وعداوت ہے اور جسے، ذات وصفات رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے نفرت وعداوت ہو، وہ کافر و منافق ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ: "وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ[1] مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ط

[1] النساء (۱۱۵) ع (۱۷)

وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾ ع

ترجمہ:- اور جو کوئی مخالفت کرے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بعد اسکے کہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ اور تابع ہوا (چلے) مسلمانوں کے راستے کے خلاف تو ہم حوالہ کریں گے اسکو وہی راستہ ومسلک جو اس نے اختیار کیا۔ اور ڈالدیں گے ہم اسکو دوزخ میں۔ اور وہ بہت بُری جگہ ہے۔

ایک جگہ ارشاد ہے، "مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۸﴾"[۱] اور جس شخص کے دِل میں بغض و عداوت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہو اور آپؐ کے تذکرہ وصف کو پسند نہ کرتا ہو وہ بالیقین منافق ہے۔ اسکا ظاہری ایمان و اعمال اور زبانی کلمہ وشہادت قطعًا اور ہرگز منظور و قابلِ قبول نہیں ہوگا۔ ارشاد قرآن، "اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ"[۲] ○ اور پکے مومن وسچے محبِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جشن ومحفل میلاد سے بڑا شوق وشغف ہوتا ہے اور بڑی کثرت سے آپؐ کا ذکر وتذکرہ کیا کرتے ہیں۔ قاضی عیاضؒ لکھتے ہیں، "وَمِنْ علامات محبة النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)[۳] کثرة ذکرہ لہ فمن أحب شیئًا أکثر ذکرہ" اس طرح، وہ آپؐ کا جشن ومحفل میلاد مناتے ہوئے اپنے راسخ ایمان بالرسول، سچی محبت رسول، تعظیم وتکریم رسول اور اطاعت واتباعِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جذبہ ودعوٰی کی تصدیق واظہار کرتے ہیں۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں، "فالصّادق فی حب النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

---

۲ محض دھوکہ سے زبانی کہتے ہیں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ لہٰذا وہ اپنے اس دعوٰی اور شہادت میں جھوٹے ہیں۔ ویسے آپ کی رسالت میں کوئی شک نہیں۔ اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ (المنفقون (۱) ع (۱)

۳: ترجمہ اور محبت نبیؐ کی علامات میں سے آپ کی کثرت ذکر ہے کیونکہ جو کوئی کسی شے کو دوست رکھتا ہے تو اسکا، کثرت سے ذکر وتذکرہ کرتا ہے۔ الشفاء ج۲ ص۲۵ ۴: پس حب نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں سچا آدمی وہ ہے جس پر اسکی (حب نبیؐ کی) علامت ظاہر ہو۔ الشفاء ج۲ ص۲۴

۵۱ البقرہ (۹۸) ع (۱۲) ترجمہ: جو کوئی دشمن ہو اللہ کا اور اسکے فرشتوں کا اور اسکے پیغمبروں کا اور جبریل کا اور میکائیل کا، تو اللہ دشمن ہے ان کافروں کا۔ یعنی جو کوئی رسول کا دشمن ہو وہ کافر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کا دشمن ہے۔
۵۲ ترجمہ: جب آئیں تیرے پاس منافقین کہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو بیشک رسول ہے اللہ کا۔ اور اللہ جانتا ہے کہ تو بیشک رسول ہے اسکا۔ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک منافقین جھوٹے ہیں۔ کیونکہ ان کے دل میں نہ آپؐ کی سچی محبت ہے نہ سچی شہادت وہ دل میں آپؐ کو رسول نہیں مانتے

من تظہر علامۃ ذلك علیہ ؟

ہم نے کتاب ہذا میں، خالق میلاد، مالک میلاد، کلامِ پاک و حدیثِ پاک، ائمہ و مشائخ اہلِ سنت اور قیاس و اجماعِ اُمت سے جشن و محفلِ میلاد کے ثبوت و اثبات میں نہایت قوی اور مستند حجج و دلائل لاکر اس مسئلہ کو روزِ روشن کی طرح واضح کردیا۔ پھر بھی اگر کوئی ان سب کو نہ مانے تو ایسے متعصب منکر کو منواکر ہدایت پر لانا ہمارے بس کی بات نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ، "مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا ﴿۱۷﴾

وجہِ تصنیفِ کتاب، اظہارِ شکریہ احباب و التجا بدرگاہِ ربُّ الارباب

میں، ایک دن اپنے دوست ملا احمد اور پروفیسر علی بخش دشتی صاحبان کے کتاب گھر میں بیٹھے اخبار پڑھ رہا تھا اور وہ میری کتاب، "مشکل است" دیکھ رہے تھے۔ اتنے میں، ایک سفید پوش نورانی چہرہ شخص تشریف لائے۔ ہم لوگوں نے انہیں "خوش آمدید" کہتے ہوئے فریضہ سنت ادا کیا، دشتی صاحب نے ہمارے درمیان تعارف و تعریف کی سفارت کے فرائض انجام دیئے اور ساتھ ساتھ میری کتاب کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے اس بزرگ کو ملاحظہ کے لئے دیدی۔

وہ مشرف مہمان، سندھ کے پیر عبدالمجید تجانی صاحب تھے۔ کتاب کے مُلاحظہ و مُطالعہ کے بعد وہ مجھ سے پوچھنے لگے کہ مکران میں محفلِ میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیوں نہیں مناتے؟ میں نے اسکی وجوہات بتلاتے ہوئے کہا کہ سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کو محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے فضائل و درجات معلوم نہیں۔ اور وہ اس کے اجر و ثواب اور دینی و دنیوی مفادات سے لاعلم و بے خبر

ہیں۔ پھر میں نے محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے کچھ فضائل کا اجمالی تذکرہ و بیان کرتے ہوئے کہا کہ مکران میں چونکہ ذگری فرقہ پھیلا ہوا ہے جو ارکان اسلام اور ختم نبوت کا منکر و مخالف اور رسول کرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اوصاف و صفات سے بے خبر و ناواقف ہے، لہٰذا علماء پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ مکران کے گوشہ گوشہ میں محافل میلاد منائیں اور ان مجالس و محافل میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خصوصی اوصاف وصفات اور فضائل و معجزات کا تذکرہ و بیان اور آپؐ کے درجہ رسالت و ختم نبوت کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے لوگوں کو باطل مذاہب و کاذب مدعیانِ نبوت سے تفصیلی صورت میں متنبہ و آگاہ کریں۔ تاکہ مُسلمان آپ کا صحیح درجہ و مقام پہچان کر اپنے دین اسلام میں مضبوط و مستحکم رہیں۔ اور ذگری لوگ، آپکی عظمت و حقیقت رسالت اور شانِ ختمِ نبوّت سے صحیح معنوں میں مطلع و باخبر اور ذگریت کی بے بنیادی و بطلان سے آگاہ ہو کر اسے چھوڑ دیں اور آپؐ کی محبت و عظمت اور اتباع و اطاعت کے شائق و مشتاق ہو کر اسلام قبول کرلیں۔ اس طرح، اس علاقے میں ماہ بہ ماہ ایسی مجالس و محافل منعقد کی جائیں اور اس تبلیغ و تدریس کا سلسلہ مسلسل جاری رکھا جائے۔ مکران میں تحفظ ختمِ نبوت و اشاعت اسلام کی کامیابی کا یہی واحد طریقہ اور یہی کامیاب ذریعہ ہے۔

پیر صاحب موصوف ان توجیہات و تشریحات سے اس قدر متاثر و خوش ہوئے کہ اُٹھ کر میری پیشانی پر بوسہ دیا اور مجھے میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایک کتاب لکھنے کی فرمائش کرتے ہوئے اسکی طباعت و اشاعت کے تمام اخراجات کی پیش کش فرمائی۔ ہیں، اگرچہ اپنے گنہگار دست و دل کے ساتھ، حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سیرت و صفات پاک پر کتاب لکھنے کا اہل و قابل نہ تھا، اور پھر اپنی بے سروسامانی اور کثرت مشاغل و مصروفیات کے باعث بھی اس اہم و عظیم ذمہ داری اُٹھانے کی

جرأت نہیں کرسکتا تھا۔ لیکن تاہم میں نے اسے اپنے لئے باعثِ عزت وسعادت اور ذریعۂ مغفرت وشفاعت سمجھ کر قبول کیا۔ اور اس باعث پیر صاحب کا ہمیشہ شکر گذار واحسان مند رہوں گا کہ اُنہوں نے مجھے یہ عظیم الشان سعادت نصیب کروادی۔ اور پھر اپنے ان تمام احباب عُلمائے دین کا تادمِ زیست رہین منّت رہوں گا کہ انہوں نے اس تصنیفی بحرِ بے کراں کے، میرے سفرِ بے سامان میں کتبِ حوالہ جات کی کشتیاں فراہم کرکے میری مدد اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ خَیْرَ الْجَزَاءِ!

اب میں اپنے اور پیر تجانی صاحب کی خاطر کیا مانگوں؟ کیا دُعا کروں؟ میں تو کچھ نہیں جانتا۔ بس ہم شہنشاہ دوجہان کی درگاہ عالیجاہ میں دست بستہ کھڑے ہوکر عرض کرینگے۔ الصّلاۃ والسّلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم حضور، ایک نظرِ کرم، ایک نظرِ رحمت، دربانی وخاکروبی روضۂ اکرم! اِلتجاء ہے کہ ربّ العزّت مجموعۂ ہذا کو قبول فرماتے ہوئے اہلِ عالم کو اس سے مستفید ومستفیض فرمائے! آمین!

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

عینی بلوچ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَوَّرَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ بِنُوْرِ سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَاَشْرَفِ الْمَخْلُوْقَاتِ وَاَفْضَلُ الصَّلَوٰاتِ وَاَجْمَلُ التَّسْلِیْمَاتِ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ وَاَزْوَاجِہِ الطَّیِّبَاتِ الطَّاھِرَاتِ اُمَّھَاتِ الْمُوْمِنِیْنَ وَالْمُوْمِنَاتِ وَعَلٰی اَھْلِ الْمَحَافِلِ لِمِیْلَادِ سَیِّدِ السَّادَاتِ عَلَیْہِ اَدْوَمُ الصَّلَوٰاتِ وَاَکْرَمُ التَّسْلِیْمَاتِ۔

مثل نورہٖ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِہٖ[۱] کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ ط اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ ط اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓئُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ ط نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ط یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ط وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ط وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ○

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ○ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ ○ وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ ○ لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمِ

[۱] حضرت کعب الاحبار اور حضرت ابن جبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتے ہیں: "المراد بالنور الثانی ھنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقولہ تعالیٰ مثل نورہ ای نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"۔ الشفا ج۱ ص۱۰

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

الاستفتاء

۱- کیا میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا جشن و جلسہ منانا اور اسکی خاطر جلوس نکالنا جائز ہے ؟

۲- کیا ، اس کا ، قرآن وحدیث میں کوئی ثبوت ملتا ہے ؟

۳- کیا ، حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے محفل میلاد منائی تھی ؟

۴- کیا ، جشن و محفل میلاد منانا بدعت و حرام نہیں ؟

الجواب

۱- جشن و جلسہ میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منانا اور اسکی خاطر جلوس نکالنا بالکل جائز ہے۔

۲- قرآن وحدیث میں محفلِ میلاد منانے کا ثبوت موجود ہے۔

۳- حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے خود اور صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے بھی محفل میلاد منائی تھی۔

۴- جشن و محفلِ میلاد منانا نہ بدعت ہے نہ حرام۔ بلکہ سنت و ثواب ہے۔

اب انشاء اللہ العزیز کتاب ہذا "الفتوی المتین" میں، استفتاء کے ایک ایک جزء کا مندرجہ ذیل پانچ طرق سے مفصّل و مدلل طور پر جواب دیتے ہوئے جشن و محفل منانے کا ثبوت ثابت کریں گے۔

① اسماء وصفات نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ② قرآن حکیم ③ احادیث شریف، سنت نبی کریم وعمل صحابہ کرامؓ ④ قواعد اصول و منطق اور کلیات و نکات فلسفہ ⑤ علمائے کرام و مشائخ عظام کے تحقیقی فتاویٰ۔

(بقیہ) امام خازن فرماتے ہیں، "وقیل وقع ھٰذا المثیل لنور محمد صلی اللہ علیہ وسلم قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ، أخبرنی عن قولہ تعالیٰ "مثل نورہ کمشکوٰۃ"، قال کعب ھٰذا مثل ضربہ اللہ تعالیٰ لنبیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فالمشکوٰۃ صدرہ والزجاجۃ قلبہ والمصباح فیہ النبوۃ توقد من شجرۃ مبارکۃ ھی شجرۃ النبوۃ یکاد نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم وأمرہ یتبین للناس ولو لم یتکلم بہ أنہ نبی کما یکاد ذٰلک الزیت یضیئ ولو لم تمسسہ نار" تفسیر خازن ج ۳ ص ۳۳۲
امام علاء الدین علی بن محمد الخازن، بہرحال یہاں "مثل نورہ" سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہی مروی ہے۔ تفسیر خازن۔ ج ۳ ص ۳۳۲۔ ذکر حسین ص ۱۵ ص ۱۶۔ علامہ مفتی محمد شفیعؒ اوکاڑوی

الحصۃ الاولیٰ فی اسماءِ النبیّ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) العظیمۃ وصفاتہ الکریمۃِ

پہلا حصہ، نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اسمائے عظیمہ وصفاتِ کریمہ کے بیان میں

اس حصے میں ہم حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نامہائے نامی وصفاتہائے گرامی پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے مدلل طریقے سے اصل مدعا ثابت کریں گے، کہ، میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محفل وجشن مناکر اپنی خوشی کا اظہار کرنا، نہ صرف جائز بلکہ واجب وباعث اجر وثواب ہے۔ وھو المستعان وعلیہ التکلان

حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اسمائے مبارک بیشمار ہیں جن میں سے کچھ قرآن حکیم، کچھ احادیث شریف میں اور کچھ سابقہ کتب میں مروی ہیں۔

قرآنِ حکیم میں اوصاف واسمائے رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مختلف اوصاف والقاب سے یاد فرماکر دنیا وعقبیٰ میں سارے انبیاء و اولیا اور ساری خلقِ خدا کی مقتدائی وپیشوائی عطا فرمائی۔

کہیں ارشاد فرمایا، "یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ"! کہیں خطاب کیا، "یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ"! کہیں کہا "یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ"! اور کہیں، "یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ"! کہیں فرمایا، "طٰہٰ"، کہیں، "یٰسٓ"، کہیں "حٰمٓ"، کہیں، "طٰسٓ"، کہیں "حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ" فرمایا، کہیں، رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ کہیں فرمایا "اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ

وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا " کہیں، القاب، "اَلسَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ" سے یاد فرمایا، کہیں، خطاب "عَبْدُهٗ"، کا تاج پہنایا اور کہیں خطاب، "دُرِّيَتِيم" کی خلعت بخشی. کہیں، "اَلنَّبِيُّ الْاُمِّيُّ" کی صفت عطا فرمائی. اور کہیں، وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ" کی دولت بخشی. کہیں، آپؐ کے حسن وجمال کی، "وَالضُّحٰى" سے قسم یاد کی اور کہیں زلف مشکین کی یاد میں، "وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى" بھیجی. کہیں، "كَافَّةً لِّلنَّاس" کی سلطنت عظمیٰ کی سرداری دیدی اور کہیں، وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى" سے شفاعت کبریٰ کی خوشخبری سُنادی، کہیں، القاب، "نور" سے سُرور عطا کیا. کہیں خطاب، "بَشِيْرٌ" سے حضور عنایت کی. کہیں آپؐ کے اوصافِ حمیدہ واخلاق کریمہ کی، "وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ" سے تعریف وتوصیف فرمائی. کہیں آپؐ سے، کفار کی ہجو وطعنوں کی تردید وتذلیل کی. کہیں اپنی ساری خدائی کی رحمت بنا کر "رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ" کا مرتبہ عطا کیا. کہیں آپؐ کو "رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ" اور کہیں، "رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ"، کا درجہ عطا کیا۔

الغرض، قرآن کریم کا بحرِ بیکران حضور والاشان (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اسمائے عالی نشان وصفات والابیان سے مواج ودرفشان ہے. لیکن ہم نے اس مختصر میں صرف اس قدر بیان کرکے قارئین وشائقین کی تشنہ لبی وحاجت طلبی کی تسکین کرادی تاکہ انہیں کتاب ہذا، "الفتوی المتین" پر اطمینان ویقین ہو۔

احادیث نبوی وکتب سماوی میں اسماء النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے عظمیٰ وصفاتہائے علیا بے شمار وبے حساب ہیں لیکن یہ ضرور ہے کہ آپؐ کے سارے اسماء وصفات نہ کسی ایک حدیث میں جمع ہیں نہ کسی ایک کتاب میں. بلکہ مختلف احادیث ومختلف کتب میں متفرق طور پر مذکور ومروی ہیں. تاہم آپؐ کے سارے اسماء وصفات پر نہ کوئی حاوی ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے، ہم یہاں

اس مختصر میں مختصر طور پر ان میں سے کچھ کا بیان کریں گے۔

عن جبیر بن مطعم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اِنَّ لی اسماء، انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی۔ اخرجہ الشیخان۔[1]

ترجمہ:۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا جو فرما رہے تھے، بے شک میرے (بہت سے) نام ہیں، "میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں جو کہ کفر کو میرے ذریعے، اللہ تعالیٰ مٹائے گا۔ میں حاشر ہوں، جو کہ لوگوں کو (قیامت کے دن) میرے قدموں میں حشر کیا جائیگا۔ اور میں عاقب ہوں۔ اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ امام بخاری اور امام مسلم نے یہ حدیث تخریج کی ہے۔

اس حدیث میں آپؐ نے اپنے، صرف پانچ نام ذکر فرمائے۔ لیکن یہ نہیں فرمایا کہ میرے سارے نام یہی ہیں اس لئے یہ حدیث کثرت اسماء کے خلاف نہیں۔

عن ابی موسی الاشعری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال سمّی لنا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نفسہ اسماء منہا ما حفظنا ومنہا مالم نحفظ۔ قال انا محمد وانا احمد والمقفی والحاشر ونبی التوبۃ ونبی الملحمۃ ونبی الرحمۃ"۔ (اخرجہ احمد ومسلم)[2]

ترجمہ:۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے اپنی ذات گرامی کے (بہت سے) نام بتائے ان میں سے ہم نے کچھ یاد رکھے اور کچھ یاد نہ رکھ سکے۔ فرمایا (آپؐ نے) میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، مقفّی (خاتم الانبیاء) حاشر ہوں، نبی التوبہ ہوں، (توبہ کرنے سے

[1] الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۷۷ امام جلال الدین السیوطی رح، مشکاۃ المصابیح ج ۲ ص ۵۱۵ امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب

[2] الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۷۷ امام جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی رح، مشکاۃ المصابیح ج ۲ ص ۵۱۵

میری امت کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں)، نبی ملحمۃ ہوں (خدا کی راہ میں قتل وقتال کرنے والا ہوں) نبی رحمۃ ہوں (سارے جہانوں کے لئے رحمت ہوں)

یہ حدیث امام احمدؒ اور امام مسلمؒ نے نکالی ہے۔

اس حدیث میں راوی نے صرف سات نام گنوا دیئے۔ لیکن عبارت النص سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نام تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت بتلائے تھے لیکن راوی کو بہت سے نام یاد نہ رہے تھے۔

عن ابی الطفیل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لی عشرۃ اسماء عند ربی۔ انا محمد واحمد والفاتح والخاتم وابو القاسم والحاشر والعاقب والماحی ولیٰسٓ وطٰہٰ۔ رواہ ابو نعیمؒ وابنؒ مردویہ فی تفسیرہ والدیلمیؒ فی مسند الفردوس۔[1]

ترجمہ:۔ حضرت ابو طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میرے، میرے رب کے پاس دس نام ہیں۔ میں محمد ہوں، احمد ہوں۔ فاتح ہوں، خاتم ہوں، ابو القاسم ہوں، حاشر ہوں، عاقب ہوں، ماحی ہوں، لیٰسٓ اور طٰہٰ ہوں۔ یہ حدیث حافظ ابو نعیم نے اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں اور امام دیلمی نے مسند فردوس میں روایت کی ہے۔

اس حدیث میں آپ نے اپنے دس نام کا ذکر فرمایا۔ لیکن اس تعداد پر حصر نہیں فرمایا اور خداوند کریم کے یہاں اس پر آپؐ کے اسماء منحصر بھی نہیں۔ کیونکہ قرآن حکیم میں آپ کے

[1]:۔ الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۷۷۔ مطبوعہ مکتبہ نوریہ لائلپور۔
امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی رح۔

ان کے علاوہ، کئی اور نامہائے گرامی مذکور رہیں۔ اور سابقہ احادیث میں بھی کچھ ایسے نام آئے ہیں جو اس حدیث میں موجود نہیں۔

اسی طرح مندرجۂ ذیل احادیث میں کچھ ایسے نام آئے ہیں جو مذکورہ احادیث میں مذکور نہیں۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ کے، صرف یہی دس نام نہیں۔

عن ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) قال قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اسمی فی القرآن محمد وفی الإنجیل أحمد وفی التوراة أحید وإنما سمیت أحید لأنی أحید أمتی عن نار جھنم اخرجه ابن عدی وابن عساکر۔[1]

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ، جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میرا نام قرآن حکیم میں محمد ہے، انجیل میں احمد اور تورات میں احید ہے۔ اور میرا نام 'احید' اس لئے رکھا گیا کہ میں اپنی امت کو دوزخ کی آگ سے نجات دلاتا ہوں۔

یہ حدیث امام ابنؒ عدی اور امام ابنؒ عساکر نے نکالی ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یسمی فی الکُتُبِ القدیمة، أحمد ومحمد والماحی والمقفی ونبی الملاحم وحمطایا وفارقلیطا وماذماذ، أخرجه ابُو نعیم[2]

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کتب قدیمہ میں، احمد، محمد، ماحی، مقفی، نبی الملاحم، حمطایا، (سیرت وصورت میں سب سے اعلیٰ) فارقلیطا (حق کو باطل سے الگ کرنے والا) ماذماذ طیب، طیب۔ (پاک وصاف) نام رکھا گیا ہے۔

یہ حدیث امام ابونعیم اصفہانی نے نکالی ہے۔

[1] الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۷ مطبوعہ مکتبہ نوریہ لائلپور امام جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطیؒ

[2] الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۷ امام جلال الدین السیوطی رح

تحقیق العلماء وخدمتہم فی الباب (رحمہم اللہ تعالیٰ)

اس باب میں علماء کی تحقیق و خدمت :

علمائے اُمت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے گرامی کے سلسلے میں بڑی تحقیق و تدقیق کر کے اپنے اعلیٰ شوق و ذوق کا مظاہرہ کیا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب "الخصائص الکبریٰ" میں آپ کے اسمائے گرامی پر کئی ابواب مختص کئے ہیں۔ پہلے باب کا عنوان حسب ذیل ہے:

باب اختصاصہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) بکثرۃ الاسماء الدالۃ علی شرف المسمّٰی۔[۱]

امام سیوطی کی اس عبارت سے تین باتیں واضح ہو جاتی ہیں۔

(۱)- یہ کہ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بہت نام ہیں۔

(۲)- آپؐ کی کثرتِ اسماء، آپ کی خصوصیات میں سے ہے۔

(۳)- آپؐ کی کثرت اسماء، آپؐ کے، دوسرے انبیاء علیہم السلام پر فضل و شرف اور ممتاز و سرفراز ہونے کی حجت و دلیل ہے۔

امام سیوطی باب کے آغاز میں فرماتے ہیں، کہ کچھ علماء نے کہا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک ہزار نام ہیں۔ ان میں سے کچھ قرآن کریم و حدیث شریف میں ہیں اور کچھ سابقہ کتب میں[۲]۔ پھر کچھ احادیث تحریر کرتے ہیں جنہیں ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

پھر آگے امام موصوف نے آپ کے ان خصوصی ناموں پر دوسرا باب باندھا ہے، جو ایک جہت سے وہ اسمائے گرامی، اللہ تعالیٰ کے بھی نام ہیں، جس میں انہوں نے آپ کے ایسے تیس نام جمع کئے ہیں۔ یہاں ہم یہ باب مکمل و مفصل طور پر تحریر کر دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:-

[۱] ترجمہ: باب آپؐ کی خصوصیت میں، کثرت اسماء کے ساتھ جو دلالت کرتی ہے مسمّٰی (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کے شرف و اعزاز پر۔

[۲] الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۷۷ امام جلال الدین سیوطی رح۔

باب اختصاصه صلی الله علیه وآله وسلم بما سمی به من اسماء الله تعالی :- قال القاضی عیاض قد خص الله نبیه صلی الله علیه وآله وسلم بان سماه من اسمائه بنحو من ثلاثین اسمًا۔

ترجمہ :- قاضی عیاض رح کہتے ہیں، بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خصوصیت عطا فرمائی کہ آپ کو اپنے تقریباً تیس ناموں سے موسوم فرمایا۔ (لکھتے ہیں) :-

وهی، الأکرم والامین والاول والآخر والبشیر والجبار والحق والخبیر وذوالقوة والرؤف والرحیم والشهید والشکور والصادق والعظیم والعفو والعالم والعزیز والفاتح والکریم والمبین والمومن والمهیمن والمقدس والمولیٰ والولی والنور والهادی وطٰهٰ ویٰسٓ۔[1]

امام سیوطی رح قاضی عیاض رح کے مروی اسماء کے بعد لکھتے ہیں، قلت، قد وقع لنا عدة أسماء أخر زیادة علیٰ ذالك. (ترجمہ) میں کہتا ہوں کہ بتحقیق ہمیں مزید براں کچھ اور نام بھی ملے ہیں، " وهی، الأحد والأصدق والأحسن والأجود والأعلیٰ والآمر والناهی والظاهر والباطن والبر والبرهان والحاشر والحافظ والحفیظ والحسیب والحکیم والحلیم والحی والخلیفة والداعی والرافع والواضع ورفیع الدرجات والسلام والسید والشاکر والصابر والصاحب والطیب والطاهر والعدل والعلی والغالب والغفور والغنی والقائم والقریب والماجد والمعطی والناسخ والناشر والوفی وحٰمٓ ونون۔[2]

امام سیوطی رح نے چوالیس[۴۴] ناموں کا اضافہ کیا۔ اس طرح یہ کل چوہتر[۷۴] نام بنے، امام زرقانی رح نے شرح مواہب لدنیہ میں (مقصد ششم کے تحت) آپ کے ایسے

[1] الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۷۸ مطبوعہ مکتبہ نوریہ لائلپور۔ امام جلال الدین السیوطی رح۔

[2] الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۷۸ امام جلال الدین السیوطی رح

ستر نام لکھے ہیں[۱]۔ اور علامہ یوسف بن اسمٰعیل البنہانی نے اپنی کتاب، "الاستغاثۃ الکبریٰ بالأسماء الحسنیٰ" میں حضرت ابوہریرہ اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایتوں سے ایسے اکیاسی (۸۱) نام جمع کئے ہیں[۲]۔

امام سیوطیؒ نے آگے تیسرا باب، آپ کے اس نام نامی واسم اعظم کے بیان میں باندھا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نام گرامی سے مشتق فرما کر آپ کی، تمام انبیاء و رسل اور ساری مخلوقات پر، فضیلت و برتری کا اظہار فرمایا ہے۔ ہم یہاں قارئین کرام کے شوق و ذوق اور تعلیم و تدریس کے پیشِ نظر پورا باب مِنْ وَعَنْ نقل کر دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

باب[۳] اختصاصہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باشتقاق اسمہ الشریف الشھیر من اسم اللہ تعالیٰ

قال حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یمدح النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

① "اغر علیہ للنبوۃ خاتم
من اللہ من نور یلوح ویشھد

② وضم الالٰہ اسم النبی الی اسمہ
اذ قال فی الخمس المؤذن "اشھد"

③ وشق لہٗ من اسمہ لیجلہ،
فذو العرش محمود وھٰذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ

① ظاہر ہوئی آپ پر نبوت کی مہر، اللہ تعالیٰ کی طرف سے، نور سے جو چمکتی اور گواہی دیتی ہے

---

[۱] [۲] جواہر البحار فی فضائل النبی المختار (اردو ترجمہ) ج ۱ ص ۱۶۷، ص ۱۶۸ مطبوعہ: مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور علامہ یوسف بن اسماعیل البنہانیؒ

[۳] الخصائص الکبریٰ ج ۱، ص ۸، امام جلال الدین السیوطیؒ۔

اور ملا دیا اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام اپنے نام کے ساتھ۔

جب پانچوں اوقات (نماز کے) میں مؤذن کہتا ہے۔

(اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ)

اور آپ کا نام اپنے نام سے مشتق فرمایا تاکہ آپ کی عظمت وجلال ظاہر کردے۔

پس مالک عرش، مَحْمُوْد، اور یہ (جناب) مُحَمَّد ہیں۔(صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

امام سیوطیؒ آگے لکھتے ہیں،"

واخرج البيهقى وابن عساكر من طريق سفيان بن عيينه عن على بن زيد بن جدعان، قال اجتمعوا فتذاكروا اى بيت احسن فيما قالته العرب؟ قالوا، قوله، "وشق له من اسمه" البيت۔

ترجمہ:- امام بیہقیؒ اور امام ابنِ عساکرؒ نے علی بن زید بن جدعان سے بہ اسناد سفیان بن عیینہ روایت کی ہے کہ (ایک دفعہ لوگ) جمع ہوکر آپس میں کہنے لگے، کہ جو کچھ (اشعار) عرب نے کہا ہے اس میں سے کونسا بیت عمدہ اور احسن ہے؟

تو انہوں نے کہا کہ (شاعر حسان کا) قول، "وشق له من اسمه...... الخ"[1]

امام سیوطیؒ آگے لکھ رہے ہیں، "واخرج ابن عساكر عن ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما لما ولد النبى (صلى الله عليه وأله وسلم) عق عنه عبد المطلب بكبش وسماه مُحَمَّدًا فقيل له يا أبا الحارث ما حملك علىٰ أن سميته محمدا ولم تسمه باسم ابائه؟ قال اردت ان يحمده الله تعالىٰ فى السماء ويحمده الناس فى الارض،"[2]

---

[1] الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۷۷ ۔ امام سیوطیؒ۔

[2] الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۷۸، ص ۷۹ امام جلال الدین السیوطیؒ

ترجمہ:- امام ابنِ عساکرؒ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نکالی ہے (ان کی سند سے روایت کی ہے) کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تولد ہوئے تو حضرت عبدالمطلب نے ایک دُنبہ کا عقیقہ دیا اور آپ کا "مُحَمَّد" نام رکھا تو انسے پوچھا گیا اے ابوالحارث! کیا وجہ تھی کہ آپ نے ان کا (اپنے پوتے کا) مُحَمَّد نام رکھا اور ان کے باپ داداؤں کے اسماء سے انہیں موسوم نہیں کیا؟ توانہوں نے کہا کہ میں نے یہ ارادہ کیا کہ (مُحَمَّد، نام رکھنے سے) آسمان میں اللہ تعالیٰ ان کی تعریف و توصیف کردے اور زمین میں لوگ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسمائے عظمیٰ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی تعداد میں،

علامہ یوسف النبہانیؒ نے اپنی کتاب "جواہر البحار فی فضائل النبی المختار" میں لکھا ہے "بعض نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے (۹۹) ننانوے نام تحریر فرمائے ہیں۔ گویا باری تعالیٰ شانہ کے اسمائے حسنیٰ، جو ایک حدیث میں مذکور ہیں، ان سے موافقت دکھائی ہے۔" اسی طرح بعض پبلشنگ کمپنیاں، بالخصوص تاج کمپنی اپنی اکثر اسلامی مطبوعات (خصوصاً قرآن حکیم اور کتب حدیث) کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ کے (۹۹) اسمائے حسنیٰ اور انتہاء میں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے (۹۹) اسمائے عظمیٰ شائع کیا کرتی ہے۔ اور عام طور پر یہی مشہور و معروف ہیں۔ جنہیں اکثر صوفیائے کرام و مشائخ عظام اسمائے حسنیٰ کے ہمراہ حفظ کر کے اپنے وظائف میں روزانہ پڑھا کرتے ہیں۔

میں نے بھی باُمید شفاعت کبریٰ آپؐ کے اسمائے عظمیٰ حفظ کر کے اپنے روزمرہ اوراد میں شامل کئے ہیں۔ جنہیں قارئین حضرات کے ملاحظہ اور تبرک و استفادہ کی خاطر یہاں تحریر کر کے دُعا کا طلبگار و اُمیدوار ہوتا ہوں۔ میرے ورد کے اسمائے عظمیٰ کی تعداد یکسو تین ہے۔

ل۵ جواہر البحار ج۱ ص۱۶۷ (اردو ترجمہ) مطبوعہ: علامہ یوسف النبہانیؒ

ع۵: جامع ترمذی ج۲ ص۱۸۸ تا ص۱۹۱ مطبوعہ: سعید اینڈ کمپنی۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذیؒ

الصحیح البخاری اربعین عینی ص۳۶ مطبوعہ بلوچی اکیڈمی کوئٹہ۔ علامہ ابو یحییٰ عینی بلوچ

بندۂ مستمند عینی کے وِرد والے اسمائے عظمیٰ:

شمارہ	اسمائے عظمیٰ	شمارہ	اسمائے عظمیٰ
۱	سَیِّدنا مُحَمَّدٌ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۲	اَحْمَدُ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۳	حَامِدٌ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۴	مَحْمُوْدٌ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۵	قَاسِمٌ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۶	عَاقِبٌ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۷	فَاتِحٌ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۸	خَاتِمٌ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۹	حَاشِرٌ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۱۰	مَاحٍ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۱۱	دَاعٍ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۱۲	سِرَاجٌ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۱۳	رَشِیْدٌ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۱۴	مُنِیْرٌ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۱۵	بَشِیْرٌ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۱۶	نَذِیْرٌ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۱۷	هَادٍ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۱۸	مَهْدٍ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۱۹	رَسُوْلٌ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۲۰	نَبِیٌّ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۲۱	طٰهٰ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۲۲	یٰسٓ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۲۳	مُزَّمِّلٌ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۲۴	مُدَّثِّرٌ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۲۵	شَفِیْعٌ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۲۶	خَلِیْلٌ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۲۷	کَلِیْمٌ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۲۸	حَبِیْبٌ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۲۹	مُصْطَفٰی، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۳۰	مُرْتَضٰی، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۳۱	مُجْتَبٰی، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۳۲	مُخْتَارٌ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۳۳	نَاصِرٌ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۳۴	مَنْصُوْرٌ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۳۵	قَائِمٌ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۳۶	حَافِظٌ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

نمبر	اسم	نمبر	اسم
۳۷	شَهِيدٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۳۸	عَادِلٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۳۹	حَكِيمٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۴۰	نُورٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۴۱	حُجَّةٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۴۲	بُرْهَانٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۴۳	اَبْطَحِيٌّ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۴۴	مُؤْمِنٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۴۵	مُطِيعٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۴۶	مُذَكِّرٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۴۷	وَاعِظٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۴۸	اَمِينٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۴۹	صَادِقٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۵۰	مُصَدِّقٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۵۱	نَاطِقٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۵۲	صَاحِبٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۵۳	مَكِّيٌّ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۵۴	مَدَنِيٌّ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۵۵	عَرَبِيٌّ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۵۶	هَاشِمِيٌّ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۵۷	تِهَامِيٌّ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۵۸	حِجَازِيٌّ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۵۹	نِزَارِيٌّ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۶۰	قُرَشِيٌّ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۶۱	مُضَرِيٌّ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۶۲	اُمِّيٌّ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۶۳	عَزِيزٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۶۴	حَرِيصٌ بِالْمُؤْمِنِينَ ، صلّی اللہ علیہ وسلّم
۶۵	رَءُوفٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۶۶	رَحِيمٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۶۷	يَتِيمٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۶۸	غَنِيٌّ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۶۹	جَوَّادٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۷۰	فَتَّاحٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۷۱	عَالِمٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۷۲	طَيِّبٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۷۳	طَاهِرٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۷۴	مُطَهَّرٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۷۵	خَطِيبٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۷۶	فَصِيحٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۷۷	سَيِّدٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۷۸	مُنْقٍ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

نمبر	اسم	نمبر	اسم
۷۹	إمامٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۸۰	بارٌّ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۸۱	شافٍ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۸۲	مُتوسِّطٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۸۳	مُقتصِدٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۸۴	مهدیٌّ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۸۵	حقٌّ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۸۶	مُبینٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۸۷	أوّلٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۸۸	أٰخِرٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۸۹	ظاهِرٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۹۰	بَاطِنٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۹۱	رَحمةٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۹۲	مُحلِّلٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۹۳	مُحرِّمٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۹۴	أٰمِرٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۹۵	نَاهٍ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۹۶	شَكُورٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۹۷	قَرِیبٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۹۸	مُنِیبٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۹۹	مُبلِغٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۱۰۰	طٰسٓ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۱۰۱	حٰمٓ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم	۱۰۲	حَسِیبٌ ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
۱۰۳	أُولٰی ، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم		

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کثرت اسماء وصفات کا شرف واعزاز

یہ تو آپؐ کے اسمائے عظمٰی کی، اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنٰی کی مطابقت ہیں، تفصیل و تشریح ہے۔ لیکن آپ کے ناموہائے نامی وصفاتہائے گرامی اس تعداد میں منحصر نہیں۔ بلکہ کثیر وبیشمار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سارے انبیاء ورُسل میں صرف اپنے پیارے حبیب، حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو کثرت اسماء وصفات کا شرف و اعزاز بخشا۔

کثرت اسماء اس بات کی دلیل ہے کہ مسمی بہت اعلیٰ شخصیت اور کثیر صفات و کمالات کے مالک ہیں۔ امام سیوطیؒ نے آپؐ کے اسمائے پاک کے بیان میں اسے آپؐ کے شرف واعزاز کے لئے ایک بڑی حجت قرار دی ہے لکھتے ہیں،"بَابُ اِخْتِصَاصِہٖ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِکَثْرَۃِ الْاَسْمَاءِ الدَّالَّۃِ عَلٰی شَرَفِ الْمُسَمّٰی"[1]

علماء ومشائخ نے اپنا مقام واعزاز بڑھانے اور قرب و درجہ حاصل کرنے کی خاطر اس سلسلے میں بہت بڑی کاوش وکوشش کی ہے۔

قاضی عیاضؒ آپؐ کے خصوصی اسماء، جنہیں ہم نے اُوپر بیان کیا ہے، کے تذکرہ کے بعد لکھتے ہیں، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے طیبہ والقاب موہوبہ بہ لحاظ اوصاف کریمہ کتابوں میں اور بھی مذکور ہیں۔ لیکن ہم نے صرف انہی پر اکتفا کیا ہے[2]

---

[1] الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۳۳۔ مکتبہ نوریہ لائلپور پاکستان۔
امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی رح۔

[2] جواھر البحار فی فضائل النبی المختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ج ۱ ص ۱۶۶
علامہ یوسف بن اسماعیل النبھانی رح۔

امام زرقانیؒ نے فرمایا ہے کہ جتنی تعداد میں اسماء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مذکور ہوئے ہیں کل اتنے ہی نہیں بلکہ ان سے کئی گناہ زیادہ ہیں [۱]

علامہ جزولیؒ نے دلائل الخیرات میں آپؐ کے دو سو ایک اسمائے پاک جمع کئے ہیں. لکھتے ہیں، " ذالك اسماء سیّدنا ونبینا ومولٰنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مأتان وواحدة " [۲]

امام سیوطیؒ نے آپ کے اسمائے طیبہ میں ایک کتاب لکھی ہے. فرماتے ہیں۔

وقد الفت کتابا فی شرح اسمائه الکریمة اوردت فیه ثلاثمائة واربعین اسما ماخوذة من القران والاحادیث والکتب القدیمة " [۳] ترجمہ :- بہ تحقیق میں نے آپ کے اسمائے کریمہ کے بیان میں ایک کتاب تالیف کی ہے. جس میں میں نے تین سو چالیس (۳۴۰) نام لائے ہیں جو قرآن واحادیث اور سابقہ کتب سے ماخوذ ہیں۔

علامہ یوسف النبہانی نے آپؐ کے آٹھ سو بیس نام جمع کر کے ایک قصیدے میں منظوم کئے ہیں۔ اور اس مجموعہ کا نام، " احسن الوسائل فی اسماءِ النبی الکامل رکھا۔ علامہ موصوف نے اس کے بعد حروف تہجی کے لحاظ سے ان ناموں کو ترتیب دیکر مناسب اور ضروری شرح وتشریح کے ساتھ نثر میں ایک کتاب لکھی [۴]

علاوہ ازیں، انہوں نے ان اسمائے گرامی سے متعلق اہم فوائد پر ایک مستقل کتاب

---

[۱] جواهر البحار فی فضائل النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم ۔ علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانیؒ ج۱ ص۱۶۷

[۲] دلائل الخیرات ص۶۴ ۔ مطبوعہ تاج کمپنی پاکستان ۔ علامہ محمد بن عبد الرحمٰن الجزولی الشافعیؒ م ۸۷۰ھ

[۳] الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۷۸ ۔ امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطیؒ

[۴] جواهر البحار ج۱ ص۱۶۶ (اردو ترجمہ) ۔ علامہ یوسف النبہانیؒ

تالیف کی۔ جس کا نام، "الاسمی فیما لسیدنا محمد المصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) من الاسماء"، رکھا۔ [۱]

پھر علامہ موصوف نے لکھا ہے کہ اس کے بعد مجھے خیال آیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے منقول تینوں روایتوں کے ساتھ ان کو جمع کروں جو اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی تعداد میں وارد ہیں۔ چنانچہ انہوں نے آپؐ کے وہ اسمائے گرامی جمع کر کے ایک کتاب لکھی۔ جس کا نام، "الاستغاثۃ الکبریٰ بالاسماء الحسنیٰ" ہے جس میں انہوں نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرویہ اسمائے گرامی بھی جمع کئے ہیں [۲]۔

امام سیوطیؒ نے لکھا ہے، "قال بعض العلماء، للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الف اسم بعضها فی القرآن والحدیث وبعضها فی الکتب القدیمۃ" [۳]

ترجمہ: کچھ علماء نے کہا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک ہزار نام ہیں کچھ قرآن وحدیث میں ہیں اور کچھ سابقہ کتابوں میں۔

علامہ محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپؐ کے ایک ہزار ایک سو اکیاسی (۱۱۸۱) اسمائے طیبہ جمع کر کے ایک رسالہ تیار کیا۔ [۴]

علامہ محمد ہاشم ٹھٹھویؒ نے آپؐ کے (۱۱۸۱) نام جمع کر کے ایک رسالہ تیار کیا۔

امام سخاویؒ نے اپنی کتاب، "القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" میں لکھا ہے، "وأسمائه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، قال ابن دحیۃؒ فی تصنیف له مفرد فی

---

[۱] جواہر البحار ج ۱ ص ۱۶۷ (اردو ترجمہ) علامہ یوسف النبہانی رحؒ

[۲] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

[۳] الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۷۷ - امام جلال الدین السیوطی رحؒ۔

[۴] مقدمہ بذل القوۃ - ص ۱۲ مطبوعہ: اسلامیہ پریس حیدر آباد سندھ۔ مخدوم امیر احمد عباسی۔

الاسماءِ النبویه، قال بعضهم اسماء النّبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم عدد اسماء اللّٰہِ الحسنیٰ تسعة وتسعون اسماء قال ولو بحث عنها باحث لبلغت ثلاثمائة اسمٍ، وأفاد مغلطای أن عدة ما فی الکتب المذکورة قریب من ثلاثمائة اسم. وعیّن ابن دحیة فی التصنیف المشار الیه اماکنها من القراٰن والاخبار وضبط ألفاظها وشرح معانیها واستطرد کعادته إلیٰ فوائد کثیرة وغالب التی ذکرها وصف بها صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ولم یرد الکثیر منها علی سبیل التسمیة۔

ترجمہ:- ابن دحیہ نے اپنی ایک تصنیف میں، جو محض اسماء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان میں ہے، کہا ہے کہ ان کے بعض (بعض علماء) کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے گرامی، اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی تعداد میں ننانوے ۹۹ ہیں۔

(ابن دحیہ) کہتے ہیں کہ اگر کوئی تحقیق و تفتیش کرنے والا اس میں تحقیق و تفتیش کرلے تو (آپؐ کے) اسماء تین سَو (۳۰۰) تک پہنچ سکتے ہیں۔

اور علامہ مغلطائیؒ نے یہ فائدہ کی بات کی ہے کہ مذکورہ کتب میں جو تعداد ہے وہ تقریباً تین سَو (۳۰۰) ہے۔

اور علامہ ابن دحیہؒ نے اپنی مذکورہ تصنیف میں قرآن وحدیث میں ان اسماء کے مقاموں کی تعیین کی ہے اور ان کے الفاظ قلمبند کئے ہیں اور ان کے معانی کی تشریح کرلی ہے۔ اور اپنی عادت کے مطابق بہت سے فوائد کی طرف نشاندہی بھی کی ہے۔ اور اکثر اسماء، جنہیں انہوں نے ذکر کیا ہے، ان سے آپؐ کی توصیف و تعریف مراد لی ہے۔ (بحیثیت اوصاف وصفات) اور ان کے اکثر کو محض بصورت نام نہیں لایا ہے،

امام سخاویؒ آگے لکھتے ہیں، "وقد نقل ابن العربی فی شرح الترمذی له عن بعض الصوفیة ان لِلّٰہ الف اسم ولرسوله الف اسم. قلت وقد

جمعت منها ما وقفت عليه من كلام القاضى عياض وابن العربى وابن سيد الناس وابن الربيع ومغلطائى والشرف البارزى فى توثيق عرى الايمان له نقلاعن ابيه والبرهان الحليبى وشيخنا وغيرهم (رحمهم الله تعالیٰ) ورتبت ذٰلك علىٰ ترتيب المعجم[1]"

ترجمہ: اور تحقیق علامہ ابن عربی نے اپنی (تصنیف) شرح ترمذی میں بعض صوفیائے کرام سے نقل کی ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار نام ہیں۔ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک ہزار نام ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ میں نے ان سے وہ کچھ جمع کئے جن پر میں واقف ہوا، قاضی عیاض، ابن عربی، ابن سید الناس، ابن الزبیع، مغلطائی اور شرف البارزی .... (کے کلام سے جو اس کی کتاب) "توثیق عری الایمان" میں ان کے والد سے منقول ہیں اور برہان حلیبی اور اپنے شیخ وغیرہم کے کلام سے (رحمہم اللہ تعالیٰ) اور میں نے انہیں (ان اسماء کو) معجم (حروف تہجی) کی ترتیب پر مرتب کیا۔ (امام سخاویؒ نے انہیں کتاب کی شکل میں ترتیب دیکر اس کا نام "الفوائد الجلیۃ فی الاسماء النبویۃ" رکھا)

الفوائد الجلیۃ فی الاسماء النبویۃ

امام سخاویؒ اسمائے گرامی شروع کرتے ہوئے لکھتے ہیں "وھی ھٰذہ" اور وہ یہ ہیں

الابرّ بالله، الابطح، اتقى الناس، الأتقى لله، اجودُ الناس الأحَد، احسنُ الله، أحمدُ، أحيد، الأخذُ بالحجرات، أخذ الصدقات الأخرُ، الاخشىٰ لله، اذنُ خير، ارجحُ الناس عقلاً، أرحمُ الناس بالعيال، اشجعُ الناس، الأصدق فى الله، أطيبُ الناس ريحا،

[1]: القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص ۷، مطبوعہ: بیروت۔ امام سخاویؒ م ۹۰۲ھ

الاعز، الاعلم باللہ، اکثر النبین تبعا، اکرم الناس، اکرم ولد اٰدم، امام الخیر، امام المرسلین، امام المتقین، امام النبین، الامام الآمر، الآمن، امنۃ اصحابہ، الامین، الامی، انعم اللہ، الاول، اول شافع، اول المسلمین، اول مشفع، اول المؤمنین، البارقلیط الباطن، البرھان، البرقلیطسی، بشر، بشری عیسی، البشیر، البصیر، البلیغ، البیان، بیان البینۃ، التالی، التذکرہ، التقی، التنزل، التھامی، ثانی اثنین، الجبار، الجد، الجواد، خاتم، الحاشر، الحافظ، الحاکم بما اراد اللہ، الحامد، حامل لواء الحمد، الحبیب، حبیب الرحمٰن، حبیب اللہ، الحجازی، الحجۃ، الحجۃ البالغۃ، حرز الامین، الحرمی، الحریص علی الایمان، الحفیظ، الحق، الحکیم، الحلیم، حماد، حمطایا، (اوقال) حمیاطا، حمٓ، حمٓ عسٓقٓ، الحمید، الحنیف، خاتم النبین، الخاتم، الخازن، الخاشع، الخاضع، الخالص، الخبیر، خطیب الانبیاء، الخلیل، خلیل الرحمٰن، خلیل اللہ، خیر الانبیاء، خیر البریۃ، خیر خلق اللہ، خیر العلمین طرا، خیر الناس، خیر النبین، خیرۃ الامۃ، خیرۃ اللہ، دار الحکمۃ، الداعی الی اللہ، دعوۃ ابراھیم، دعوۃ النبین، الدلیل، الذاکر، الذکر، ذوالحق الموعود، ذوالحوض المورود، ذوالخلق العظیم، ذوالصراط المستقیم، ذوالقوۃ، ذوالمعجزات، ذوالمقام المحمود، ذوالوسیلۃ، الراضع، الراضی، الراغب، الرافع، راکب البراق، راکب البعیر، راکب الجمل، راکب الناقۃ، راکب النجیب، الرحمۃ، رحمۃ للامۃ، رحمۃ للعلمین، رحمۃ

مهداة، الرحیم، الرسول، رسول الراحة، رسول الرحمة، رسول الله، رسول، رسول الملاحم، الرشید، رفیع الذکر، الرقیب، روح الحق، روح القدس، الرؤف، الزاهد، زعیم الانبیاء، الزکی، الزمزمی، زین من فی القیامة، السابق بالخیرات، سابق العرب، الساجد، سبیل الله، السراج، السعید، السمیع، السلام، سید ولد ادم، سید المرسلین، سید الناس، سیف الله المسلول، الشارع، الشامخ، الشاکر، الشاهد، الشفیع، الشکور، الشمس، الشهید، الصابر، الصاحب، صاحب الایات والمعجزات، صاحب البرهان، صاحب التاج، صاحب الجهاد، صاحب الحجة، صاحب الحطیم، صاحب الحوض المورود، صاحب الخیر، صاحب الدرجة العالیة، صاحب السجود للرب المعبود، صاحب السرایا، صاحب السلطان، صاحب السیف، صاحب الشرع، صاحب الشفاعة الکبریٰ، صاحب العطایا، صاحب العلامات الباهرات، صاحب الفضیلة، صاحب القضیب الاصغر، صاحب القضیب، صاحب قول لا اله الا الله، صاحب الکوثر، صاحب اللواء، صاحب المحشر، صاحب المدینة، صاحب المعحراج، صاحب المغنم، صاحب المقام المحمود، صاحب المنبر، صاحب النعلین، صاحب الهراوة، صاحب الوسیلة، الصادع بما امر، الصادق، الصبور، الصدق[1]، صراط الذین انعمت علیهم، الصراط المستقیم، الصفوح، الصفوة، الصفی، الضحاک، الضحوک، طاب طاب،

---

[1] الصدوق۔

الطاہر[1]، الطیب، طسم، طٰہٰ، الطیب، الظاہر[2]، العابد، العادل، العافی، العاقب، العالم، العامل، عبد اللہ، العدل، العربی، العروۃ الوثقی، العزیز، العظیم، العفو، العفیف، العلیم، العلمی، العلامۃ، الغالب، الغنی باللہ، الغیث، الفاتح، الفارقلیط، (وقیل بارقلیط) الفاروق، الفتاح، الفخر، الفرط، الفصیح، فضل اللہ، فواتح النور، القاسم، القاضی، القانت، قائد الخیر[3]، قائد الغر المحجلین، القائل، القائم، القتال، القتول، القثم القثوم، قدم صدق، القرشی، القریب، القمر، القیم، کافۃ للناس، الکامل[4] فی جمیع امورہ، الکریم، کھیعص، اللسان[5]، الماجد، الماحی، ماذ ماذ، المامون، ماء معین[6]، المبارک، المبتہل، المبشر، المبعوث[7]، المبلغ، المبیح، المبین، المتبتل، المتبسم، المتربص، المترحم، المتضرع، المتقی، المتلو علیہ، المتہجد، المتوسط، المتوکل، المثبت، المجتبی، المجیر، المحرض، المحرم، المحفوظ، المحلل، محمد، المحمود، المخبر، المختار، المخلص، المدثر، المدنی، مدینۃ العلم، المذکر، المذکور، المرتضی، المرتل، المرسل، المرفع الدرجات، المراء، المزکی، المزمل، المزیل، المسبح، المستغفر، المستغنی، المستقیم، المسری بہ، المسعود، المسلم، المشاور، المشفع، المشفوع، المشفع، المشہور، المشیر، المصارع، المصافح، المصدق، المصدوق، المصطفی، المصلح، المصلی علیہ، المصری، المطاع، المطہر، المطہر، المطلع، المطیع، المظفر، المظہر

[7] المبعوث الی الاسود والاحمر

---

[1] الطہور، [2] الظہور، [3] القائد، [4] الکامل، [5] لسان صدق، [6] ماء مبارک

لأنوار الله ، مظهر الوحی ، المعزز ، المعصوم ، المعطی ، المعقب ، المعلم ، معلم امته ، المعلن ، المفضال ، المفضل ، المقتصد ، المقتضی ، مقیم السنة بعد الفترة ، المقیم ، المکرم ، المکرم ، المکتفی ، المکین ، المکی ، الملاحی ، ملقی القران ، الممنوع ، المنادی ، المنتصر ، المنذر ، المنزل ، المنجی ، المنحمنا ، المنصف ، المنصور ، المنیب ، المنیر ، المهاجر ، المهتدی ، المهدی ، المهیمن ، المؤتمن ، الموتی جوامع الکلم ، الموحی الیه ، الموقر ، المولی ، المؤمن ، المؤید ، المیسر ، النابذ ، الناجز ، الناس ، الناشر ، الناصب ، الناصح ، الناصر ، الناطق ، الناظر ، الناعم ، الناهی ، نبی الاحمر ، نبی الاسود ، نبی التوبة ، نبی الراحة ، نبی الرحمة ، نبی الصالح ، نبی الله ، نبی المرحمة ، نبی الملحمة ، نبی الملاحم ، النبی ، النجم الثاقب النجم ، النسیب ، النعمة ، نعمة الله ، النقیب ، النقی ، النور ، الهادی ، الهاشمی ، الواسط ، الواسع ، الواضع ، الواعد ، الواعظ ، الودع ، الوسیلة ، الوفی ، ولی الفضل ، الولی ، ولی الله ، ولی الامة ، الیثربی ، یٰس ، صلی الله علیه واٰله وسلم ۔

ہم نے یہ نامہائے نامی یہاں قارئین کرام کے استفادہ ومعلومات اور اپنی کتاب کے تبرک وبرکات کی خاطر تحریر کئے ہیں۔ جن میں مختلف مقامات پر حسب موقع ناموں کا اضافہ کرکے انہیں صفحات کے ذیل پر لکھدیئے ہیں۔ ویسے امام سخاویؒ کے اس کی کتاب میں جمع کردہ اسمائے مبارک چارسوتیس ۴۳۰ ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ قاضی ناصر الدین نے ابن دحیہ کی کتاب کی تلخیص کی تھی جو مجھے ملی تھی۔ جس

ہیں میں نے آپ کے اِن اسمائے گرامی کا اضافہ کیا جو آپ کی صفاتِ کریمہ و اوصافِ حمیدہ سے مشتق ہوتے تھے۔ پھر اسکی تعداد (چار سو تیس) کو پہنچی۔

امام سخاویؒ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے آپ کے صرف ننانوے (۹۹) اسمائے گرامی پر اقتصار کیا ہے ان کا ارادہ محض اسمائے حسنیٰ کی مناسبت و موافقت ہی ہوتا ہے۔[1]

امام موصوف کے اس بیان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء و صفات صرف ننانوے ۹۹ نہیں بلکہ بیشمار ہیں۔

علامہ ابن فارس نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے، جس کا نام انہوں نے المنبی فی اسماء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھا ہے۔[2]

امام ابو عبداللہ القرطبی نے آپ کے اسمائے عظمیٰ پر ایک منظوم کتاب تالیف کی ہے جس میں انہوں نے تین (۳۰۰) سو سے زائد نام نامی جمع کئے ہیں۔ پھر اس کی شرح بھی لکھی ہے۔[3]

علامہ محمد ہاشم ٹھٹھوی السندیؒ نے آپ کے اسمائے پاک میں ایک کتاب لکھی ہے جس میں انہوں نے ایک ہزار ایک سو اکیاسی (۱۱۸۱) نام ہائے گرامی جمع کئے ہیں۔[4]

اس طرح صدہا علماء فضلاء نے آپ کی صفاتِ حمیدہ و اسمائے کریمہ پر کتابیں تالیف کی ہیں ہم نے یہاں صرف چند مصنفین مشائخ کی اس سلسلے میں سعی و مساعی کا، بصورت حجت و شہادت، تذکرہ کر لیا تا کہ امّت مرحومہ اس بات سے آگاہ ہو کہ ہمارے رسول اعظم و نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اسمائے عظمیٰ و صفات علیا ہزاروں کے حساب میں ہیں۔ اور یہ کہ آپ کی صفات و اسماء کا تذکرہ و تشریح اور اس پر تصنیف و

[حاشیہ:]
۳ القول البدیع ص۲۶ امام سخاوی رح
۴ مقدمہ بزل القوۃ ص۱۲ مطبوعہ: اسلامیہ پریس۔ حیدر آباد سندھ
علامہ مخدوم امیر احمد العباسی صدر المدرسین السنہ شرقیہ، گورنمنٹ کالج، حیدر آباد سندھ

[1] القول البدیع ص۲۶۔ مطبوعہ لاثانی کتب خانہ۔ امام سخاوی شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن الشافعی رح۔
[2] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

تالیف کرنا سلفِ صالحین کی اَحسن خدمت اور موافق قرآن و سنّت ہے. اور ہمارے لئے باعث ثواب و برکت ہے.

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے عظمیٰ کی ذات و صفات کی تفصیل و تشریح:

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذاتی اسماء۔

حضور کریم شفیع عمیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اَسمائے مُبارکہ میں "مُحَمَّد" اور "أَحمَد" آپؐ کے ذاتی اسماء ہیں. لیکن ذاتی اسماء ہونے کے باوجود بھی ان کی صفاتی و معنوی حیثیت و پہلو نمایاں و مقصود ہوتا ہے.

آپؐ کے دادا حضرت عبد المطلب نے یہی صفاتی و معنوی حیثیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپؐ کا نام "مُحَمَّد"، رکھا. چنانچہ وجہ تسمیہ پوچھنے پر فرمایا، "اردت ان یحمده الله تعالیٰ فی السماء ویحمده الناس فی الارض[۱]":

ترجمہ:- میں نے (محمد، نام رکھنے سے) یہ ارادہ کیا کہ ان کی، آسمان میں اللہ تعالیٰ حمد و ثنا کیا کرے اور زمین میں لوگ ان کی تعریف و توصیف کرتے رہیں.

چونکہ یہ اَسمائے پاک ذات و صفات کے جامع ہیں لہٰذا آپؐ نے اپنے اسمائے مُبارکہ کی، ہر جا و کجا، فہرست کا آغاز انہی ناموں سے کیا ہے۔ مثلاً :-

① ایک حدیث میں فرمایا، "لی عشرة أسماء عند ربّی، "أنا مُحَمَّد وأحمَدُ ..... الخ

② ایک مقام میں فرمایا، " أنا مُحَمَّد وأنا أحمَدُ .... الخ

③ ایک حدیث میں فرمایا، " إن لی أسماءً، أنا مُحَمَّد و أنا أحمَدُ..... الخ

④ ایک جگہ فرمایا، " اسمی فی القرآن مُحَمَّد وفی الانجیل أحمد"..... الخ

⑤ ایک حدیث میں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں، " ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یسمّٰی فی الکتب القدیمة أحمد و مُحَمَّد ...... الخ

[۱] الخصائص الکبریٰ ص۷۸، ص۷۹۔ مطبوعہ: المکتبہ النوریہ الرضویہ لاہور۔ امام جلال الدین سیوطی رح

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسمِ ذات (مُحَمَّد) کا، اللہ تعالےٰ کے اسم صفات (مَحْمُود) سے اشتقاق و اس کا اللہ تعالےٰ کے اسمِ ذات (اللّٰہ) سے الحاق:

حضور اکرم نبی اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا یہ اسم عظیم (مُحَمَّد) وہ اسم کریم ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے اسم صفات (مَحْمُود) سے مشتق فرما کر اسے اپنے نام نامی کی عظمت و کرامت بخشی. حسان بن ثابت (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) آپ کی توصیف میں فرماتے ہیں.

وَشَقَّ لَہٗ مِنْ اِسْمِہٖ لِیُجِلَّہٗ
فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَھٰذَا مُحَمَّدٌ

پھر اسے تمام مقامات و اماکن میں اپنے اسم ذات، اسم اعظم (اللہ) کے ساتھ ملا کر اسے اپنے نام گرامی کی عظمت وجلال بخشا۔

شاعر اسلام آپ کی تعریف وتحمید میں فرمارہے ہیں.

وَضَمَّ الْاِلٰہُ اسْمَ النَّبِیِّ اِلٰی اسْمِہٖ
اِذْ قَالَ فِی الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ أَشْھَدُ

امام سخاویؒ اپنی کتاب "القول البدیع" میں آپ کے اسماء وصفات کا باب اسی نام نامی واسم گرامی سے شروع کرتے ہیں. پھر اس پر ایک تفصیلی بحث وتمحیص تحریر فرماتے ہوئے صاحب اسم، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت ورفعت شان

بیان کرتے ہیں۔ جسے ہم یہاں آپ کے ملاحظہ ومطالعہ اور استفادہ کی خاطر من وعن نقل کریں گے۔ ملاحظہ ہو، لکھتے ہیں:۔

الباب الرابع فی بیان أسمائہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	چوتھا باب، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء کے بیان میں
أن "محمدًا" ھو أشھر اسمائہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقد تکرر فی القرآن۔ فی قولہ تعالٰی مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ ۔۔۔۔ ؁۱ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۔۔۔۔ ؁۲ وھو منقول من صفۃ الحمد وھو بمعنی محمود وفیہ معنی المبالغۃ وقد اخرج البخاری فی تاریخہ الصغیر من طریق علی رضی اللہ عنہ بن زید، قال: کان ابوطالب یقول: وشق من اسمہ لیجلہ ۞ فذ والعرش محمود وھذا محمد وسمی بذالک لأنہ محمود عہ عند اللہ ومحمود عند ملٰئکتہ ومحمود عند إخوانہ من المرسلین ومحمود	بیشک "محمد" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء کا مشہور ترین اسم ہے۔ اور قرآن حکیم میں مکرر آیا ہے۔ (مثلاً) اللہ تعالیٰ کے قول، مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ اور، "وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ" میں۔ اور یہ صفت حمد سے منقول ہے۔ اور یہ محمود کے معنوں میں ہے۔ اور اس میں مبالغہ کے معنی ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی (کتاب) التاریخ الصغیر میں، حضرت علی رضی اللہ عنہ بن زید کی سند سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت ابوطالب کہا کرتے تھے:۔ وشق:۔(اللہ تعالیٰ نے) اپنے نام سے (آپ کا اسم) مشتق فرمایا تاکہ انہیں اجلال عطا کردے۔ پس مالک عرش محمود ہے اور یہ محمد ہیں۔ اور آپ اس نام سے موسوم کئے گئے کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ
؁۱:۔ الأحزاب۔ الآیہ: ۴۰۔ ع ۵۔ ؁۲:۔ آل عمران الآیہ ۱۴۴۔ ع ۱۵۔	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی "محمد" قرآن حکیم میں چار مقامات میں مذکور ہے دو تو بیان ہوئے اور تیسرا سورۃ محمد، اور چوتھا سورۃ الفتح میں ہے۔

عہ اس طرح سے امام سخاویؒ نے آپؐ کی عظیم الشان محفل میلاد منادی جو ابدالدھر تک دنیا کے کونے کونے میں جاری وساری رہے گی۔

عہ محمود: وہ جس کی ستائش اور تعریف وتوصیف کی گئی ہو۔

عند أهل الأرض كلهم وان كفر به بعضهم فإن ما فيه من صفات الكمال محمودة عند كل عاقل وإن كابر عقله جحودا وعنادًا او جهلا باتصافهٗ بها وهو اختص من مسمى الحمد بما لم يجتمع لغيره فإن اسمه محمّد وأحمد وأمته الحمادون يحمدون الله على السراء والضراء وحمد ربه قبل أن يحمده الناس وصلاته وصلاة أمته مفتتحه بالحمد وخطبته مفتتحة بالحمد۔

کے پاس محمود ہیں، فرشتوں کے پاس محمود ہیں، اپنے اخوان مرسلین کے پاس محمود ہیں اور سارے اہل زمین کے پاس محمود ہیں اگرچہ بعض ان کے انکار کر رہے ہیں۔ کیونکہ آپ میں جو صفات کمال ہیں وہ ہر عاقل کے نزدیک لائق ستائش ہیں۔ اگرچہ اسکا عقل ضد وعناد یا آپ کے، ان سے متصف ہونے سے بیخبری کے باعث انکار کر رہا ہے۔ اور آپ مسمائے حمد کی اتنی صفات سے مختص ہوئے جو آپ کے غیر کے لئے جمع نہیں ہوئیں کیونکہ آپ کا اسم گرامی "محمد اور احمد" ہے اور آپ کی امت "حمادون" ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں خوشی اور تنگی میں۔ اور آپ نے اپنے رب کی حمد کی قبل اسکے کہ لوگ اسکی حمد کریں۔ اور آپ کی اور آپکی اُمت کی نماز حمد سے شروع ہوتی ہے۔ اور آپ کا خطبہ حمد سے شروع ہوتا ہے۔

❁

وهكذا كان في اللوح المحفوظ عند الله أن خلفاءه وأصحابه يكتبون المصحف مفتتحا بالحمد وبيده صلى الله عليه وآله وسلم لواء الحمد يوم القيمة. ولما يسجد بين يدى ربه للشفاعة ويؤذن له فيها، يحمد ربه بمحامد يفتحها عليه حينئذ وهو صاحب المقام المحمود الذى يغبط به الأخرون والأولون۔

اور اس طرح لوح محفوظ میں اللہ کے پاس (مکتوب) ہے کہ آپ کے خلفاء اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم مصحف کو حمد سے شروع کر کے لکھتے ہیں۔ اور آپ کے ہاتھ مبارک میں قیامت کے دن "لِواءُ الحَمد"، ہوگا۔

اور آپ، جب اپنے رب کے سامنے شفاعت کی خاطر سجدہ کریں گے اور اس میں آپ کو اذن ملے گا، اپنے رب کی، ایسی محامد سے حمد وثنا کرینگے جو اس وقت آپ پر منکشف ہونگی۔ اور آپ صاحب مقام محمود ہونگے جس پر آخرین واولین (ساری مخلوقات) رشک کریں گے۔

وقد قال تعالیٰ: "عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا" وإذ قام في ذلك المقام حمده حينئذ أهل الموقف كلهم، مسلمهم وكافرهم، اولهم وآخرهم فجمعت له معاني الحمد وأنواعه

وهو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محمود بما ملأ به الأرض من الهدىٰ والإيمان والعلم النافع والعمل الصالح وفتح به القلوب وكشف به الظلمة عن اهل الأرض واستنقذهم من أسر الشيطٰن ومن الشرك بالله والكفر به والجهل به حتى نال به أتباعه شرف الدنيا والأخرة فإن رسالته وافت اهل الأرض أحوج ما كانوا إليها وأغاث الله به البلاد والعباد وكشف به الظلم واحيا به الخليقة بعد الموت وهدىٰ به من الضلالة وعلم به من الجهالة وكثر به بعد القلة واغنى به بعد العيلة ورفع به

اور بہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے فرمایا، قریب ہے کہ فائز کردے آپ کو آپ کا ربّ "مقام محمود" پر اور جب آپ اس مقام میں کھڑے ہونگے تو حمد و ثنا کرینگے آپ کی اس وقت اہل موقف سارے ان کے مسلم اور انکے کافر لوگ، انکے اولین اور انکے آخرین پس جمع ہونگی آپ کے لئے حمد کی تمام صفات اور ساری قسمیں اور آپ محمود (لائق ستائش ہیں) اسوجہ سے کہ آپ نے بھر دیا زمین کو ہدایت و ایمان .... اور علم نافع و عمل صالح سے اور آپ کے ذریعے دل کھل گئے اور آپ کے طفیل ہٹ گئی ظلمت و اندھیر اہل زمین سے اور چھڑالیا ان کو شیطان کی قید و بند سے اور (پاک کیا انکو) شرک و کفر باللہ اور خدا ناشناسی سے یہاں تک کہ پالیا آپ کی برکت سے آپ کے متبعین نے دُنیا و آخرت کا شرف، پس آپ کی رسالت نے پورا کردیا اہل زمین کو جسکے وہ زیادہ محتاج تھے۔ اور مدد دی اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ علاقوں اور بندوں کو اور آپ کے ذریعے ظلم کو ہٹا دیا۔ اور آپ کی برکت سے خلق عالم کو موت کے بعد زندگی بخشی، اور آپ کے ذریعے گمراہی سے ہدایت میں لایا، اور جہالت سے علم عطا کردیا۔ اور آپ کی برکت سے قلت کے بعد کثرت اور محتاجی و تنگدستی کے بعد غنا و تونگری دیدی۔ اور آپ

بعد الخبالة وسمی به بعد النكرة وجمع به بعد الفرقة وألف به بين قلوب مختلفة وأهواء متشتة وأمم متفرقة وفتح اعينا عميا وآذانا صما وقلوبا غلفا فعرف الناس ربهم ومعبودهم غاية مايمكن أن يناله قواهم من المعرفة وأبدأ واعاد واختصر وأطنب فی ذكر اسمائهٖ وصفاتهٖ وأفعالهٖ وأحكامه حتی تجلت معرفته فی قلوب عباده المومنين وانجابت سحائب الشك والريب عنها كما ينجاب عن القمر ليلة ابداره ولم يدع لامته حاجة فی هٰذا التعريف غيره لا الی من قبلهٗ ولا الی من بعده بل كفاهم وشفاهم واغناهم عن كل من تكلم من الأولين والآخرين بما أوتيه من جوامع الكلم وبدائع الحكم قال الله تعالیٰ: أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ

کے ذریعے زبونی و پستی کے بعد بلندی دیدی۔ اور آپ کی برکت سے غیر معروفی و ناآشنائی کے بعد شہرت و نامداری دیدی۔ آپؐ کے ذریعے تفرقہ کے بعد مجتمع کیا۔ آپؐ کی برکت سے مختلف دِلوں، منتشر خواہشوں اور متفرق گروہوں کو مِلا دیا۔ اور اندھی آنکھوں، بہرے کانوں اور بند دِلوں کو کھول دیا۔ پس پہچان لیا لوگوں نے اپنے رب اور اپنے معبود کو پہچاننے کی انتہائی امکانی حد تک جوان کے قویٰ (ذہنی قوتیں) پاسکتے ہیں۔ اور ابتدا کی اور لوٹادیا، مختصر کیا اور طوالت کی آپؐ کے اسماء و صفات اور افعال و احکام کے بیان میں۔ یہاں تک کہ روشن ہو گئی آپ کی معرفت اسکے مومن بندوں کے دِلوں میں اور ہٹ گئے شک و شبہ کے بادل ان سے (انکے دِلوں سے) جس طرح کہ چاند سے اسکی چودھویں راتوں میں (ظلمت) ہٹ جاتی ہے۔ اور نہیں چھوڑی اپنی اُمت کی کوئی حاجت اپنے غیر کے لئے اس تعریف و بیان میں۔ نہ اپنے سے قبل والوں نہ اپنے سے بعد والوں کے لئے۔ بلکہ انہیں، اپنے پرمعنی کلمات اور عقل و حکمت کے بے مثال کلاموں کی بدولت، جو آپ کو عطا کئے گئے ہیں، کافی و شافی ہوئے اور انہیں مستغنی کیا ہر اس شخص سے جو کلام کرے اوّلین و آخرین سے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، کیا، انہیں بات

أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى
عَلَيْهِمْ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى
لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○ العنکبوت (۵۱) ع (۵)
ومن صفته فی التوراة، "محمد"
عبدی ورسولی سمیته المتوکل،
لیس بفظ و لا غلیظ ولا سخاب
بالأسواق ولا یجزی بالسیئة
السیئة ولکن یعفو ویغفر۔ ولن
اقبضه حتی اقیم به الملة
العوجاء وأفتح به أعینا عمیاء
وأذانا صماء وقلوبا غلفا حتی
یقولوا "لا اله إلا الله" وهو ارحم
الخلق وأرأفهم بهم واعظم الخلق
نفعا لهم فی دینهم ودنیاهم
وأفصح خلق الله تعالیٰ واحسنهم
تعبیرا عن المعانی الکثیرة بالألفاظ
الوجیزة الدالة علی المراد و
أصبرهم فی مواطن الصبر و
أصدقهم فی مواطن اللقاء
وأوفاهم بالعهد والذمة
وأعظمهم مکافاتا علی

کافی نہیں کہ ہم نے نازل فرمائی آپ پر یہ کتاب جو پڑھی
جاتی ہے ان پر؟ بیشک اس میں البتہ رحمت اور نصیحت
ہے ایسی قوم کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔
اور آپ کی تورات میں، بعض صفات یہ ہیں کہ "محمد"
میرا بندہ اور میرا رسول ہے۔ میں نے اسکا نام متوکل
رکھا۔ نہ بدمزاج ہے نہ سخت، اور نہ بازاروں میں شور
مچانے والا ہے، نہ بدی کے بدلے بدی کرتا ہے۔ لیکن
معاف کرتا اور بخشتا ہے اور میں اسے قبض نہیں کرتا
ہرگز یہاں تک کہ اسکے ذریعے سیدھی کردوں ٹیڑھی
ملّت کو، اور کھول دوں اسکی برکت سے اندھی
آنکھوں، بہرے کانوں اور مغلوف دِلوں کو یہاں
تک کہ وہ کہدیں، "لا الٰہ الا اللہ" اور وہ ساری
مخلوق میں سب سے زیادہ رحیم اور رؤف ہیں
ان کے لئے۔ اور ان کے دین و دُنیا میں ساری خلق سے
بڑھ کر نفع رسان ہیں ان کے لئے۔ اور ساری خلق
خدا کے فصیح ترین اور ان سب سے بہترین بیان کرنے
والے ہیں کثیر معانی کو مختصر الفاظ میں۔ جو مقصد پر پوری
دلالت کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور مقامات صبر میں سب سے
بڑے صابر، میل جول کے اوقات میں سب سے زیادہ صادق
عہد و ذمہ داری کے معاملات میں سب سے زیادہ
ایفا کرنے والے۔ اور اچھائی کا، ڈبل بدلہ دینے میں

الجمیل باضعافه واشدهم تواضعا وأعظمهم ایثارا علی نفسه وأشد الخلق ذبا عن أصحابه وحمیة لهم ودفاعا عنهم وأقوم الخلق بمایومربه وأترکهم لماینهی عنه واوصل الخلق لرحمه إلی غیر ذلك مما یجل عن الوصف ولایمکن حصرہ، صلی الله علیه وآله وسلم تسلیما کثیرا [1]

سب سے بڑھ کر ہیں۔ اور تواضع وانکساری میں سب سے زیادہ سخت اور اپنی ذات گرامی پر دوسروں کو ترجیح دینے میں سب سے بڑھ کر ہیں۔ اور اپنے صحابہ کرام کی نگہبانی اور حمایت و دفاع میں (ان سے) ساری مخلوق سے زیادہ سخت، اور تعمیل اوامر و ترک منکرات میں ساری مخلوق میں زیادہ پابند، اور صلہ رحمی میں ساری مخلوق سے زیادہ ملانے والے ہیں۔ علاوہ ازیں اور بھی آپ کے اوصاف اجلہ ہیں۔ اور ان کا حصر و احصا ناممکن ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسلیما کثیرا

سید السادات، سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والتسلیمات کے کچھ خصوصی اوصاف و صفات کے مشکی و عطری ترشحات اور شمسی و قمری تجلیات

امام سخاوی ؒ نے آپ کے اوصاف جلیلہ و صفات جمیلہ کے بارے میں کیا خوب کہا ہے! بہت خوب کہا ہے اور بہت ہی صحیح کہا ہے۔ فرمایا ہے، "إلی غیر ذلك مما یجل عن الوصف ولایمکن حصرہ" [2]

ہم نے اپنی کتاب کی جلد ہذا میں آپ کے تقریبا پانچ سو (۵۰۰) اسمائے صفات اور صفات والا درجات ہمراہ ضروری توضیحات و تشریحات قلمبند کر کے قارئین کرام کے لئے ایک مخزن و میگزین تیار کیا ہے۔

اب یہ جی چاہتا ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی چند خصوصیات تحریر کرتے ہوئے

[1] القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ص۹۶ تا ص۱۰۷ مطبوعہ: لاثانی کتب خانہ سیالکوٹ، پاکستان امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی رح۔

[2] القول البدیع ص۱۰۷ امام سخاوی رح

اپنی کتاب کے صفحات وبیانات کو مزید مزین و منور کر کے فضل وشرفِ دارین حاصل کرلوں۔

خصوصی صفات و درجات ملاحظہ ہوں :

ہمارے حضورِ والاشان، حبیب عالی نشان علیہ صلوات الرحمٰن بشر کامل، عقل کل، نورتام، عالم کل تھے، نہ سورج میں آپؐ کا سایہ نہ چاند[1] میں۔ نہ جسم اطہر پر مکھی بیٹھی نہ لباس معطر پر۔ قد مبارک متوسط، لیکن ہر بلند وبالا آدمی سے بلند تر و بالاتر معلوم ہوتے۔ رفتار معتدل لیکن ہر تیز ترین آدمی سے مقدم[عہ] جسم پاک، مایہ ناز لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ بیحد خوبصورت، بے انتہا جاذب القلوب اور بلا عطر معطر۔ پسینہ[عہ] عطر العطور، بول آب حیات و شراب طہور[۳]۔ محسن دوجہان، اجمل ترین دوجہان، جوادِ دوجہان، امین وصادق دوجہان رؤف ورحیم دوجہان، سرور وسلطانِ دوجہان، بانئ اسلام وملت، بانئ تہذیب و ریاست، بانئ اخلاق وانسانیت صاحب خلق عظیم[۴]، منبع لطف عمیم۔ جیسے جاگ میں باخبر ویسے خواب میں باخبر[۵]۔ جیسے آگے[×] سے دیکھیں ویسے پیچھے سے دیکھیں، نور واندھیرے میں ایک جیسے دیکھیں[۶]۔ چالیس پہلوانوں[عہ] سے طاقت زیادہ، دنیا بھر کے بہادروں سے شجاعت زیادہ۔ کلام[۷] وتکلم میں نور، ضحک وتبسم میں نور، خوشبوئے جسم سے گلی مہک[۸] جاتی، تجلی چہرہ سے سوئی چمک[۹] جاتی۔ صوت وخطابت میں قوت[۱۰] الٰہی، بصارت وسماعت میں قدرت الٰہی[۱۱]،

عہ الخصائص ج۱ ص۶۸، ص۶۹

عہ الخصائص ج۱ ص۶۶، ص۶۷

۹ الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۶۲ سحری کے وقت حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھ سے سوئی گر گئی۔ تاریکی کے باعث نہ مل سکی اچانک آپ کمرے میں تشریف لائے تو آپؐ کے چہرۂ انور کے تجلاء سے کمرہ روشن ہوا اور سوئی چمکنے لگی۔

عہ: جنت کے چالیس آدمیوں سے۔ اور دنیا بھر کے سلاطین وبہادروں سے رعب وہیبت وشجاعت زیادہ۔ الخصائص ج۱ ص۶۷

۱ ۲ : الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۶۸

۳ ایک دفعہ ام ایمن اور ایک بار ام یوسف نے غلطی سے آپ کا بول پیا تھا۔ وہ ساری عمر بیمار نہ ہوئیں۔ الخصائص ج۱ ص۶۷۔

۴ سورہ (ن) آیت (۴) ع (۱)

۵ الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۶۹

۶ 〃 〃 〃 ص۶۱

۷ 〃 〃 〃 ص۶۲

۸ 〃 〃 〃 ص۶۷

مسند امام اعظم رح ص۱۴۸

۱۰ الخصائص ج۱ ص۶۶

۱۱ الخصائص ج۱ ص۶۱، ص۶۵

× تیسیر الباری شرح صحیح بخاری ج۱ ص۴۷۷۔ علامہ وحید الزمان۔

معجزہ وکرامت میں عنایت الٰہی خواہش وارادے میں رغبتِ الٰہی۔ دست واشارے[1] میں نیابت الٰہی۔ موئے مُبارک، شفاء وصحت اور فتح ونصرت[2]۔ بزاق ولعاب[3]، اکسیرِ امراض وشہد ناب۔ مبارک نعلین[عنہ]، نور وبصارتِ عینین اور برکت وسعادتِ دارین۔ سیّد الانبیاء والمرسلین۔ خاتم الانبیاء والمرسلین۔ شفیع عاصۃ المذنبین۔

ہم نے یہاں یہ سب مُبارک ومتبرک موضوعات اجمالی طور پر محض بہ حیثیت عنوانات ذکر کئے ہیں۔ جن کی تفصیلی بحث وبیان اور ان کی برکات ومعجزات کا حال واحوال کتب احادیث اور کتب سیر وتذاکیر میں مذکور ہے۔ مثلاً:-

الخصائص الکبریٰ (امام سیوطیؒ) نشر الطیب، رسالہ نیل الشفاء (مولانا اشرف علی تھانویؒ)، ذکرِ جمیل (علامہ مفتی محمد شفیع اکاڑویؒ)، مسند امام اعظم (الحصکفی)، صحیح بخاری (امام بخاریؒ) شمائل ترمذی (امام ترمذیؒ) الشِفاء (قاضی عیاضؒ) القول البدیع (امام سخاویؒ) وغیرہ وغیرہ۔

ہم نے طوالت وملالت سے بچنے کی خاطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ان خصائص کے محض موضوعات وعنوانات پیش کئے۔ اور اگر ہم تفصیل وتشریح پر جائیں تو ہر ہر موضوع وہر ہر عنوان میں ایک ایک ضخیم کتاب لکھنی پڑے گی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذاتی اسمائے گرامی، "محمد" اور "احمد" کی صفاتی اور معنوی حیثیت وشان

اسمائے پاک، "محمد" اور "احمد" کا اصل مآخذ "حمد" ہے۔ جس کے معنی ہیں،

[1] اشارہ مبارک سے چاند کے دو ٹکڑے ہوئے، برستے بادل مدینہ پاک سے اِدھر اُدھر ہٹ گئے۔ جنگ بدر وحنین میں دست مبارک کی پھینکی ہوئی کنکریوں سے کفار (جو ہزاروں کی تعداد میں تھے) کی آنکھیں بھر گئیں۔

[2] مشکاۃ المصابیح ج۲ ص۳۹۱ [3]:- الخصائص ج۱ ص۶۸ [4]:- الخصائص ج۱ ص۶۱۔

عنہ:- نشر الطیب ص۱۳۱ بحوالہ رسالہ نیل الشفاء۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

خوبی وثنا، وصف وصفت اور عمدہ تعریف وتوصیف۔

'المنجد' میں لکھا ہےعہ، "حَمِدَ" اثنیٰ علیہ (اس کی تعریف کی) حَمِدَ الشئ وَجَدَہٗ حَمِیْدًا (اسے قابل تعریف پایا) "الشیُ صَارَ مَحْمُوْدًا" استبان انہ مستحق للحمد " (یہ ظاہر کیا، یہ ثابت کیا کہ وہ (شے) واجب التوصیف اور حمد وثنا کا حقدار ہے۔

کلمۂ پاک "مُحَمَّد" کی حقیقت و ماہیت اور تحلیل و تشکیل

کلمۂ پاک "مُحَمَّد" باب تفعیل (تحمید) سے اسم مفعول ہے۔ جس کے معنی میں تکرار وکثرت کی صفت پائی جاتی ہے۔ المنجد، میں لکھتے ہیں، "المحمّد" الکثیر الخصال الحمِیْدَۃ (بہت زیادہ اچھی صفات والا) "حَمَّدَ اللّٰہ"، اثنیٰ علیہ المرۃ بعد الاخریٰ۔ (اللہ تعالیٰ کی، یکے بعد دیگرے، بار بار، حمد وثنا کی۔

امام ابن القیمؒ نے کلمۂ پاک 'مُحَمَّد'، کے مآخذ اور معنی ومفہوم کے بیان میں ایک باب باندھا ہے۔ لکھتے ہیں، "ھٰذا الاسم ھو اشھر اسمائہٖ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو اسم منقول عن 'الحمد'، وھو فی الأصل اسم مفعول من "الحمد" وھو یتضمن الثناء علی المحمود ومحبتہ واجلالہ وتعظیمہٖ۔ ھٰذا ھو حقیقۃ الحمد"، وبُنِی علی زنۃ "مُفَعَّل" مثل "مُعَظَّم" ومُحَبَّب ومُبَجَّل ونظائرھا لأن ھٰذا البناء (بناء التفعیل) موضوع للتکثیر"[1]

ترجمہ:- تیسری فصل، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی (مُحَمَّد) کے معنی اور اس کے اشتقاق کے بیان میں۔

یہ اسم (مُحَمَّد) آپ کے سارے ناموں میں مشہور ترین نام ہے۔ اور یہ کلمہ "حمد"

عہ، عہ:۔ المنجد (لغۃ الفاظ) ص ۱۵۲، ص ۱۵۳ مطبوعہ: بیروت لبنان

[1]:- جلاء الافہام ص ۸۷۔ مطبوعہ: بیروت لبنان۔ امام ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر ابن قیم الدمشقیؒ)

سے لیا گیا ہے۔ اور یہ، "حمد" سے اسم مفعول ہے۔

اور اسم پاک (محمدؐ) اپنے مسمی محمود و موصوف (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حمد و ثنا، ان کی محبت، ان کی عظمت و جلال و تکریم کے معنی وصفات لئے ہوئے ہے۔ اور یہ ہے حقیقت "حمد" کی اور یہ (اسم پاک "محمّد") مُفعّل کے وزن پر بنایا گیا ہے۔ جیسے، "مُعظّم، مُحبّب، مُسوّد، مُبجّل اور ان کی نظیریں۔ کیونکہ یہ بناء (تفعیل) موضوع ہے کثرت و بہتات کے لئے۔

امام ابن قیمؒ آخر میں لکھتے ہیں، "فمحمّد" هو الذی کثر حمد الحامدین له مرة بعد اخرىٰ أو الذی یستحق أن یحمد مرة بعد أخرىٰ"[1]

ترجمہ: پس "محمّدؐ" وہ ذات ہے، جس کے لئے حامدین کی حمد و ثنا یکے بعد دیگرے بہت زیادہ ہو۔ یا، وہ ذات جو اس بات کے لئے حقدار ہو کہ اس کی، یکے بعد دیگرے (بار بار، بکثرت) حمد و ثنا کی جائے۔

امام موصوف آگے لکھتے ہیں، "ویقال: حمد فهو محمد کما یقال:۔ علم فهو معلم. وهٰذا اَعلَمٌ وصفة، اجتمع فیه الأمران فی حقه صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وإن کان عَلَمًا مختصا فی حق کثیر ممن تسمّی به غیره وهٰذا شان أسماء الرب تعالیٰ واسماء کتابه واسماء نبیه صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم هی أعلام دالة علیٰ معان هی بها أوصاف فلا تضاد فیها العلمیة الوصفَ بخلاف غیرها من أسماء المخلوقین"[2]

ترجمہ:۔ اور کہا جاتا ہے: اس کی حمد و ثناء کی گئی، پس وہ "محمّدؐ" ہے۔ جس طرح کہا جاتا ہے، اسے پڑھایا گیا۔ پس وہ، "مُعلّم" ہے۔ اور یہ، (کلمہ محمّدؐ)

---

[1]:۔ جلاء الافہام ص ۸۷۔ مطبوعہ: بیروت لبنان۔ امام ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر ابی قیم الدمشقی رح

[2]:۔ جلاء الافہام ص ۸۷

(علم) نام بھی ہے اور (صفۃ) صفت بھی۔ اس (اسم محمّد) میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں دو امور (علمیت اور وصف) جمع ہوگئے۔ اگرچہ یہ (اسم محمد) محض علم (نام) ہوگا بہت سے لوگوں کے لئے، آپ کے بغیر، جن کا یہ کلمہ (محمد) نام رکھا جائے۔

اور یہی خاص غرض و مقصد ہے ربّ العزت کے ناموں کا، اس کی کتاب (قرآن حکیم) کے ناموں اور اس کے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ناموں کا۔ کہ یہ ایسے نام و علم ہیں، جو دلالت کرتے ہیں ایسے معنوں پر کہ یہ نام ان (معنوں) کے ساتھ اوصاف بھی بن جاتے ہیں۔ پس ان میں علمیت، وصف کے متضاد نہیں ہوگی۔ بخلاف لوگوں کے ناموں کے ان سے علاوہ۔ (یعنی اللہ تعالیٰ، اس کی کتاب اور اس کے نبیؐ کے ناموں کے بغیر، لوگوں کے نام محض علمیت کے طور پر رکھے جاتے ہیں۔ ان میں کسی وصف و صفت کے معنی کا لحاظ و خیال نہیں رکھا جاتا۔ مثلاً:۔ ہم اگر کسی شخص کا "عالم" نام رکھتے ہیں تو اس خیال سے نہیں رکھتے کہ وہ صاحب علم اور عالم ہے۔ بلکہ سیکڑوں ایسے آدمی ہیں جن کا نام عالم ہے اور انہوں نے الف، با، تک بھی نہیں پڑھا ہے۔ یا کسی شخص کا نام 'عابد' رکھا گیا ہے تو اس لئے 'عابد' نام نہیں رکھا ہے کہ وہ عبادت گذار ہے۔ بلکہ ہوسکتا ہے کہ وہ نماز ہی نہ پڑھتا ہو۔ اسی طرح، سیکڑوں اشخاص کا نام شاہجہاں ہے اور وہ نان شبینہ کے محتاج ہیں۔)

اسم پاک "احمد" کے وصفی و صفاتی درجات اور لفظی و معنوی خصوصیات

کلمہ "احمد" کا ماخذ بھی "حمد" ہے۔ جس کے معنی و مفہوم کا، پچھلے باب میں بیان ہوچکا۔ اب یہاں ہم اس کلمہ پاک (احمد) کی لفظی و معنوی خصوصیات اور وصفی وصفاتی درجات تحریر کردیتے ہیں۔

امام ابن قیم لکھتے ہیں، "واحمد" افعل تفضیل من الحمد یدلُّ

علی ان الحمد الذی یستحقہ افضل مما یستحقہ غیرہٗ فمحمّد زیادۃ حمد فی الکمیۃ و"احمد" زیادۃ فی الکیفیۃ ۔ فیحمد اکثر وافضل حمد حمدہ البشر"[1]

ترجمہ: "احمد" مصدر "حمد" سے اسم تفضیل ہے (افعل کے وزن پر) جو دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ جس حمد وثناء کا یہ (احمد کا مسمّٰی یعنی نبی اکرم) حقدار ہے وہ بہت ہی بہتر واعلیٰ ہے اس "حمد وثناء" سے جس کا اس کا (احمد کے مسمّٰی یعنی نبی اکرم کا) غیر حقدار ہوگا۔ پس (اسم پاک) "محمّد" میں مبالغہ وزیادتی ہے، حمد وثناء کی کمیت (اکثرت وتکرار) کے اعتبار سے۔ اور اسم پاک "احمد" میں مبالغہ وزیادتی ہے، کیفیت (بہتری و افضلیت) کے لحاظ سے۔ پس، آپؐ کی، (جبکہ آپ کا نام "محمّد اور احمد" ہے) بہت زیادہ اور بار بار اور سب سے بہتر واعلیٰ حمد وثناء کی جاتی ہے۔ جو حمد وثناء آپؐ کی انسان کرے۔

اسم پاک "احمد" کی دو حیثیت ہیں۔ ایک مفعولی حیثیت۔ جسے ہم نے اُوپر بیان کیا اور دوسری حیثیت فاعلی کی، ہے۔ (سب سے افضل وبہتر حمد وثناء کرنے والا) یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے ربّ کی، سب سے افضل واعلیٰ حمد وثناء کرنے والے ہیں۔

امام ابن قیمؒ اس سلسلے میں لکھتے ہیں، "الوجہ الثانی: ان "محمدا" ھو المحمود حمدًا متکررا کما تقدم و "احمد" ھو الذی حمدہٗ لربہ افضل من حمد الحامدین غیرہ، فدل أحد الاسمین وھو "محمّد" علی کونہ محمودا ودل الاسم الثانی وھو "احمد" علی کونہ احمد الحامدین لربہ"[2]

---

[1]: جلاء الافہام ص۹۸۔ مطبوعہ بیروت لبنان۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر بن قیم الدمشقیؒ

[2]: " " " " " " " " " " "

ترجمہ: اور دوسری وجہ یہ ہے کہ، "محمّد" وہ ذات پاک ہے جس کی بار بار حمد وثناء کی جاتی ہو۔ جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا۔ اور "احمد" وہ ذات پاک ہے، جسکی اپنے رب کے لئے حمد وثنا بہت ہی افضل ہے، دوسرے حامدین کی حمد وثنا سے جو اس کے علاوہ ہیں۔

پس ان دونوں اسموں سے ایک، اور وہ ہے، "محمّد" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ (اس کا مسمّٰی) محمود ہے۔ (اسکی بار بار حمد وثناء کی جاتی ہے) اور دوسرا اسم اور وہ ہے، "احمد"، اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ (اس کا مسمّٰی) سارے حامدین سے افضل واعلیٰ حمد وثناء کرنے والا ہے اپنے رب کے لئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، آپ کی صفاتِ کریمہ و کمالات حمیدہ کے باعث، "محمّد" اور "احمد" نام ہونا نہایت صحیح اور موزون و مناسب ہے، اور آپ اس کے بالکل حقدار و اہل ہیں۔

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، وقد سماہ اللہ تعالیٰ فی کتابہ "محمّد او احمد" فمن خصائصہ تعالیٰ لہ ان ضمن اسمائہ ثنائہ فطوی اثناء ذکرہ عظیم شکرہ. فاما اسمہ "احمد"، فافعل مبالغۃ من صفۃ الحمد و "مُحمّد" مُفعّل مبالغۃ من کثرۃ الحمد فھو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجلُّ من حَمِدَ وافضلُ من حُمِدَ واکثرُ الناس حمدًا فھو احمد المحمودین واحمد الحامدین ومعہ لواء الحمد یوم القیٰمۃ لیتمّ لہ کمالُ الحمد ویتشھّر فی تلک العَرَصات بصفۃ الحمد، ویبعثہ ربّہ ھناک مقاما محمودا کما وعدہ یحمدہ فیہ الاولون والآخرون

بشفاعته لهم ويفتح عليه فيه من المحامد كما قال (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مالم يعط غيره وسمى امته فى كتب انبياءه بالحمادين فحقيق ان يسمى "محمداً واحمد" [1]

ترجمہ: اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، اپنی کتاب (قرآن کریم) میں، "محمّد اور احمد" نام رکھا۔ پس یہ، اللہ تعالیٰ کی، آپ کو عطا کردہ خصوصیات میں سے ہے کہ آپؐ کے ناموں میں آپؐ کی حمد و ثنا متضمن کر دی (یعنی آپ کے ناموں میں آپؐ کے اوصاف وصفات بھر دی۔ اس طرح آپؐ کے اسمائے ذات، اسمائے علم بھی ہیں اسمائے صفات بھی) اور آپؐ کے ذکر میں بہت عظیم شکر شامل فرمایا۔ پس آپ کا نام نامی "احمد" "صیغہ" "افعل" (اسم تفضیل) ہے جو حمد کی صفت وخوبی میں مبالغہ ہے۔ اور "محمّد" مفعل (اسم مفعول) ہے جو حمد کی کثرت وتکرار میں مبالغہ وازدیاد ہے۔

یعنی ان دونوں اسمائے علم میں اپنے مسمّٰی کے لئے وصف وصفتِ حمد بھی ہے لیکن نہایت مبالغہ اور ازدیاد کے ساتھ۔ پس اسم عظیم "اَحمد" کے مسمّٰی میں صفت حمد کی خوبی وعمدگی دنیا بھر کی نسبت بہت زیادہ ہے۔ اور اسم عظیم "محمّد" کے مسمّٰی میں صفت ووصف "حمد" اپنی انتہائی عمدگی اور خوبیوں کے ساتھ سارے جہان کی نسبت سب سے زیادہ اور مسلسل ومکرر ثابت ہے۔

پس آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حمد وثنا کرنے والوں میں سب سے بڑے اور ان سب میں افضل واعلیٰ ہیں، جن کی حمد وثنا کی جاتی ہے اور سارے لوگوں میں بہت زیادہ حمد وثنا کے اہل ہیں۔ اس طرح آپؐ سارے ستائش کردہ خلق خدا میں بہتر وافضل اور سب سے زیادہ ستائش کردہ اور سارے حمد وثناء کرنے والوں میں بہتر وافضل اور سب سے

[1]:- الشفاء بتعریف حقوق المصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ج۱ ص۲۲۹۔ مطبوعہ بیروت لبنان۔
علامہ قاضی ابوالفضل عیاض الیحصبی۔ المتوفی ۵۴۴ھ۔
جواہر البحار ج۱ ص۱۶۲ مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور۔ علامہ یوسف بن اسمٰعیل النبہانی رحمہ م ۱۳۵۰ھ۔

زیادہ حمد وثنا کرنے والے ہیں (اپنے رب کی) اور آپؐ کے ساتھ قیامت کے دن "لواء الحمد" (حمد وثنا کا جھنڈا) ہوگا۔ تاکہ آپؐ کے لئے حمد وثناء کا کمال تمام ہوجائے۔ اور عرصات قیامت میں حمد وثناء کی صفت سے مشہور و مشتہر ہوں (آپؐ) اور وہاں آپؐ کا رب آپؐ کو "مقامِ محمود" پر فائز فرمائیں گے۔ جہاں اگلے اور پچھلے (ساری مخلوق) آپؐ کی، ان کے لئے شفاعت کرنے پر حمد وثنا کریں گے۔ اور آپؐ پر (رب العزت) محامد (اپنی حمد وثنا) کے وہ کلمات کھولیں گے، جیسا کہ آپؐ نے فرمایا، جو آپؐ کے سوا کسی اور کو نہیں دیئے گئے۔ اور آپ کی امت کو اپنے انبیاء (علیٰ نبینا وعلیہم السلام) کی کتابوں میں "الحمّادین" بہت زیادہ حمد وثنا کرنے والے) نام رکھا ہے۔ پس آپؐ اس بات کے بہت زیادہ حقدار واہل ہیں کہ آپؐ کا "محمّد اور أحمد" نام رکھا جائے۔

تخلیق نورِ محمّدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کب ہوئی؟ اور آپؐ کا، سب سے پہلے کس نے، "محمّد اور أحمد نام رکھا؟ اور کب؟

تاریخ ابتداءِ تخلیق نورِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ کسی دفتر وصحیفہ میں مسطور ہے نہ کسی فرشتہ ونبیؑ کو معلوم ہے، نہ اس سلسلے میں کوئی وحی آئی اور نہ ہی نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے خود تعیین تاریخ فرمائی۔ البتہ احادیث وروایات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نور محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا، تخلیقِ کائنات سے اربوں سال قبل، شہود وظہور ہوا تھا اور اسی طرح آپ کے اسمائے عظمیٰ "محمد اور احمد" کی ابتدائے تاریخ تسمیہ بھی کسی کو نہیں معلوم۔

لہٰذا ہم اس مختصر مجموعہ میں ان دونوں نکات "نور محمدی واسمائے احمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صرف شہود وظہور اور قدامتِ ظہور کے بارے میں کچھ مختصر لیکن کافی وشافی، تصریح وتشریح کریں گے۔ جہاں آپؐ کے نورِ اقدس کا، براہین ودلائل سے اثبات وثبوت بھی واضح ہوجائیگا۔ اور یہ اثباتِ نور، بہت ضروری ہے کیونکہ بعض لوگ اپنی بے علمی وبے خبری یا اپنے

مسلکی عناد و دشمنی کے باعث نور محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا انکار کرتے ہوئے آپ کو بشر محض تصور کرتے ہیں۔ لیکن وہ کھلی غلطی پر ہیں۔ آپ ؐ کے نور کی حقیت و حقیقت قرآن و حدیث اور صحابہ و ائمہ امت کی روایات و بیانات سے ثابت ہے۔

(I) ارشاد قرآنی :- قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ [1]

① حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: رسول یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) [2]

② امام ابن جوزیؒ لکھتے ہیں: " قال قتادة : يعنى بالنور النبى (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) [3]

③ امام فخر رازیؒ لکھتے ہیں: " فيه اقوال الاول ان المراد بالنور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وبالكتب القرآن " [4]

④ قاضی عیاضؒ آیت، " مثل نوره " کے بعد لکھتے ہیں: " وقد سماه الله فى القرآن فى غير هذا نورا " پھر آیت، " قد جاءكم ..... لکھتے ہیں [ع]

⑤ امام قرطبی لکھتے ہیں: " وقيل : محمد عليه السلام - عن الزجاج ؒ " [5]

⑥ امام جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں: " هو النبى (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) " [6]

⑦ امام ابو العلاء علی بن محمد الخازن لکھتے ہیں: " يعنى محمدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) " [7]

⑧ امام اسمٰعیل حقی لکھتے ہیں: " وقيل المراد بالاول هو الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وبالثانى القرآن [8]

⑨ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ لکھتے ہیں: " يعنى محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) او الاسلام [9]

⑩ امام آلوسیؒ بغدادی لکھتے ہیں: " وهما اشارة الى النبى (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، وكذلك وحد الضمير فى قوله سبحانه (يهدى به الله) " [10]

⑪ علامہ محمد رشید رضا لکھتے ہیں: فى المراد بالنور هنا ثلاثة اقوال، احدها انه النبى [11] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

⑫ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں: " شاید نور سے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کتاب مبین سے قرآن کریم مراد ہے۔ [12]

[1] المائدہ (۱۵) ع (۳)
[2] :-
[3] : تفسیر زاد المسیر ج ۲، ص ۳۱۶ امام ابو الفرج عبد الرحمٰن بن الجوزی القرشی م ۵۹۶ھ
[4] : تفسیر کبیر ج ۱۱، ص ۱۸۹، ص ۱۹۰،
[5] : تفسیر قرطبی ج ۶، ص ۱۱۸، امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی م ۶۸۱ھ
[ع] : الشفاء ج ۱، ص ۱۱ اسکی، علامہ خفاجی اور علامہ علی قاری نے تصدیق کی ہے۔ نسیم الریاض ج ۱، ص ۱۱۳
[6] : تفسیر جلالین ج ۱، ص ۹۷ امام جلال الدین سیوطیؒ
[7] : تفسیر خازن ج ۲، ص ۲۳ امام ابو العلاء الخازنؒ
[8] تفسیر روح البیان، ج ۶، ص ۳۶۹، امام اسمٰعیل حقیؒ

[9] تفسیر المظہری ج ۶ ص ۶۸، علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ۔
[10] تفسیر روح المعانی ج ۶ ص ۱۲۲، امام ابو الفضل سید محمود آلوسی بغدادیؒ
[11] تفسیر المنار ج ۶ ص ۳۴ علامہ محمد رشید رضاؒ [12] تفسیر عثمانی ص ۱۴۶، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

(۱۳) علامہ حسین الکاشفی لکھتے ہیں: گفتہ اند نور حضرت رسالت پناہ است وکتاب مبین قرآن حکیم است۔ در بحر الرائق آوردہ کہ وجہ تسمیہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بنور آنست کہ اوّل چیزے کہ حق سُبحانہ وتعالٰی بنور کرم از ظلمت کدہ عدم بیرون آوردہ، نور وی بود (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہ "اوّل ماخلق اللہ نوری[۱]"

(II) سورۂ نور میں ارشاد ہے: "مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ط" ع

(۱) اسکی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالٰی عنہما) فرماتے: "مثل نورہٖ: نور مُحمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فی اصلاب اٰبآبہٖ" آگے فرماتے ہیں: "کان نور محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی براھیم حنیفا[۲]" مسلما..... الخ (۲) علامہ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ حضرت کعب الاحبار اور حضرت ابن جبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں: "المراد بالنور الثانی ھنا محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وقولہ تعالٰی: مثل نورہٖ: ای نور محمّد[۳] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۳) امام خازن لکھتے ہیں: "وقیل وقع ھذا التمثیل لنور مُحمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)" آگے لکھتے ہیں: "قال ابن عباس لکعب الاحبار (رضی اللہ تعالٰی عنہم) اخبرنی عن قولہ تعالٰی مثل نورہ کمشکٰوۃ" قال کعب، ھٰذا مثل ضربہ اللہ تعالٰی لنبیہٖ[۴] (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

(۴) علامہ مفتی محمد شفیع اکاڑوی لکھتے ہیں: "بہر حال یہاں، مثل نورہٖ" سے مراد حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہما) سے یہی مروی ہے[۵]"

نور کے ثبوت ووجود اور ظہور وشہود کے بارے میں احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(I) امام قسطلانی لکھتے ہیں "وروی عبد الرزاق بسندہ عن جابر بن عبد اللہ الانصاری (رضی اللہ تعالٰی عنہما) قال قلت یارسول اللہ بابی انت وامی اخبرنی عن اول شیءٍ خلقہ اللہ تعالٰی قبل الاشیاء، قال یاجابر: ان اللہ تعالٰی خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہٖ فجعل ذٰلک النور یدور بالقدرۃ حیث شاء اللہ تعالٰی ولم یکن فی ذٰلک الوقت لوح ولا قلم ولا جنۃ ولا نار ولا ملک ولا سماء ولا ارض ولا شمس ولا قمر ولا جنی ولا انسی۔ فلما اراد اللہ تعالٰی ان یخلق الخلق

[۱]: تفسیر حسینی ج۱ ص۲۳۳، علامہ ملا حسین الکاشفی رح

[۲]: تفسیر ابن عباس ج۲ ص۲۶۲ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما

[۳]: الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ج۱ ص۳۰، امام قاضی عیاض رح

[۴]: تفسیر الخازن ج۱ ص۳۳۲ (سورۂ نور) امام ابو العلاء علی بن محمد الخازن رح

[۵]: الذکر الحسین ص۳۰ علامہ مفتی محمد شفیع اکاڑوی رح

قسم ذلك اربعة اجزاءٍ فخلق من الجزء الاول القلم ومن الثانی اللوح ومن الثالث العرش ثم قسم الجزء الرابع اربعة اجزاءٍ فخلق من الجزء الاول حملة العرش ومن الثانی الکرسی ومن الثالث باقی الملائکة ثم قسم الجزء الرابع اربعة اجزاءٍ فخلق من الاول السموٰت ومن الثانی الارضین ومن الثالث الجنة والنار ثم قسم الجزء الرابع اربعة اجزاء فخلق من الاول نور ابصار المؤمنین ومن الثانی نور قلوبهم ومن الثالث نور انسهم وهو التوحید لا اله الا الله محمد رسول الله"[1] مولانا اشرف علی لکھتے ہیں،"اس حدیث سے "نور محمدی" کا اول الخلق ہونا بہ اولیت حقیقیہ ثابت ہوا۔ کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا، نور محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔[2]

(II) امام زرقانی ایک[3] اور حدیث روایت کرتے ہیں (ترجمہ) امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرت علی (کرم اللہ وجہہ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار سال قبل اپنے رب کے حضور میں ایک نور تھا" مولانا اشرف علی اس پر لکھتے ہیں، اس عدد میں کم کی نفی ہے زیادتی کی نہیں۔ پس اگر زیادتی کی روایت نظر پڑے شبہ نہ کیا جائے۔ رہ گئی تخصیص اسکے ذکر میں سو ممکن ہے کہ کوئی خصوصیت مقامیہ اس کو مقتضی ہو۔

(III) امام اسمٰعیل حقی ایک حدیث روایت کرتے ہیں (ترجمہ) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت جبریل (علیہ السلام) سے پوچھا، کم عمرت من السنین؟ "(تو نے کتنے سال عمر پائی ہے؟) تو حضرت جبریل نے عرض کیا مجھے بہت تفصیل سے معلوم نہیں۔ البتہ اتنا جانتا ہوں کہ جب میں پیدا ہوا تھا تو آسمان میں چوتھے حجاب میں ایک چمکتا ستارہ مجھے نظر آرہا تھا جو ستر ہزار برس جلوہ گر ہو کر درخشان و تابان رہتا اور ستر ہزار برس حجابوں میں پوشیدہ رہتا۔ اسی طرح میں نے بہتر ہزار بار دیکھا۔[4] تو حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا "وعزة ربی انا ذلك الكوكب" (میرے رب کی عزت کی قسم! وہ ستارہ میں تھا)۔[5]

اس مختصر مجموعہ میں حجت و برہان کی خاطر اس قدر حوالہ جات کافی و شافی ہیں ورنہ، اس سلسلے

۴ (۱۰۰۸۰۰۰۰۰۰) حاصل ضرب آجاتا ہے۔ یہ نور کی مدت مشاہدہ ہوئی جس میں قبل مشاہدہ و بعد مشاہدہ کی مدت نہ شامل ہے نہ معلوم، جسے فقط خدا اور رسول خدا جانتے ہیں۔

۵: تفسیر روح البیان ج۱ ص۹۷۴، انوار محمدیہ ص۱۸۲، ص۱۸۳ مطبوعہ قادری کتب خانہ سیالکوٹ، علامہ ابو الحامد قادری ٭

٭ سیرت حلبیہ ج۱ ص۴۹ جواہر البحار ج۱ ص۷۶۶، امام یوسف بن اسمٰعیل النبہانی۔

۱: مواہب لدنیہ ج۱ ص۱۶ مطبوعہ بیروت۔ لبنان۔ امام احمد بن محمد القسطلانی، نشر الطیب ص۱۱ مطبوعہ کانپور ہند۔ مولانا اشرف علی تھانوی، انوار محمدیہ ص۱۷۔ مولانا ابو حامد ضیاء اللہ القادری، انوار محمدیہ ص۹ علامہ نبہانی، مطالع المسرات ص۲۱۰ مصنف عبد الرزاق زرقانی۔ شرح مواہب لدنیہ ج۱ ص۴۶، ص۴۷، امام محمد بن عبد الباقی الزرقانی، مدارج النبوہ ص۳۰۹ علامہ شاہ عبد الحق محدث دہلوی
۲: نشر الطیب ص۱۱
۳: زرقانی ج۱ ص۴۹
۴: نشر الطیب ص۱۲، ۱۳
۵: اسکی تشریح و توضیح یہ ہے کہ آپ کا نور ستر ہزار برس اپنے رب کی بارگاہ میں تجلیات قیام بندگی کرتا تو ظاہر ہوتا اور ستر ہزار برس اپنے رب کے حضور میں سجدہ ریز ہو کر حجابوں میں پوشیدہ رہتا۔ اسطرح حضرت جبریل نے بہتر ہزار بار یہ مشاہدہ کیا۔ اب دونوں کی مجموعہ مدت ایک لاکھ چالیس ہزار برس ہوتی ہے اور بہتر ہزار سے ضرب دینے سے دس ارب آٹھ کروڑ

میں بے شمار آیات و احادیث وارد ہوئی ہیں۔

واقعاتی حجج و براہین: قرآن و احادیث کے علاوہ کئی واقعاتی دلائل و براہین آپؐ کے نور کے اثبات میں ناطق و شاہد ہیں۔ مثلاً: آپؐ کا شق و شرحِ صدر، تبسم سے، تاریکی میں سوئی کا ظاہر ہونا، براق پر سواری آپؐ کا سایہ نہ ہونا، فرشتوں کا اصلی شکل و صورت میں دیکھنا، عالمِ ناسوتی سے عالمِ ملکوتی، اور پھر آگے عالمِ لاہوتی میں جانا جہاں حضرت جبریل امینؑ بھی نہ جا سکے۔ مزید براں، ربّ جلیل کا دیدار کرنا۔

شرعی نکتۂ نظر: چونکہ آپؐ کا نور قرآن و حدیث سے ثابت ہو چکا ہے، لہٰذا اسکا ماننا واجب و لازم اور عینِ دین و عینِ ایمان ہے۔ اور اس کا انکار، قرآن و حدیث کا انکار ہے اور قرآن و حدیث کا انکار کفر و الحاد ہے پس آپؐ کے نور کا منکر کافر و ملحد ہے۔

منطق و فلسفہ: کلیات و نکات منطق و فلسفہ کے اعتبار و لحاظ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپؐ کا نور ہونا، ایک ممکن اَمر ہے اور ممکن امور کا بغیر کسی شرعی حجت و دلیل کے انکار جہل و حماقت ہے۔ پس آپؐ کے نور کا انکار جہل و حماقت ہے اور ایسا شخص جاہل و احمق ہوگا۔

نور کے ثبوت و قدامت کے اثبات کے بعد ہم آپؐ کے اسمائے مقدسہ محمد اور احمد کی قدامت و نام نہندگان کا بیان کرینگے۔

آپؐ کے نور کی طرح آپؐ کے اسمائے عظمیٰ محمدؐ اور احمد کی تاریخ تسمیہ بھی کسی کو نہیں معلوم۔ البتہ دفترِ جہان و نقشۂ دُنیا اٹھا کر دیکھنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپؐ جب صفحۂ دُنیا میں تشریف فرما ہوئے تو سب سے پہلے آپؐ کا محمدؐ، نام آپؐ کے دادا حضرت عبد المطلبؓ نے اور احمدؐ، آپؐ کی والدہ حضرت بی بی آمنہؓ نے رکھا تھا۔

لیکن[عہ] حقیقت میں سب سے پہلے یہ اسمائے عظمیٰ و صفاتہائے علیا آپؐ کو خود ربّ العزت نے تخلیق کائنات سے لاکھوں سال قبل آپؐ کا نور پیدا کرنے کے ساتھ عطا فرمائے تھے۔

اب ہم اس اَمر کی، مندرجہ ذیل احادیث و روایات سے، توضیح و تشریح پیش کر کے اسکی تصدیق ثبت کردینگے۔

(I) ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت ہے کہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیریں، آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل لکھی تھیں اور اسکا عرش پانی پر تھا[۱]۔ اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مخلوقات کی تقدیریں تخلیق دُنیا سے پچاس ہزار سال قبل لکھی گئی تھیں۔ اور اس وقت صرف عرش، پانی، قلم اور لوح محفوظ، چار چیزیں موجود تھیں۔ اور چونکہ حدیث جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے یہ واضح ہو گیا کہ عرش، قلم اور لوح محفوظ وغیرہ ساری کائنات و مخلوقات آپؐ کے نور اقدس سے پیدا ہو گئی تھیں۔

[۱] اسے امام مسلم نے روایت کی ہے۔ مشکاۃ المصابیح جلد ۱، ص ۱۹

[عہ] چنانچہ حضرت عبد المطلب نے آپؐ کا نام، اللہ تعالیٰ کی توفیق اور نیند میں ہدایت ملنے سے محمدؐ رکھا۔ اور گھر والوں کو خدا کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ آپؐ کا نام محمدؐ رکھیں آپؐ کی والدہؓ ماجدہ کو خواب و بیداری میں بشارت دی گئی تھی کہ آپ کے حمل میں اس امت کے سردار و نبی ہیں۔ ان کا نام محمد رکھنے۔ — المورد الروی ص ۷۲، ص ۹، ص ۹۔ علامہ ملا علی قاری۔

لہٰذا اس حدیث سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ کا نور پاک مقادیر خلائق کی تحریر اور تخلیق کائنات سے ہزاروں سال پیشتر پیدا ہو چکا تھا. پھر جس طرح یہ ثابت ہوا کہ آپ کا نورِ مبارک تخلیق کائنات و تحریر مقادیر سے ہزاروں سال قبل وجود میں آیا تھا، اس طرح یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے اسمائے حمیدہ وصفات کریمہ (محمد، احمد، رءوف رحیم کریم وغیرہ) بھی آپؐ کے نور مُبارک کے ساتھ ہزاروں سال تخلیق دُنیا و تحریر مقادیر سے پیشتر وجود میں آچکی تھیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے نور مبارک کو پیدا کرتے ہی آپؐ کو عطا فرمائے تھے۔ اور یہ اسماء وصفات اللہ تعالیٰ کے پاس پہلے سے محفوظ تھیں.

امام جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں، "اخرج ابونعیم وابن مردویہ فی تفسیرہ والدیلمی فی مسند الفردوس عن ابی الطفیل قال قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لی عشرۃ اسماء عند ربّی، انا محمّد واحمد والفاتح والخاتم...... الحدیث[1]۔

واخرج ابن عدی وابن عساکر عن ابن عباسٍ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) قال قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اسمی فی القراٰن محمّد وفی الانجیل[ع] احمد وفی التوراۃ احید وانما سمیت احید لانی احید امتی عن نار جھنم[2]

اس باب میں اور احادیث بھی وارد ہوئی ہیں. لیکن ہم نے طوالت وملالت کے خوف سے ان مذکورہ بالا احادیث پر اکتفا کیا۔ اُمید ہے کہ یہ، اصل مقصود کی تحلیل وتدلیل میں کافی وشافی ہونگی. کہ آپؐ کے اسماء وصفات اللہ تعالیٰ کے یہاں محفوظ اور کتب سماویہ میں مکتوب تھیں. اور چونکہ کتب سماویہ پیدائش دُنیا

ع چنانچہ حضرت عیسیٰؑ نے دنیا میں آپؐ کی ولادت باسعادت سے ساڑھے پانچسو سال قبل آپ کا نام گرامی احمد بتا کر آپ کی تشریف آوری کی خوشخبری سنائی تھی۔ سورۃ نصف

[1] [2] :- الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۷۷، ص۷۸۔ امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحم سنہ ۹۱۱ھ

سے ہزار ہا سال قبل لکھی گئی تھیں۔ لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ آپ کے اسمائے گرامی و صفاتہائے نامی کو بھی اللہ تعالیٰ نے ہزار ہا سال پیدائش دنیا سے پیشتر آپ کے لئے وضع فرمائے تھے۔

قاضی عیاض لکھتے ہیں، "عن کعب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یٰسٓ قسم، اقسم اللہ تعالیٰ به قبل ان یخلق السماء والارض بالفی عام، یا محمدُ انك لمن المرسلین"[۱]

ترجمہ: حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ "یٰسٓ" قسم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل اسکی (یٰسٓ کی) قسم یاد کر کے فرمایا تھا، "یا مُحَمَّدُ"، بیشک آپ مرسلین میں سے ہیں "یٰسٓ"، عمائد مفسرین و زعمائے محدثین کی روایات و اقوال ہیں۔ آپؐ کے اسمائے مُبارک سے ہے۔

علامہ قاضی عیاض لکھتے ہیں، "وقال تعالیٰ (یٰسٓ والقرآن الحکیم) الآیات"

آگے لکھتے ہیں، "فحکیٰ ابو محمد مکی انه روی عن النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انه قال لی عند ربی عشرة اسماءٍ ذکر منها ان طٰهٰ ویٰسٓ اسمان له وحکی ابو عبد الرحمٰن السلمی عن جعفر الصادق" انه ارادیاسید مخاطبة لنبیه (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)" وعن ابن عباس (یٰسٓ) یا انسان، اراد محمدًا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وقال ھو قسم وھو من اسماء اللہ تعالیٰ وقال الزجاج قیل معناہ یا محمد وقیل یا رجل وقیل یا انسان، وعن ابن الحنفیة، یٰسٓ یا محمد[۲]

ترجمہ:- پس حکایت کی ابو محمد مکیؒ نے کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے روایت کی گئی ہے

---

[۱]:- الشفاء بتعریف حقوق المصطفےٰ۔ مطبوعہ: بیروت لبنان۔ علامہ قاضی عیاض رح

[۲] 〃 〃 〃 〃 جا صـ۳۲ 〃 〃 〃 〃

کہ بیشک انہوں نے فرمایا کہ میرے، میرے رب کے پاس دس نام ہیں، ذکر کیا ان میں سے کہ بے شک، طٰہٰ اور یٰسٓ آپؐ کے نام ہیں۔ اور حکایت کی ابو عبدالرحمٰن سلمی نے حضرت امام جعفر صادقؓ سے کہ بیشک ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے "یس" سے یا سید، اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو خطاب کرتے ہوئے (فرمایا) اور حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے۔ (یٰسٓ) یا انسان، ارادہ کیا حضرت "محمد" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ اور فرمایا کہ یہ قسم ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔ اور حضرت زجاج نے کہا کہ کہتے ہیں، کہ اس کے (یٰسٓ کے) معنی ہیں، "یا محمد" اور کہتے ہیں، یا رجل (مرد) اور کہتے ہیں، یا انسان اور امام محمد بن الخفیہ سے مروی ہے، یٰسٓ، یا مُحَمَّد،

اور یہی مشہور اور متفق علیہ قول ہے کہ "یٰسٓ"، آپ کا نام نامی و اسم گرامی ہے۔ ہم یہ بحث، حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی حدیث اور علامہ قاضی عیاضؒ کے قول فیصل پر جو حسب ذیل ہیں، ختم کرتے ہوئے یہی تحریر کرتے ہیں کہ "رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ" کے اسمائے ذات وصفات سب کے سب، سب سے پہلے خود رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ نے ہی رکھے تھے

عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے ایک اور حدیث مروی ہے۔ فرمایا کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حمل کی رات قریش کے سارے چوپائے خوشی مناتے ہوئے آپ کا نام لیکر بولنے لگے کہ حضرت محمدؐ حمل میں آگئے وہ دنیا کے امام اور چراغ ہیں۔ المورد الروی ص۹، علامہ علی قاریؒ

عہ:۔ حضرت ابن

حدیث ابن عباسؓ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

اخرج ابونعیم عن ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ان النّبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کان یسمی فی الکتب القدیمة، احمد ومحمد والماحی والمقفی ونبی الملاحم وحمطایا وفارقلیطا وماذ وماذ [1]

قول فیصل علامہ قاضی عیاض (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

وقد سماہ اللہ تعالیٰ فی کتابہ، "مُحَمَّدًا و اَحْمَد" [2]

ترجمہ:۔ بشک اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو مُحمّد اور اَحمد، نام رکھا۔

---

[1]:۔ الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۷۸ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ لائلپور۔ امام جلال الدین السیوطی رح۔

[2]:۔ الشفاء ج۱ ص۲۲۹۔ قاضی ابوالفضل عیاض الیحصبی رح۔

حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اسمائے ذات "محمد" اور "احمد" کا قدرتی و غیبی تحفظ۔ (اور یہ اسمائے عظمیٰ کی کرامت اور آپ کا معجزہ تھا)

رب العزت نے اپنے محبوب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اسمائے ذات "محمد" اور "احمد" کو، آپ کی، دُنیا میں تشریف آوری سے قبل مکمل طور پر محفوظ رکھا تھا۔ تاکہ آپ سے پہلے کوئی شخص اپنے بچے پر یہ اسمائے عظمیٰ استعمال نہ کرے۔ البتہ آپ کی ولادت کے قریبی زمانے میں، جب یہ بات ظاہر ہوئی کہ عنقریب، "محمد"، نام کا کوئی نبی مبعوث ہونے والا ہے، تو چند اشخاص نے اپنے بچوں کا نام، اس توقع پر محمد رکھا، کہ انکا گھرانا شرف نبوت سے سرفراز ہو! لیکن اللہ تعالےٰ نے آپ کی نبوت کو بھی ان سے محفوظ رکھا۔

علامہ قاضی عیاض لکھتے ہیں، "ثم فی ھٰذین الاسمین من عجائب خصائصه وبدائع اٰیاته فن اٰخر، هو ان الله جل اسمه حمیٰ ان یسمّٰی بهما احد قبل زمانه، امّا احمد الذی اتٰی فی الکتب و بشرت به الانبیاء فمنع الله تعالیٰ بحکمته ان یسمی به احد غیره ولا یدعیٰ به مدعو قبلهٗ حتی لا یدخل لبس علی ضعیف القلب او شك۔ وکذلك "محمّدٌ" ایضًا لم یسم به احد من العرب ولا غیرهم الیٰ ان شاع قبیل وجوده (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ومیلاده ان نبیا یبعث اسمه "محمّد" فسمّی قوم قلیل من العرب ابناء هم بذٰلك رجاء ان یکون احد هم هو والله اعلم حیث یجعل رسالته [1]"

[1]: الشفاء ج۱ ص۲۲۹ تا ص۲۳۱ مطبوعہ بیروت لبنان۔ علامہ قاضی عیاض م ۵۴۴ھ۔ القول البدیع۔ ص۔ امام سخاوی جواھر البحار ج۱ ص۱۶۱ و ص۱۶۲ (اردو) مطبوعہ: مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور۔ علامہ یوسف النبہانی م ۱۳۵۰ھ

پھر قاضی عیاض رحؒ نے، ان لوگوں کا، جن کا نام "محمّد"، رکھا گیا تھا اور کل چھ ہیں، نام ونسب بیان کر کے لکھا ہے، "ثم حمی اللّٰہ کل من تسمّٰی بہ ان یدعی النبوة او یدعیھا احد لہ او یظہر علیہ سبب یشکّك احداً فی امرہ حتی تحققت السمتان لہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ولم ینازع فیھما"[1]

ترجمہ:- پھر ان دونوں اسموں (محمّد اور احمد) میں آپ کی خصوصیات کے عجائبات اور انوکھی نشانیوں میں سے ایک اور فن ہے۔ اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے (ان دونوں اسموں کو) اس بات سے محفوظ رکھا کہ کسی کو ان ناموں سے، آپؐ کے زمانے سے پہلے موسوم کیا جائے۔ پس، "احمد" جو اللہ تعالیٰ کی کتابوں میں آیا ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام نے اس کے ساتھ (آپ کی آمد کی خوشخبری سُنائی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کے ساتھ اس بات سے منع فرمایا کہ کسی شخص کا، آپؐ کے سوا یہ (احمد) نام رکھا جائے اور نہ آپ سے قبل کسی کو اِس نام سے پکارا جائے۔ تاکہ کمزور دِل والے لوگوں میں (آپ کی ذات وصفات اور نبوّت ورسالت میں) التباس وشک واقع نہ ہو۔ اور اسی طرح، "محمّد" بھی، نہ عرب میں سے کسی کا یہ، نام رکھا گیا نہ اس کے سوا کسی اور کا۔ یہاں تک کہ آپ کے، دنیا میں وجود میں آنے اور ولادت با سعادت ہونے سے کچھ قبل یہ شائع ہوا تھا کہ ایک نبی مبعوث ہو رہا ہے۔ جن کا نام پاک، "محمّد" ہے تو عرب کے تھوڑے لوگوں نے، اس اُمید پر کہ شاید ان میں سے کوئی ایک وہی نبی ہو، اپنے بچّوں کو اس نام (محمّد) سے موسوم کیا۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جاننے والا ہے کہ اپنی رسالت کہاں قائم کر دے۔

پس اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ان سب لوگوں کو جو اس نام (محمّد) سے موسوم کئے

[1] الشفاء ج۱ ص۲۲۹ تا ص۲۳۱۔ مطبوعہ۔ بیروت لبنان۔ علامہ قاضی عیاض رحؒ۔ م ۵۴۴ھ

القول البدیع۔ ص۔ امام سخاوی رحؒ

جواہر البحار ج۱ ص۱۶۱، ص۲۶۲ (اردو) مطبوعہ: مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور۔ علامہ یوسف النبہانی رحؒ م ۱۳۵۰ھ

گئے تھے اس بات سے کہ وہ نبوت کا دعویٰ کریں یا کوئی شخص ان کی طرف سے یہ دعویٰ کرلے۔ یا اس پر ایسا کوئی سبب ظاہر ہو، جو کسی شخص کو آپ کی نبوت کے معاملے میں شک میں ڈالدے۔ یہاں تک کہ دونوں اسم آپؐ کے لئے ثابت ہوگئے۔ اور ان میں آپ سے کوئی تنازعہ نہیں کیا گیا۔

عالم ملکوتی و عرش لاہوتی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام نامی وصفت گرامی سے مزین ہے

امام جلال الدین سیوطیؒ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں، " اخرج ابن عدی و ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لما عرج بی رئیت علی ساق العرش مکتوبا، " لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" اید تہ بعلیؓ "[1]

ترجمہ:۔ امام ابن عدیؒ اور امام ابن عساکرؒ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ کی سند سے حدیث نکالی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے معراج پر لے جایا گیا تو میں نے عرش کے ستون پر لکھا ہوا دیکھا۔ " لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، میں نے، آپؐ کی، علیؓ سے مدد کی۔

واخرج ابن عساکر عن علی (کرم اللہ وجہہ) قال قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لیلۃ اسری بی رأیت علی العرش مکتوبا، لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق، عمر الفاروق، عثمان ذی النورین[2] "

ترجمہ: امام ابن عساکر نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت سے حدیث نکالی

---

[1]، [2]:۔ الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۶ مکتبہ نوریہ لائلپور۔ امام جلال الدین سیوطیؒ۔

ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس رات مجھے معراج کی سیر کرائی گئی، میں نے عرش پر لکھا ہوا پایا، لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، ابوبکر صدیق عمر فاروق، عثمان ذو النورین۔ (رضی اللہ تعالٰی عنہم)

واخرج ابویعلی والطبرانی فی الاوسط وابن عساکر والحسن بن عرفة فی جزئه المشهور عن ابی هریرة (رضی اللہ تعالٰی عنہ) قال قال رسول الله (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لیلة اسری عرج بی الی السماء مامررت بسماءٍ الا وجدت اسمی فیها مکتوبا، محمد رسول الله وابوبکر الصدیق خلفی[1]"

ترجمہ:- ابویعلی اور طبرانی نے اوسط اور ابن عساکر اور حسن بن عرفہ نے اپنے مشہور جزء میں حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے روایت کی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسریٰ کی رات کو جب مجھے آسمان پر لے جایا گیا تو میں کسی آسمان پر نہیں گذرا مگر یہ کہ میں نے اپنا نام اس میں لکھا ہوا پایا، "محمد رسول اللہ" اور میرے بعد (لکھا ہوا تھا) ابوبکر صدیق۔

واخرج ابن عساکرؒ عن جابر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) قال قال رسول الله (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مکتوب علی باب الجنة، لا الٰه الا الله محمد رسول الله۔

واخرج ابونعیم فی الحلیة عن ابن عباس (رضی اللہ تعالٰی عنہما) قال قال رسول الله (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ما فی الجنة شجرة علیها ورقة الا مکتوب علیها، "لا الٰه الا الله محمد رسول الله"[2]

ترجمہ: امام ابن عساکرؒ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ، سے روایت نکالی ہے کہتے ہیں کہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنت کے دروازے پر لکھا ہوا ہے،

[1]، [2]:- الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۷ - امام جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ

"لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ -

اور امام ابو نعیمؒ نے (اپنی کتاب) حلیۃ الاولیاء میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث نکالی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت میں کوئی ایسا درخت نہیں جس پر کوئی پتہ ہے مگر کہ اس پر لکھا ہوا ہے.
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ "

واخرج ابن عساکر عن کعب الاحبار (رضی اللہ تعالٰی عنہ) قال ان اللہ انزل علیٰ اٰدم عصیا بعدد الانبیاء والمرسلین ثم اقبل (اٰدمؑ) علی ابنہ شیثؑ فقال ای بنی انت خلیفتی من بعدی فخذھا بعمارۃ التقویٰ والعروۃ الوثقیٰ فکلما ذکرت اللہ فاذکر الی جنبہ اسم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فانی رأیت اسمہ مکتوبا علیٰ ساق العرش وانا بین الروح والطین ثم انی طفت السمٰوٰت فلم ار فی السمٰوٰت موضعا الا رأیت اسم محمد مکتوبا علیہ وان ربی اسکننی الجنۃ فلم ار فی الجنۃ قصرًا ولا غرفۃ الا اسم محمد مکتوبٌ علیہ ولقد رأیت اسم محمد مکتوبا علی نحور حور العین وعلیٰ ورق قصب اٰجام الجنۃ وعلیٰ ورق شجرۃ طوبیٰ وعلیٰ ورق سدرۃ المنتھیٰ وعلی اطراف الحجب و بین اعین الملٰئکۃ فاکثر ذکرہ فان الملٰئکۃ تذکرہ فی کل ساعاتھا." [1]

ترجمہ: امام ابن عساکرؒ نے حضرت کعب الاحبار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت نکالی ہے، کہتے ہیں کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر انبیاء و مرسلین کی تعداد میں لاٹھیاں (ان کے لئے) نازل فرمائیں۔ پھر انہوں نے (حضرت آدمؑ نے) اپنے بیٹے حضرت

[1] :- الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۶، ص۷۔ امام جلال الدین السیوطیؒ

شیث علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر کہا :- " اے میرے بیٹے ! آپ میرے بعد میرے خلیفہ ہیں ۔ پس اسے (خلافت کو) تقویٰ کی عمارت اور مضبوط کڑے سے تھام لیں ۔ پس جب بھی ، آپ نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا تو اس کے ساتھ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نام کا بھی ذکر کریں ۔ کیونکہ میں نے ان کا نام عرش کے ستون پر لکھا ہوا پایا ، اور میں روح اور مٹی کے درمیان تھا (یعنی میری روح نے دیکھا جب کہ میں پیدا ہی نہ ہوا تھا) پھر میں نے آسمانوں کا چکر لگایا تو میں نے آسمانوں میں کوئی جگہ نہیں دیکھی مگر اس پر حضرت ' محمد ' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لکھا ہوا دیکھا ۔ اور بیشک میرے رب نے مجھے بہشت میں سکونت دی تو میں نے بہشت میں نہ کوئی بنگلہ دیکھا نہ کوئی کوٹھی مگر اس پر حضرت " محمد " (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نام لکھا ہوا تھا اور بتحقیق میں نے حضرت " محمد " (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام حور عینوں کے سینوں جنت کے باغات کے گنوں ، درخت طوبیٰ کے ورقوں ، سدرۃ المنتہی کے پتوں (جنت کے) پردوں کے کناروں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا دیکھا ۔ پس اُن کا زیادہ سے زیادہ ذکر کیا کریں ۔ کیونکہ فرشتے ، ان کا ، تمام اوقات میں ، ذکر کیا کرتے ہیں ۔"

حضرت آدم (علیہ السلام) کے کاندھوں کے درمیان نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اسمِ عظیم

امام جلال الدین سیوطیؒ نے لکھا ہے ، " اخرج ابن عساکر من طریق ابی الزبیر عن جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) قال بین کتفی اٰدم ؑ مکتوبٌ ، مُحمّدٌ رّسُولُ اللہ خاتم النبیین ۔ " [1]

[1] :- الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۷ ۔ امام جلال الدین سیوطیؒ

ترجمہ:- امام ابن عساکرؒ نے حضرت ابی الزبیر کی اسناد سے حدیث نکالی ہے جنہوں نے حضرت جابر (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) سے روایت کی ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے کاندھوں کے درمیان لکھا ہوا ہے۔

"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَاتِمُ النَّبِیّیْنَ"

حضرت آدم (علیہ السلام) کو حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اسم اعظم "مُحَمَّد" اور آذان سننے سے سکون و تسکین حاصل ہونا

امام جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں، "اخرج ابونعیم فی الحلیۃ وابن عساکر من طریق عطاءٍ عن ابی ھریرۃ (رضی اللہ تعالےٰ عنہما) قال قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نزل اٰدم بالھند واستوحش فنزل جبریل علیہ السلام فنادیٰ بالاذان، "اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان لا الٰہ الا اللہ مرتین اشھد ان محمدا رسول اللہ مرتین، قال اٰدم من محمد؟ قال اٰخر ولدک من الانبیاء" [1]

ترجمہ:- امام ابونعیمؒ نے (اپنی مشہور کتاب) حلیۃ الاولیاء میں اور امام ابن عساکرؒ نے حضرت عطاء کی اسناد سے حدیث نکالی ہے۔ جو حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہا کہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام ملک ہند (سراندیب جزیرے) میں اُترے تو انہیں وحشت و بے چینی محسوس ہونے لگی، تو جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور اذان دی۔ اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان لا الٰہ الا اللہ، دو مرتبہ، اشھد ان محمدًا رسول اللہ، دو مرتبہ۔ آدم علیہ السلام

[1] الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۶۔ امام جلال الدین سیوطی رح۔

نے کہا، "مُحَمَّدٌ" کون ہیں؟ تو جبریل علیہ السلام نے کہا، آپ کے آخری بیٹے ہیں، انبیاء سے۔

حضرت آدم (علیہ السلام) کا، اپنی بخشش کی خاطر حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اسم اعظم اور ذات اکرم کا وسیلہ پیش کر کے معافی حاصل کرنا

مفسر اعظم و محدث اکرم امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، " اخرج الحاکم و البیھقی و الطبرانی فی الصغیر و ابو نعیم و ابن عساکر (رحمہم اللہ تعالیٰ) عن عمر بن الخطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لما اقترف اٰدم الخطیة قال یارب بحق محمّد لما غفرت لی! قال وکیف عرفت محمّدا؟ قال لانك لما خلقتنی بیدك ونفخت فیّ من روحك رفعت راسی فرأیت علی قوائم العرش مکتوبا: لا اله الا الله محمّد رسول الله، فعلمت انك لم تضف الی اسمك الا احب الخلق الیك قال صدقت یا اٰدم، ولولا محمّد لما خلقتك " [1]

ترجمہ: امام حاکم، امام بیہقی، امام طبرانی نے (صغیر میں) حافظ ابو نعیم اور امام ابن عساکر (رحمۃ اللہ علیہم) نے حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی سند سے حدیث نکالی ہے، کہتے ہیں (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ) کہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب (حضرت

[1] :- الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۶۔ امام جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی رحمۃ اللہ علیہ م سنہ ۹۱۱ھ۔
تفسیر روح البیان ج ۱ ص ۱۱۳۔ مطبوعہ: بیروت۔ امام شیخ اسماعیل حقی م سنہ ۱۱۳۷ھ۔
تبلیغی نصاب (باب دوم فضائل) ص ۴۸۱ مطبوعہ: کتب خانہ فیض لاہور۔ مولانا محمد زکریا۔
المواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۸۲۔ مطبوعہ: بیروت۔ امام احمد بن محمد القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ۔
(باب استشفاع آدم بہ)

عہ
آدم (علیہ السلام) سے خطا سرزد ہوئی تو انہوں نے عرض کیا، کہ یارب! مجھے (حضرت) محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے طفیل بخش دے! (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا، تو نے محمّد، کو کیسے پہچانا؟ تو (انہوں نے) عرض کیا کہ جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور مجھ میں اپنی قدرت سے روح پھونکی، میں نے اپنا سر اُٹھایا تو عرش کے پایوں پر لکھا ہوا دیکھا، "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو میں نے جانا کہ تو اپنے نام کے ساتھ نہیں ملاتا سوائے اس ذات کے جو ساری مخلوق سے تجھے زیادہ محبوب ہو. فرمایا، "تو نے، اے آدم! سچ کہا. اور اگر محمّد، نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا۔"

امام قرطبیؒ اپنی تفسیر میں آیۂ کریمہ، "فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ کے تحت لکھتے ہیں:

"وقالت طائفة: رأه مکتوبا علی ساق العرش، "محمّد رسول الله" فتشفع بذالك، فهی الکلمات "[1] ترجمہ: (مفسرین کی) ایک جماعت نے کہا ہے کہ (حضرت آدم علیہ السلام نے) عرش کے ستون پر دیکھا کہ لکھا ہوا تھا، "مُحَمَّدٌ رسول الله" تو اس کے ساتھ شفاعت طلب کی. پس یہی ہیں "کلمٰت" (وہ کلمے جن کا بیان قرآن مجید میں آیا ہے)

مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی یہ حدیث بیان کرتے ہوئے آخر میں لکھا ہے،

"روایت کیا ہے اس کو حاکم نے اور اس کی تصحیح کی ہے. اور طبرانی نے اس کو ذکر کیا ہے اور اتنا زیادہ ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ، "محمّد" تمہاری اولاد میں سب انبیاء سے آخری نبی ہیں"[2]

عہ: علامہ ملا علی قاری، امام ابن کثیر اور حافظ ابن حجر مکی (رحمہم اللہ تعالیٰ) نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے.
المورد الروی ص۲۷ علامہ علی قاری
مولد رسول اللہ ص۱۹ امام ابن کثیرؒ
مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص۱۸ حافظ ابن حجر المکی الہیتمیؒ

[1]:- تفسیر قرطبی ج۱ ص۳۲۴ مطبوعہ: دار الکتب المصریہ- امام ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی-

[2]:- نشر الطیب. ص۱۷- مطبوعہ: کانپور (ہند) مولوی محمد اشرف علی تھانوی-

دو سو برس کا گنہگار شخص نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے اسمِ عظیم "محمد" کی تعظیم و تکریم کے باعث بخشا گیا۔

حضرت وہب بن منبہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں، کہ بنی اسرائیل میں ایک نہایت گنہگار شخص تھا۔ جو دو سو برس تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا رہا۔ جب وہ مرگیا تو لوگوں نے، اسے بہت بڑا عاصی سمجھ کر کوڑے کے ڈھیر میں پھینک دیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ اس شخص کو اٹھا کر لاؤ اور اس پر نماز پڑھ کر دفن کر دو۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، یا اللہ! بنی اسرائیل کہتے ہیں کہ وہ دو سو برس تک تیری نافرمانی کرتا رہا ہے۔ ارشاد ہوا کہ یہ سچ ہے، لیکن اس کی عادت تھی کہ جب وہ تورات شریف کھولتا اور میرے حبیب، "محمد" کا نام گرامی دیکھتا تو اسے چوم کر آنکھوں سے لگا لیتا اور اُن پر درود پڑھتا، اس لئے میں نے اسے بخش دیا اور ستر حوریں اس کے نکاح میں دیدیں۔ [1] [عہ]

عہ ذکر جمیل ص۳۶ مطبوعہ: مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی۔ خطیب پاکستان: مولانا محمد شفیع

ایک شُبہ اور اس کا جواب

اس واقعہ پر بادی النظر میں یہ اعتراض ذہن میں آسکتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اپنی عمر [عہ] ۱۲۰ برس تھی تو دو سو سال کا واقعہ آپ کے زمانے میں کیسے وارد ہو سکتا ہے؟

عہ تاریخ ابن خلدون (تاریخ الانبیاء قبل اسلام) ج۱ ص۱۸۸ علامہ عبدالرحمٰن بن محمد بن محمد (ابن خلدون) م ۸۰۸ھ

[1] انوار المحمدیہ فی سیرۃ المصطفویہ ص۲۳۸۔ مطبوعہ قادری کتب خانہ سیالکوٹ۔ مولانا ابوالحامد ضیاء اللہ القادری۔
حلیۃ الاولیاء ج۴ ص۱۲۴، حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی رح
سیرت حلبیہ ج۱ ص۱۳۲ علامہ علی بن برہان الدین الحلبی رح۔
جواہر البحار، ج ص، علامہ یوسف بن اسمٰعیل انبہانی رح۔
القول البدیع ص۱۱۳۔ مطبوعہ بیروت۔ امام سخاوی رح

جواب

اس کا، یہ جواب ہے کہ وہ شخص بنی اسرائیل سے تھا۔ جو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد تھے۔ اور ملتِ ابراہیمی کے پیروکار اور اہل ایمان تھے۔

لیکن اس شخص نے اپنی ساری زندگی میں، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قبل اور آپؑ کی پیدائش و نبوت کے بعد ملتِ ابراہیمیؑ اور تورات و دین موسویؑ کی پیروی اور عمل صالح نہیں کیا۔ ہمیشہ خداوند قدوس کی نافرمانی اور گناہ کا کام کرتا رہا ہو گا یہاں تک کہ دو سو برس عمر پاکر وہ شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں گنہگاری کی حالت میں فوت ہوا۔ ھذا ما ظھر لی فی ھٰذا الباب، واللہ اعلم بالصواب۔

یہ اعتراض ایک محض شبہ و گمان ہے۔ وہ کونسی بات ہے وہ کونسا معاملہ ہے جس کے بارے میں انسان کے ذہن میں کوئی شُبہ و گمان نہ اُٹھا ہو؟ لیکن حق حق ہے اور گمان گمان، شبہ و گمان کی، حق و حقیقت کے سامنے کوئی حقیقت نہیں۔ ارشادِ ربّانی ہے:۔

اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغۡنِیۡ مِنَ الۡحَقِّ شَیۡئًا۔"

ہمارے سامنے محدث اعظم و محقق اکرم امام جلال الدین سیوطیؒ کی مرویہ حدیث ہے جن کی تحقیق پر ہم اعتماد کرتے ہوئے اسے ایک حقیقت سمجھتے ہیں، جنہوں نے لکھا ہے:۔

اخرجه ابونعیمؒ فی الحلیة عن وھب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال کان فی بنی اسرائیل رجل عصی اللہ مائتی سنة ثم مات فاخذوہ فالقوہ علی مزبلة فاوحی اللہ الی موسیٰ ان اخرجه فصل علیه۔ قال یا رب، بنو اسرائیل شھد وا أنه عصاك مائتی سنة فاوحی اللہ الیه ھکذا کان اِلا انه کان کلما نشر التوراة ونظر الیٰ اسم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) قبلهٗ و وضعه علی عینیه وصلّی علیه فشکرت له

ذٰلك وغفرت ذنوبه وزوّجته سبعين حُوراء [۷۰][۱]

حدیث ہذا کا ترجمہ ابتدائی بیان میں آگیا ہے۔ تکرار کی ضرورت نہیں۔

اسی طرح مولانا جلال الدین رومیؒ نے نصرانیوں کے دو گروہوں کا واقعہ بیان کیا ہے کہ انجیل میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اسم گرامی لکھا تھا، تو نصرانیوں کے ایک گروہ کے لوگ انجیل پڑھتے وقت جب بھی آپؐ کا اسم پاک دیکھتے تو اسے، نہایت تعظیم وتکریم کے ساتھ چوم کر سر آنکھوں پر لگا لیتے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں، آپؐ کے اسم پاک کی برکت و عظمت سے کامیاب اور سرفراز و ممتاز کیا اور جابر وزراء و حکمرانوں کے ظلم وستم سے محفوظ رکھا۔ ان کی نسل کافی بڑھ گئی اور وہ پھلے پھولے۔

نصرانیوں کے دو گروہوں کا واقعہ

مولانا رومیؒ لکھتے ہیں :-

بود در انجیل نامِ مصطفیٰؐ — آں سرِ پیغمبراں بحرِ صفاؐ

بود ذکرِ حلیہ ہا و شکلِ اوؐ — بود ذکرِ غزو ، صوم واکلِ او

طائفہ نصرانیاں بہرِ ثواب — چوں رسیدندے بدان نام وخطاب

بوسہ دادندے بدان نامِ شریف — رونہادندے بران وصفِ لطیف

اندریں قصہ کہ گفتیم ، آن گروہ — ایمن از فتنہ بدندؐ واز شکوہ

ایمن از شرِ امیرانؐ و وزیر — در پناہِ نام احمدؐ مستجیر

نسلِ ایشان نیز ہم بسیار شدؐ — نور احمدؐ ناصر آمد یار شد

نام احمدؐ این چنین یاری کند — تاکہ نورش چون نگہداری کند

نام احمدؐ چون حصارے شد حصین — تا چہ باشد ذات آں روح الامین

مولانا رومیؒ آگے لکھتے ہیں کہ ایک دوسرا گروہ ایسا تھا کہ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اسم گرامی کی، اپنے بغض وحسد کے باعث بے احترامی وبے قدری کرتا۔ تو اللہ تعالیٰ

[۱] :- الخصائص الکبریٰ ح ۱ ج ۱۶ - امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی رح۔

نے انہیں، ان کی گستاخی و نحوست کے باعث خوار و ذلیل کر دیا۔ یہ لوگ سب کے سب ظالم وزیر و جابر حکمران کے ظلم و جور میں آ گئے۔ اور ان کا دُنیا سے نام و نشان مِٹ گیا۔ فرماتے ہیں:۔

واں گروہ دیگر از نصرانیاں	نام احمدؐ داشتندے مستہان
مستہان و خوار گشتند از فتن	از وزیر شوم رائے شوم وفن
مستہان و خوار گشتند آں فریق	گشتہ محروم از خود و شرطِ طریق عہ

مثنوی رومی دفتر اول صـ۲۲ [۱]

حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی انگوٹھی اور نگینہ پر رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اِسم اعظم منقوش تھا۔

امام جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں: "اخرج الطبرانی عن عبادة بن الصامت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کان فصُّ خاتم سلیمان بن داؤد (علیہما السلام) سماویا القی علیہ فوضعہ فی خاتمہ وکان نقشہ، انا اللہ لا الہ الا انا، محمّد عبدی ورسولی" [۲]

ترجمہ: امام طبرانیؒ نے حضرت عبادہ بن صامت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی سند سے

[۲] الخصائص الکبریٰ ج۱ صـ۸، مـ۸ امام جلال الدین سیوطیؒ

عہ:۔ عارف باللہ عاشق رسول اللہؐ، رومی کے اس تمثیلی درس و تدریس سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق و محبت اور تعظیم و تکریم کے پیشِ نظر آپؐ کی ولادت کی خوشی و سرور میں جشن و محفل میلاد مناکر آپؐ کا اعزاز و شان بلند کرتے ہیں وہ فائز و کامیاب ہونگے اور دنیا و آخرت کے مصائب و آفات سے محفوظ۔ اور جو لوگ آپؐ کے جشن و میلاد کو ناجائز و حرام قرار دیتے ہیں اور لوگوں کو بھی اس سے منع کرتے ہیں تو یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ انکے دلوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و عظمت نہیں۔ بلکہ بغض و عداوت ہے۔ انہیں آپ کی ولادت پر خوشی و سرور نہیں ہوتا بلکہ غم و اداس ہوتا ہے اور وہ جشن و محفل میلاد کو حرام و ناجائز قرار دے کر حقیقت میں، آپؐ کی تعظیم و تکریم اور عظمت بیان و رفعت شان کے خلاف ہیں۔ اس طرح سے وہ آپؐ کی بے احترامی و توہین کر رہے ہیں۔ سو وہ لوگ، نصرانی گروہ دوم کی طرح ملیامیٹ ہو کر رہیں گے۔

حدیث نکالی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی انگوٹھی کا نگینہ آسمانی تھا جو اس کے پاس پھینکا گیا تھا۔ جس کا نقش "اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنَا، مُحَمَّدٌ عَبْدِیْ وَرَسُوْلِیْ" تھا۔ [1]

واخرج العقیلی فی الضعفاء وابن عدی عن جابر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) قال قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کان نقش خاتم سلیمان بن داؤد (علیہما السلام) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ"۔ [1]

ترجمہ:- امام عقیلی نے ضعفاء میں اور امام ابن عدی نے حضرت جابر بن عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی اسناد سے حدیث نکالی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی انگوٹھی کا نقش "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" تھا۔

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اسم اعظم "محمد" پتھر پر منقوش تھا

اخرج ابن عساکرؒ من طریق الحسن عن سلیمانؒ، قال قال عمر بن الخطاب (رضی اللہ تعالٰی عنہ) لکعب أخبرنا عن فضائل رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قبل مولدہ قال نعم یا أمیر المؤمنین، قرأت فیما قرأت أن إبراھیم الخلیل وجد حجرا مکتوبا علیہ أربعة أسطر۔

الأوّل:- انا اللہ لا إلٰہ إلا أنا فاعبدنی۔

الثانی:- إنی أنا اللہ لا إلٰہ الا أنا محمد رسولی طوبیٰ لمن اٰمن بہ واتبعہ۔

الثالث:- إنی أنا اللہ لا إلٰہ إلا أنا من اعتصم بی نجا۔

[1] الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۷، ص ۸۔ امام جلال الدین سیوطیؒ

الرابع :- إنی أنا اللہ لا الٰہ إلا أنا، الحرم لی والکعبة بیتی،
من دخل بیتی أمن عذابی [1]

ترجمہ :- امام ابن عساکرؒ نے امام حسنؓ کی سند سے حدیث نکالی ہے۔ جسے انہوں نے سلیمان سے روایت کی ہے۔۔ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضرت کعب الاحبار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرمایا کہ ہمیں حضور پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے فضائل قبل میلاد سے کچھ بتا دیں۔ انہوں نے کہا بہت خوب، یا امیر المؤمنین! میں نے (اپنی کتاب تورات میں) پڑھا جو میں نے پڑھا، کہ حضرت ابراھیم خلیل (علیہ السلام) نے ایک پتھر دیکھا جس پر چار سطریں تحریر تھیں۔

① پہلی سطر :- انا اللہ لا الٰہ الا انا فاعبدنی۔

② دوسری سطر :- بیشک میں ہی اللہ ہوں، نہیں کوئی معبود میرے سوا، محمدؐ میرے رسول ہیں۔ خوشخبری ہو اسے جو ان پر ایمان لاتے اور انکی اتباع کرلے۔

③ تیسری سطر :- بیشک میں ہی اللہ ہوں نہیں کوئی معبود میرے سوا جس نے میری پناہ لی وہ چھوٹ گیا۔

④ چوتھی سطر :- بیشک میں ہی اللہ ہوں نہیں کوئی معبود میرے سوا، حرم پاک، میرے لئے ہے۔ کعبہ میرا گھر ہے۔ جو میرے گھر میں داخل ہوگا وہ میرے عذاب سے امن پائے گا۔

گلاب کے پھولوں پر بھی حضور انور کا اسم اطہر "محمدﷺ" منقوش تھا،

اخرج ابن عساکر وابن النجار (رحمہما اللہ تعالیٰ) فی تاریخیھما عن ابی الحسن علی بن عبد اللہ الھاشمی الرقی رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال دخلت

[1] :- الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۳۶۔ مطبوعہ المکتبۃ النوریۃ الرضویہ۔ امام جلال الدین السیوطی رحؒ۔

بلاد الهند. فرأيت في بعض قراها شجرة ورد أسود ينفتح عن وردة كبيرة طيبةِ الرائحة سوداء عليها مكتوب بخط أبيض، لا إله الا الله محمّد رسول الله، أبوبكرن الصّديق، عمر الفاروق، فشككت في ذٰلك وقلت إنه معمول فعمدت إلىٰ حبة لم تفتح ففتحتها فرأيت فيها كما رأيت في سائر الورد وفي البلد منه شيءٌ كثير وأهل تلك القرية يعبدون الحجارة لا يعرفون الله عزّ وجلّ [1]۔

ترجمہ :- امام ابن عساکر اور ابن النجار نے اپنی اپنی تاریخ کی کتابوں میں، حضرت ابوالحسن علی بن عبداللہ الہاشمی الرقی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت نکالی ہے، کہتے ہیں کہ میں علاقہ ہند میں داخل ہوا تو اس کے بعض گاؤں میں کالے گلاب کا ایسا درخت دیکھا جس میں گلاب کے بڑے بڑے خوشبودار کالے پھول کھلتے تھے جن پر سفید خط سے، "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، ابوبکرن الصدیق عمر الفاروق"۔ لکھا ہوا ہوتا ہے، پھر مجھے اس میں کچھ شک پیدا ہوا اور میں نے (دل میں) کہا کہ یہ کسی (انسان) کا کام ہوگا۔ تو میں نے ایک پھول لے لیا، جو ابتک کِھلا نہ تھا۔ اور اسے کھول کر دیکھا تو اس میں بھی وہی کچھ پایا جو سارے پھولوں میں تھا۔ اور شہر میں اس جیسے بہت (درخت) تھے۔ اور اس گاؤں والے پتھر کی پُوجا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کو پہچانتے نہ تھے۔

اِسی طرح مولانا محمد زکریاؒ نے اپنی کتاب، "تبلیغی نصاب" میں ایک واقعہ بیان کیا ہے، لکھتے ہیں، "ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں ہندوستان کے ایک شہر میں پہنچا تو میں نے وہاں ایک درخت دیکھا جس کے پھل بادام کے مشابہ ہوتے ہیں۔ اس کے دو چھلکے ہوتے ہیں جب ان کو توڑا جاتا ہے تو ان کے اندر سے ایک سبز پتہ لپٹا ہوا نکلتا ہے جب اس کو

---

[1] :- الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۳۔ امام جلال الدین السیوطیؒ۔
مزیل الخفاء : عن الفاظ الشفاء - (حاشیہ الشفاء) علامہ احمد بن محمد الشمنی۔ الشفاء ج۱ ص۱۷۵
تفسیر روح البیان ج۳ ص۴۱۷ - امام اسمٰعیل حقیؒ۔

کھولا جاتا ہے تو سُرخی سے، "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" لکھا ہوا ملتا ہے۔[1]

میں نے اس قصہ کو ابو یعقوبؒ شکاری سے ذکر کیا۔ انہوں نے کہا تعجب کی بات نہیں میں نے "اَیْلَه" میں ایک مچھلی شکار کی تھی، اس کے ایک کان پر، "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" اور دوسرے پر "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" لکھا ہوا تھا۔[1]

شیخ عبداللہ الیافعیؒ نے اپنی کتاب "روض الصالحین" میں لکھا ہے،

"قال بعض الشیوخ دخلت بلاد الهند فدخلت مدینة رأیت فیها شجرة تحمل ثمرا یشبه اللوز له قشران، فاذا کسر خرج منه ورقة خضراء مطویة مکتوب فیها بالحمرة (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه) کتابة جلیة وهو یتبرکون بها ویستسقون بها اذا منعوا من الغیث، فحدثت بهٰذا ابا یعقوب الصیاد فقال لی ما استعظم هٰذا، کنت اصطاد علٰی نهر الایلة، فاصطدت سمکة مکتوب علٰی جنبها الایمن (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه) وعلٰی جنبها الایسر (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ) فلما رایتها قذفتها فی الماء احتراما لما علیها"[2]

نومولود بچے کے پہلوؤں پر حضور انور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا کلمہ طیبہ، واسم اطہر منقش تھا۔

علامہ سمنطاری (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ خراسان کے علاقے میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جس کے ایک پہلو پر، "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" اور دوسرے پر "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

[1] :۔ تبلیغ نصاب (باب دوم فضائل) ص۴۸۳۔ مطبوعہ کتب خانہ فیض لاہور۔ مولانا محمد زکریاؒ۔
[2] مزیل الخفاء: عن الفاظ الشفاء۔ علامہ شیخ احمد بن محمد الشمنی م ۸۷۲ھ۔ الشفاء ج۱ ص۱۷۵۔

لکھا ہوا تھا۔ علامہ موصوف کا بیان ہے کہ انہوں نے خود بھی اس بچے کو دیکھا اور مذکور امر کا مشاہدہ کیا تھا[1]۔ قاضی عیاض لکھتے ہیں، " وذکر السمنطاری انه شاهد فی بعض بلاد خراسان مولودا ولد علی احد جنبیه مکتوب "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" وعلی الآخر "مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ"۔" ع ہ

جس گھر میں "محمد یا احمد" نامی آدمی رہتا ہو وہاں نورانی فرشتے ٹھہر جاتے ہیں

علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی لکھتے ہیں، " حضرت سریج بن یونس (رحمۃ اللہ علیہما) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بعض مقرر کردہ فرشتے ہیں جو زمین میں پھرتے رہتے ہیں۔ اور جس گھر میں کوئی "مُحَمَّد یا اَحْمَد" نام کا آدمی رہتا ہو اس میں ٹھیر جاتے ہیں[2]۔" قاضی عیاض بھی یہ روایت لائے ہیں۔ ع ۳

حضور پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اسمِ پاک "مُحَمَّد" شفاء الامراض ہے

حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اسمِ اعظم میں، اللہ تعالیٰ نے وہ کرامات وبرکات رکھی ہیں کہ جب بھی اسے کسی مرض وضرورت میں پکارا جائے تو مرض دوا اور حاجت روا ہوجائے۔ لیکن خلوصِ دل وعقیدۂ خالص اس کی شرط خاص ہے۔

ا۔ جواہر البحار (اردو ترجمہ) ج ۱ ص ۱۳۵
۲۔ علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ)

ع ہ :- الشفاء ج ۱ ص ۱۷۵ ۔ علامہ قاضی عیاض۔
ع ۳ :- ان کے الفاظ یہ ہیں: وروی عن سریج بن یونس انه قال ان لِلّٰهِ ملٰئكة سیاحین عبادتها علی کل دار فیها احمد او محمد اکراما منهم لمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ الشفاء ج ۱ ص ۱۷۴۔

امام سخاوی لکھتے ہیں، "اما الصلاۃ علیہ عند خدر الرجل" "فرواہ ابن السنی من طریق الھیثم بن حنش وابن بشکوال من طریق ابی سعید، کنا عند ابن عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہما) فخدرت رجلہ فقال لہ رجل اذکر احب الناس الیک، فقال، یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فکانما نشط من عقال [1]"

ترجمہ:- "پس، پاؤں سُن ہو جانے پر آپ پر درود پڑھنا"۔
پس روایت کی ہے ابن السنی نے ھیثم بن حنش کی اسناد سے اور ابن بشکوالؒ نے حضرت ابو سعید (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے کہ ہم حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہما) کے پاس تھے، توان کا (حضرت عبد اللہ کا) پاؤں سُن ہو گیا، تو ایک شخص نے ان سے کہا، لوگوں میں اپنا سب سے محبوب ترین شخص کو یاد کریں (پکاریں) تو انہوں نے کہا (پکارا) یا محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پس گویا کہ وہ قید سے رہا ہو گئے۔ (ان کا پاؤں بالکل ٹھیک ٹھاک ہو گیا)

امام بخاری (رحمۃ اللہ علیہ) نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے۔ امام سخاویؒ لکھتے ہیں:
وللبخاریؒ فی الادب المفرد من طریق عبد الرحمن بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہما قال خدرت رجل ابن عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) فقال لہ رجل اذکر احب الناس الیک فقال: یا محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) [2]

ترجمہ:- امام بخاری (رحمۃ اللہ علیہ) کی، ان کی کتاب، "الادب المفرد" میں، عبد الرحمن بن سعد (رضی اللہ تعالٰی عنہما) کی سند سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہما) کا پاؤں سُن ہو گیا تو ان سے ایک شخص نے کہا، اپنے، سب

[1] :- القول البدیع ص۲۲۵۔ مطبوعہ لاثانی کتب خانہ سیالکوٹ۔
حافظ شمس الدین محمد بن عبد الرحمن السخاویؒ م ۸۳۱ھ۔
[2] :- القول البدیع۔ ص۲۲۵ - امام سخاویؒ۔

سے دوست ترین شخص کو پکارو۔ تو انہوں نے پکارا، یَا مُحَمَّدُ!

امام سخاویؒ نے ایک اور حدیث بیان کی ہے، لکھتے ہیں، "ولابن السنیؒ من طریق مجاهد قال خدرت رجل رجل عند ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فقال له ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اذکر احب الناس الیك فقال، محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فذهب خدرة"[1]

ترجمہ:- اور حضرت ابن السنیؒ کی ایک روایت حضرت مجاہد کی اسناد سے آئی ہے کہتے ہیں کہ ایک شخص کا پاؤں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی مجلس میں سُن ہوگیا تو حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے اسے کہا کہ اپنے سب سے دوست ترین شخص کو پکارو! تو اس نے کہا (پکارا) یا محمدُ! تو اسکی بے حسی ختم ہوگئی۔

علامہ قاضی عیاض (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں، "وروی النسائیؒ عن عثمان بن حنیف (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان اعمٰی قال یارسول الله ادع الله ان یکشف لی عن بصری قال فانطلق فتوضأ ثم صل رکعتین ثم قل اللّٰھم انی اسئلك واتوجه الیك بنبیّ محمّد نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بك الی ربك ان یکشف عن بصری اللّٰھم شفعه فیّ۔ قال فرجع وقد کشف الله عن بصره"[2]

ترجمہ:- امام نسائیؒ حضرت عثمان بن حنیف (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک نابینا نے حضور پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے عرض کیا) یارسول اللہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں، کہ میری آنکھیں کھول دے! فرمایا (آپؐ نے) پھر جاؤ

[1]:- القول البدیع۔ ص۲۲۵۔ امام سخاویؒ

[2]:- الشفاء ج۱ ص۳۲۲۔ مطبوعہ بیروت لبنان۔ علامہ قاضی ابوالفضل عیاض الیحصبی رحؒ م ۵۴۴ھ۔

امام سخاویؒ لکھتے ہیں کہ یہ حدیث امام ترمذی، امام احمد، امام بیہقی اور امام حاکم نے بھی روایت کی ہے۔ امام حاکم نے کہا ہے کہ یہ شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔ اور امام ترمذی نے اسے حسن صحیح اور غریب کہا ہے۔ اور امام ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے۔ القول البدیع ص۲۳۲۔

اور وضو کرلو، دو رکعت (نفل) پڑھ لو پھر کہدیں، اے میرے اللہ، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف، اپنے نبی، نبی رحمت (سیدنا) محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ متوجہ (حاضر) ہوتا ہوں۔ یا (سیدی) محمدؐ، میں، تیرے ساتھ تیرے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میری آنکھیں کھول دے! کہتے ہیں، پس وہ (نابینا) واپس ہوا اور اللہ تعالٰی نے اس کی آنکھیں کھول دی تھیں (بینا کر دیں)

گھر کے افراد میں سے کسی ایک کا، محمدؐ" نام رکھنے سے گھر میں خیر و برکت اور رزق و روزی میں وسعت و فراوانی ہوتی ہے

علامہ یوسف النبہانی (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں، "ابن قاسم علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب، "السماع" میں اور ابن وہب (علیہ الرحمۃ) نے اپنی جامع میں حضرت امام مالک (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کی ہے کہ میں نے مکہ مکرمہ والوں سے سنا ہے، وہ کہتے ہیں کہ جس گھر میں "محمد" نامی کوئی آدمی رہتا ہو وہ گھر برکت والا ہے اور اس کے ہمسایوں کو بغیر کسی خاص مشقت کے رزق ملتا رہتا ہے"[1]۔

علامہ قاضی عیاضؒ نے اپنی کتاب 'الشفاء' میں یہ حدیث روایت کی ہے[2]

[1] جواہر البحار (اردو) ج ۱ ص ۱۳۵ علامہ یوسف نبہانی

حضور انور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اسم اطہر "محمدؐ" اور "احمدؐ" کا حال جنت میں

علامہ یوسف نبہانی (رحمۃ اللہ علیہ) نے لکھا ہے، حضرت امام جعفر صادق (رضی اللہ تعالٰی عنہ) اپنے والد ماجد حضرت امام محمد باقر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے روایت

[2] :۔ لکھتے ہیں: روی ابن القاسم فی سماعه وابن وهب فی جامعه عن مالك سمعت اهل مكة يقولون مامن بيت فيه اسم محمد الا نمى ورزقوا ورزق جيرانهم. الشفاج ۱ ص ۱۴۶

کرتے ہیں کہ قیامت کے دن ایک منادی ندا کرے گا، اے لوگو! خبردار ہو جاؤ تم میں سے جس کا نام "محمد یا احمد" ہے وہ جنت میں داخل ہو جائے [۱] [ع]

غلامانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر گھر میں "محمد" نامی شیدائی ہونا چاہیئے

علامہ یوسف نبہانی (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں، "نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر گھر میں ایک، بلکہ دو، بلکہ تین شخص ایسے ہونے چاہئیں جن کا نام "محمد" ہو [۲]۔ قاضی عیاض لکھتے ہیں:- " وعنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، " ماضر احد کمان یکون فی بیتہ محمد ومحمدان وثلاثۃ [۳]

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپؐ، بحکم اپنی صفت عظمیٰ، " وما ارسلنك الا رحمۃ للعلمین " چاہتے تھے کہ اُمتِ مرحومہ کے مکانوں اور مکینوں پر، آپؐ کے اسمِ اعظم کی برکت سے، اللہ تعالیٰ کی، مسلسل رحمتیں برستی رہیں۔

دوم یہ کہ امت کے گھر گھر میں بار بار، ہر شام وسحار آپ کا نام نامی واسم گرامی پکارا جائے اور عشاق وشیدائیوں کے کان و دہان آپؐ کے اسم پاک کے بولنے، سننے سے لُطف اندوز ہوا کریں۔ جس سے آپ کی محبت وعظمت تروتازہ ہوتی رہے۔

[۱] جواھر البحار (اردو ترجمہ) ج۱ ص۱۳۷ علامہ یوسف بن علامہ اسمٰعیل نبہانی۔

[ع] قاضی عیاض لکھتے ہیں: وروی عن جعفر بن محمد عن ابیہ، اذا کان یوم القیامۃ نادی منادٍ الا، لیقم من اسمہ محمد فلیدخل الجنۃ لکرامۃ اسمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الشفاج ص۱۷۶۔

[۲] جواھر البحار ج۱ ص۱۳۵ (اردو ترجمہ) مطبوعہ: مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور۔ علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی۔

[۳] الشفاء ج۱ ص۱۷۶۔ مطبوعہ بیروت۔

زمانہ حال کے، آپ کے اسمِ اعظم محمدؐ کے عظیم الشان کرشمے

مجھے کتاب کے پروف ریڈنگ کے دوران اخبار "رہبر" کے شائع کردہ دو عظیم الشان کرشمے اسمِ والا شان محمدؐ کے ملے۔ جن کے دیکھنے، پڑھنے سے آنکھیں پرنور و دل پرسرور ہوگیا۔ میں نے انہیں باعث فخر و خوش قسمتی سمجھتے ہوئے اپنی کتاب میں شامل کر دیئے۔ ملاحظہ ہوں۔

(I) روٹی پر اسمِ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

سرگودھا (این این آئی) کرشمہ قدرت، چولہے پر پکی روٹی پر اسم محمد نمودار ہوگیا اور پورا گھر عجیب و غریب روشنی اور خوشبو سے مہکنے لگا۔ جس سے اہل خانہ حیران ہو گئے۔ لوگوں نے اسم محمد والی روٹی کی زیارت شروع کر دی۔ بتلایا گیا ہے کہ مقامی پراپرٹی ڈیلر خواجہ ناصر جاوید کی اہلیہ حسب معمول گھر میں کھانا پکانے کے دوران درود شریف کا ورد کر رہی تھی کہ روٹی پکانے کے دوران اچانک گھر میں روشنی اور خوشبو پھیل گئی۔ جب اہل خانہ نے بغور دیکھا تو روٹی کے درمیان میں اسم محمد نمایاں تحریر تھا۔ اور اس سے روشنی کی کرنیں اٹھ رہی تھیں اہل خانہ نے روٹی کو فرط احترام میں سر پر رکھا اور اسے محفوظ کر لیا۔ اس معجزۂ قدرت کو دیکھنے کے لئے لوگوں نے اس گھر کا رُخ کر رکھا ہے۔[۱]

(II) لکڑی پر اسم اللہ (جل جلالہ) اور اسمِ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

کندھ کوٹ (این این آئی) کندھ کوٹ کے ایک باشندے، نبی بخش شیخ کو گذشتہ روز جنگل سے ایک لکڑی ملی ہے جس میں اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اسم مبارک قدرتی طور پر لکھے ہوتے ہیں۔ اس مبارک لکڑی کو نمائش کیلئے جامع مسجد کندھ کوٹ میں رکھا گیا ہے۔ قدرت کے اس کرشمے کو دیکھنے کے لئے ہزاروں افراد روزانہ آرہے ہیں۔[۲]

۱: اخبار "رہبر" ۲۵ دسمبر ۱۹۹۷ء یہاں میں نے دونوں عنوان میں اخبار کے بیانات کو لفظ بلفظ نقل کر دیا تا کہ حجت و سند ہو۔
۲: روزنامہ "رہبر" (بلوچستان) پیر ذوالحجہ ۱۴۱۸ھ ۱۳/ اپریل ۱۹۹۸ء

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اسم مبارک "محمد" ساری کائنات پر حاوی اور کائنات کے ذرّے ذرّے میں موجود ہے

سکھ مذہب[ع] کے بڑے پیشوا، گورو نانک[ع] نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اسم اعظم "محمد" کی توصیف و تعریف میں ایک نہایت عظیم الشان جلی البرہان تحقیق کر کے ایک قابلِ قدر و لائق یاد شعر کہا ہے۔ کہتے ہیں :-

نام لیو جس انچھر کو، تو کرو چوگنا
دس ملاو پچگن کرو کاٹو کاٹو بیس بنا
نانک، جو بچے، نوگن کیجو دو، اس میں اور ملا
اس بدھر کے نام سے، نام "محمد" بنا

تشریح و مثال حسب ذیل ہے :-

مثلاً: ایک شخص کا نام، "ممتاز" ہے۔ اب ہم اس کے اعدادِ حروف نکال کر مندرجۂ ذیل طریقے سے عمل کریں تو نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نام پاک، "محمد" کا عدد، "۹۲"، حاصل ہوگا۔

اگلے صفحے میں ملاحظہ کیجیے :-

ع: علامہ قاضی فضل احمد نقشبندی لکھتے ہیں۔ "نانک صاحب ضلع گورداسپور (پنجاب) میں ساڑھے چار سو سال کے قریب عرصہ ہوا، پیدا ہوئے تھے۔ جو راقم الحروف کا وطن اور ضلع ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے الہام سے اپنے حسنِ عقیدت سے ہر ایک چیز میں موجود ہونا ثابت کرتے ہیں۔ یعنی ہر ایک چیز میں نام پاک "محمد" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ہونا ثابت کرتے ہیں۔ انوار آفتاب صداقت ص ۲۰۸

ع: نانک صاحب کی تحقیق اور قطعہ مدحیہ قاضی فضل احمد نقشبندی نے اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت میں روایت کی ہے۔ (لیکن اشعار میں قدرے اختلاف الفاظ ہے۔ مگر مضمون و موضوع واحد اور صحیح ہے) انوار آفتاب صداقت باب ہشتم ص ۲۰۸۔ مطبوعہ: ملک سراج الدین کشمیری بازار لاہور۔

طریقۂ عمل تمثیلا

م م ت ا ز :-

م	40	
م	40	
ت	400	:- 488
ا	1	
ز	7	

اب مجموعہ 488 کو 4 سے ضرب دیں تو حاصل ضرب آئے گا:- 1952

پھر حاصل ضرب : 1952 میں 10 ملادیں تو مجموعہ ہوگا:- 1962

اور مجموعہ 1962 کو 5 سے ضرب دیں تو حاصل ضرب آئے گا:- 9810

اب حاصل ضرب 9810 کو 20 پر تقسیم کریں تو بقایا رہے گا:- 10

پھر 10 کو 9 سے ضرب دیں تو حاصل ضرب آئے گا:- 90

اب حاصل ضرب : 90 میں 2 ملادیں تو مجموعہ ہوگا:- 92

پس یہی (92) حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اسم اعظم، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا عدد ہے۔ اسی طرح کائنات کی کوئی چیز لے لیں پھر اس کے نام کا عدد نکال کر ریاضی کا یہی عمل وطریقہ تعمیل کریں تو اس کے نام سے (92) کا عدد حاصل ہوگا جو حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نام پاک کا عدد ہے۔

ہم اپنی کتاب کا پہلا حصہ اس روشن ضمیر سکھ پیشوا کے عقیدتمندانہ شعر پر ختم کر کے اس کا نتیجہ وفتوائے بیان کرتے ہوئے انہیں آفرین کہتے ہیں کہ باوجود سکھ وغیر مذہب ہونے کے، انہوں نے اپنی خداداد فہم وبصیرت کی بدولت سید الانبیاء والمرسلین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سیادت وعظمت کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ ریسرچ کر کے اس کے لئے ریاضی کے اصول وقواعد پر ایک ایسی حجت و دلیل قائم کی ہے کہ اسے کوئی طاقت مسترد نہیں کر سکتی۔

حقیقت میں وہ دشمن جو دانشور و خیر خواہ ہو۔ ہزار بار اس زبانی دوست سے بہتر ہے جو دشمن و بدخواہ ہو۔

ایک عارف باللہ شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

ہزار خویش چو بیگانہ از خدا باشد

فدائے یک تنِ بیگانہ کا شنا باشد

النتیجۃ والفتویٰ

حصۂ اولیٰ کا نتیجہ اور اس پر فتویٰ :

ہم نے اس حصّے میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اسمائے عظمیٰ کا جو تشریحی بیان لکھا ہے اس سے واضح اور بیّن طور پر ثابت ہوتا ہے کہ جشن و محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منانا خود آپؐ کے اسماء وصفات ہی سے ثابت ہے۔ اور خداوند قدوس کی مرضی و خوشنودی اسی میں ہے کہ آپ کی میلاد منا کر آپ کے اوصاف وصفات اور معجزات و کمالات کا اظہار بیان کرتے ہوئے آپ کی حمد و ثنا اور تعریف و توصیف کی جائے۔

①۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سیکڑوں، ہزاروں صفات و کمالات عطا کئے اور ان صفات و کمالات پر مشتمل وحامل اسمائے صفات سے نوازا۔

②۔ آپ کا کوئی ایسا نام نہیں جو وصف وصفت سے خالی ہو۔ اور نہ ایسا کوئی صفاتی نام ہے جسکی مشتملہ صفات آپ کی ذات بابرکات میں موجود نہ ہوں، یعنی آپؐ کے سارے اسمائے گرامی صفاتی ہیں اور وہ سارے اوصاف وصفات آپ کی ذات والاصفات میں بدرجۂ اتم موجود ہیں۔

③۔ اب ان اوصاف وصفات اور درجات و کمالات کی عطائگی اور ان اسمائے صفات سے عزت افزائی کا مقصد یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ کی ان عطا کردہ عظیم نعمتوں (اوصاف وصفات اور درجات و کمالات) کا، بحکم، " وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ" اظہار و تشہیر کرکے آپؐ کی، کماحقہ، تعریف و توصیف اور تعظیم و تکریم کی جائے۔

بالخصوص آپؐ کے ذاتی نامہائی نامی واسمائے گرامی، "محمّد" اور "احمد" ایسے صفاتی معنوں کے لئے وضع کئے گئے ہیں، جو اور کسی کلمہ میں نہیں پائے جاتے. پس یہ اسماء، عَلَم ہونے کے ساتھ ساتھ اسمائے صفات بھی ہیں۔

امام ابن قیمؒ، (کلمہ) "محمّد" کی تعریف وبیان میں لکھتے ہیں،

وهو اسم مفعول من "الحمد" وهو يتضمن الثناء على المحمود ومحبته وإجلاله وتعظيمه، هٰذا هو حقيقة "الحمد".[1]

ترجمہ: اور وہ (کلمہ، محمّد) حمد (مصدر) سے اسم مفعول ہے. اور وہ (اپنے موصوف کی خوبیوں پر) اسکی اچھی حمد وثنا، اس کی محبت، اسکی عظمت وبزرگی اور اس کی تعظیم وتکریم کے معنی لئے ہوتے ہے. یہ ہے حقیقت "حمد" کی۔

اسی طرح، آپؐ کا دوسرا اسم علم، "اُحْمَد" ایک عظیم تر اسم صفت ہے جو حمد وثنا اور تعریف وتوصیف کی تفضیل میں مبالغہ ہے۔ امام موصوف لکھتے ہیں۔

"واَحْمَد" افعل تفضيل من الحمد يدل على ان الحمد الذى يستحقه افضل مما يستحقه غيره".[2]

ترجمہ:۔ اور (آپ کا دوسرا نام گرامی) اَحْمَد، افعل تفضیل ہے حمد سے (یعنی صیغہ اسم تفضیل ہے. جس میں صفت حمد تفضیل کلی کے درجے میں ہے) جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جس حمد وثناء کے آپؐ حقدار ہیں وہ بہت ہی افضل واعلیٰ ہے اس حمد وثناء سے جس کا آپؐ کا غیر حقدار ہوگا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ دونوں نامہائے نامی، حمد وثناء کے وصف

---

[1] جلاء الافہام ص۸۷۔ مطبوعہ بیروت۔ امام شمس الدین شیخ الاسلام ابی عبداللہ محمد بن ابی بکر ابن قیمؒ ۷۵۱ھ

[2] " " " " " " " " " "

میں انتہائی مبالغہ کے اسمائے صفات ہیں۔

علامہ قاضی عیاض لکھتے ہیں، " فاما اسمه احمد فافعل مبالغة من صفة الحمد و محمّد، مفعل مبالغة من كثرة الحمد "[1]

ترجمہ: پس آپ کا نام گرامی، احمد، سوا فعل تفضیل ہے مبالغہ کے ساتھ حمد کی صفت و وصف میں (یعنی افضلیت صفت میں) اور، "محمّد" مفعّل (اسم مفعول) ہے مبالغہ کے ساتھ حمد کی کثرت و بہتات میں۔

امام ابن قیمؒ لکھتے ہیں، انه (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سمی محمّد او احمد لانه یحمد اکثر مما یحمد غیرہ وافضل مما یحمد غیرہ "[2]

ترجمہ: بیشک آپ کا نام محمّد اور احمد، رکھا گیا، اس لئے کہ آپؐ کی حمد وثنا بہت ہی زیادہ کی جاتی ہے اس سے جو آپ کے غیر کی کیجاتی ہو۔ اور بہت ہی افضل حمد وثنا کی جاتی ہے اس سے جو آپ کے غیر کی کیجاتی ہو۔

حقیقت میں، حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پیدائش ہی سے ان عظیم خصائل وفضائل کے مالک تھے جن کی بدولت، اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان عظیم وجلیل اسمائے کریمہ سے موسوم وموصوف فرمایا۔ امام ابن قیم لکھتے ہیں، " فان الاسمین (محمدًا واحمد) انما اشتقا من اخلاقه وخصائله المحمود التی لاجلها استحق ان یسمّٰی محمّد او احمد "[3]

ترجمہ: پس یہ دونوں نام (محمّد اور احمد) آپ کے ان اخلاق وخصائل حمیدہ سے مشتق کئے گئے ہیں جن کے باعث آپ اس بات کے حقدار ہوگئے کہ آپؐ

---

[1] الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰؐ ج ۱ ص ۲۲۹۔ مطبوعہ بیروت لبنان۔ علامہ ابوالفضل قاضی عیاض رح۔ م ۵۴۴ھ۔

[2] جلاء الافهام فی الصلاۃ والسلام علیٰ خیر الانام (علیہ الصلاۃ والسلام) ص ۱۰۱ امام شیخ الاسلام ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر ابن قیم رح م ۷۵۱ھ۔

[3] جلاء الافهام۔ ص ۱۰۱ مطبوعہ بیروت لبنان۔ امام ابن قیم رح۔

کہ آپؐ کا نام محمّد اور احمد رکھا جائے۔

آگے لکھتے ہیں، فلکثرة خصائله المحمودة التی تفوت عد العادین سمی باسماء الحمد یقتضیان التفضیل والزیادة فی القدر والصفة واللہ أعلم۔[1]

ترجمہ:۔ پس آپ کو، آپ کے ان خصائلِ محمودہ کی کثرت کے باعث، جو شمار و حساب سے بالاتر ہیں، اسمائے حمد کے دو ایسے اسموں سے موسوم کیا گیا جو قدر و مقدار اور وصف و صفت میں تفضیل کلی و زیادتی کا اقتضا کرتے ہیں (تاکہ لوگ آپ کی، زیادہ سے زیادہ اور اعلیٰ سے اعلیٰ حمد و ثنا کر کے آپ کی عظمت و شان بُلند و بالا کریں)

امام موصوف ایک اور مقام میں لکھتے ہیں، "فلما کان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مشتملاً علی مایقتضی أن یحمد مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ، سمی "محمداً"، وهو اسم موافق لمسماه و لفظ مطابق لمعناه۔[2]"

ترجمہ: جب رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایسے خصائل و فضائل اور ایسے اوصاف و صفات پر مشتمل و حاوی تھے جو اس بات کا اقتضا کرتی ہیں کہ آپؐ کی، یکے بعد دیگرے حمد و ثنا کی جائے، (یعنی مسلسل و بار بار اور دائما ابدا، آپ کی حمد و ثنا جاری و ساری رہے) تو آپؐ کا نام، "محمّد"، رکھا گیا۔ اور یہ "محمّد" ایک ایسا اسم ہے جو اپنے مسمّٰی (حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے (اوصاف و صفات کے) عین موافق اور ایسا لفظ ہے جو اپنے معنی (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے درجات و کمالات کے عین مطابق ہے۔

---

[1] جلاء الافہام۔ ص۱۰۱۔ مطبوعہ بیروت لبنان۔ امام ابن قیم رح۔

[2] جلاء الافہام ص۹۸ مطبوعہ: بیروت لبنان۔ امام ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر ابن قیم الدمشقی رح م ۷۵۱ھ

پس، اس سے واضح طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا یہی اسم مبارک (مُحَمَّدؐ) ہی خود یہی تقاضا کرتا ہے کہ آپ کا جشن و محفل میلاد منا کر آپؐ کی حمد و ثنا اور تعریف و توصیف کی جائے۔ اور مسلسل و بار بار یہ عمل صالح دُہرایا جائے۔

سو، اگر جشن و محفل میلاد کے اثبات و ثبوت میں اور کوئی بھی حجت و دلیل نہ لائی جائے، تو یہ نام پاک خود اس کے اثبات و ثبوت میں ایک مستقل و مضبوط دلیل و حجت ہے۔

امام سخاویؒ لکھتے ہیں، "وھو بمعنی محمود وفیہ معنی المبالغة وقد أخرج البخاری (رحمہ اللہ تعالیٰ) فی تاریخہ الصغیر من طریق علی بن زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) قال: أبوطالب یقول:

"وشق لہٗ من اسمہ لیجلہ

فذوالعرش محمود وھٰذا مُحَمَّدٌ" [1]

ترجمہ:- اور وہ (کلمہ 'مُحَمَّد') محمود (حمد و ثنا، اور خوبیوں) کے معنوں میں اور اس میں مبالغہ کے معنی ہیں۔ (یعنی بہت ہی زیادہ حمد و ثنا، اور تعریف و توصیف کے مالک) اور امام بخاریؒ نے اپنی کتاب، التاریخ الصغیر میں حضرت علی بن زید کی اسناد سے روایت کی ہے۔ کہا کہ ابوطالب کہتے ہیں،

"اشتقاق کیا (اللہ تعالیٰ نے) ان کے لئے (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے) ان کا نام (محمد) اپنے نام سے (محمود سے) تاکہ ان کا اعزاز و بزرگی ظاہر کر دے۔

پس مالک عرش (اللہ تعالیٰ) محمود ہے اور یہ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مُحَمَّدؐ ہیں۔ جس سے مقصود یہ تھا کہ ساری کائنات جان لے کہ اس اسم، محمد، سے حمد و ثنا،

[1]:- القول البدیع - صہ ۶۹ مطبوعہ لاثانی کتب خانہ سیالکوٹ۔
امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی الشافعی رحؒ ۸۳۱ھ۔

اور تعریف و توصیف کے باب میں، بڑھ کر اور کوئی اسم نہیں ہو سکتا اور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے خصائلِ حمیدہ و فضائل کریمہ میں بڑھ کر اور کوئی مسمیٰ نہیں ہو سکتا۔

پس، آپؐ کے اسمائے حمیدہ و اوصافِ کریمہ کا تقاضا اور حق و انصاف کا فیصلہ و فتویٰ یہ ہے کہ آپ کی، جس قدر کوئی حمد و ثنا کر سکتا ہے کر لے اور جتنی فضیلت و شان سے، کوئی آپ کی تعریف و توصیف کر سکتا ہے کر لے۔

امام بوصیری (رحمۃ اللہ علیہ) اپنے قصیدے میں فرماتے ہیں:۔

دَعْ مَا ادَّعَتْہُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّہِمْ ○ وَاحْکُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِیْہِ وَاحْتَکِمْ

وَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِہٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ ○ وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِہٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٖ

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَیْسَ لَہٗ ○ حَدٌّ فَیُعْرِبُ عَنْہُ نَاطِقٌ بِفَمٖ[1]

ترجمہ: وہ، چھوڑ دے جو نصاریٰ اپنے نبی کے بارے میں دعویٰ کرتے ہیں۔
اور جس قدر، تو آپؐ کی مدح میں کہہ سکتا ہے کہدے اور خواہش کر دے۔
اور جس قدر شرف و عزت سے آپ کی ذات پاک کو نسبت دینا چاہتا ہے دیدے
اور جس قدر عظمت و بزرگی کو آپؐ کے رُتبہ سے تو منسوب کرنا چاہتا ہے کر دے۔
کیونکہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے فضل و عظمت کی کوئی حد و انتہا نہیں۔
جو کوئی کہنے والا، اپنے مُنہ سے ظاہر کر دے۔

یعنی، حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شان میں وہ نہ کہیں جو نصاریٰ اپنے نبی، حضرت

---

[1] قصیدہ بردہ ص ۴۶۱، ص ۴۶۲۔ مطبوعہ: تاج کمپنی لاہور، کراچی۔
امام شیخ شرف الدین ابو عبداللہ محمد بن سعید البوصیری، رح۔

عیسٰی علیہ السلام کے بارے میں کہتے ہیں (کہ وہ، خدا ہیں یا خدا کے بیٹے ہیں) علاوہ ازیں، آپؐ کی، جو تعریف و توصیف اور مدح و ثناء آپ چاہیں کرلیں. کیونکہ آپ کی عظمت و شان، شرح و بیان سے بہت بلند و بالا ہے اسکی کوئی حد و انتہا نہیں۔

چونکہ امام بوصیریؒ نے خواب میں اپنا یہ قصیدہ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حضور میں پیش کر کے پڑھا تھا اور آپؐ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اسے منظور فرمایا تھا اور صلہ میں چادر مبارک عطا کر کے اپنا دست شفا ان کے مفلوج جسم پر پھیرا تھا جس سے وہ اسی خواب میں بالکل صحت یاب ہو گئے تھے اور چادر مبارک بیداری میں بدن پر موجود تھی، لہٰذا یہ قصیدہ حدیث تقریری کی حیثیت رکھتا ہے. اور اس کے اندراجات کو حدیث مرفوع کا درجہ حاصل ہے. [1]

الغرض

ہماری، اسمہائے نبوی و صفتہائے مصطفوی کی، ان ساری تشریحات و توضیحات اور بیانات و ترجیحات کا لب لباب و مقصود کتاب یہ ہے کہ آپ کا جشن و میلاد منانا نہ صرف جائز بلکہ واجب و لازم ہے تاکہ آپ کی مدح و ثنا اور فضائل و خصائل بیان کرنے اور سننے سنانے کے لئے عوام کا اجتماع عام و مجمع تام جمع ہو اور دنیا میں، آپؐ کے اوصاف و صفات اور معجزات و کمالات کی، زیادہ سے زیادہ پبلسٹی و تشہیر کی جاسکے. اور آپؐ کے، دنیا بھر کے لوگوں میں، پیغامات و تعلیمات کا نور پھیلایا جائے. ارشاد باری تعالیٰ آپؐ کی صفات میں گویا ہے :-

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ

[1] :- نشر الطیب (حاشیہ) ص۱۴ تا ص۱۷

مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ [۱]

ترجمہ :۔ بیشک نازل فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس نصیحت[ع۱] کرنے والا رسول جو پڑھ کر سناتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ کی آیتیں جو واضح ہیں تاکہ نکال دے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے اعمال کئے، (کفر وجہالت وغیرہ کے) اندھیروں سے نور و اُجالے میں۔

اس طرح سارا قرآن حکیم، احادیث نبوی اور کتب سماوی آپ کی نعت وصفات میں ناطق وشاہد ہیں۔ جن کی تشہیر واشاعت رُکن ایمان ہے اور پوشیدہ رکھ کر چھپانا خدا ورسول خدا اور خلق خدا سے خیانت اور کفر و منافقت ہے جس کی سزا جہنم ولعنت ہے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں وعید قرآن ہے :۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ [۲] ○

ترجمہ :۔ جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ ہم نے اُتارے[ع۲] واضح حکم ونشانیاں اور ہدایت کی باتیں بعد اس کے کہ ہم ان کو واضح[ع۳] کرچکے لوگوں کے لئے کتاب میں، ان پر لعنت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اور لعنت کرتے ہیں ان پر لعنت کرنے والے۔

اس طرح آگے ارشاد ہے :۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا .... لَفِىْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ [۳] ○

(حاشیہ، ہاتھ سے لکھا ہوا) نئے :۔ علامہ شبیر احمد عثمانی اس آیت کی شرح میں لکھتے ہیں، "ایسے ہی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات جو اس میں (توراۃ میں) لکھی تھیں ان کو بھی چھپاتے اور بدلتے تھے اور یہ دونوں سخت گناہ ہیں" تفسیر عثمانی صـ۳۳

---

[۱] سورۃ الطلاق آیات (۱۰، ۱۱) ع (۲)

[ع۱] ذکر بمعنی، ذاکر۔ تفسیر عثمانی۔ صـ۷۴۱۔ علامہ شبیر احمد عثمانی رحـ۔

[۲] سورۃ البقرہ آیت (۱۵۹) ع (۱۹) [۳] البقرہ آیات (۱۷۴ تا ۱۷۶) ع (۲۱)

[ع۲] تحویل قبلہ وغیرہ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات وتصدیق جو توریت میں تھی [ع۳] آپ کی صفات واحکام الٰہی۔

یہ آیتیں، اور کئی اور ایسی آیات ان یہود علماء کے بارے میں نازل ہوئی تھیں جو اپنے بغض وعناد کے باعث یا اپنے سرداروں سے رشوت لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات واوصاف اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو چھپاتے اور غلط بیانی کرتے۔[1]

اور اگر آپؐ کی محفل ومجلسِ میلاد کو غفلت ولاپرواہی یا بے اعتنائی وسرد مہری کے باعث چھوڑ دیا جائے یا اسے کسی باطل عقیدہ وفاسد نظریہ کے پیش نظر ممنوع قرار دیکر آپ کے اوصاف وصفات اور فضائل وخصائل کی تعریف وتوصیف اور اشاعت وتشہیر کو بند کر دیا جائے تو آپ کے اسماء وصفات اور اوصاف و درجات لغو وبے معنی اور آپؐ کی بعثت ورسالت بے مقصد ولایعنی ہو جائیگی۔ اور آپ کی دعوت اسلام وتبلیغ دین محدود ومسدود ہو کر رہ جائیگی۔ پھر تخلیق کائنات وتنزیلِ آیات کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔

آیات کے شانِ نزول خاص اور حکم عام ہے۔ پس جو بھی آپؐ کی صفات و اوصاف کو چھپالے یا کسی لالچ وطمع وغیرہ کے باعث ان میں ہیر پھار کر دے تو اس پر لعنت ہوگی پھر ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو آپؐ کی صفات واوصاف اور تعظیم وتکریم سے انکار کرنے کی جرأت وگستاخی کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ محفل میلاد کو حرام وناجائز قرار دیتے ہوئے آپ کی صفات وشان بیان کرنے سے منع کرتے ہیں؟

کفار کو بھی، آپؐ کی رحمتہائے عامہ وصفتہائے تامہ کے پیش نظر آپ کی محفلِ میلاد منانی چاہیئے

مسلم بجائے خود، اگر کفار وغیر مسلم بھی آپ کی صفات والاشان و درجاتِ عالی

[1] تفسیر عثمانی ص۳۳۔ علامہ شبیر احمد عثمانی رح۔

نشان پر غور و خوض کر کے دیکھ لیں، بالخصوص آپؐ کے اسی ایک لقب عالی حسب، "رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ[1]" پر نظر ڈالیں، اکہ وہ بھی دنیا میں آپؐ کی اس "رحمۃ عامہ" میں شامل ہوتے ہوئے اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔ اور اسی رحمت عامہ کے باعث اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نہیں بھیجا، جبکہ انہوں نے خود عذاب مانگا بھی تھا، ارشاد ہے، "وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ"[2] ترجمہ:۔ اور (اے میرے حبیب!) اللہ ہرگز ان پر عذاب نہیں بھیجتا جب تک آپ ان میں موجود ہیں۔) تو ان کو بھی اس بات پر کہ انہیں آپؐ کی رحمت کی برکت دنیا میں عذاب الٰہی سے نجات ملی ہے۔ سرور و خوشی مناتے ہوتے آپؐ کا جشن و محفل میلاد منانی چاہیئے۔

رب العزت نے اسی باعث سورۂ یونس کی آیات "يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ...... فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ" میں خطاب عام فرماتے ہوئے اس میں کفار کو بھی شامل کر دیا تاکہ وہ بھی آپ کی میلاد پر سرور و خوشی منائیں۔ یہ بات ہم نے پچھلے صفحات میں تفصیل سے تحریر کی ہے کہ روزِ محشر میں، جب کفار کی آنکھیں کھلیں گی اور وہ آپ کی عظمت شان و رفعت مکان اور قیادت عظمیٰ و شفاعتِ کبریٰ دیکھیں گے تو وہ بھی مسلمین کے ساتھ آپؐ کی حمد و ثناء کرنے لگیں گے۔[3] تم الجلد الاول بعون اللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ۔

---

[1] وما ارسلنٰك الا رحمۃ للعٰلمین ○ الانبیاء آیت (۱۰۷) ع (۷)

[2] الانفال۔ آیت (۳۳) ع (۴)

[3] القول البدیع ج۱ ص۷ امام سخاوی رح۔ جلاء الافہام ص۹۱، ص۹۲ امام ابن قیم رح الشفاء ج۱ ص۲۲۹۔ علامہ قاضی عیاض رح۔

ع:۔ تفسیر عثمانی ص۲۳۹، ص۴۴۱۔ علامہ شبیر احمد عثمانی رح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یا یھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۰

ورفعنا لک ذکرک۰

الفتوی المتین

فی

میلاد النبی الامین

(صلی اللہ علیہ وسلم)

جلد دوم

علامہ ابو یحییٰ محمد قاسم العینی بن الحکیم العلامہ محمد عیسیٰ الخارانی المسکانزی (سرپرہ)

پی - ایچ - ڈی ، (علوم الحدیث)

فہرست مضامین جلدِ دوم الفتوی المتین فی میلاد النبی الامین (صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین)

الحِصَّۃُ الثَّانِیَۃُ فِی الحُجَجِ مِنَ القُراٰنِ الحَکِیمِ

دوسرا حصّہ ان دلائل میں جو قرآن حکیم سے دی گئی ہیں

تمہید الباب

آغازِ کتاب میں یہ سوال کیا گیا تھا کہ، کیا ! جشن و محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منانا شرک ، یا بدعت نہیں ؟

ہم یہاں یہ بیان کریں گے کہ جشن میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منانا نہ شرک ہے نہ بدعت ۔

لیکن سب سے پہلے ہم ، الفاظ ، " بدعت و شرک " کے معنی و مفہوم کی لغوی و شرعی تشریح کر کے مسئلہ کی پوری وضاحت کر دیں گے تا کہ قارئین کرام پڑھ کر یہ ، خود فیصلہ کر لیں کہ ، جشن و محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منانا شرک یا بدعت ہے یا نہیں ۔

شرک

شرک کے لغوی معنی ہیں ، ساجھا ، حصّہ ، بھائی داری اور شریکداری وغیرہ - اور اصطلاح شریعت میں اس کے معنی ہیں ، کسی کو اللہ تعالیٰ کے برابر یا اس جیسا سمجھنا یا کسی کو اللہ تعالیٰ کی ذات ، صفات یا عبادت میں شریک ٹھیرانا - یا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو خدا یا معبود قرار دینا -

اب ، آئیے یہ دیکھیں کہ " میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا ہے ! اور اس کے کیا معنی ہیں ؟ **میلاد** ، کے معنی (لغت میں) ہیں : پیدائش کا وقت ۔

اور اصطلاح شریعت میں ، " میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم " کے معنی ہیں :-

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت و پیدائش، حسب و نسب، صورت و سیرت اور واقعات و حالات زندگی، معجزات و غزوہ جات اور تبلیغ دین و تعلیمات کا تذکرہ و بیان اور آپؐ کے (خداداد) اوصاف و صفات کی تعریف و توصیف اور صلوٰۃ و سلام۔

پھر آئیے یہ دیکھیں کہ، کیا، اللہ تعالیٰ کی بھی کوئی میلاد (نعوذ باللہ) منائی جاتی ہے؟ نہیں، ہرگز نہین، ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ، میلاد و محفل میلاد سے پاک اور بالکل پاک ھے، سورۂ اخلاص میں ارشاد ہے: لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ○ [۵]

ترجمہ:۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ کسی نے اسے جنا۔

اللہ تعالیٰ ولادت و پیدائش، حسب و نسب اور واقعات و تغیر حالات وغیرہ سے پاک اور بالکل پاک ہے۔ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ ترجمہ:۔ پاک ہے وہ ذات اور بلند ہے ان صفتوں سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔

[۵]: سورۃ اخلاص پ ۳۰ ع (۱)

خلاصہ و نتیجہ:

محصل کلام یہ ہوا کہ جب محفل میلاد میں، نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی، بحیثیت مخلوق ولادت و پیدائش اور حسب و نسب اور بحیثیت بندہ و رسول، آپؐ کی عبدیت و رسالت، صورت و سیرت، واقعات و حالات اور اوصاف و صفات وغیرہ کا ذکر و بیان اور صلوٰۃ و سلام ہوتا ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ کی نہ میلاد منائی جاتی ہے نہ محفل میلاد، اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ان سب سے پاک ہے، تو پھر شرک کاہے کا؟ بلکہ حقیقت میں میلاد اور محفل میلاد ایک طریقے سے توحید و وحدانیت کا درس و بیان اور دین و رسالت کی تبلیغ و تعلیم ہے۔

لہٰذا یہ واضح ہوا کہ میلاد و محفلِ میلاد منانا قطعاً شرک نہیں بلکہ جائز و ثابت اور لازم و ضروری ہے۔

بدعت

بدعت کے لغوی معنی ہیں، نیا کام، نیا طریقہ اور نئی چیز ایجاد و اختراع کرنا، جسکی پہلے سے نظیر و مثال نہ ہو۔

امام نووی رح فرماتے ہیں: "البدعة کل شیٔ عمل علی غیر مثال سبق"۔

ترجمہ:- بدعت، ہر وہ چیز (کام طریقہ وغیرہ) ہے جو بغیر گذری ہوئی مثال کے کیا جائے۔[1]

مشکاۃ المصابیح ج ۲۷ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ

قرآن حکیم میں یہ کلمہ، کئی مقامات پر اپنے انہی لغوی معنوں میں آیا ہے۔

ارشاد باری ہے: "بَدِیعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[2]" ترجمہ: (اللہ تعالیٰ) آسمانوں اور زمینوں کا ایجاد کرنے والا ہے۔ ایک اور مقام میں فرمایا ہے: "قُلْ مَا کُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ[3]"، فرما دیجئے، (اے میرے حبیب!) کہ میں کوئی نیا رسول نہیں۔

اور اصطلاح شریعت میں، بدعت سے مراد ہے، دین میں ایسا نیا کام، عقیدہ اور عمل جو حضور پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے عہد مبارک میں نہیں تھا، نہ اس کی، قرآن و حدیث میں کوئی بنیاد و مثال ہو اور نہ کسی طرح سے اسکا کوئی قرینہ ملتا ہو۔

عن عائشة الصدیقة الحمیری حبیبة رسول الله (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قالت قال رسول الله (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) من أحدث فی أمرنا هٰذا ما لیس منه فهو رد. متفق علیه.[4] ترجمہ:- حضرت بی بی عائشہ صدیقہ حمیری حبیبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیہا وآلہ وسلم سے روایت ہے: فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہمارے اس معاملے (دین) میں کوئی نئی بات بنائی جو اس سے نہیں، وہ مردود ہے۔

[1]:- مرقاۃ شرح مشکاۃ: باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔ علامہ علی قاری الہروی رح

[2]:- البقرہ۔ آیت: (۱۱۷) ع: (۱۴)، الانعام۔ آیت: (۱۰۱) ع: (۱۳)

[3]:- الاحقاف۔ آیت (۹) ع (۱)

لہٰذا، اب آئیے یہ دیکھیں کہ، کیا، محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا قرآن و حدیث میں ثبوت یا کوئی بنیاد و مثال ہے یا نہیں ؟

لہٰذا ہم بہ توفیق خداوند کریم کتاب ہذا کے حصۂ دوم میں قرآن حکیم اور حصۂ سوم میں حدیث نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محفلِ میلاد منانے کی وہ دلائل و براہین اور حجت و ثبوت پیش کریں گے کہ آپ، جنہیں پڑھ کر خود، انشاءاللہ العزیز یہ فیصلہ دیکر اعلان کریں گے کہ محفلِ میلاد منانا نہ شرک ہے نہ بدعت، بلکہ سنت ہی ہے سنت۔

حضرت اُمّ المؤمنین (رضی اللہ تعالےٰ عنہا) کی حدیث میں بدعت کی شرعی تشریح ہے اور شرعی مسائل و معاملات میں اس کے یہی شرعی مفہوم و معنی دیکھے جاتے ہیں۔ اور چونکہ محفلِ میلاد منانے، اجتماعات کرا کر آپؐ کے اوصاف وصفات، احوال و واقعات آپؐ کا نسب و حسب اور خصائل و فضائل بیان کرنے اور میلاد پر سرور و خوشی کا اظہار کرنے وغیرہ کی حدیث و قرآن میں اصل و بنیاد موجود ہے جن کا، اگلی جلدوں میں مفصل بیان و تشریح آرہی ہے۔ لہٰذا محفل میلاد منانا شرعی لحاظ سے قطعاً بدعت نہیں۔ اور جہاں بھی علمائے اہلسنت نے اسے بدعت حسنہ کہا ہے، وہاں انہوں نے اس خیال سے بدعت کہا ہے کہ موجودہ رنگ و ڈھنگ سے یہ نئی چیز ہے، پس اسے شرعی اعتبار سے بدعت نہیں کہا جاتا۔

(حاشیہ، ہاتھ سے لکھا ہوا: بدعت کے لغوی معنی ہیں۔ جیسے کہ باب ہذا میں ہم نے بیان کیا ہے۔)

القرآن

ہمیں، قرآن حکیم میں یہ ثبوت ملتا ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پیدائش نور کے بعد، تخلیق کائنات سے ہزاروں سال قبل خود خداوند قدوس نے انبیاء (علیہم السلام) کو جمع کر کے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اعزاز و شان اور سیادت و قیادت کے سلسلے میں جشن و جلسہ منایا تھا جس میں، ان سے آپؐ پر ایمان لانے اور آپؐ کی نصرت و مدد کرنے کا عہد و پیمان لیا تھا۔ ارشاد ہے :-

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ○ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ [1]

ترجمہ: اور یاد کر (اے میرے حبیبؐ) جب لیا اللہ (تعالیٰ) نے انبیاءؑ سے عہد و پیمان کہ جب میں نے تمہیں کتاب اور حکمت (نبوّت) دیدی، پھر آجائے تمہارے پاس رسول (معہود، یعنی ——— حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو تصدیق کرنے والے ہیں ان (کتب و صحائف) کی جو تمہارے پاس ہیں البتہ تم ضرور، ان پر ایمان لاؤ گے اور ان کی مدد کرو گے۔ فرمایا (اللہ تعالیٰ نے) کیا، تم نے اقرار کیا اور اس اقرار پر میرا عہد قبول کیا؟ (انہوں نے) کہا، ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا، گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ پس جو کوئی اس کے بعد پھر جائے تو وہی لوگ ہیں نافرمان۔

یہ آیاتِ کریمہ، جشن و میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ثبوت و اثبات میں اساس و اصول کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جب ربّ العلمین اپنے حبیب رحمۃٌ للعلمین کی شان واعزاز میں خود جشن و جلسہ منائے جس پر گواہی و شہادت قرآن کریم دیدے تو اس سے بڑھ کر ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے؟ پھر وہ کون سی بڑی ہستی ہوگی جو ربّ العلمین کے کام کو ناجائز و نامشروع اور قرآن حکیم کی شہادت و گواہی کو مسترد و نامسموع قرار دے گی؟

کسی بھی محفل و مجلس اور جشن و اجلاس کی اہمیت و اقدار کا انحصار و دار و مدار اس کے عناصر پر ہوتا ہے۔ اور جشن میثاق الانبیاء کے عناصر حسب ذیل ہیں:

---

[1]:- سورۃ آلِ عمران۔ آیات۔ (۸۱،۸۲) ع۔ (۹)

① جشن و محفل کا بانی و سربراہ : ربّ العٰلمین خود تھا۔ لہٰذا محفل و جشن میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) منانا سنتِ الٰہی ہوگیا۔

② محفل کے مہمان خصوصی : نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) مہمانِ خصوصی تھے۔ اس لئے محفلِ میلاد منانا سنتِ نبوی بنا۔

③ جشن کے شرکاء واراکین اور حاضرین و سامعین : یہ، اللہ تعالیٰ کے ادیان و شرائع کے محافظین، انبیاء ومرسلین تھے۔ لہٰذا محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) منانا سنتُ الانبیاء ہوگیا۔

④ جشن و محفل کا موضوع و ایجنڈا : نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی میلاد و تشریف آوری کا اعلان، آپ کی سیادت و قیادت اور بعثت و رسالت کی تاجپوشی اور اعزاز عمومی واکرام خصوصی موضوعِ محفل تھے۔

محفل و جشن میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) منانا سُنّتِ الٰہی، سُنّتِ نبوی اور سُنّتُ الانبیاء ہے :

⊖ اِن آیاتِ کریمہ (وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ) سے مندرجہ ذیل چار اہم نکات اُبھرتے ہیں۔

① جشن و محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) منانا ہرگز بدعت نہیں۔ بلکہ نص قرآن سے ثابت ہوا کہ یہ سُنتِ الٰہی، سنتِ نبوی اور سنتُ الانبیاء ہے۔

② نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی ساری کائنات و مافیہا پر فضیلت و برتری ثابت ہوئی۔

③ آپ ساری کائنات و مافیہا کے، قبل تخلیق عالم، نبی و رسول تھے اور قیامت

تک آپ ہی نبی و رسول رہیں گے۔

(۴) سارے انبیاء و رُسل اپنی اُمتوں کے ہمراہ آپ کی اُمّت و مقتدی اور تابع و متبع ہیں اور آپ ان سب کے نبی و رسول اور مقتدیٰ و پیشوی ہیں۔

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، "وقال السبکی فی ھٰذہ الاٰیۃ، إنہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) علیٰ تقدیر مجیئھم[1] فی زمانہٖ یکون مرسلا إلیھم فتکون نبوتہ ورسالتہ عامۃ لجمیع الخلق من زمن اٰدم علیہ السلام إلی یوم القیٰمۃ وتکون الانبیاء وأممھم کلھم من اُمتہٖ ویکون قولہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وبعثت إلی الناس کافۃ" لا یختص بہ الناس فی زمانہ إلیٰ یوم القیٰمۃ، بل یتناول من قبلھم أیضاً وانما اُخذ لہ المواثیق علی الأنبیاء لیعلموا انہ المتقدم علیھم وانہ نبیھم ورسولھم"[2]

ترجمہ: امام سبکیؒ، اس آیت کے بیان میں فرماتے ہیں کہ، نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انبیاء کی آپ کے زمانے میں آمد کی صورت میں، ان کے رسول ہونگے۔ پس آپ کی نبوّت و رسالت، حضرت آدم سے قیامت تک ساری مخلوق کے لئے عام ہے۔ اور سارے انبیاء اور ان کی اُمتیں سب کے سب آپؐ کی اُمت ہیں۔ اور آپ کا قول "وبعثت الی الناس کافۃ"، (میں سارے لوگوں کی طرف مبعوث ہوا ہوں) محض ان لوگوں کے لئے مختص نہیں جو آپ کے زمانے سے قیامت تک ہونگے۔ بلکہ ان سے ماقبل کے لوگوں کو بھی شامل ہوگا۔ اور آپؐ کے لئے انبیاءؑ سے، میثاق محض اس لئے لیا گیا کہ وہ جان لیں کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان پر متقدم ہیں۔ اور وہؐ ان کے نبی و

---

[1]:- امام سیوطیؒ نے یوں لکھا ہے، "علی تقدیر مجیئہ فی زمانھم" پھر معنی یہ ہونگے، "بیشک آپ، ان کے (انبیاء کے) زمانے میں تشریف لانے کی صورت میں، ان کے رسول ہونگے۔ لیکن ان میں کوئی فرق نہیں۔ دونوں عبارتوں کا مفہوم و مدعا ایک ہی ہے۔

[2]: المواہب اللدنیہ ج۳ ص۱۳۹ - مطبوعہ بیروت - امام احمد بن محمد القسطلانی رح م ۹۲۳ھ
الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۲ مطبوعہ مکتبہ نوریہ لائلپور - امام جلال الدین السیوطی رح م ۹۱۱ھ۔

رسول ہیں۔

ایک جگہ پر امام قسطلانیؒ لکھتے ہیں، "فھو المقدم فی ارضہ وسمائہ وفی دار تکلیفہ وجزائہ"۔[۱] ترجمہ: پس وہ مقدم ہیں (ساری مخلوق پر) اللہ تعالیٰ کی زمین میں، اس کے آسمان میں، اسکی دُنیا اور اس کی قیامت میں۔

امام جلال الدین سیوطیؒ آگے لکھتے ہیں، "فانظر إلیٰ ھذا التعظیم العظیم للنبی الکریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) من ربہ سبحانہٗ وتعالیٰ فاذا عرفت ھنا فالنبی محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نبی الأنبیاءِ ولھذا ظھر ذالك فی الاٰخرۃ جمیع الأنبیاءِ تحت لوائہ وفی الدنیا کذالك لیلۃ الإسراء صلی بھم"[۲]

ترجمہ:- پس نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی، ان کے رب سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے یہ عظیم الشان تعظیم دیکھ لیں۔ پس جب یہ معلوم ہوا تو نبی اکرم، حضرت محمد، (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انبیاءؑ کے نبی ہوئے اور اس لئے یہ قیامت میں اس طرح ظاہر ہوگا کہ سارے انبیاءؑ آپؐ کے جھنڈے تلے ہونگے اور دُنیا میں اس طرح (ظاہر ہوگیا) کہ شبِ معراج میں آپؐ نے انھیں (انبیاءؑ کو) نماز پڑھائی۔

امام صاویؒ لکھتے ہیں، "فلو ظھر محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فی زمن أیّ نبی من الانبیاءِ لبطل شرع ذلك النبی وکان ھو وامتہ من أتباعہ وقال السبکیؒ یوخذ من الاٰیۃ علیٰ ھٰذا التفسیر أنہٗ نبی الانبیاءِ و أن الأنبیاءؑ نوابہ"[۳] ترجمہ:- پس اگر حضرت محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا انبیاء

---

[۱]:- المواہب اللدنیہ ج۳ ص۱۴۵ - امام قسطلانیؒ -

[۲] { الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۵ امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطیؒ
المواہب اللدنیہ ج۳ ص۱۴۹ - امام احمد بن محمد قسطلانیؒ }

[۳] - الفتاوی ج۱ ص۲۷ - مطبوعہ بیروت۔ امام شیخ احمدؒ الصاوی المالکی -

میں سے کسی نبی کے زمانے میں ظہور ہو تو اس نبی کی شریعت باطل ہو جائیگی۔ اور وہ (نبی) خود اور اس کی اُمّت سب آپ کے تابع ہو جائیں گے۔ اور امام سبکیؒ نے کہا ہے کہ آیت کی اس تفسیر سے یہ اَخذ کیا جاتا ہے کہ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انبیاء کے نبی ہیں اور یہ کہ انبیاء (سارے) آپؐ کے تابعین ہیں۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں، "محشر میں شفاعتِ کبریٰ کے لئے پیش قدمی کرنا اور تمام بنی آدم کا آپؐ کے جھنڈے تلے جمع ہونا اور شبِ معراج میں بیتُ المقدس کے اندر تمام انبیاء کی امامت کرانا حضورؐ کی اسی سیادت عامہ اور امامت عظمیٰ کے آثار میں سے ہے۔"[۱]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

علامہ سیّد محمود آلوسی اسی آیت "میثاق الانبیاءؑ" کی تشریح میں لکھتے ہیں:-

ومن هنا ذهب العارفون عليهم الرحمة إلى أنه (صلى الله عليه وآله وسلم) هو النبي المطلق والرسول الحقيقي والمشرع الاستقلالي وان من سواه من الانبياء عليهم الصلوٰة والسلام في حكم التبعية له (صلى الله عليه وآله وسلم)[۲]

ترجمہ:- اور اسی وجہ سے عارف باللہ لوگ اس بات کی طرف گئے ہیں کہ حضور پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی نبی مطلق، رسول حقیقی اور مستقل شریعت کے مالک ہیں۔ اور یہ کہ آپؐ کے سوا دوسرے انبیاء علیہمُ الصلوٰۃ والسّلام آپؐ کی تابعیت میں ہیں۔

---

[۱]:- تفسیر عثمانی ص۷۸، مطبوعہ شاہ فہد قرآن شریف پرنٹنگ کمپلکس مدینہ منورہ۔
علامہ شبیر احمد عثمانی پاکستانی۔ رح

[۲]:- تفسیر روح المعانی ج۳ ص۲۱۰۔ مطبوعہ بیروت لبنان۔
علامہ سید محمود شہاب الدین آلوسی البغدادی رح

ف۵:- امام بوصیری رح لکھتے ہیں: "وَكُلُّ آيٍ أَتَى الرُّسْلُ الْكِرَامُ بِهَا فَإِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُورِهِ بِهِمِ" "فَإِنَّهُ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا يُظْهِرْنَ أَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ" ترجمہ:- (۱) اور جتنے معجزات سارے انبیاءؑ لائے ہیں، سو بیشک آپؐ کے نور سے ان کو ملے ہیں۔ (۲) کیونکہ آپؐ فضل کے آفتاب ہیں اور وہ (انبیاءؑ) اس آفتاب کے ستارے ہیں، ظاہر کرتے ہیں اس کا نور لوگوں کے لئے تاریکی میں۔ قصیدہ بردہ ص۶۳

ازالۂ شبہات

① آیت "میثاق الانبیاء" میں، اگرچہ کلمۂ "رَسُوْلٌ" نکرہ ہے اور اسم نکرہ عام اور فرد مطلق کے لئے بولا جاتا ہے، لیکن یہاں اسکا، نکرہ کرنا تعظیم و تفخیم اور فرد عظیم کی خاطر ہے[1]۔ جو مخصوص و معروف ذات گرامی حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔ قرآن حکیم میں اس کی بیسیوں مثالیں موجود ہیں، سورۂ البقرہ آیت نمبر (۸۹) وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ...... الخ میں۔ "کلمہ کِتٰبٌ" اور اور آیت نمبر (۱۰۱) وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ..... الخ میں کلمۂ "رَسُوْلٌ" نکرہ ہے۔ لیکن بہ اتفاق مفسرین کتٰب سے مراد مخصوص و معروف کتاب "قرآن کریم" اور "رسول" سے مُراد مخصوص و موصوف رسُول حضرت "محمدؐ رسُول اللہ" ہیں۔

اسی طرح سورہ النحل کی آیت نمبر (۱۱۲) وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً اٰمِنَةً ...... الخ میں کلمہ "قَرْيَةً" نکرہ ہے لیکن اس سے مخصوص و معروف قریہ مکہ مکرمہ مقصود ہے۔ اور اگلی آیت نمبر (۱۱۳) وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ ...... الخ میں کلمۂ "رَسُوْل" نکرہ ہے لیکن اس سے ذاتِ اقدس محمدؐ رسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مُراد ہیں۔

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:-

الرسُول هُنا محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آگے لکھتے ہیں:-

واللفظ وان كان نكرة فالاشارة إلى معين كقولهٖ تعالىٰ: وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً ...... إلى قولهٖ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ

[1]:- تفسیر نعیمی ج۳ ص۶۵۶ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گجرات - علامہ مفتی احمد یار خان نعیمیؒ

رَسُولٌ مِّنْهُمْ .... ۱ الخ

علامہ مفتی احمد یار خان اسی آیت "میثاق النبیّین" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:
"رَسُولٌ" کی تنوین عظمت کی ہے۔ اور اس سے ہمارے نبی "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" مراد ہیں۔ نیز قرآن کریم میں جہاں "رَسُول" بغیر قید کے ارشاد ہوتا ہے وہاں حضور علیہ السلام ہی مراد ہوتے ہیں۔ جیسے "لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ .... ۲ الخ

(۲) مبادا کسی کے ذہن میں یہ شبہ پیدا ہو کہ یہ عہد و میثاق، انبیاء علیہم السلام سے فردًا فردًا، اور ایک دوسرے کی خاطر لیا گیا تھا، یہ، محض نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے نہیں تھا کہ اس سے جشن و محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ثابت ہو۔

اس شبہ کے ازالہ کا آلہ خود آیۂ کریمہ میں موجود ہے کہ نظم و سیاقِ نصِ قرآن خود اس بات کی بین حجت و ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو جمع کر کے ان سے اجتماعی طور پر خطاب و کلام فرماتے ہوئے یہ عہد و میثاق لیا تھا۔ کیونکہ آیۂ پاک میں ابتداء سے لیکر انتہا تک تمام ضمائر و صیغے سب کے سب جمع میں لائے گئے ہیں۔

مثلاً :- (خانہ ۱ میں کلمات و ضمائر اور خانہ ۲ میں تفصیل ہے)

①	②	①	②
میثاق النبیّین	النبیّین: صیغہ جمع	ءَ أقررتم	أقررتم: صیغہ جمع
لما اٰتیتکم	کم: ضمیر جمع	ءَ أخذتم	صیغہ جمع
ثُم جاءکم	کم: 〃	قالوا۔	〃
معکم	کم: 〃	أقررنا	〃
لتؤمننّ	صیغہ جمع	فاشهدوا	〃
ولتنصرنه	〃	معکم	کم: ضمیر جمع

۲ :- تفسیر نعیمی ج ۳ ص ۶۵۶ - مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گجرات - علامہ مفتی احمد یار خان۔

لہٰذا یہ واضح ہوا کہ یہ میثاق الانبیاءؑ، انبیاء کے مجمع و اجتماع میں ہوا تھا اور ہوا بھی تھا نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہی کے لئے۔ امام قرطبیؒ لکھتے ہیں :-

" فأخذ الله ميثاق النبيين أجمعين أن يؤمنوا بمحمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) وينصروه إن ادركوه وأمرهم أن ياخذوا بذالك الميثاق على أممهم "[۱]

ترجمہ: پس اللہ نے ہمگی انبیاء علیہم السلام سے یہ عہد و میثاق لیا کہ وہ سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر ایمان لائیں اور ان کی مدد کریں، اگر انہیں (سیدنا محمدؐ کو) پالیں۔ اور انہیں (انبیاءؑ کو) یہ امر فرمایا کہ وہ یہی عہد و میثاق اپنی اُمتوں پر بھی لازم کرلیں۔

امام سیوطیؒ نے لکھا ہے، (ترجمہ) " امام ابن جریر نے حضرت علی (اکرم اللہ وجہہ) سے، امام عبد بن حمید اور امام ابن جریرؒ نے حضرت قتادہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے اور امام ابن حاتم نے حضرت سدی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے بیان کیا ہے جس کا لب و لباب و حاصل باب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سارے انبیاءؑ سے یہ عہد و میثاق لیا تھا کہ وہ سب نبی اکرم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر ایمان لائیں گے اور آپؐ کی نصرت و مدد کریں گے اور اپنی اپنی قوموں سے بھی یہ عہد لے لیں گے "[۲] اور یہی حضرت عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے بھی[۳] مروی ہے اور جمہور مفسرین کا بھی[عہ] یہی قول ہے۔[عہ]

عہ: اس آیت کریمہ کا یہی مفہوم و مقصود ہے۔ لیکن یہ انبیاءؑ کے انفرادی میثاق کی منافی بھی نہیں۔ ان کی کتابوں میں انفرادی میثاق بھی ثابت ہے۔ جن کا ہم نے ان کے ابواب میں ذکر کیا ہے۔

۱: تفسیر قرطبی ج۴ ص۱۲۵ مطبوعہ: قاہرہ مصر۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبیؒ۔

۲: الدر المنثور فی التفسیر الماثور ج۲ ص۴۷۔ مطبوعہ: بیروت۔ امام جلال الدین السیوطیؒ

۳: تفسیر قرطبی ج۴ ص۱۲۵۔ امام قرطبیؒ

عہ: تفسیر روح المعانی ج۳ ص۲۱۰۔ مطبوعہ۔ بیروت۔ علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی بغدادیؒ

اقتضاء النص

الغرض، ان آیات کا اقتضاء النص یہ تقاضا کرتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عظمت ورفعت کے اظہار وتشہیر کی خاطر سارے انبیاء علیہم السلام کو جمع کر کے ان کی اُمتوں کے ساتھ آپؐ پر ایمان لانے اور آپؐ کے متبع ہو کر آپؐ کی نصرت ومدد کرنے کا امر فرمایا تو ہم اُمت محمدیؐ پر یہ حکم بطریق اولیٰ لاگو ہوتا ہے کہ عوام الناس کو ہم جمع کر کے آپؐ کی محفلِ میلاد منائیں جہاں آپؐ کی صفات ودرجات کا بیان اور آپؐ کی محبت وعظمت کا اظہار کرتے ہوئے اس نعمتِ عظمیٰ پر مسرت وخوشی منایا کریں۔ اور دُنیا میں وسیع پیمانے پر آپؐ کے پیغامات وتعلیمات خلق خدا کو پہنچا کر انہیں آپؐ پر ایمان لانے اور آپؐ کی نصرت ومدد کرنے کی ترغیب واشتیاق دلانے کی کوشش کریں۔ تاکہ تمام اقوام عالم سب کے سب اپنا اپنا دین ومذہب منسوخ سمجھتے ہوئے آپؐ کے جھنڈے تلے جمع ہو کر بولا کریں۔

"لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ"

(۲) کوہِ طور پر محفلِ میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی، دُنیا میں تشریف آوری سے تقریباً پونے دو ہزار سال قبل کوہ طور سینا پر حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے نقباء کی مجلس میں، آپؐ کی محفلِ میلاد منائی تھی۔

جب حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں اپنی اُمت کے لئے خصوصی

درجات وخصوصی رحمت کا مطالبہ ودُعا کر رہے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے ان خصوصی درجات وخصوصی رحمت کی، اپنے حبیب نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی اُمّت کے لئے تخصیص فرماتے ہوئے ان کی تعریف وتعارف اور علامات واعمال بیان فرمائے اور اپنے حبیب نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حمد وثنا کرتے ہوئے آپؐ کے اوصاف و صفات، درجات واختیارات اور فضائل وخصائل کی تعریف وتوصیف فرمائی آخر میں آپؐ کی رسالت ونبوّت کی توثیق ووسعت اور برتری وافضلیت اور آپؐ پر ایمان لانے والوں اور آپ کی نصرت ومدد کرنے والوں کی فلاح ورستگاری کا ایک خصوصی اعلامیہ جاری فرمایا۔

قَالَ عَذَابِیٓ اُصِیْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ج وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ○ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ ط فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ لا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ [1]

ترجمہ:۔ فرمایا (اللہ تعالیٰ نے) عذاب میرا، ڈالتا ہوں میں اس کو جس پر میں چاہوں اور میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے۔ سو میں اسے لکھدوں گا (مخصوص کردونگا) ان لوگوں کے لئے جو ڈر (اللہ کا خوف) رکھتے ہیں۔ اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں اس رسول کی،

[1]:۔ الاعراف۔ آیات (۱۵۶، ۱۵۷) ع (۱۹)

جو نبی اُمی ہے، کہ جس کو لکھا ہوا پاتے ہیں اپنے پاس تورات اور انجیل میں۔ وہ حکم فرماتا ہے ان کو نیک کام کا اور منع کرتا ہے انہیں بُرے کام سے، اور حلال کرتا ہے ان کے لئے پاک چیزیں اور حرام کرتا ہے ان پر ناپاک چیزیں۔ اور اُتارتا ہے ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں جو ان پر تھیں۔ پس جو لوگ اس (نبی کریمؐ) پر ایمان لائیں گے اور اس کی عزت و تعظیم کریں گے اور اس کی مدد کریں گے اور اتباع و اطاعت کریں گے اس نور کی جو اس کے ساتھ نازل کیا گیا، وہی لوگ فلاح پانے والے اور رستگار ہونگے۔

طورسینا کی محفلِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ربّ العزت کا خصوصی اعلامیہ

ربّ العزت نے طور سینا کی محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں آپؐ اور آپؐ کی اُمت و متبعین کی صفات و اوصاف بیان کرتے ہوئے اختتام پر حسب ذیل اعلامیہ جاری فرمایا، "فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (ترجمہ: پچھلے صفحہ میں ملاحظہ ہو)

یہ اعلامیہ، اعلامیۂ میثاق الانبیاءؑ کی یاد دہانی اور تائید و تاکید ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے نہایت مؤکد لہجہ میں یہ اعلان فرمایا کہ:—— جو لوگ ——

① نبی اُمی (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ) پر ایمان لائیں گے۔

② ان کی تعظیم و تکریم کریں گے۔

③ ان کی نصرت و مدد کریں گے۔

④ اور اس نور (قرآن و سنت) کی اتباع کرینگے جو ان کے ساتھ نازل کیا گیا۔ وہی لوگ ہیں فلاح پانے والے۔

النتیجہ:

پس نتیجہ یہ ہوا کہ جن لوگوں نے اس چار نکاتی اعلامیہ کی شرائط پوری کیں وہ دنیا وآخرت میں فلاح ورستگاری پائیں گے اور جن لوگوں نے یہ ساری شرائط یا کوئی ایک شرط پوری نہ کی تو وہ ہرگز فلاح نہیں پائیں گے بلکہ جہنمی ہوں گے۔

اقتضاءُ النصّ

نص آیات کا تقاضا اور مطالبہ واقتضاء یہ ہے کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وہ اعلیٰ صفات وکمالات اور درجات واختیارات اور فضائل وخصائل جو آیات مزبورہ میں منصوص ومسطور اور جو توریت وانجیل اور دیگر کتب سماویہ وصحائف قدسیہ میں منشور ومذکور ہیں، عوام الناس سے، تفصیلا بیان کئے جائیں۔ اوران بندوں کی صفات وعلامات بتائی جائیں جو آپ کے متبع ہوکر اپنے کردار حسنہ واعمال کریمہ کے باعث خصوصی درجات وکرامات کے حقدار ہوتے ہیں۔ پھر اعلامیۂ طور سیناء کی تشہیر واشاعت کردی جائے تاکہ لوگ اس پر پورا پورا عمل پیرا ہوکر دُنیا وآخرت میں فلاح ورستگاری پالیں۔

پس، بحکم اقتضاء النص یہ نہایت ضروری ہے کہ، اس عظیم تبلیغی منصوبے کو کامیاب بنانے کی خاطر ایسا عظیم ووسیع پروگرام بنایا جائے۔ اور اس کا واحد وکامیاب وسیلہ وذریعہ یہ ہے کہ دنیا میں ہر جا وہر کجا وسیع پیمانے پر محافل میلاد منعقد کرائی جائیں۔

---

(۳) حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے بنی اسرائیل کے اجتماع میں محفلِ میلادالنبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منائی:

قرآن حکیم محفلِ میلاد کی کاروائی یوں بیان کررہا ہے

وَ اِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ط [۵]

ترجمہ: اور یاد کر (اے میرے حبیبؐ کریم) جب کہا عیسیٰ بن مریمؑ نے، اے بنی اسرائیل میں اللہ کا رسول ہوں تمہارے پاس، تصدیق کرنے والا اس کی جو مجھ سے پہلے ہے، یعنی توریت، اور خوشخبری سنانے والا ایک عظیم رسول کی، جو آئے گا میرے بعد اس کا نام (گرامی) "اَحْمَد" ہے۔

اقتضاءُ النَّصّ

اس آیۂ کریمہ کی، یہ خواہش واقتضا ہے کہ جب بنی اسرائیل کے اُولوالعزم نبی حضرت عیسیٰ (علیٰ نبینا وعلیہ السلام) ساڑھے پانچ سو سال پہلے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تشریف آوری کے سلسلے میں ان کا ایک اجتماع منعقد کرکے انہیں بشارت دیتے ہوئے خوشی مناتے ہیں، تو اُمتِ مسلمہ پر، جو آپؐ پر ایمان لائے ہیں اور آپ کے اوصاف وصفات اور معجزات ودرجات سے بذریعہ، قرآن وحدیث واقف ہیں، یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ آپؐ کی، ہر ہمیشہ محفل میلاد منعقد کرکے

[۵] :- الصف - آیت (۶) ع (۱)

آپؐ کی تعریف و توصیف اور حمد و ثنا کیا کریں اور اس نعمتِ عظمیٰ پر دن رات خوشی مناتے ہوئے خلقِ عالم کو بشارت دلائیں۔

(۴) بیتُ المقدس میں اجتماعِ انبیاء (علیٰ نبینا وعلیہم السلام) اور محفلِ میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ط اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ○ [۱]

ترجمہ: پاک ذات ہے وہ جو لے گیا اپنے بندے کو راتوں رات مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک۔ جس کی ہر طرف پر ہم نے برکتیں نازل کی ہیں، تاکہ دکھلائیں اسے کچھ اپنی قدرت کے نمونے۔ بیشک وہی سُننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

اِس آیۂ مُبارکہ میں، سفرِ اِسراء کا، محض مسجدِ اقصیٰ تک ذکر و بیان کیا گیا ہے مسجدِ اقصیٰ سے آگے معراج کا، قرآن حکیم کی سورۂ "وَالنَّجْم" وغیرہ میں اجمالی تذکرہ موجود ہے۔ اور تفصیلی بیانات احادیث میں مذکور ہیں۔

لیکن ہمیں اس مختصر مجموعہ میں محض اپنے موضوع، **"محفلِ میلاد"** ہی کا تذکرہ کرنا ہے۔

[۱]:- الاسراء آیت (۱) ع (۱)

مسجد الحرام اور مسجد الاقصیٰ کے خصوصی تذکرہ کی اہمیّت و وجوہات

ربّ العلمین نے اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دعوت معراج و سیر اسراء میں مسجد الحرام اور مسجد الاقصیٰ کو پانچ اہم وجوہات و خصوصیات کے باعث خصوصی فضل و شرف عطا کر کے ان کا خصوصی تذکرہ فرمایا۔[1]

ہم انہیں، قارئین کرام کی دلچسپی و معلومات کی خاطر ایک جدول میں پیش کرینگے جو حسب ذیل ہے

(I)	مسجد الحرام :-	مقام طلوع نور نبوی و سرورِ میلاد
	مسجد الاقصیٰ :-	مقام جشن نبوی و محفلِ میلاد
(II)	مسجد الحرام :-	مقامِ ورودِ نوید معراج و دعوتِ الٰہی
	مسجد الاقصیٰ :-	مقامِ استقبال و اظہارِ عظمتِ نبوی
(III)	مسجد الحرام :-	مقامِ آغازِ سیر و سفرِ زمینی
	مسجد الاقصیٰ :-	مقامِ آغازِ سیر و عروج آسمانی
(IV)	مسجد الحرام :-	مقامِ مسند و دار الاقامتِ نبوی
	مسجد الاقصیٰ :-	مقامِ امامت و خطابت نبوی
(V)	مسجد الحرام :-	مقام اعلانِ رسالت و نبوّت
	مسجد الاقصیٰ :-	مقامِ جشنِ تاجپوشی و اعلان سیادت و قیادت

[1] :- امام آلوسیؒ نے لکھا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیت المقدس دعوت و تشریف آوری کی حسبِ ذیل وجوہات ہیں :-

(I) تاکہ ارض محشر (میدان شام) کو آپ کی تشریف آوری و محفلِ میلاد سے فضل و شرف حاصل ہو۔

(II) آسمان دنیا کا ایک دروازہ بیت المقدس کی سیدھ میں ہے جس سے روزانہ ستر ہزار فرشتے اُترتے ہیں اور بیت المقدس آنے والے اور نماز پڑھنے والے شخص کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ اس لئے آپؐ کی، سب سے اول بیت المقدس دعوت کی گئی تاکہ وہاں سے آگے سفرِ معراج میں آپؐ کا سیدھا عروج ہو جائے۔

(III) مسجد اقصیٰ کے کھنبوں نے التجا کی "یا رب، ہمیں ہر نبی سے حظ مِلا ہے اب ہمیں سیّدنا محمدؐ کا اشتیاق ہے تو ہمیں آپؐ کا دیدار نصیب فرمائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے انکی دُعا منظور فرمائی۔ (رُوح المعانی ج۱۵ ص۱۲، ص۱۳)

حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی، بیت المقدس میں، امامت

حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب بیت المقدس پہنچے۔ حضرت جبرئیل (علیہ السلام) نے براق کو پتھر سے باندھ لیا۔ آپؐ کے استقبال واعزاز کی خاطر فرشتے حاضر تھے آپؐ نے سب سے پہلے انہیں نماز پڑھائی۔ پھر حضرت جبرئیلؑ نے آپؐ کی، فرشتوں سے تعریف وتعارف کرایا۔ فرشتوں نے آپ کے لئے نعتیہ ودعائیہ کلمے ادا کئے [1]

اِدھر، ربّ العزت نے آپؐ کی عظمت شان کے پیشِ نظر سارے انبیاء (علیٰ نبینا وعلیہم السلام) کو مسجدِ اقصیٰ میں جمع فرمایا تھا۔ پھر مؤذن نے اذان کہی اور اقامت ہوئی اور نماز کے لئے انبیاءؑ نے اپنی اپنی صفیں درست کیں اور حضرت جبرئیل نے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو آگے کرکے اِمام بنایا۔ آپؐ نے سارے انبیاءؑ کو نماز پڑھائی۔ [2]

مسجد اقصیٰ میں محفلِ میلاد، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کئی اُولوالعزم انبیاء (علیٰ نبینا وعلیہم السلام) کا خطابؑ۔ اور آپؐ کی ان سب پر خصوصی برتری وفضیلت:

نماز کے بعد محفلِ میلاد منعقد ہوئی۔ اور انبیاءؑ نے اجلاس میں باری باری خطاب فرمایا۔ آخر میں حضور اکرم نبی اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے خطاب جلالت مآب

[1]: الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۱۷۲، ص۱۷۳۔ امام جلال الدین سیوطیؒ۔
جواھر البحار (اردو ترجمہ) ج۱ ص۱۴۱ - علامہ یوسف النبہانیؒ

[2]: الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۱۵۴، ص۱۵۵، ص۱۶۲، ص۱۷۱ - امام سیوطیؒ
بذل القوۃ ص۳۴۔ مطبوعہ سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد سندھ۔ علامہ محمد ہاشم ٹھٹھویؒ
الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ج۱ ص۱۸۱۔ علامہ قاضی عیاضؒ
سیرتِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ص۹۳ علامہ محمد عظیم الشیدا السندیؒ

سے مجلس کو منور و محظوظ فرمایا۔

امام جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں :-

" ثم ان محمدًا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) أثنیٰ علیٰ ربه فقال ، کلکم أثنیٰ علیٰ ربه وانی مثنٍ علیٰ ربی ، فقال : " الحمد لله الذی ارسلنی رحمة للعٰلمین وکافة للناس بشیرًا ونذیرًا وانزل علیَّ الفرقان فیه بیان لکل شیءٍ وجعل أمتی خیر أمة أخرجت للناس وجعل أمتی أمة وسطا وجعل أمتی هم الأولین والاٰخرین وشرح صدری ووضع عنی وزری ورفع لی ذکری وجعلنی فاتحا وخاتمًا " فقال إبراهیم (علیٰ نبینا وعلیه السلام) بهذا فضلکم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ثم أتی باٰنیة مغطاط أفواهها فاتی بإناءٍ منها فیه ماءٌ فقیل اشرب فشرب منه یسیرًا ثم دفع الیه إناءٌ اٰخر فیه لبن فقیل له اشرب فشرب منه حتی روی ثم رفع إلیه إناءٌ اٰخر فیه خمر فقیل له اشرب فقال لا أرید قد رویت .... الخ رواه ابن جریر وإبن أبی حاتم وابن مردویه والبزار وأبو یعلی والبیهقی من طریق أبی العالیة عن أبی هریرة (رضی اللہ تعالی عنہم) [1]

ترجمہ :- پھر (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کی حمد و ثنا کی۔ اور فرمایا، تم سب نے اپنے رب کی حمد و ثنا کی۔ اور میں اپنے ربّ کا ثنا خواں ہوں۔ پھر کہا، ساری تعریفیں مخصوص ہیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے مجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور سارے لوگوں کی خاطر کافی بنایا، بشارت دینے والا،

---

[1] :- الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۷۳ مطبوعہ مکتبہ رضویہ لائلپور (پاکستان)، امام جلال الدین سیوطی رحؒ

ڈرانے والا۔ اور نازل کیا مجھ پر فرقان جس میں بیان ہے ہر چیز کا اور کیا میری اُمت کو بہترین اُمت، سب سے۔ اور کیا میری اُمّت کو اوّلین و آخرین اور کھولا میرا سینہ اور اُتارا مجھ سے میرا بوجھ اور بُلند کیا میرا ذکر (میری حمد و ثنا) اور کیا مجھے فاتح اور خاتم الاَنبیاءؑ"۔

پھر کہا (حضرت) ابراھیم (علیٰ نبینا وعلیہ السّلام) نے (یہ فیصلہ سُنا دیا) کہ اسی پر تم سب سے (حضرت) محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) افضل ہوئے[عہ]

اس کے بعد آپؐ کی خاطر تین سر پوش برتن لائے گئے ان میں سے ایک برتن آپؐ کی خدمت میں پیش کیا گیا جس میں پانی تھا۔ پس عرض کیا گیا کہ نوش فرمایئے: آپؐ نے اس سے کچھ نوش فرمایا۔ پھر آپؐ کی خدمت میں ایک دوسرا برتن پیش کیا گیا۔ جس میں دودھ تھا۔ اور عرض کیا گیا کہ نوش فرمایئے۔ تو آپؐ نے نوش فرمایا۔ یہاں تک کہ خوب سیر کیا۔ پھر آپؐ کی خدمت میں ایک اور برتن پیش کیا گیا، جس میں شراب تھا۔ اور عرض کیا گیا کہ نوش فرمایئے سو آپؐ نے فرمایا کہ میں نہیں پینا چاہتا۔ میں سیر ہوا۔

یہ حدیث، امام ابن جریرؒ (طبری) امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بزار، ابویعلیٰ اور امام بیہقی (رضی اللہ تعالےٰ عنہم) نے ابی العالیہ کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کی ہے۔

علاوہ ازیں، یہ حدیث، امام جلال الدین سیوطیؒ وغیرہ نے ان اسناد کے ساتھ ساتھ کئی اور طرق و اسناد سے بھی روایت کی ہے۔

علامہ قاضی عیاضؒ نے بھی، مختلف احادیث و روایات سے واقعہ معراج و محفل میلاد کا بیان کیا ہے اور انبیاءؑ کی تقاریر کا حوالہ دیتے ہوئے آپؐ کا خطبہ و فیصلۂ ابراہیمی **بھٰذا فضلکم محمّد** (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) لکھا ہے[لہ] یعنی حضرت ابراھیم (علیہ السلام) نے آپؐ کی، سارے انبیاءؑ پر فضیلت و برتری کا اعلان کر دیا۔

عہ نشر الطیب صہ ۵۸ مولانا اشرف علی تھانوی رح

لہ الشفاء ج ۱ صہ ۱۸۲ مطبوعہ: بیروت لبنان علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ

جشن میلادِ نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور مشاہداتِ علوی

حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ربّ العزت نے سیر اسراء وسفر معراج میں جشن محفل میلاد سے پہلے اور اس کے بعد بطور تمہید و تکمیل آپؐ کے اعزاز واکرام اور تعظیم و تکریم کی خاطر اپنی قدرت کاملہ کے وہ وہ اعلیٰ اعلیٰ عجائبات و مغیبات کے کرشمے دکھائے جو اور کسی نبی و مرسل کو دکھائے نہیں تھے۔

ہم[عہ] یہاں، قارئین حضرات کے ملاحظہ و مطالعہ کی خاطر چند اہم مشاہدات و شواہدات کا بیان کرتے ہوئے ربّ العزت سے برکت و سعادت کی دعا کرتے ہیں۔

(۱)- شقِ صدر۔

(۲)- عطائگی مخصوص بہشتی براق (الجارود) جس کے مقابلے کا، تیزی وسرعت رفتار اور خوبصورتی وحسن اطوار میں کوئی براق نہ تھا۔

(۳)- مشاہدۂ حضرت موسیٰ (علیٰ نبینا وعلیہ السلام) جو اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

(۴)- مشاہدہ و ملاقات حورعین (حورانی صورت میں) بمقام صخرہ بیت المقدس۔

(۵)- امامت، آپؐ کی فرشتوں کو بمقام بیت المقدس۔

(۶)- تا ذین بمقام بیت المقدس اور آپؐ کی امامت انبیاء علیہم السلام کو۔

(۷)- جشن و محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وخطابت انبیاء۔ اور آپؐ کا خطاب وسیادت اور سارے انبیاء پر شرف و اعزاز برتری۔

(۸)- بحر مکفوف کا، آپ کے لئے انشقاق وانفلاق، جو سیر وعروج سماوات کے راستے پر تھا۔

(۹)- آسمانوں کے دروازوں کا، آپ کے لئے کھلوانا۔ اور رفاقت جبرئیلؑ۔

(۱۰)- ہر آسمان پر ایک اولوالعزم نبی کا، آپؐ کے استقبال واعزاز کی خاطر قیام۔

[عہ] چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے سیر اسراء و عروج معراج کے جشن و دعوت الٰہی کے (ناسوتی، ملکوتی اور لاہوتی) سارے مشاہدات میں سب سے اہم و اعلیٰ دیدار و کلام الٰہی تھا، لہٰذا ہم نے اس کے لیے علیحدہ مستقل و مفصل اور مدلل باب باندھا ہے جو اگلے صفحات میں آرہا ہے۔

(۱۱)- آسمان دنیا پر تا زین جبریلؑ اور آپ کی فرشتوں کو امامت جس سے یہ ثابت ہوا کہ زمین پر آپؐ کی قیادت وامامت، آسمان پر بھی آپ کی قیادت وامامت عالم ناسوت میں بھی آپ کی قیادت وامامت۔ عالم ملکوت میں بھی آپؐ کی قیادت وامامت۔ امت وعوام کے بھی آپ قائد وامام اور انبیاء واولیاء کے بھی آپ قائد وامام۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔

(۱۲)- سیر ومشاہدۂ سماوات وسدرۃ المنتہی۔

(۱۳)- آسمانوں پر متعین انبیاء (حضرت آدم تا حضرت ابراھیم) علےٰ نبینا وعلیہم السلام سے ملاقات بالمشافہ اور سلام وکلام۔

(۱۴)- مشاہدہ حضرت جبریل علیہ السّلام ان کی اصلی ملکی صوت و ہیئت میں جن کے چھ سو پر تھے۔

(۱۵)- سیر ومشاہدۂ بیت المعمور اور ملائکہ طوافین۔

(۱۶)- عطائگی خورد ونوش اور شربت دودھ کی پسندیدگی۔

(۱۷)- مشاہدہ جنت وجہنم، مشاہدہ اہل جنت واہل جہنم اور مشاہدۂ نعیمات جنت و نقمات جہنم۔

(۱۸)- مشاہدۂ انبیا (علیٰ نبینا وعلیہم السّلام) فردا فردا جو اپنی اپنی امتوں کے ہمراہ جلوہ افروز تھے۔

(۱۹)- مشاہدۂ اُمت مسلمہ جو انبوہ کثیر وجم غفیر کی پوزیشن وحیثیت میں تھی۔

(۲۰)- مشاہدہ وعروج رفرف، جسے رب العزت نے محض آپ کے لئے مختص کیا تھا جس نے پورے افق کو ڈھانپ لیا تھا اور جس کا رنگ سبز وخوشنما تھا۔

(۲۱)- مشاہدہ عرش معلّیٰ جو قلم وزبان کی تحریر وبیان سے مستغنی وبالاتر ہے۔

(۲۲)- مشاہدہ وملاقات ملائکہ (ان کی ملکی صورت وہیئت میں)۔

(۲۳) مشاہدہ و ملاقات مخصوص فرشتہ جسے حضرت جبریلؑ نے بھی قبل ازیں نہیں دیکھا تھا۔ اور اس نے اذان دی۔ جس کا جواب نورانی پردے کے پیچھے سے سُنائی دے رہا تھا۔ "صَدَقَ عَبْدِیْ"، تفصیل ہذا آگے آرہی ہے۔

سَیرِ اَسرار و جشن معراج کے دوران نمازیں :

حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے اپنے جشن معراج و سیرِ اسرار کے دوران دو طرح کی نمازیں ادا فرمائیں، جو حسب ذیل ہیں:۔

(I) انفرادی نمازیں۔ جو آپؐ نے خود بغیر جماعت کے ادا کیں۔ یہ مندرجہ ذیل ہیں[عہ][ا]:۔

(۱) ارض طیبہ (مدینۂ پاک کی زمین) میں۔ (۲) وادی طور سینا (نزد شجرہ حضرت موسٰی علیٰ نبینا و علیہ السلام) میں۔ (۳) بمقام بیت اللحم (حضرت عیسٰی علیٰ نبینا و علیہ السلام کی جائے پیدائش میں) (۴) نزد قبر حضرت موسٰی (علیٰ نبینا و علیہ السلام)

(II) اجتماعی نمازیں۔ جو آپؐ نے بحیثیت امام لوگوں کو نماز پڑھائی۔ یہ دو[۲] طرح پر تھیں۔ عمومی[۱] اور خصوصی[۲]۔

ا: عمومی نمازیں :۔ ہر آسمان میں وہاں[عہ] کے فرشتوں کا اجتماع قائم ہوا۔ اور آپؐ نے امامت فرما کر نماز پڑھائی۔

۲: خصوصی نمازیں :۔ جو خاص خاص مقامات میں قائم ہوئیں۔ جنکی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) بمقام صخرہ[سہ] (بیت المقدس) یہاں آپؐ نے ان فرشتوں کو نماز پڑھائی جو آپؐ کے

عہ: تفسیر روح البیان جـ۵ صـ۱۰۸، صـ۱۱۱ الخصائص الکبریٰ جـ۱ صـ۱۵۴

عہ تفسیر روح المعانی جـ۱۵ صـ۱۲

سہ: الخصائص الکبریٰ جـ۱ صـ۱۷۲

ا: اس باب میں یہ اہم نکتہ مضمر اور یہ عظیم فائدہ مستتر ہے کہ مقامات مقدسہ میں نماز پڑھنا سنت نبوی ہے۔ اسی بناء پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مدینہ منورہ کے راستے میں ان مقامات کو تلاش تلاش کر وہاں نماز پڑھتے جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں، "حافظؒ نے کہا، عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان مقاموں کو بطور تبرک کے ڈھونڈ کر وہاں نماز پڑھتے۔" آگے لکھتے ہیں، "اور عتبانؓ کی حدیث سے بھی یہ نکلتا ہے کہ صالحین کے آثار سے برکت لینا درست ہے۔" تیسیر الباری شرح صحیح بخاری جـ۱ صـ۳۳۶، صـ۳۳۷ مطبوعہ تاج کمپنی کراچی۔ علامہ وحید الزمان

استقبال کی خاطر آئے تھے۔

(۲) مسجد اقصیٰ میں عـــه :۔ آپ جب مسجد اقصیٰ میں تشریف فرما ہوئے تو سارے انبیاء و رُسل آپ کے جشن و محفل کے لئے جمع ہوئے تھے۔ ایک فرشتے نے اذان کہی۔ حضرت جبریلؑ نے آپ کو آگے کیا۔ آپؐ نے انبیاء کو نماز پڑھائی۔

(۳) آسمانِ دنیا میں فرشتوں کی امامت فرمائی۔ یہ فرشتوں کا بہت بڑا اجتماع اور اور ایک خصوصی امامت تھی۔ آپؐ نے بیت المقدس کی محفل میلاد اور جشن انبیاء سے فارغ ہو کر آسمانِ دنیا پر عروج فرمایا۔ آسمان کے فرشتے آپ کے استقبال واعزاز میں جمع ہوئے۔ حضرت جبرئیل (علیٰ نبینا وعلیہ السلام) نے اذان دی اور آپؐ نے امامت فرما کر فرشتوں کو نماز پڑھائی۔

(۴) سدرۃ المنتہٰی میں وتر کی جماعت :۔ جب آپ سدرۃ المنتہیٰ تشریف لے گئے تو سارے آسمانوں کے فرشتے آپؐ کے الوداع واعزاز میں جمع ہوگئے آپؐ نے امامت کر کے وتر کی نماز پڑھائی۔

(۵) حجاب رحمٰن (جل جلالہٗ) کے قریب انبیاء وملٰئکہ کی امامت :۔

حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سدرۃ المنتہیٰ وبیت المعمور کے بعد مخصوص براق "رفرف" پر عروج کر کے حجاب رحمٰن کے پاس تشریف لے گئے۔ عـــه

حجاب نور سے ایک فرشتہ آپؐ کے استقبال کے لئے نکلا۔ جنہیں حضرت جبرئیلؑ نے بھی قبل ازیں نہیں دیکھا تھا، اس فرشتے نے اذان دیدی جس کے جواب میں حجاب کے پیچھے سے، "صَدَقَ عَبْدِیْ، أَنَا اَکْبَرُ"، صَدَقَ عَبْدِیْ، أَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا" کی صدائیں آئیں۔ اذان کے بعد اس فرشتے نے آپؐ کو آگے کیا۔ آپؐ نے اہل سماء وانبیاءؑ کو نماز پڑھائی جن میں، بابا آدم اوّل (حضرت آدم) اور بابا آدم ثانی (حضرت نوحؑ) تھے۔ لــه

حاشیہ:

للعه :۔ الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۱۵۴ الشفاء ج۱ ص۱۵۴ ؛

عــه الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۱۷۶

عه روح البیان ج۵ ص۱۲۰

عــه :۔ الشفاء ج۱ ص۲۰۴ مطبوعہ بیروت۔ علامہ قاضی عیاضؒ

تفسیر روح المعانی ج۱۵ ص۱۳ امام ابو الفضل سید محمود آلوسی بغدادیؒ

تفسیر قرطبی ج۱۰ ص۹۸ امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبیؒ

لــه :۔ الشفاء ج۱ ص۱۸۵ ص۱۸۶ علامہ قاضی عیاضؒ۔ جواہر البحار فی فضائل النبی المختار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اردو ج۱ ص۱۳۳ ص۱۳۴ علامہ امام یوسف بن اسمٰعیل النبہانیؒ ؛؛؛

عــه :۔ تفسیر روح البیان۔ سورہ اسراء ص۱۲۰

یہ حدیث، علامہ قاضی عیاض نے روایت کی ہے۔ جو طویل ہے۔ حدیث کے آخری الفاظ ملاحظہ ہوں :- "ثُمَّ أَخَذَ الْمَلَكُ بِيَدِ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فَقَدَّمَهُ فَأَمَّ أَهْلَ السَّمَاءِ فِيهِمْ آدَمُ وَنُوحٌ" [۱] ترجمہ: اس کے بعد اس فرشتے نے سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ہاتھ مبارک لیکر آپ کو آگے کیا، پس آپ، نے آسمانی مخلوق کو نماز پڑھائی۔ جن میں حضرت آدم اور حضرت نوح علیہم السلام بھی تھے۔

اس طرح، یہ، آپ کی آخری جامع امامت عالم تکوینی کی آخری حدود میں قائم ہوئی۔ جو اس بات پر وضاحت سے دلالت کرتی ہے کہ سرور کائنات پوری کائنات فرش سے لیکر عرش تک، کے امام و پیشوا ہیں۔ اور اسی سے اللہ تعالیٰ نے آپ کی، سارے عالم تخلیق و عالم تکوین پر، جلالت شان و رفعت مکان کا اظہار فرمایا۔ قاضی عیاض لکھتے ہیں،

"قال أبو جعفر محمّد بن علی بن الحسين راويه اكمل الله تعالى لمحمّدٍ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) الشرف على أهل السمٰوٰت والأرض" [۲]

ترجمہ :- اس حدیث کے راوی، حضرت ابو جعفر محمد (الباقر) بن علی بن حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے (اپنے حبیب سیدنا) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، ساری، آسمان و زمین کی مخلوق پر، فضل و شرف کی تکمیل کر دی۔ [ع]

---

[۱] الشفاء ج۱ ص۱۸۶۔ قاضی عیاض رح۔ جواہر البحار ج۱ ص۱۴۴ (اردو) مطبوعہ مکتبہ حامدیہ لاہور۔
[۲] " " " " " " " " " "

جواہر البحار (اردو) ج۱ ص۱۴۴ ——— علامہ یوسف بن اسمٰعیل النبہانی رح۔ ٭

[ع] امام آلوسی رح نے آپ کی، انبیاء و ملائکہ کو نماز پڑھانے کا بیان کرتے ہوئے لکھا ہے :-
والحكمة فی ذلك ان يظهر انه امام الكل عليه الصلوٰة والسلام
تفسیر روح المعانی ج۱۵ ص۱۲، ص۱۳
امام ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی بغدادی رح ٭

دیدار باری تعالیٰ اور تکمیل جشنِ میلاد

جشن ومحفلِ میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی، بیت المقدس میں ابتدا ہوئی. پھر ہر ہر آسمان میں اس کی ایک ایک جھلکی لگی. اور اس کی، بمقام لامکان عرشِ معلّٰی پر نورانی حجابوں میں دیدار باری تعالےٰ کے ساتھ، تکمیل وتبجیل ہوئی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیدار کا انکار کیا ہے. لیکن انکا قول مرجوح ہے. کیونکہ یہ ان کا ذاتی اجتہاد و ذاتی رائے ہے. ان کے پاس "دیدار باری تعالیٰ" کی نفی پر، نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے کوئی حدیث ثابت نہیں۔[1] انہوں نے آیۂ کریمہ، "لا تدرکه الابصارُ" سے نفی دیدار کا فتویٰ اخذ کیا ہے. علمائے مفسرین ومحدثین کہتے ہیں. آیت کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی حقیقت وذات کو آنکھیں درک واحاطہ نہیں کرسکتیں۔ یہ نہیں کہ آنکھیں اسے دیکھ نہیں سکتیں. بلکہ رویت باری تعالیٰ عقلاً بھی جائز ہے[2] اور شرعاً بھی۔[3]

دوم یہ کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اس آیت کے حکم سے بالاتر ومستثنیٰ ہیں۔ جس کا آگے ہم، مدلل بیان کریں گے. ۴

تیسری حجت یہ ہے کہ یہ آیت دنیوی بصارت اور تخلیقی ومادی آنکھوں کی بات کررہی ہے۔ اور حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) شب معراج میں عالم سفلی و عالم علوی سے بالاتر، عالم لاہوتی میں تشریف لے گئے تھے. جو مادیاتی حدود وقیود،

[4] روح المعانی ج۱۵ ص۱۴ مطبوعہ، بیروت امام آلوسی رح ؛

---

[1] :- المواہب اللدنیہ ج۳ ص۹۸ - امام قسطلانی رح ؛

[2] تفسیر قرطبی ج۷ ص۵۵، ص۵۶ علامہ امام ابو عبداللہ محمد بن احمد القرطبی رح ؛

[3] المواہب اللدنیہ - ج۳ ص۹۹، ۱۰۱، ۱۰۲ علامہ احمد بن محمد القسطلانی رح م ۹۲۳ھ
الشفاء ج۱ ص۱۹۸ مطبوعہ، بیروت - علامہ قاضی ابو الفضل عیاض الیحصبی رح۔

زمان ومکان اور ممکن وناممکن وغیرہ ، مسائل ومشکلات سے پاک وبالا تر ہے۔ اور مزید براں، وہاں آپؐ کے جسم اطہر اور قوائے جسمانی میں عالم لاہوتی کا نظام ربانی نافذ وجاری ہوا جس سے آپؐ کو وہ قوت وقدرت روحانی حاصل ہوگئی کہ جسکی بدولت آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کا دیدار نورانی سَر کی ظاہری آنکھوں سے دیکھنا ممکن ہوگیا۔

علاّمہ حفظ الرحمٰن سیوہاروی رح نے ، انہی دلائل کے پیش نظر، حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے "نفی رویت" کے استدلال کو مجروح ومرجوح قرار دیتے ہوئے آپؐ کے لئے دیدار باری تعالیٰ ثابت کیا ہے[1]۔

علامہ موصوف فرماتے ہیں "یہی وجہ ہے کہ صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے زمانہ سے آج تک محققین علماء کی ایک کثیر جماعت سلفاعن خلفٍ، سورہ "والنجم" کی آیت، "اَفَتُمَارُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى" اور "مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى" کی تفسیر میں صحیح احادیث کی استمداد سے یہ ثابت کرتی رہی ہے کہ ان مقامات میں "رویت" سے رویتِ باری تعالیٰ مراد ہے۔ چنانچہ محققِ عصر علاّمہ سیّد محمد انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہٗ نے سورۃ والنجم کی دقیق ولطیف اور بے بہا تفسیر میں اس حقیقت کو بہ احسن وجوہ بیان فرمایا ہے۔

شاہ صاحب (رحمہ اللہ تعالیٰ) کی تفسیر کا یہ حصہ ان کی کتاب "مشکلات القرآن" اور "فتح الملھم شرح صحیح مسلم" میں منقول ہے۔ اور یہی جمہور مفسرین کی رائے ہے[2]"۔

---

[1] قصص القرآن ج۴ ص۳۵۵ ، ص۳۵۶ ۔ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی۔

[2] علامہ حفظ الرحمٰن سیوہاروی رح

قول فیصل

مندرجہ ذیل احادیث وآیات اور نکات وتشریحات سے یہ لازمی نتیجہ واضح اور یہ قول فیصل ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے جشن میلاد و لیلۃ المعراج میں اپنے مولیٰ کا خصوصی دیدار کیا تھا۔ اور یہ حق وحقیقت اور قول فیصل واٹل حجت ہے۔ اس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

آیات:

امام آلوسیؒ آیت، "إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ" کے تحت لکھتے ہیں،

"الإشارة إلی أنه (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انما رای ربّ العزة وسمع کلامه به سُبحانهٗ وتعالیٰ [۱]" یہ اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ بیشک آپؐ نے ربّ العزت کو دیکھا اور اس کا (سُبحانہ وتعالیٰ) کلام سُنا۔ اور یہی قول امام طیبی، امام ابو البقاء اور امام جلبی وغیرہ کا ہے۔

آگے لکھتے ہیں:

"قال ابو البقاء والجلبی، إنه لا یبعد والمعنی علیه أن عبدی الذی شرفته بهٰذا التشریف هو المستاهل له" [۲]

ترجمہ: امام ابو البقاء اور حضرت جلبی کہتے ہیں کہ یہ کوئی بعید نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ (اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں) میرا بندہ (محمّد) جسے میں نے اس شرف و اعزاز سے نوازا، اس کا اہل ہے۔

---

[۱] تفسیر روح المعانی ج ۵ ص ۱۴ - مطبوعہ: بیروت لبنان۔
[۲] امام ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی بغدادی رح۔

امام سیوطیؒ اس آیت کی شرح میں لکھتے ہیں، "وروی الحاکم فی المستدرك عن ابن عباس (رضی اللہ تعالٰی عنہما) قال: قال رسول الله (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رأیت ربی عزوجل[1]۔

ترجمہ: امام حاکمؒ نے مستدرک میں حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالٰی عنہما) سے روایت کی ہے۔ "کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے ربّ (عزّ وجل) کو دیکھا۔

امام جملؒ (رأیت ربّی عزوجل) کی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں،" رأیت ربی عزوجل، اے لیلۃ الإسراء بعینی رأسی عشر مرات الاولی فی مرۃ الفرض والتسع بعدھا فی مرات الحط والإسقاط"[2]

ترجمہ:- میں نے اپنے رب (عزّ وجل) کو دیکھا۔ یعنی اسراء کی رات اپنے سر کی آنکھوں سے دس دفعہ، پہلی بار نماز فرض کرتے وقت اور نو بار اس کے بعد نمازوں کی کٹوتی اور ساقط کرنے کے دوران۔

امام قرطبیؒ آیت، "مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی" کے تحت لکھتے ہیں: وذلك أن الله تعالیٰ جعل بصرہ فی فؤادہ حتی رأی ربہ تعالٰی وجعل اللہ تلك رویة "

ترجمہ: اور یہ اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی آنکھیں آپؐ کے دِل میں بنادیں یہاں تک کہ آپؐ نے اپنے رب کو دیکھا اور اسے اللہ تعالیٰ نے رویت فرمائی یہ رویت، حقیقت میں ظاہری آنکھوں کی رویت ہوئی جو دل میں لگائی گئیں تھیں۔

ع: تفسیر معالم التنزیل ص۸۵۶ علامہ امام ابو محمد الحسین بن الفراء البغویؒ
تفسیر صاوی (حاشیہ جلالین ج۴ ص۲۲۹) امام احمد الصاویؒ

[1] :- تفسیر جلالین ج۱ ص۲۳۰ امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطیؒ

[2] :- تفسیر جمل حاشیہ جلالین ج۱ ص۲۳ امام سید سلیمان جملؒ

[3] :- تفسیر قرطبی ج۱ ص۹۲۔ مطبوعہ: بیروت۔ امام ابو عبداللہ محمد بن احمد القرطبیؒ

اس لئے آگے لکھتے ہیں، "وقیل کانت رویة حقیقة بالبصر[۱]"، اور کہتے ہیں کہ یہ ظاہری آنکھوں کی حقیقی رویت تھی۔

امام قرطبیؒ آگے آیت، "اَفَتُمَارُوْنَهٗ عَلٰی مَا یَرٰی"، کی تفسیر میں فرماتے ہیں، "قرأ أعرج والمجاهد (افتمرونه) أی تریبونه و تشككونه ؟ والباقون (اَفَتُمَارُوْنَهٗ) أی تجادلونه وتدافعونه فی أنه رای الله[۲] ؟"

ترجمہ:۔ اعرج اور مجاہد (اَفَتَمْرُوْنَهٗ) پڑھتے ہیں۔ یعنی، کیا، تم ان پر شک و شبہ کرتے ہو[عہ] ؟ اور باقی لوگ (اَفَتُمَارُوْنَهٗ) (الف کے ساتھ) پڑھتے ہیں، یعنی کیا، تم ان سے (محمد ﷺ سے) اس امر میں، کہ انہوں نے اپنے ربّ کو دیکھا، جھگڑتے اور[سہ] ان کی بات کو رد کرتے ہو ؟ مطلب یہ ہے کہ ان کا اپنے رب کو دیکھنا حق و ثابت اور اس پر شک و شبہ کرنا یا جھگڑنا اور اسے مسترد کرنا ناجائز اور قطعًا ناجائز ہے۔

امام بغویؒ نے آیت، "ماکذب الفؤاد مارأی"، کے تحت ان لوگوں کا قول، جو رویت سے حضرت جبریل علیہ السلام کی رویت مراد لیتے ہیں، بیان کرتے ہوئے لکھا ہے، "وقال الاٰخرون هو الله عز وجل" اور دوسروں نے کہا کہ وہ ذات (جس کا آپؐ نے دیدار کیا) وہ اللہ عزوجل ہی تھا۔ آگے، امام بغویؒ، ان لوگوں کی رائے جو کہتے ہیں کہ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کو دل سے دیکھا، بیان

---

[۱]: تفسیر قرطبی ج۱۷ ص۹۲ ؎

[۲]: قرطبی ج۱۷ ص۹۳ مطبوعہ بیروت۔ امام ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبیؒ ؎

[۳]: معالم التنزیل ص۸۵۶ امام ابومحمد الحسین بن الفراء البغویؒ ؎

عہ اس بات میں کہ انہوں (محمد ﷺ) نے اپنے ربِ کریم کو دیکھا ؟ ؎

سہ: تفسیر روح البیان ج۹ ص۲۲۴ - امام اسمٰعیل حقیؒ ؎

عہ: امام اسمٰعیل حقی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں، "قال بعضهم رآه بعينه لقوله عليه السلام ان الله اعطى موسى الكلام واعطانى الرؤية۔" امام موصوف اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں ترجمہ: فقیر کہتا ہے کہ رویت کا کلام کے مقابلہ میں لانا "رویت بالعین" پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے "رویت بالعین" مانگا تھا جس سے منع کئے گئے تھے پس حدیث کا اقتضاء یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان پر اس بات میں فضیلت دی گئی جس سے انہیں منع کیا گیا تھا اور وہ ہے "رویت بالبصر" اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ رویت قلبی میں سارے انبیاء و اولیاء شریک ہیں۔ تفسیر ...

کرنے کے بعد لکھتے ہیں، "وذهب جماعة الیٰ انه رآه بعینه وهو قول انس والحسن وعکرمة قالوا رأى محمد ربه"[1]

ترجمہ: اور ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ آپؐ نے اسے (اللہ تعالیٰ کو) اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اور یہی، حضرت انس بن مالک، حضرت امام حسن بصری اور حضرت عکرمہ (رضی اللہ تعالےٰ عنہم) کا قول ہے۔ کہتے ہیں کہ (سیدنا) محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے ربّ کو دیکھا۔

امام اسمٰعیل حقی رحمہ اللہ تعالےٰ آیت، "مازاغ البصر وماطغیٰ" کے تحت لکھتے ہیں: استدل علی أن رؤیة الله کانت بعین بصره علیه السلام یقظة وأما القول بأنه یجوز أن یکون المراد بالبصر بصر قلبه فلابد من القرینة وهی ههنا معدومة"[2]

ترجمہ:۔ (اس آیت سے) اس بات پر دلیل پیش کی کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار آپؐ کی ظاہری آنکھ سے بیداری میں تھا۔ اور یہ قول کہ جائز ہے کہ بصر سے مراد دِل کی آنکھ ہو، تو اس کے لئے قرینہ کی ضرورت ہے اور یہ (قرینہ) یہاں ناپید ہے۔

امام قرطبیؒ آیت، "لاتدرکه الأبصار" کے تحت، الإدراك کی تفسیر بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں، "والرؤیة ثابتة"[3] اور دیکھنا ثابت ہے۔

امام موصوف آیت مزبورہ پر مزید تبصرہ کرتے ہوئے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خصوصیات میں آپ کے لئے دیدار باری تعالیٰ کو ممکن و ثابت گردانتے ہیں۔ فرمارہے ہیں، "لکنه یخلق لمن یرید کرامته بصرا وإدراکا یراه به کمحمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) إذ رؤیته تعالیٰ فی الدنیا جائزة عقلاً"[4]

[1] معالم التنزیل ص ۸۵۶ امام بغوی رح
[2] تفسیر روح البیان ج۹ ص ۲۲۸ امام اسمٰعیل حقی رح
[3] تفسیر قرطبی ج۷ ص ۵۵ امام قرطبی رح
[4] حاشیہ تفسیر جلالین ج۲ ص ۴۳۸

عہ:۔ تفسیر روح البیان ج۹ ص ۲۲۳ ؛ امام اسمٰعیل حقیؒ ؛ الشفاء ج۱ ص ۱۹۸ ص ۱۹۹ قاضی عیاضؒ

۲ہ:۔ تفسیر قرطبی ج۷ ص ۵۵۔ مطبوعہ بیروت۔ امام ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبیؒ ؛

ترجمہ: لیکن پیدا کر دیتا ہے (اللہ تعالیٰ) جس شخص کی عظمت و کرامت چاہتا ہو، اس کے لئے ایسا بصر و ادراک کہ جس سے اسکو (اللہ تعالیٰ کو) دیکھ سکے۔ جیسے کہ (سیدنا) محمدؐ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ہیں۔ کیونکہ اس باری تعالیٰ کا، دنیا میں، دکھنا عقلاً جائز ہے۔

الأحادیث وأقوال المحدثین:

دلائل القرآن و تفسیرات المفسرین کے بعد، ہم حجت حدیث و تشریحات محدثین پیش کر کے یہ واضح کر دیں گے کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے لئے دیدارِ الٰہی کا مشاہدہ ثابت ہے۔ اور یہی مسلک حق ہے۔

(۱) أخرج أحمد بسند صحیح عن ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) قال قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) رأیت ربی عز وجل۔[۱]

ترجمہ: امام احمد بن حنبل (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے صحیح سند کے ساتھ حدیث نکالی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے فرمایا، "میں نے اپنے ربّ عزّ وجل کو دیکھا۔

(۲) أخرج الطبرانی فی الأوسط بسند صحیح عن ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) أنہ کان یقول إن محمّداً (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) رأی ربہ مرتین مرةً ببصرہ ومرةً بفؤادہ۔[۲]

امام طبرانیؒ نے (اپنی کتاب) الاوسط میں حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے صحیح سند کے ساتھ حدیث نکالی ہے، کہ وہ کہتے تھے کہ بیشک (سیدنا) محمدؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

---

[۱]:- الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۱۶۱ مطبوعہ مکتبہ رضویہ لائلپور۔ امام جلال الدین السیوطی رح۔

[۲]:- المواہب اللدنیہ ج۳ ص۵ ۔ امام احمد بن محمد قسطلانی رح۔

نے اپنے ربّ کریم کو دو دفعہ دیکھا۔ ایک دفعہ اپنی آنکھوں سے اور ایک دفعہ اپنے دل سے۔

(۳) وأخرج أيضا عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال نظر محمدٌ إلى ربه قال عكرمة فقلت له نظر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) إلى ربه ؟ قال نعم۔ جعل الكلام لموسىٰ والخلة لإبراهيم والنظر لمحمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ع۱

نیز نکالی (امام طبرانیؒ نے) حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے، فرمایا، دیکھا (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) نے اپنے ربّ کی طرف۔ حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا، کیا، دیکھا (سیّدنا) محمدّ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے رب کی طرف؟ کہا، ہاں۔ کیا (اللہ تعالیٰ نے) کلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے، "خلة" کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اور دیدار کو حضرت سیدنا محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیلئے۔

(۴) "روى ابن خزيمة بإسناد قوى عن أنس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) قال "رأى محمد ربه" ع۲

امام ابن خزیمہؒ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مضبوط اسناد کے ساتھ روایت کی ہے، فرمایا کہ دیکھا سیّدنا محمدؐ نے اپنے رب کو۔

(۵) روى الحاكم في المستدرك عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول الله (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رأيت ربي عز وجل ع۳

ل: الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۱۶۱۔ امام جلال الدین سیوطیؒ ÷ المواہب اللدنیہ ج۲ ص۱۰۵، امام احمد بن محمد قسطلانیؒ ÷

ع۱: یہ حدیث امام نسائیؒ اور امام حاکمؒ نے کچھ مختلف الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے۔ مواہب اللدنیہ ج۱ ص۱۴۴

ع۲: المواہب اللدنیہ ج۲ ص۱۶۱۔ مطبوعہ بیروت۔ امام قسطلانیؒ ÷

ع۳: امام حاکمؒ نے مستدرک میں حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے حدیث روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "میں نے اپنے رب عزّ وجل کو دیکھا۔ تفسیر جلالین ج۱ ص۲۳۰۔ امام جلال الدین سیوطیؒ۔

(۶) روی شریك عن أبی ذر (رضی اللہ تعالٰی عنهما) فی تفسیر الآیة، قال رأی النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ربه [1]۔

(۷) حکٰی عبدالرزاق أن الحسن کان یحلف باللہ لقد رأی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ربه [2]۔

حضرت عبدالرزاق روایت کرتے ہیں کہ بیشک امام حسن (البصری) رضی اللہ تعالٰی عنہ اللہ تعالٰی کی ذات پر قسم اٹھاتے تھے کہ بہ تحقیق سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے ربّ کریم کو دیکھا۔

(۸) وحکی بعض المتکلمین هٰذا المذهب عن ابن مسعود (رضی اللہ تعالٰی عنہ) [3]

(۹) حکٰی ابن اسحٰق أن مروان سأل أبا هریرة (رضی اللہ تعالٰی عنه) هل رأی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ربه فقال نعم [4] ابن اسحاق کہتے ہیں، "مروان نے حضرت ابوہریرہ رض سے پوچھا، "کیا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ربّ کو دیکھا؟ تو انہوں نے کہا ہاں۔

(۱۰) ذکر ابن إسحٰق أن ابن عمر أرسل إلی ابن عبّاس رضی اللہ تعالٰی عنه، یسأله هل رای محمدؐ ربه؟ فقال نعم۔ والأشهر عنه أنه رای ربه بعینه روی ذٰلك عنه من طرق [5]۔

ابن اسحاقؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہما) نے حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالٰی عنہما) کے پاس آدمی بھیجکر پوچھا، "کیا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا؟ تو انہوں نے کہا، ہاں۔ اور مشہور ترین روایت ان سے یہ ہے کہ

---

[1]: شریک نے آیت (ماکذاب الفواد ..... الخ) کی تفسیر میں حضرت ابوذر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے روایت کی ہے: فرمایا کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کریم کو دیکھا۔ الشفاء ج۱ ص۱۶۱۔ قاضی عیاض رح

[2]: الشفاء ج۱ ص۱۶۷۔ قاضی عیاض رح

[3]: 〃 〃 〃 〃 〃

[4]: 〃 〃 〃 〃 〃 〃

[5]: الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۱۶۱۔ امام جلال الدین سیوطی رح۔ المواہب اللدنیہ ج۳ ص۱۰۴۔ امام قسطلانی رح۔

آپ نے اپنے رب کریم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یہ حدیث، ان سے کئی طرق سے روایت کی گئی ہے۔

(۱۱) حکی النقاش عنہ عن أحمد بن حنبل (رحمہ اللہ تعالیٰ) أنه قال انا أقول بحديث إبن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) بعينه راٰه راٰه حتى انقطع نفسه[۱]۔ يعنى نفس أحمد رح۔

(۱۲) قال أبوالحسن على بن اسماعيل الأشعرى عنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وجماعة من أصحابه أنه راى الله تعالىٰ ببصره وعينى راسه[۲]:

ترجمہ: امام ابوالحسن علی بن اسمٰعیل اشعری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اوران کے اصحاب سے ایک جماعت نے کہا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو اپنی (ظاہری) نظر اور سر کی آنکھوں سے دیکھا۔

(۱۳) امام موصوف آگے آپ کے فضائل وخصوصیات میں لکھتے ہیں، "وخص من بينهم عنہ بتفضيل الرؤية"۔ آپ کو ان کے (انبیاء کے) درمیان دیدار کی فضیلت سے خصوصیت دی گئی۔

(۱۴) امام قسطلانی لکھتے ہیں، "ذهب جماعة إلىٰ اثباتها۔ وحكى عبدالرزاق عن معمر عن الحسن: أنه حلف أن محمدا راى ربه۔ وأخرج ابن خزيمة عن عروة بن الزبير إثباتها وبه قال سائر أصحاب ابن عباس وجزم به كعب الاحبار والزهرى وصاحبه معمر وآخرون وقول الأشعرى وغالب أتباعه[۴]" (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

تفسیر روح البیان ج۹ ص۲۲۳ امام اسمٰعیل حقی رح عنہ

الشفاء ج۱ ص۱۹۷ قاضی عیاض عنہ

من بین الانبیاءؑ

ھ: کان الحسن یحلف باللہ الذی لا الٰہ الا ھو لقد رای محمد ربہ۔

تفسیر قرطبی ج۷ ص۵۶ امام قرطبی رح ۱۲

---

[۱]:- القرطبی ج۷ ص۵۶ - امام ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبی رح۔ الشفاء ج۱ ص۱۹۷۔ قاضی عیاض رح۔

[۲]:- " " " " " " " "

[۳]:- " " " " " " " " "

[۴]:- المواہب اللدنیہ ج۳ ص۱۰۴ - مطبوعہ - بیروت - امام قسطلانی رح م ۹۲۳ھ

ترجمہ :- ایک جماعت اس کے (دیدار کے) اثبات کی طرف گئی ہے۔ اور امام عبدالرزاق نے معمر سے انہوں نے امام حسن (بصری) سے حکایت کی ہے کہ وہ اس بات پر حلف اُٹھاتے تھے کہ سیدنا محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے اپنے ربّ کو دیکھا۔ اور امام ابن خزیمہ نے حضرت عروہ بن زبیر سے اسکا اثبات بیان کیا ہے۔ اور یہی کہا ہے حضرت ابن عباس کے سارے تلامذہ و مصاحبین نے اور اسی پر توثیق کی ہے حضرت کعب الاحبار، امام زہری اور ان کے شاگرد معمر اور دوسرے لوگوں نے۔ اور یہی، امام ابوالحسن اشعری اور ان کے اکثر متبعین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا قول ہے۔

(۱۵) امام مروزی نے امام احمد سے پوچھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) رویت کا سختی سے انکار کرتی ہیں تو ان کا قول کس دلیل سے ٹالا جائیگا؟ انہوں نے فرمایا، "بقول النبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) "رَأَیْتُ رَبِّی" فقول النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اکبر من قولها[1] ترجمہ :- نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے قول "میں نے اپنے رب کو دیکھا" کے ساتھ۔ سو نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا قول ان کے قول سے بہت بڑا ہے۔

الانتباہ ! خبرداری

ابوعمر کی، یہ[2] روایت کہ امام احمدؒ بن حنبل 'رویۃ عین' کے ثبوت سے عاجز آکر "رویۃ قلبی" کے قائل ہو گئے تھے، مسترد و ناقابلِ قبول ہے۔ کیونکہ امام صاحبؒ کے فرزند عبداللہ کی حسبِ ذیل روایت سے یہ ثابت ہوا ہے کہ امام موصوف تادم آخر اپنے قول پر قائم رہے تھے۔

[1] :- المواہب اللدنیہ ج۳ ص۱۰۷ مطبوعہ بیروت۔ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ م ۹۲۳ھ ؎

[2] :- الشفاء ج۱ ص۱۹۷۔ علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ ؎

حکی عبداللہ بن احمد بن حنبل عن ابیہ انہ قال راٰہ۔[1]

ترجمہ: امام احمد بن حنبل کے فرزند عبداللہ نے اپنے والد سے حکایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) اس کو (اللہ تعالیٰ کو) دیکھا۔
اور یہ یقینی اور واضح بات ہے کہ ابوعمر کی نسبت امام کے فرزند عبداللہ اپنے والد کے حال احوال اور مسلک واقوال سے زیادہ واقف و عالم ہونگے لہٰذا وہی معتمد و معتبر ہونگے۔ مزید برآں یہ کہ ابوعمر اپنی روایت میں بالکل تنہا ہیں لہٰذا ان کی روایت ناقابلِ اعتبار و مسترد ہوگی۔

جلیل القدر صحابہ وتابعین اور جمہور علمائے اہلِ سُنت و مشائخِ دین رؤیت کے قائل ہیں

ان میں جلیل القدر صحابہ کرام وتابعین عظام اور ائمہ و مشائخ دِین قابلِ ذکر ہیں۔ مثلاً:۔ حضرت عبداللہ بن عباس، اوران کے سارے اصحاب، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن مسعود، معاذ، ابوہریرہ، انس بن مالک، کعب الاحبار، عروہ بن الزبیر، عکرمہ، حافظ عبدالرزاق، مجاہد، عبدالرحمٰن الاعرج، معمر، ابن اسحاق، امام زہری امام احمد بن حنبل، حافظ عبداللہ بن احمد بن حنبل، امام ابوالحسن الاشعری اوران کے متبعین، امام ترمذی، امام نسائی، امام حاکم، امام ابن خزیمہ، امام طبرانی، امام ابن جوزی، امام جلال الدین سیوطی، امام قرطبی، امام اسمٰعیل الحقی، امام سیّد محمود آلوسی، امام صادق، امام قسطلانی، امام سیّد سلیمان الجمل، امام نووی، حافظ ابن حجر العسقلانی، امام مروزی، امام ماوردی، امام طیبی، ابوالبقاء، نقاش، امام جلبی

[1]:۔ الشفاء ج۱ ص۱۹۸ علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ

امام خلال، امام یوسف النبہانی، علامہ ملا جامی، علامہ ملا معین الکاشفی، علامہ قاضی ابو بکر، علامہ قاضی فضل احمد، علامہ قاضی عیاض، مالک بن یخامر، ابو عمر الطلمنکی، علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری، علامہ حفظ الرحمن سیوہاروی، علامہ امام احمد رضا شاہ بریلوی، علامہ سید محمد ہاشم ٹھٹھوی۔ علامہ علی القاری الہروی، شیخ نظام الدین گنجوی، شیخ اکبر محی الدین ابن عربی، شیخ شہاب الدین تورپشتی، علامہ مفتی محمد شفیع اکاڑوی، مولانا اشرف علی تھانوی، علامہ شبیر احمد عثمانی وغیرہم۔

یہ اسمائے گرامی، ہم نے مختلف کتب سیر واحادیث سے اخذ کئے ہیں۔ طوالت سے اجتناب کرتے ہوئے صرف انہی مشائخ پر اکتفاء کیا۔ جو شہادت اثبات کے لئے کافی ہیں۔ ورنہ سارے علمائے معتقدین کا شمار و تحدید مشکل و محال ہے۔ جبکہ نفی میں صرف معدودے چند حضرات ہیں۔ اور اکثر علمائے محققین نے ان کی نفی کی بھی تاویل کرکے دونوں روایتوں میں تطبیق پیدا کی ہے۔ اس طرح پھر سارے لوگ مطلق رویت کے قائل ہونگے۔ جس کا اگلی سطور میں مفصل و مدلل بیان کیا جائیگا۔

اور جو لوگ محض رویت قلبی کے معتقد ہیں، حقیقت میں ان کے قول میں بھی رویت بصری کے معنی و مفہوم مضمر ہیں۔ علامہ شبیر احمد عثمانی، روایت، "وَرَاٰی رَبَّہٗ بِقَلْبِہٖ" کی تفسیر میں لکھتے ہیں، "یہ رویت چونکہ صرف قلب سے نہ تھی بلکہ قلب اور بصر دونوں کو دیدار سے حصہ مل رہا تھا۔ جیساکہ "مَازَاغَ الْبَصَرُ" سے ظاہر ہوتا ہے۔ شاید اسی لئے ابنِ عباسؓ نے طبرانی کی بعض روایات میں فرمایا،" راٰہ مرتین مرۃ بقلبہ ومرۃ ببصرہ "یہاں دو مرتبہ دیکھنے کا مطلب یہ ہو کہ ایک ہی وقت میں دو طرح دیکھا۔"

آگے مزید توضیح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں" علاوہ بریں ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

لہ: تفسیر عثمانی صـ۶۹۹۔ مطبوعہ: شاہ فہد قرآن شریف پرنٹنگ کمپلکس مدینہ منورہ۔ علامہ شبیر احمد عثمانی رح

سے جب سوال کیا گیا کہ دعویٰ رویت آیت، "لاتدرکہ الابصار" کے مخالف ہے تو فرمایا، "ویحك ذالك اذا تجلی بنورہ الذی ھو نورہ" رواہ الترمذی

معلوم ہوا کہ خداوند قدوس کی تجلیات وانوار متفاوت ہیں بعض انوار قاہرہ للبصر ہیں بعض نہیں۔ اور رویت رب فی الجملہ دونوں درجوں پر صادق آتی ہے[1]۔

آگے علامہ موصوف، رویت کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں، "وہ دنیا میں کسی کو حاصل نہیں۔ ہاں ایک خاص درجہ کی رویت سیدنا محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو شب معراج میں ابن عباس کی روایت کے موافق میسر ہوئی اور اس خصوصیت میں کوئی بشر آپ کا شریک وسہیم نہیں۔ نیز ان ہی انوار وتجلیات کے تفاوت وتنوع پر نظر کرتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اقوال میں کوئی تعارض نہیں۔ شاید وہ نفی ایک درجہ میں کرتی ہوں اور یہ اثبات دوسرے درجہ میں کر رہے ہوں اور اسی طرح ابوذرؓ کی روایات، "رَاَیتُ نورًا"، اور نُورٌ اَنّٰی اَرَاہُ"، میں تطبیق ممکن ہے[2]۔"

اسی طرح مولانا اشرف علیؒ نے نشر الطیب[3] امام قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں[4] اور دوسرے علمائے حق نے دونوں روایتوں میں تطبیق کی راہ پیدا کرتے ہوئے رویت بصری ثابت کی ہے۔

علاوہ ازیں، ہمارا، بحکم اعلامیہ قرآن، "وَرَفَعنَا لَكَ ذِکرَكَ" ومطالبہ رحمٰن "وتعزروہ وتوقروہ" یہ فرض بنتا ہے کہ ہم ایسی صورت میں وہی راہ اختیار کریں جس میں آپؐ کی تعظیم وتوقیر اور رفع شان وعظمت کا اثبات وبیان ہو۔

---

[1]: تفسیر عثمانی ص ۶۹۹۔ مطبوعہ: شاہ فہد قرآن شریف پرنٹنگ کمپلکس مدینہ منورہ۔ علامہ شبیر احمد عثمانی رح ؏

[2]: " " " " " " " " " "

[3]: نشر الطیب ص ۷۹۔ مطبوعہ کانپور۔ مولانا اشرف علی تھانوی رح ؏

[4]: المواہب الدنیہ، ج ۳ ص ۹۹ ص ۱۰۶ مطبوعہ بیروت، امام علامہ احمد بن محمد القسطلانی رح ؏

شیخ شہاب الدین تورپشتی رویت ربّ العزت کو آپ کی خصوصی فضیلت گردانتے ہوئے لکھتے ہیں کہ رویت باری تعالیٰ اس دُنیا میں ناممکن ہے لیکن جب آپ اس دُنیا سے نکل کر سدرۃ المنتہیٰ سے گذر گئے تو ممکن ہے کہ آپ اس دولت سے مشرف ہوتے ہوں۔ آگے لکھتے ہیں، "آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی فضیلت رویت میں ہے"۔ *عہ

ھُوٗ اور عبدُہٗ میں راز و نیاز اور خطاب، اِنّہٗ عہ ..... الآیہ

حضور عبدُہٗ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سدرۃ المنتہیٰ و بیت المعمور سے آگے معراج عہ رفوف میں اپنے مولیٰ کریم، ھُوٗ کے دربار خاص، "لَیْسَ الْھَادِیْ اِلَّاھُوْ" میں باریاب ہو کر قربت "دَنٰی فَتَدَلّٰی" اور خلوت، "فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی" سے سرفراز و ممتاز ہوئے۔ اور اکرام دیدار ھُوٗ کے ساتھ کلام ھُوٗ، "فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی"، کے اسرار ھُوٗ سے بھی سرشار ہوئے اور خلعتِ عظمت "ھُو" وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم" زیب تن کر کے مرتبت رفعتِ ھو، "وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ" کی بلندیوں پر عروج کر کے سارے انبیاءؑ و پوری کائنات ھُوٗ پر سربلندی حاصل کی۔

عہ: سدرۃ المنتہیٰ پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ٹھیر کر عرض کی، "لو تجاوزت لاحترقت بالنور" [1]
ایک روایت میں ہے، "لو دنوت انملۃ لاحترقت" [2]
پھر آپ نورانی رفرف میں عروج کر کے ستر ہزار نور کے پار گئے۔ ہر حجاب کی موٹائی پانچ سو برس کی تھی۔ یہ سفر راز و نیاز۔ یہ خلعت و خلوت کا پروگرام عالم ملکوتی سے بالاتر ہے۔ اب کوئی فرشتہ نہیں رہا۔ حتی کہ آپ مستویٰ عرش پر پہنچ گئے تو رفرف بھی رہ گیا، اب نہ عالم تخلیق رہا نہ عالم تکوین کوئی شئے بھی نہ رہی۔ اور آپ بذاتہ بلاواسطہ حجاب العزت کے قریب تشریف لے گئے تو حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی زبان و آواز میں ندا آئی (یا محمد قف ان ربک یصلی) یقول، سبحانی سبقت رحمتی علی غضبی" پھر علواعلیٰ سے (خداوند قدوس کی جانب سے) ندا آئی، (ادن یا خیر البریہ، ادن یا احمد، ادن یا محمد!) آپ فرماتے ہیں، "فادنانی ربی حتی کنت کما قال (ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنیٰ) [3]

[1] [2] تفسیر روح البیان ج۵ ص۱۲۰، ص۱۲۱ مطبوعہ: مطبعہ عثمانیہ۔ امام شیخ اسماعیل حقی رح؛
[3] نشر الطیب (بحوالہ مواہب لدنیہ و شفاء الصدور) ص۷۵ تا ص۷۷ مطبوعہ کانپور۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ

عہ: اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْر (اسراء کی آیت (۱) ربّ العزت نے یہ دونوں عظیم خطاب، "سَمِیْع" اور "بَصِیْر"، جو رب العزت کے اسماء حسنیٰ ہیں، اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے متضمنہ صفات کے ساتھ عطا کر کے یہ اشارہ دیدیا کہ آپ میرا کلام سننے اور میرا دیدار دیکھنے کے حقدار و اہل ہیں۔ [1]

[1] روح المعانی ج۱۵ ص۱۲، امام آلوسی بغدادیؒ

عہ: المواہب لدنیہ ج۳ ص۹۹، ۱۰۶ مطبوعہ: بیروت امام علامہ احمد بن محمد القسطلانی رح

*عہ: معارج النبوۃ ج۲ ص۵۱ مطبوعہ: مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور، علامہ ملا معین الکاشفی الہروی رح

پس نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے اپنے رب کا دیدار اور خطاب و کلام دونوں ثابت ہیں۔ علامہ آلوسی، آیت، "اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ" کے تحت لکھتے ہیں:

"لعل السر فی مجیئ الضمیر محتملا للامرین، الاشارة الیٰ انه (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انما رای ربّ العزة وسمع کلامه به سبحانه[1]"

امام جلبی اور امام ابوالبقاء کہتے ہیں، "انه لا یبعد، والمعنی علیه ان عبدی الذی شرّفته بهذا التشریف هو المستأهل له[2]" ترجمہ: یہ کوئی بعید نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ بیشک میرا بندہ (اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں) جنھیں میں نے اس شرف و اعزاز (معراج) سے مشرف کیا وہ اس کے (دیدار اور خطاب و کلام کے) اہل ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے آیت، "دَنَا فَتَدَلّٰی" میں فرمایا، فارقنی جبرئیل فانقطعت الاصوات عنی فسمعت کلام ربی لیهدأ روعك یا محمّد، ادن، ادن[3]" ترجمہ: مجھ سے جبرئیل جُدا ہوگئے (وہ سدرۃ المنتہیٰ میں رہ کر کہنے لگے کہ میں اگر ذرہ بھر آگے آجاؤں تو مجھے اللہ تعالیٰ کا حجاب نور جلا دیگا) تو ساری آوازیں مجھ سے منقطع ہوگئیں۔ پس میں نے اپنے رب کا کلام سُنا (فرما رہے ہیں مجھ سے) آپؐ کی گھبراہٹ تھم جائے۔ اے محمّد! قریب آجا، قریب آجا، عارف باللہ عاشق رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شیخ جامی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:-

خداوند جہاں را بے جہت دید ؎ کلام سرمدی بے نقل بشنید
مپرس از ماز کیفیت کہ چوں بود ؎ بدید آنچہ از حد ویدن بروں بود

---

[1]:- روح المعانی ج۱۵ ص۱۴ ؛ امام آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ ؛

[2]:- 〃 〃 〃 〃 〃 〃

[3]:- الشفاء ج۱ ص۲۰۲ قاضی عیاض رح

قاضی عیاض لکھتے ہیں، "فذکر عن جعفر بن محمّد، الصادق، قال[1] أوحی الیه بلا واسطة ونحوه عن الواسطي والی هذا ذهب بعض المتکلمین ان محمّدًا کلم ربه فی الاسراء"

علامہ موصوف اس پر ایک اور حجت لاتے ہوئے کہتے ہیں، "وقد ذکر ابو بکر البزار عن علی (کرم اللہ وجهہ) فی حدیث الاسراء ما هو أوضح فی سماع النبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) لکلام اللہ تعالیٰ من الآیة فذکر فیه: فقال الملك، اللہ اکبر اللہ اکبر، فقیل لی من وراء الحجاب، صدق عبدی، أنا أکبر، أنا أکبر، وقال فی سائر کلمات الأذان مثل ذلك" امام جلال الدین سیوطیؒ وغیرہ نے یہ حدیث قدرے تفصیل سے روایت کی ہے، جس میں ہر کلمے پر (فَقَالَ اللہُ صَدَقَ عَبْدِیْ ..... الخ) مروی ہے۔

امام سیوطی، حدیث ابو ہریرہ کی تخریج کرتے ہوئے سدرۃ المنتہی کے ذکر میں لکھتے ہیں:- فکلمه اللہ تعالیٰ عند ذلك فقال له[a] سل! فقال اتخذت ابراهیم خلیلا ..... الخ فقال له ربه وقد اتخذتك خلیلا وحبیبا[4] ..... الخ

مولانا اشرف علی لکھتے ہیں، "فرضیت صلاۃ کے بعد واپس ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ فوراً واپسی ہوئی، یعنی درمیان میں رویت و مکالمت وغیرہ ہو کر پھر واپسی ہوئی[5]"

مولاناؒ موصوف حضرت موسیٰ (علیٰ نبینا وعلیہ السلام) کے ذکر میں لکھتے ہیں، "اور حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے ایسا کلام خاص ایک ہی بار واقع ہوا[6]۔ پھر حضرت جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی حدیث بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں، "پس اس سے مکالمت نبویہ کی نفی نہیں ہوتی[7]۔"

---

[a] قاضی عیاضؒ نے یہ حدیث " فقال تبارك وتعالیٰ له سل فقال انك اتخذت ابراهیم خلیلا ...... فقال له ربه تعالیٰ قد اتخذتك خلیلا وحبیبا ..... تا ..... وجعلتك فاتحا وخاتما" مکمل تحریر کی ہے، جس سے کلام و مکالمہ واضح طور پر ثابت ہوتا ہے: الشفاء ج۱ ص۱۸۳، ص۱۸۴

[1] ح۲: الشفاء ج۱ ص۲۰۳ قاضی عیاضؒ

[3] ح: الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۱۶۴

[4] ح: الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۱۷۴، ص۱۷۵ امام جلال الدین سیوطیؒ

[5] ح: نشر الطیبؒ ص۸۳

[6] ح۶، ح۷: نشر الطیب ص۸۰ مولانا ارؒ کا اس سے یہ مقصود ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے کلام الٰہی ثابت ہے۔

امام اسمٰعیل حقی، اس بیان میں کہ آپؐ نے سدرۃ المنتہی سے اُوپر (جب حضرت جبریل علیہ السلام وہاں رہ گئے) رفرف پر عروج فرمایا، حدیث تخریج کرتے ہیں، " ونادی جبرئیلؑ من خلفه یا محمدؐ، ان الله یثنی علیك فاسمع واطع ولا یهولنك كلامه فبدأ علیه السلام بالثناء وهو قوله (التحیات لله والصلوات والطیبات) ای العبادات القولیة والبدنیة والمالیة۔ فقال تعالیٰ (السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبركاته) فعمم علیه السلام سلام الحق فقال (السلام علینا وعلیٰ عباد الله الصالحین) فقال جبریلؑ (اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدًا عبده ورسوله) وتابعه الملائكة[1]"

اس روایت سے کئی عظیم واہم باتیں جلوہ گر ہوتی ہیں۔ لیکن ہم یہاں اپنا ہدف بیان کرنے میں اکتفا کریں گے۔ وہ یہ کہ آپؐ کا حضور و دربار الٰہی میں، اللہ تعالیٰ سے اور اللہ تعالیٰ کا، آپؐ سے، براہِ راست خطاب وکلام ہوا تھا۔

امام اسماعیل لکھتے ہیں، " والوحیٰ بلا واسطة یقتضی الخطاب فسمع علیه السلام كلام الحق من غیر كیفیة كما سمعه موسیٰ علیه السلام من كل جانب[2]۔

اس سلسلے میں نمازوں کی فرضیت و سلسلۂ تخفیف کی حدیث خصوصی اہمیت کی حامل اور ناقابلِ تردید حجت وثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ اور آپؐ کے درمیان کئی بار براہِ راست راز ونیاز کی محفل اور خطاب ومکالمہ کا دور رہا تھا۔ ہم طوالت کے خوف سے یہاں چند ایک اقتباس پیش کریں گے۔ ملاحظہ فرمائیے:

---

[1] روح البیان ج۵ ص۱۳۱ امام اسمٰعیل حقی رح

[2] اور براہِ راست وحی خطاب کا اقتضاء کرتا ہے۔ سو آپؐ نے اللہ تعالیٰ کا بغیر کیفیت کے کلام سنا جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہر طرف سے سنا تھا،

ع۲:۔ تفسیر روح البیان ج۵ ص۱۳۲۔ امام اسمٰعیل حقی رح

قال (علیہ الصلاۃ والسلام) فاوحی اللہ إلیّ ما أوحی ففرض علیّ خمسین صلاۃ[1].....

جب آپؐ نزول کر کے حضرت موسیٰ (علیٰ نبینا وعلیہ السلام) کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے دریافت کرنے کے بعد کہا کہ واپس جا کر اپنے ربِ کریم سے نمازوں میں تخفیف کی درخواست کریں...... قال[2] فرجعت الی ربی فقلت یارب خفف عن امتی فحط عنی خمسا...... جب آپؐ پھر حضرت موسیٰؑ (علیٰ نبینا وعلیہ السلام) کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے آپؐ کو دوبارہ جا کر تخفیف مانگنے کا مشورہ دیا۔ اس طرح آپؐ نے نو مرتبہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں قرب و دنو حاصل کر کے اس سے براہِ راست مناجات کی...... قال[3] فلم ازل ارجع بین ربی تعالیٰ وبین موسیٰ حتی قال یا محمد انھن خمس صلوات......... حتی استحییت منہ" یہ حدیث امام مسلم نے ثابت البنانی کی اسناد سے حضرت انس سے تخریج کی ہے۔ جسے قاضی عیاض نے الشفاء میں روایت کرتے ہوئے لکھا ہے :

قال القاضی وفقہ اللہ تعالیٰ جوّد ثابتٌ رحمہ اللہ تعالیٰ ھٰذا الحدیث عن انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ماشاء ولم یات احد عنہ باصوب من[4] ھٰذا۔

اس حدیث سے تینوں آیاتِ والنجم کا، آپ کے لئے اثبات ہوتا ہے۔

﴿۱﴾ "ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی" میں مقصود یہ ہے کہ آپؐ کو اللہ تعالیٰ کا خصوصی قرب و دنو حاصل ہوا تھا۔

---

[1] :- ترجمہ :- پس اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کلام کیا جو کلام کیا۔ پس فرض کیا مجھ پر پچاس نمازیں ؛

[2] :- فرمایا (آپؐ نے) سو میں اپنے رب کے پاس لوٹا۔ میں نے کہا اے میرے رب میری امت پر تخفیف فرمائیں۔ سو مجھ سے پانچ نمازیں ساقط فرمائیں ؛

[3] :- فرمایا (آپؐ نے) سو میں لگاتار اپنے رب اور موسیٰؑ کے درمیان آیا، گیا، یہاں تک کہ فرمایا (اللہ تعالیٰ نے) اے محمدؐ ! یہ پانچ نمازیں ہیں....... الخ

[4] :- ترجمہ :- قاضی (عیاض)، وفقہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ثابت (رحمۃ اللہ تعالیٰ) نے یہ حدیث انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے نہایت عمدہ طریقہ سے روایت کی ہے جس قدر وہ چاہتے تھے۔ اور ان سے (انسؓ سے) کوئی شخص اس سے صحیح تر روایت نہیں لائی ہے۔ الشفاء ج۱ ص۱۷۹

﴿۲﴾ " فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی " سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے براہِ راست کلام فرمایا۔

﴿۳﴾ " اَفَتُمٰرُوْنَہٗ عَلٰی مَا یَرٰی وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی " میں مُراد یہ ہے کہ آپؐ نے براہ راست اللہ تعالیٰ کا، اپنے سر کی ظاہری آنکھوں سے دیدار کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے خود رویت دیدار کی (سر کی آنکھوں سے) تصدیق میں فرمایا، " مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰے "، یعنی، میرے کریم نے (اپنی ظاہری آنکھوں سے) جو میرا دیدار کیا، آپؐ کے دِل نے اس کی تصدیق کی۔ یعنی دِل بھی آنکھوں کے ہمراہ مشاہدہ جمال سے محظوظ رہا۔

پھر فرمایا، " مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی " (میرے حبیب کریم کی) آنکھیں (سَر کی آنکھیں) نہ پھسلیں نہ مغالطے میں رہیں۔ بلکہ دیدار جمال میں دِل کی آنکھوں کے ساتھ محو ذوق رہیں۔ یعنی جمال حق کا حقیقی دیدار کیا۔

علمائے محققین نے ان آیات کی تفسیر و تشریح میں یہی فرمایا ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا، بہ چشمان سر دیدار کیا تھا، اور آپؐ کے دِل کی آنکھیں بھی برابر چشمان سَر کے ساتھ محو دِیدار ہوگئی تھیں۔ یعنی آپ کی ظاہری و باطنی آنکھیں (بصیرت و بصارت) ہمہ تن دیدار و مشاہدہ جمال الٰہی میں مخمور و شرابور ہوگئی تھیں۔ عاشق رسولؐ اللہ مولانا جامیؒ فرماتے ہیں

؎ دراں دیدن کہ حیرت حاصلش بود ؛ دلش در چشم و چشمس در دلش بود

امام اسمٰعیل حقی لکھتے ہیں،[عہ] " فازال الحق الابہام وکشف الاعیان بقولہ، " مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی " حتی لایظن الظان أن ما رای الفؤاد لیس کما رأی بصرہ۔ أے صدق قلبہ فیما راٰہ من لقائہ الذی راٰہ بصرہ

عہ: روح البیان ج۹ ص۲۲۳ ۞

بالظاهر. إذ كان باطن حبيبه هنا ظاهرا وظاهره باطناً[۱]" امام موصوف، "مازاغ البصر وماطغیٰ" کے بیان میں لکھتے ہیں، " واستدل علیٰ أن رویة اللہ تعالیٰ کانت بعین بصره علیه السلام یقظة بقوله، "مَازَاغَ ..... الخ[۲]" امام موصوف اِن بیانات کی حجت میں ایک حدیث لاتے ہیں، " وكذالك[۳] قال علیه السلام رأیت ربی بعینی وبقلبی، رواه مسلم فی صحیحہا - ترجمہ: اور اسی طرح فرمایا آپؐ نے کہ میں نے اپنے ربّ کو اپنی آنکھوں اور اپنے دل سے۔

امام بقلیؒ، منکرین کو نگاہِ غضب سے دیکھتے ہوئے فرماتے ہیں، أین أنت! لو کنت أهلا لقلت لك أنه علیه السلام رأی ربه فی لحافه بعد أن رجع من الحضرة أیضًا فی تلك الساعة وماغاب قلبه من تلك الرویة لمحة[۳]"

عسه: روح البیان ج۹ ص ۲۲۸

سه: روح البیان ج۹ ص ۲۲۳

للعه: روح البیان ج۹ ص ۲۲۶ امام اسمٰعیل حقی ۱۱۱۲

دیدارِ الٰہی منصوبہ معراج کا ایک اہم حصّہ ہے

ربّ العزت نے، حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سیر اسرار وسفر معراج کا مقصد و منصوبہ آیۂ کریمہ، "لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا" (تاکہ اسے ہم دکھلائیں اپنی کچھ نشانیاں)

[۱]: ترجمہ: سو اللہ تعالیٰ نے اپنے قول، "ماکذب الفواد مارایٰ" کے ساتھ ابہام کو زائل کر دیا اور (لوگوں کی) آنکھیں کھلوا دیں تاکہ گمان کرنے والا یہ گمان نہ کرے کہ جو کچھ دِل نے دیکھا اس طرح نہیں تھا کہ آپ کی آنکھیں دیکھ رہی تھیں۔ یعنی آپؐ کے دِل نے تصدیق کی، اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ جمال میں جو وہ (دل) دیکھ رہا تھا، اس دیدار جمال کی جو آپؐ کی آنکھیں ظاہر میں دیکھ رہی تھیں، کیونکہ حبیبِ خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ظاہر، باطن اور باطن، ظاہر بن چکا تھا۔ (یعنی آپ کی ظاہری آنکھیں وہاں لاہوتی قوت حاصل کر کے فانی سے باقی بن چکی تھیں)۔ [۲]: ترجمہ: دلیل پیش کی (اللہ تعالیٰ نے) اپنے قول، "مازاغ ..... الخ" سے اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار، آپ کی ظاہری آنکھوں کے ساتھ بیداری میں ہوا تھا۔ [۳]: ترجمہ: تو کہاں ہے؟ (اے منکر!) تو اگر اس بات کا اہل ہوتا تو میں تجھے بتا دیتا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کریم کو اپنے بستر میں بھی دیکھا تھا بعد اس کے کہ آپؐ حضور ربّ العزت سے واپس ہوئے تھے اس گھڑی میں اور آپؐ کا دل اس دیدار جمال سے ایک لمحہ بھی پوشیدہ وغافل نہ رہا تھا۔

میں مضمر و مستتر فرمایا، اور سارے عجائبات قدرت و آیات عبرت میں اہم ترین و اعظم ترین آیت، دیدار و مشاہدۂ جمال الٰہی ہے ——— لہذا مشاہدہ جمال الٰہی بہت ضروری اور سرِ فہرست ہوگا۔

امام اسمٰعیل حقی لکھتے ہیں، "رُوٴیۃ الاٰیات مشتملۃ علیٰ رویۃ اللہ تعالیٰ کما قال الشیخ الکبیر" [لہ] ۔

عہ: روح البیان ص ۲۳۱

مہمان کا اعزاز و اکرام سب سے اوّل میزبان کے دیدار و ملاقات اور خطاب و کلام میں ہے

یہ فلسفیانہ نکتہ و فلسفۂ اخلاق کا قاعدہ ہے کہ ہر معزز میزبان اپنے مہمان بالخصوص مدعو مہمان و مہمانِ خصوصی کو اپنے قرب و ہم نشینی، دیدار و ملاقات اور اپنے راز و نیاز اور خصوصی مکالمہ سے باریاب کردیتا ہے۔ مہمان کا سب سے زیادہ اعزاز واکرام اسی میں ہوتا ہے۔

چونکہ رب العزت نے اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو معراج کا شرف بخشا تاکہ فرش سے عرش تک ساری کائنات و مخلوقات پر آپ کا اعزاز واکرام ظاہر کردے۔ آپؐ کے سیر اسراء و سفرِ معراج میں عالمِ ناسوت سے عالمِ لاہوت تک اپنی ساری خدائی سجائی۔ آپ کے استقبال و جشن اور خوش آمدید کی خاطر ملائکہ و انبیاء کا اہتمام و انتظام فرمایا۔ براق و رفرف کی سواری اور عروج عرش ہوا یہاں تک کہ آپؐ حجاب العزت میں تشریف فرما ہوئے جبکہ اس خلت و خلوت میں نہ جبرئیل رہا نہ میکائیل نہ خاکی رہا نہ آبی، نہ نوری رہا نہ ناری۔ محض ادھر سے محمد، تھے ادھر سے محمود، ادھر سے احمد ادھر سے احد۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ باری تعالیٰ، وہ میزبان کریم اپنے ایسے مہمان خصوصی و مہمان کریم کو ایسی محفل راز و نیاز اور ایسے مقام خلت و خلوت میں مدعو کرلے پھر اسے نہ اپنا قرب دے نہ دیدار دکھائے اور نہ خطاب کرے نہ کلام ——— بلکہ محجوب و

لہ: ترجمہ: آیات و نشانیوں ("جو لنریہ من آیاتنا" میں معہود ہیں) کی رویت اللہ تعالیٰ کی رویت پر شامل ہے جیسے کہ شیخ کبیر" فرماتے ہیں

خالی واپس کردے۔ یہ محال ہے۔

امام اسماعیل حقی لکھتے ہیں، "ومن المحال أن یدعو کریم کریما إلی داره ویضیف حبیب حبیبا فی قصره ثم یستتر عنه ولا یریه وجهه" بلکہ سب کچھ ہوا۔ قرب ودنو بھی ہوا، شاہدۂ جمال بھی ہوا اور خطاب وکلام بھی۔

عـه: روح البیان ص ۲۳۱

مذہب حق وفتوائے حقانی:

امام اسمٰعیل حقی لکھتے ہیں، "وفی کشف الأسراء، قال بعضهم راه بقلبه وهذا خلاف السنة والمذهب الصحیح أنه علیه السّلام رأی ربه بعین رأسه"

آگے لکھتے ہیں، "قال فی کشف الأسرار قول عائشة (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نفی وقول ابن عبّاس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) إثبات والحکم للاثبات لا للنافی"

امام موصوف ایک مقام میں لکھتے ہیں، "قال الإمام النووی رحمہ اللہ تعالیٰ الراجح عند اکثر العلماء انه (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رأی ربه بعینی رأسه"

علامہ ملا علی قاری رح (جو ممتاز محقق اور احناف میں امام سیوطی کا درجہ رکھتے ہیں) نے بھی یہی فتوٰی دیتے ہوئے امام نووی کی تائید کی ہے۔ امام یوسف النبہانی رح

عـه: روح البیان ج ۹ ص ۲۲۲

سـه: روح البیان ج ۹ ص ۲۲۲

للعـه: روح البیان ج ۵ ص ۱۲۲

له: ترجمہ: یہ محال ہے کہ ایک معزز ذات ایک معزز (مہمان) کو اپنے گھر بلائے، ایک دوست ایک دوست کو اپنے بنگلے میں مہمانی ودعوت کرے پھر اس (مہمان دوست) سے مستور ہو کر اسے اپنا دیدار نہ کرائے۔

لـه: ترجمہ: ان (علماء) کے بعض کہتے ہیں کہ آپ نے اسے (اللہ تعالیٰ کو) ــــ دل سے دیکھا۔ اور یہ خلاف سنت ہے۔ صحیح مذہب یہ ہے کہ آپ نے اپنے رب کریم کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا۔

سه: ترجمہ: حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول نفی کا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول اثبات کا، اور حکم وفتوٰی اثبات میں ہے نفی میں نہیں۔

عه: امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اکثر علماء کے پاس راجح قول یہ ہے کہ آپ نے اپنے رب کریم کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ یعنی فتوٰی دیکھنے کے قول پر ہے۔

لکھتے ہیں :-

" ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شرح میں فرمایا کہ راجح وہ ہے جو امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا"[1] امام قسطلانی اور امام زرقانی نے بھی امام نووی کے فتویٰ کی توثیق کی ہے۔[2]

آگے امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، "اور اکثر علمائے کرام کا یہی مذہب ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب اسراء میں اپنے رب کو سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اگرچہ اس امر کا ثبوت سماع کے بغیر ممکن نہیں لیکن سماع بھی تو اس طرح ثابت ہے۔ جس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں "[3]

شیخ شہاب الدین تورپشتی یہی فتویٰ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میرا میلان اس میں اثبات کی طرف ہے نفی کی طرف نہیں۔ کیونکہ جب ایک بات کا اثبات دو صحابہ رضی اللہ عنہم سے معلوم ہو جائے تو اثبات نفی پر مقدم ہو گا۔[4]

چونکہ اس مسئلہ کا، دو کے بجائے بیسیوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اثبات ثابت ہے۔ جن کا، ہم نے پچھلے اوراق میں ذکر کیا ہے۔ لہٰذا فتویٰ بالکلیہ اثبات کے حق میں ہے۔ ہم اس کی، مزید تصدیق و توثیق اور تاکید و تائید کی خاطر یہاں پھر دو چار کا تذکرہ کر لیں گے۔

روی عن[5] عبد اللہ بن الحارث قال اجتمع ابن عباس وکعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم فقال ابن عباس أما نحن بنو ھاشم فنقول إن محمدًا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قد رأی ربہ مرتین فکبر کعب حتیٰ جاوبتہ الجبال وقال إن اللہ قسم رویتہ وکلامہ بین محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وموسیٰ (علیہ السلام)

عہ[6]: تفسیر ابن کثیر ج۲ ص۲۵۰ مطبوعہ: بیروت - امام حافظ اسماعیل بن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ ۷۷۴ھ
شفاء - ج۱ ص۱۹۴ " قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ

ف۱: جواھر البحار (اردو) ج۱ ص۱۴۶ مطبوعہ: مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور امام یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ

ف۲: زرقانی شرح مواہب لدنیہ ج۱ ص۱۱۶ امام محمد بن عبد الباقی الزرقانی رحمۃ اللہ علیہ

ف۳: جواھر البحار ج۱ ص۱۴۷ (اردو)

ف۴: معارج النبوۃ ج۲ ص۱۵۵ مطبوعہ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور علامہ ملا معین الکاشفی رحمۃ اللہ علیہ

ف۵: المواہب اللدنیہ ج۲ ص۱۰۴ مطبوعہ بیروت امام احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ

فکلم موسیٰ مرتین ورآہ محمّد مرتین۔[1]

حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا مذہب وفتویٰ: قاضی عیاض لکھتے ہیں، "وحکی بعض المتکلمین ھٰذا المذھب عن ابن مسعود۔ ترجمہ: بعض متکلمین حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے یہ مذہب حکایت کرتے ہیں۔

عہ: الشفاء ج۱ ص۱۹۷ قاضی عیاض رح

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا فتویٰ: وحکی ابن اسحٰق أن مروان سأل اباھریرۃ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ھل رأی محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ربہ؟ فقال نعم۔[2]"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ:- روی ابن خزیمہ باسناد قوی عن انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) "قال رأی محمّد ربہ" ترجمہ: ابن خزیمہ رحؒ نے حضرت انسؓ سے قوی اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ حضرت محمدؐ نے اپنے رب کو دیکھا

عہ: المواہب الدنیہ ج۳ ص۱۰۵ مطبوعہ بیروت امام قسطلانی رح

حضرت عکرمہ اور حضرت امام حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا فتویٰ: امام ابن کثیر، امام ابن ابی حاتم کی اسناد سے حضرت عباد بن منصور کا بیان لکھتے ہیں، "قال[للعہ] سألت عکرمۃ عن قولہ تعالیٰ (مَاکَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰی) فقال عکرمۃ تریدان أخبرك أنہ قدراٰہ؟ قلت نعم قال قد راٰہ، ثم قد راٰہ۔ قال فسألت عنہ الحسن فقال قدرأی جلالہ وعظمتہ وردائہ[3]"۔ امام حسن کی بابت یہ مشہور ہے کہ وہ

للعہ: تفسیر ابن کثیر ج۴ ص۲۵۰ امام اسمٰعیل بن کثیر رح

[1]: حضرت عبداللہ بن حارث سے روایت ہے۔ فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت کعب لاحبار (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) آپس میں ملے تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ہم بنو ہاشم کہتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہ تحقیق اپنے رب کریم کو دو دفعہ دیکھا سو حضرت کعبؓ نے تکبیر کہی (ایسے زور سے) کہ پہاڑوں نے ان کے جواب میں تکبیر کہی اور کہا کہ بیشک تعالیٰ نے تقسیم کی رویت اور کلام کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دو دفعہ کلام کیا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو دفعہ اس باری تعالیٰ کو دیکھا۔ [2]: ابن اسحٰق حکایت کرتے ہیں کہ بیشک مروان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کریم کو دیکھا؟ —— سو کہا (ابوہریرہؓ نے) ہاں [3]: ترجمہ: فرمایا (عباد بن منصور نے) میں نے عکرمہ سے اللہ تعالیٰ کے قول (ماکذب الفؤاد مارای) کی بابت پوچھا سو کہا عکرمہؓ نے کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھے بتادوں کہ آپ نے اپنے رب کریم کو دیکھا؟ میں نے کہا ہاں - تو کہا بہ تحقیق آپ نے اس (باری تعالیٰ) کو دیکھا پھر بہ تحقیق آپ نے اس (باری تعالیٰ) کو دیکھا۔ پس میں نے اس بارے میں امام حسن (بصری) سے پوچھا تو انہوں نے کہا بہ تحقیق دیکھا آپ نے اس (باری تعالے) کے جلال۔ اس کی عظمت اور اسکی رداء کو یعنی ظاہر ظہور دیکھا۔

روٗیت کے اثبات میں اللہ تعالیٰ کی ذات کی قسم اٹھاتے تھے۔[عہ]

حضور پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اپنا فتویٰ اور اظہارِ حقیقت: امام اسمٰعیل حقی نے صحیح مسلم کی حدیث روایت کی ہے[صہ] "وکذلك قال علیه السلام رأیت ربی بعینی وبقلبی رواہ مسلم فی صحیحه"[ٹہ]

قاضی عیاض کا استدلال وفتویٰ:

علامہ قاضی عیاض (رحمۃ اللہ علیہ) نے اس سلسلے میں حسب ذیل منطقی استدلال پیش کرتے ہوئے فتویٰ دیا ہے، "وکلام اللہ تعالیٰ لمحمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ومن اختصه من الانبیاء جائز غیر ممتنع عقلاً ولا ورد فی الشرع قاطع یمنعه فإن صح فی ذالك خبر أعتمد علیه"[ٹہ] ہم پچھلے اوراق میں بیشمار احادیث لا چکے ہیں جو صحیح وثبت ہیں۔ لہٰذا بحکم علامہ موصوف، فتویٰ اثبات میں ثبت ہوگا۔

قاضی عیاض ان لوگوں کے رد میں، جو حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اللہ تعالیٰ کا، براہِ راست خطاب وکلام نہیں مانتے، حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے درجہ "کلیم اللہ" سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں "ورفع[عہ] مکانه علی ماورد فی الحدیث فی السماء السادسة بسبب کلامه ورفع محمدا فوق هٰذا کله حتیٰ بلغ مستویٰ وسمع صریف الأقلام فکیف یستحیل فی حق هٰذا اویبعد سماع الکلام؟"[ٹہ]

ٹہ:- اور کلام اللہ تعالیٰ کا، سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اور انبیاء میں سے جسے (اللہ تعالیٰ نے) مختص کیا ہے جائز ہے۔ نہ عقلاً ممتنع ہے نہ شرع شریف میں کوئی ایسی قاطع دلیل وارد ہوئی ہے جو اسے ممنوع قرار دے۔ پس اگر کوئی صحیح حدیث اس سلسلے میں مل جائے تو اس پر اعتماد کیا جائے۔

ٹہ:- اور بلند کیا (اللہ تعالیٰ نے) درجہ اسکا (حضرت موسیٰ علیہ السلام کا) جیساکہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے چھٹے آسمان پر، ان کے کلام (اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے کے) کے باعث۔ اور بلند کیا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سب (انبیاء) کے اوپر یہاں تک کہ پہنچے (آپ) بلندترین استوا کو اور سنے قلموں کی آواز کو جو لوح محفوظ سے جزئیہ یومیہ احکام نقل کر رہے تھے، پس آپ کے حق میں سماع کلام الٰہی کیسے محال یا بعید ہوگا؟

ٹہ:- ترجمہ:- اور اسی طرح فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں نے اپنے رب کریم کو اپنی آنکھوں اور اپنے دل سے دیکھا۔" حدیث امام مسلم (رح) نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں روایت کی ہے۔

صہ: روح البیان ج ۹ ص ۲۲۳ امام اسمٰعیل حقی (رح)

عہ:- الشفاء ج ۱ ص ۱۹۷

عہ عہ:- الشفاء ج ۱ ص ۲۰۳ علامہ قاضی عیاض (رح)

عہ:- نشر الطیب ص ۴۲، ص ۵۷ مولانا اشرف علی تھانوی (رح)

رؤیتِ جمالِ الٰہی کے ساتھ قربِ مقامِ الٰہی اور تحائفِ احمدی وعطیاتِ صمدی

حضورِ باری میں باریابی و شرفِ "اُدْنُ یَا مُحَمَّدُ" کی شرفیابی پر حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے دربارِ صمدیت میں، تین انواعِ تحائفِ عبودیت "اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ" پیش کیں، تو رب العزت نے شرفِ قبولیت کے ساتھ ان کے مقابلے میں تین انواع انعامات، "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ" کے ساتھ شرفِ تخصیص بخشا. اس پر آپ نے ان مختص عطیاتِ الٰہی کو جامع و عام کر کے عباد صالحین کو بھی شامل فرمایا. اور اپنے القاب، "رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ" کی شان والاشان پوری فرمائی. عرض کی، "اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ" حضرت جبرئیل علیہ السلام نے، جو کہ سدرۃ المنتہیٰ میں رہ گئے تھے، "اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ" کہہ کر اس وثیقۂ تحائف وعطیات پر مُہرِ شہادت ثبت کر دی[1]۔

مزید برآں، اللہ تعالیٰ نے اپنے دربارِ خلوت و وحدت میں آپ کی محبت وخلت کا، ان الفاظ میں اظہار فرمایا: "اے محمد، أنا وأنت وما سوا ذلك خلقت لأجلك[2]" تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی عظمت ومحبت میں، عرض کی، یارب أنت وأنا وما سوىٰ ذالك تركت لأجلك[3] [ع]۔

[1]:- روح البیان ج۵ ص۱۲۱ امام اسمٰعیل حقیؒ، معارج النبوۃ ج۲ ص۴۶۷ ۔مولانا معین الواعظ الکاشفی الہروی رحؒ

[2]:- ترجمہ:۔ اے (میرے حبیب) محمد، میں اور آپ، اور ماسوا اس کے (سب کچھ) میں نے تیرے لیے پیدا کیا۔

[3]:- ترجمہ:۔ اے باری تعالیٰ، میں اور آپ، اور ماسوا اسکے (سب کچھ) میں نے تیری خاطر چھوڑ دیا۔

[ع]:- تفسیر روح البیان ج۹ ص۲۲۱ ۔ امام اسمٰعیل حقی رحؒ ؛

حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی امتیازی تخصیصات و خصوصی درجات:

ربّ العزت نے، اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا، سارے انبیاء و پوری کائنات پر ظاہری و باطنی درجہ و مرتبہ بلند کرنے کا ارادہ کرتے ہوئے ان سے خطاب فرمایا، "سَلْ عے، فقال انك اتخذت إبراهيم خليلا وأعطيته ملكا عظيما .... الخ سو آپؐ نے عرض کی کہ (اے مولٰے پاک) تو نے ابراہیمؑ کو خلیل بنایا اور انہیں ملک عظیم عطا کیا ...... الخ آپؐ نے ان سارے انبیاءؑ کے خصوصی فضائل و خصائل گنے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ممتاز فرمایا ہے، عہ "فقال له ربه تعالىٰ قد اتخذتك خليلا وحبيبا فهو مكتوب فى التوراة محمد حبيب الرحمٰن وارسلتك إلى الناس كافة وجعلت أمتك هم الأولون وهم الأخرون وجعلت أمتك لا تجوز لهم خطبة حتى يشهدوا أنك عبدى ورسولى وجعلتك أول النبين خلقا واٰخرهم بعثا واعطيتك سبعا من المثانى ولم أعطها نبيا قبلك وأعطيتك خواتيم سورة البقرة من كنز تحت عرشى لم أعطها نبيا قبلك وجعلتك فاتحا وخاتما" لہ - امام ابن کثیر نے لکھا ہے، "عن سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فى قوله (فاوحى .....) اوحى الله إليه الم يجدك ..... سے ورفعنالك ......"

عے: ترجمہ: مانگ لے اے میرے حبیب) الشفا ج۱ صہ ۱۸۳ عیاض؛ الخصائص ج۱ صہ ۱۷۵ امام سیوطی

عہ: الشفا ج۱ صہ ۱۸۲،۱۸۳ قاضی عیاض؛ الخصائص الکبریٰ ج۱ صہ ۱۷۵ امام سیوطیؒ؛ نشر الطیب صہ ۴۸ علامہ اشرف علیؒ

سے: تفسیر ابن کثیر ج۴ صہ ۲۴۹، مطبوعہ بیروت، لبنان امام اسمٰعیل بن کثیرؒ

لہ: ترجمہ:- تو ان کے رب تعالیٰ نے ان سے کہا کہ میں نے آپؐ کو خلیل بھی بنایا اور حبیب بھی۔ سو آپؐ تورات میں مکتوب ہیں، "محمد حبیب الرحمٰن" اور میں نے آپ کو یعنی دنیا بھر کے لوگوں کے پاس رسول بنا کر بھیجا اور میں نے آپؐ کی امت کو اولین و آخرین امت بنائی۔ اور میں نے آپکی امت کو ایسی امت بنائی جس کا کوئی خطبہ جائز نہیں ہوگا جبتک وہ آپکی شہادت (نشهد ان محمدًا عبده ورسوله) نہ پڑھیں۔ اور میں نے آپکو پیدائش کے لحاظ سے سب سے اولین نبی اور بعثت کے لحاظ سے سب سے آخرین نبی بنایا۔ اور میں نے آپکو سبع مثانی (سورہ فاتحہ) عطا کیا جو میں نے کسی اور نبی کو نہیں عطا کیا۔ اور میں نے آپکو سورۃ البقرہ کی آخری آیتیں اپنے عرش کے نیچے کے خزانے سے عطا کیں جو میں نے کسی اور نبی کو نہیں دی تھیں۔ اور میں نے آپکو فاتح (فتح کرنے والا) اور خاتم (خاتم النبین) بنایا۔

وقال غیرہ "اوحی اللہ الیہ ان الجنۃ محرمۃ علی الانبیاء حتی تدخلھا وعلی الامم حتی تدخلھا امتک[1]"

فلسفیانہ نکات ومنطقی حسیج

(I)

(I) چونکہ جشن ومحافلِ شبِ معراج کا سارا نظام وانتظام بہ امر ومنشائے الٰہی ہوا تھا اور جو کام بہ امر منشائے الٰہی ہو وہ بہت ہی احسن وبہت ہی عمدہ ہوگا۔

لہٰذا جشن ومحافلِ میلاد النبیؐ منعقد کرکے آپؐ کے اوصاف وصفات اور فضائل ودرجات بیان کرنے، سُننے سنانے کی خاطر اجتماع کرانا بہت ہی احسن بہت ہی عمدہ ہوگا۔

(II)

① جب آپؐ کی دعوت معراج ومحفل میلاد اور اس کے سارے اجتماعات وانتظامات ربّ العزت نے کرائے تھے تو یہ سنّتِ الٰہی ہوا۔

② جب انبیاء علیہم السّلام نے بیت المقدس میں، آپؐ کی تشریف آوری پر بہت بڑا جشن وجلسہ مناتے ہوئے تقاریریں کیں، آپؐ کی امامت میں اقتدا کیا اور آپؐ کے فضائل علیا پر آپ کی برتری وبالاتری کا اعلان کیا۔ پھر آپکے اعزاز واکرام میں سارے آسمانوں میں استقبالیہ کیمپ لگا کر خوش آمدید ومرحبا کی پیش کش کی تو یہ سنت انبیاءؑ ہوا۔

③ پھر اس طرح مسجد الحرام سے واپسی تک ہر ہر منزل وہر ہر آسمان میں ملائکہؑ نے اجتماعات منعقد کرکے آپ کی تعظیم وتکریم میں جشن ومحفل منائی تھی۔ اور قطاروں میں جلوس نکالا تھا، تو یہ سنت الملائکہ ہوا۔

[1] ترجمہ: حضرت سعید بن جبیرؓ سے اللہ تعالیٰ کے قول (فاوحیٰ ....) میں روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو وحی کیا (الم یجدک .... ورفعنا ......) یعنی سورہ الم نشرح وحی کیا (جس میں آپؐ کا انشراح صدر تمام علوم عالم تکن تعلم کے لئے، تمام بوجھ ہلکا کرنا، رفع ذکر اور مصیبت ومشکل کا حل وآسانی ہے) اور دوسرا نے کہا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپکو یہ وحی کیا ہے کہ جنت انبیاءؑ پر حرام ہے جب تک آپؐ اس میں داخل نہ ہوں اور امتوں پر جب تک آپؐ کی امت اس میں داخل نہ ہو۔

آخر میں یہ اہم استدلالی نکتہ کہ چونکہ ان سارے اجتماعات ومجالس اور جشن ومحافل کے مہمانِ خصوصی، اللہ تعالیٰ کے بُلائے ہوئے مہمان شاہی، شہسوارِ معراج حبیبِ خدا محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خود تھے۔ تو یہ سنتِ نبوی ہوگیا۔

فلسفیانہ نکات ومنطقی حجج کے نتائج :۔

پس ان فلسفیانہ نکات ومنطقی حجج سے یہ لازمی نتائج منتج ہوتے ہیں کہ جشن ومحفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منانا قطعاً بدعت نہیں، ہرگز نہیں۔ اس میں کوئی بُرائی نہیں اور ہرگز نہیں۔

بلکہ یہ بہت ہی احسن، بہت ہی اچھا اور بہت ہی عمدہ عمل ہے۔

یہ سنتِ الٰہی، سنت المرسلین، سنت الملائکہ اور سنت سید المرسلین ہے۔

(صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین)

اقتضاء النصّ :

اصولِ فقہ وتفسیر کے قواعد واصول کی روی سے قرآن حکیم کی ان آیات کریمہ کا اقتضاء النص حسب شواہدِ احادیث وروایات اور واقعات وحالاتِ اسراء ومعراج ہم اُمتِ مسلمہ سے یہ تقاضا ومطالبہ کررہا ہے کہ ہم جشن ومحافل لیلۃ المعراج کے مطابق وقتاً فوقتاً ہر شہر وہر قصبہ، ہر گلی وہر کوچہ میں عوام الناس کے اجتماعات منعقد کرا کے جشن ومحافل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منایا کریں۔ جہاں آپؐ کی تعریف وتوصیف، فضائل وخصائل اور ربّ العزت کی جانب سے معراج کی تخصیصات وخصوصی درجات بیان کرتے ہوئے آپؐ کی رسالت ومذہب اسلام کی برتری وفضیلت کا، بڑے پیمانے پر نشر واشاعت کریں۔ اور عوام الناس

کو آپ کے اقتدا، و اتباع کی ترغیب دلائیں۔ تاکہ مسلمان آپ کے بلند و بالا اوصاف وصفات سن کر آپ کی محبت و اتباع اور مذہب اسلام پر مستعد و مستقل اور قائم ودائم رہیں اور غیر مسلم لوگوں کو آپ کی رسالت و اسلام میں داخل ہونے کا رجحان ودلچسپی پیدا ہو۔ اور یہی نزول کلام اللہ وبعثت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا مقصود ومنصوبہ ہے کہ لوگ شیدائی اسلام و عاشق رسول اللہ بن کر اسلام میں جوق درجوق داخل ہوں۔ اور، کَلِمَةُ اللّٰهِ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" هِیَ الْعُلْیَا۔ ہوجائے۔

(۵) محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منانے کا، فرمان الٰہی:

قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَاۨ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ص فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۝[1]

ترجمہ: (اے میرے حبیب!) کہدیں (عوام الناس سے) اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف، جس (اللہ) کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی نہیں کوئی معبود برحق سوائے اس کے، جلاتا اور موت دیتا ہے۔ سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول، نبی امی پر جو کہ ایمان لاتا ہے (یقین رکھتا ہے) اللہ اور اس کے سارے احکاموں پر۔ اور پیروی کرو اس کی (رسول کی) یہ یقین ہے کہ تم ہدایت پاؤ گے۔

یہ آیۂ کریمہ محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منانے کا قرآنی فرمان اور ناقابل تردید دلیل وحجت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو واضح طور پر یہ ارشاد فرمایا

[1]:- الاعراف - (۱۵۸) ع (۲۰)

کہ عوام الناس کے اجتماعات میں اپنی جامع اور ہمہ گیر رسالت و سیادت کا اعلان کرلیں اور اپنی اور مالک الملک خداوند قدوس کی صفات واوصاف کا بیان کرتے ہوئے انہیں خدا ورسولِ خدا پر ایمان لانے اور اتباعِ رسولؐ کی دعوت دیں۔

آیۂ کریمہ کے اساسی اصول وعناصر

اس آیۂ کریمہ میں حسبِ ذیل اساسی اصول وعناصر ہیں:

● پوری دُنیا میں جابجا عوام الناس کے بڑے بڑے اجتماعات منعقد کرا کر محافل ومجالس میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منائی جائیں جہاں انہیں خطاب کرکے واضح طور پر حسبِ ذیل تبلیغ کرنی چاہیئے:۔

①— نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم دُنیا بھر کے لوگوں (سب کے سب) کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے رسول ہیں۔

②— جس طرح آسمانوں اور زمین کی حکومت وملکیت خاص اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اس طرح سارے آسمانوں اور زمین کی رسالت وسیادت خاص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہے۔

③— جس طرح اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔ اس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سِوا کوئی رسول واجب الاتباع نہیں۔

④— جس طرح اللہ تعالیٰ جسمانی صورت میں موت وحیات دیتا ہے اس طرح نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت واطاعت سے رُوحانی وایمانی زندگی ملتی ہے۔ اور آپؐ کی عداوت ونافرمانی سے رُوحانی وایمانی موت آجاتی ہے۔

⑤— ساری خلقِ خدا پر، جس طرح کہ خدا پر ایمان لانا فرض ہے اس طرح انہیں رسولؐ خدا پر بھی ایمان لانا فرض ہے۔

⑥— سارے امور و معاملات میں ایمان اور فلاح و رستگاری کا انحصار و دار و مدار صرف اتباع و اطاعت رسول اللہ پر ہے۔ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

⑦— نبی معہود، (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نبی اُمی ہیں۔ "اُمیؐ"، آپ کا بہت بڑا وصف و بہت بڑا لقب ہے۔ آپؐ کو کسی بشر، جن یا فرشتہ نے پڑھایا نہیں تھا۔ آپؐ کسی کے شاگرد بنے نہیں تھے۔ آپ کو محض اللہ تعالیٰ ہی نے پڑھایا تھا۔

ارشاد باری ہے، "وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ" اور آپؐ کا اپنا ارشاد گرامی ہے:۔

"علمنی ربی فاحسن تعلمی وادبنی ربی فاحسن تادیبی"

اقتضاء نص قرآن و تعمیل فرمان

اس آیۂ کریمہ میں قرآن حکیم کا اقتضاء النص یہ تقاضا کرتا ہے کہ ساری دنیا میں ہر جا و ہر کجا، جہاں کہیں لوگ آباد ہیں وہاں عوام الناس کے بڑے بڑے اجتماعات منعقد کرائے جائیں۔ اور محافل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مناکر خدا و رسول خدا کے اوصاف حمیدہ و صفاتِ کریمہ بیان کرتے ہوئے لوگوں کو دعوت و ترغیب دلائیں کہ اللہ واللہ کے رسول نبی اُمیؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان لاکر اسکی مکمل صورت میں اطاعت و اتباع کیا کریں۔

اقتضاء و تقاضائے نص (اجتماعات و محافل میلاد مناکر) پورا کرنے سے ہی تعمیل آیت ہوسکے گی، اور اجتماعات و محافل سے انکار آیۂ کریمہ کی تعمیل ہی سے انکار ہوگا۔ اور اجتماعات و محافل نہ منانے سے آیۂ کریمہ کی تعمیل ہی ناممکن ہوگی۔

چونکہ آیۂ پاک کا یہ واضح حکم ہے کہ عوام الناس کو رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی رسالت عظمیٰ کی ہمہ گیری و وسعت اور جامع ہونے کا اعلان کرتے ہوئے انہیں ایمان و اتباع کی دعوت و تبلیغ پیش کی جائے۔ اور یہ جب ہی ہوسکے گا جبکہ

دُنیا کے کونے کونے میں لوگوں کے اجتماعات منعقد کروا کر انہیں خدا و رسُولِ خدا کے اوصاف وصفات ایمان واطاعت کی کامیابی وخوبیوں اور منکرین ومنافقین کی وعید وتباہی کا بیان کیا جائے لیکن اگر اجتماعات ومحافل نہ منعقد کی جائیں اور پیغامات الٰہی وصفات نبی اُمی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عوام النّاس کو نہ بتائی جائیں تو وہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔[1]

ربّ العزت کا، خود محفل میلاد منانا اور ساری نسلِ انسانی کو، آپؐ کی تشریف آوری اور نزولِ قرآن حکیم پر جشن و خوشی منانے کا حکم

یٰاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾[2] ترجمہ: اے لوگو! بیشک آئی تمہارے پاس نصیحت تمہارے ربّ کی طرف سے اور شفاء دلوں کے (امراض و کدورت) کے لئے اور ہدایت ورحمت، مومنین کی خاطر۔ کہدے (اے میرے حبیب) اللہ کے فضل اور اللہ کی رحمت سے۔ سو اسی پر انہیں ضرور خوشی منانی چاہیئے یہ بہتر ہے ان چیزوں سے جو وہ جمع کرتے ہیں۔

آیات کی، فلسفیانہ تشریح

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو ایک جامع خطاب "یٰاَیُّهَا النَّاسُ" سے خطاب فرما کر انہیں ایک نہایت عظیم الشان اَمر کی طرف متوجہ فرمایا۔

[1] اور اس کی ساری ذمہ داری ان لوگوں پر عائد ہوگی جو محفل میلاد منانے سے روک کر عوام الناس کو پیغامات الٰہی اور صفات نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بے خبر و ناواقف رکھ کر ایمان لانے اور اطاعت و اتباع رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے محروم رکھتے ہیں۔

[2] یونس ۷، آیات (۵۷، ۵۸) ع: (٦)

اس خطاب میں دو آیات ہیں۔ پہلی آیت کے دو حصے ہیں۔ حصّہ اوّل میں دو عام اور جامع صفاتی نام لائے گئے ہیں۔ جن میں روحانی تاثیر وعمل کی قوت موجود ہے۔ پہلا صفتی نام "موعظۃ" ہے۔ اس میں نسخہ امراض القلوب ہے اور دوسرا "شفاء" ہے۔ اس میں شفاء القلوب ہے۔

پھر دوسرے حصّے میں دو اور صفاتی نام، (۱) هُدًى : رہبر و رہنما اور (۲) رَحْمَة رحمت، لاکر لوگوں کو ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا کہ تمہارے امراض وکدورتِ قلوب کی خاطر جو نسخۂ اکسیر میرا قرآن حکیم اور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عطا کر دیں اسے استعمال کر کے شفائے قلوب حاصل کر لیں۔ تاکہ تم صحت مند و تنومند "مؤمنین" بن کر، آگے میرے راستہ (هُدًى) کے ساتھ چلنے کے قابل ہو جائیں اور پھر میری خصوصی، رحمت (نبی اکرمؐ) کی صحبت ورفاقت کے اہل و لائق بن کر فوز عظیم و قربِ کریمؐ حاصل کریں۔

اور دوسری آیت کے دو حصے ہیں پہلے حصّے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی دونوں عظیم نعمتوں، "نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور قرآن حکیم کو دو اور عظیم صفات سے متصف کرتے ہوئے اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے فرمایا کہ لوگوں (دُنیا بھر کے عوام الناس) سے کہدیں کہ وہ ان نعمتوں پر ضرور بالضرور فرحت و خوشی منایا کریں آیت کے دوسرے حصّے میں خوشی منانے کی وجہ و حجت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت واہمیت بیان فرمائی۔

اقتضاء النصّ

ان آیات کی، سابقہ فلسفیانہ تشریح و توضیح میں عبارت النص کی بھی وضاحت ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ نے جمیع بنی نوع انسان کو خطاب فرما کر اپنے نبی کریم

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تشریف آوری ونزول قرآن حکیم کی خوشخبری سنائی۔ انہیں عظیم صفات سے متصف کرتے ہوئے نسل انسانی کو اس پر فرحت وخوشی منانے کا حکم دیا۔ اور آگے اس کی توجیہہ واہمیت بھی بتادی۔

پس اِن آیاتِ کریمہ کے اقتضاء النص کا تقاضا یہ ہے کہ:۔

(۱)۔ جس قدر ہوسکے وسیع طور پر ساری دُنیا میں عوام الناس کے اجتماعات منعقد کرا کر محافل میلاد منانی چاہئیں۔ جس کا تقاضا، "یَا اَیُّهَا النَّاسُ" سے ملتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر دُنیا بھر کے عوام الناس کو خطاب فرمایا۔

(۲)۔ پھر اجتماعات ومحافل میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خصوصی صفات و اوصاف بیان کرکے لوگوں میں آپؐ کی عظمت ومحبت اور اطاعت واتباع کا رجحان ودلچسپی پیدا کی جائے، جس کا تقاضا" قَدْ جَآءَتْكُمْ...... لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○ سے ثابت وواضح ہوتا ہے۔

(۳)۔ اجتماعات میں عوام الناس کو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے فضائل ودرجات اور اعلیٰ اوصاف وکمالات ذہن نشین کراتے ہوئے انہیں مؤثر طریقے سے ترغیب دی جائے کہ وہ آپؐ کے اظہارِ محبت اور اعزاز واکرام میں پُرجوش اور شایانِ شان طریقے سے خوشی منایا کریں جس کا اقتضائے لازمی بلکہ حکم لزومی، "قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ..... مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ○" میں موجود اور واضح الفاظ میں موجود ہے۔

(۷) محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا قرآن حکیم میں ایک مکمل پروگرام

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○ هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ

مُّبِيْنٍ ○ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ○ تا .... وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ○

الجمعۃ: آیات (۱ تا ۱۱) ٤: (٢٠١)

ترجمہ:۔ اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ کہ ہے زمین میں (وہ اللہ) جو بادشاہ پاک ذات و توانا، حکمتوں والا ہے۔ وہی ہے جس نے اٹھایا ان پڑھوں میں ایک رسول انہی میں کا۔ پڑھ کر سناتا ہے ان کو اسکی (اللہ تعالیٰ کی) آیتیں اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھلاتا ہے انہیں کتاب (قرآن حکیم) و حکمت۔ اور بیشک اس سے (رسول سے) پہلے تھے وہ صریح گمراہی میں۔ اور دوسرے لوگوں کے لئے بھی ان میں سے جو ابھی نہیں ملے۔ اور وہی ہے غالب، حکمت والا۔ یہ (رسالت جامع و عظمیٰ اور ایسے رسول اعظم کی اس اُمت میں بعثت) اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔ دیتا ہے اسے جسے چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل کا مالک ہے۔ تا..... اور اللہ تعالیٰ ہے بہتر روزی دینے والا۔

یہ سورت، شان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بیان میں ایک جامع اور مکمل پروگرام پیش کر رہی ہے گویا کہ میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا جشن و اجلاس منایا جا رہا ہے آغاز محفل خداوند قدوس کی تسبیح و تقدیس، تملیک و بادشاہی اور تعریف و توصیف سے کیا گیا ہے پھر حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بعثت لامعہ و رسالت جامعہ اور صفات کریمہ و اوصاف حمیدہ بیان کرتے ہوئے لوگوں کی سابقہ ظالمانہ و جاہلانہ اور کافرانہ و مشرکانہ

عہ:۔ سیدنا محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔

عسہ:۔ امام کاشفی نے لکھا ہے، "اصح اقوال آنست کہ ہر کہ باسلام درآمدہ و درمی آید بعد از وفات آنحضرت علیہ السلام ہمہ دراین آخرین واخلند۔ امام اسمٰعیل حقی لکھتے ہیں، " فیکون شاملا لکل من اسلم وعمل صالحا الی یوم القیٰمۃ من عربی وعجمی۔ روح البیان ج۹ ص۵۱۵۔

سہ:۔ امام اسمٰعیل لکھتے ہیں، (ذالك) الذی امتاز به من بین سائر الافراد وهو ان یکون نبی ابناء عصره ونبی ابناء العصور الغوابر۔ روح البیان ج۹ ص۵۱۶ مطلب یہ ہے کہ یہ سیدنا محمدؐ پر اللہ کا فضل ہے کہ انہیں سارے لوگوں، اپنے وقت کے اور بعد میں آنے والوں کے لئے نبی بنایا۔ اور لوگوں پر فضل ہے کیا کہ ایسے رسول کو ان میں مبعوث فرمایا۔

زندگی اور تلخ و تاریک معاشرہ کا ذکر فرمایا۔

پھر اپنے خطاب میں اللہ تعالیٰ یہ فرما رہے ہیں کہ ایسے حالات میں، اللہ تعالیٰ نے دُنیا والوں کے لئے ایسے خاتم النبیین کو مبعوث کر کے ان پر بڑا فضل و احسان فرمایا۔ اور ساتھ ساتھ یہ فضل و کرم خود نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر بھی ہوا کہ آپ کو سارے انبیاء پر منتخب کر کے خاتم الانبیاء بنا دیا۔ (صلوات اللہ علیہ و علیہم اجمعین)

درمیان میں اللہ تعالیٰ نے یہود کی، اپنے نبی اور آسمانی کتاب تورات سے برگشتگی و غداری کی تمثیل دیکر اُمت مسلمہ کو بیدار کیا کہ وہ یہود کی طرح اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اپنی کتاب، "قرآن حکیم" سے منحرفی و غداری نہ کریں.

پھر یہود کو، ان کے جھوٹے دعویٰ (محبت الٰہی) پر چیلنج و تنبیہ اور آخر میں مُومنین کے لئے احکام جمعہ اور ہدایات و ترغیب اور اختتام ربّ العزت کے وصف و صفتِ رزاقی پر فرمایا۔

اقتضاء النصّ

اس سورۂ پاک کا مطلوب و مقصود اور اقتضاء و تمنا یہ ہے کہ جس طرح سورت نے مضمون باندھا ہے اسی طرح لوگوں کے مجمع و اجتماعات میں پورا پروگرام بناتے ہوئے ربّ العزت کی تسبیح و تقدیس اور حمد و ثنا کی جائے۔ پیارے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی میلاد و بعثت کا بیان اور اوصاف و صفات، اعلیٰ درجات و کمالات اور اخلاقیات و تعلیمات کی تعریف و توصیف اور اشاعت و تشہیر کرنا۔ اور دشمنانِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے مجادلہ و مناظرہ اور تنبیہ و تہدید اور اس بات کا اظہار و اشتہار کرنا کہ نبی الامین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نبوت و رسالت جامع و عام ہے۔ اوّلین و آخرین۔ (سب) پر حاوی و شامل ہے۔ موجودہ لوگوں کے بھی آپ نبی ہیں اور قیامت تک کے

آنے والوں کے بھی آپؐ نبی ہیں۔ ارشاد ہے، "وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ"[۱]
پس یہ ضروری ہے کہ دُنیا کے کونے کونے میں بڑے بڑے اجتماعات کا پروگرام بنا کر محافل و مجالس میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منائی جائیں، آئے دن اور مسلسل منائی جائیں، جہاں وہاں کے عوام الناس اور آنے والی نسلوں کو اللہ تعالیٰ کی یہ آیات و پیغامات سُنا کر انہیں آپ کی جامع نبوت و رسالت اور عمومی سیادت و قیادت سے اچھی طرح مطلع و باخبر رکھا کریں۔ تاکہ دُنیا میں ہر زمانے کے لوگ آپ کے اوصاف و صفات سُنکر آپؐ کی اطاعت و اتباع کے شوق میں اسلام میں داخل ہوں۔

وَيَكُونَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ اور ہو جائے دین سارا اللہ کے لئے۔

مُومنین کو (نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تشریف آوری پر) ہمیشہ جشن و محفل میلاد اور سُرور و خوشی منا کر احسان الٰہی کا شکر ادا کرنا چاہیئے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ[۲]

ترجمہ: البتہ بہ تحقیق احسان کیا اللہ (تعالیٰ) نے مؤمنین پر جبکہ بھیجا ان میں انہیں میں سے ایک رسول (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پڑھتا ہے ان پر اسکی آیتیں اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے انہیں کتاب (قرآن حکیم) اور فہم و فراست۔ اور بیشک تھے وہ آپؐ سے قبل کھلی گمراہی میں۔

[۱]: وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ سبا آیت ۲۸ ع (۳)
اور (اے میرے حبیبؐ) بھیجا ہم نے آپ کو پوری دنیا کے لئے خوشخبری دینے والا ڈرانے والا، مگر اکثر لوگ نہیں جانتے
[۲] آل عمران آیت (۱۶۴) رکوع (۱۷)

قرآن حکیم میں محفل میلاد فلسفیانہ انداز میں

قرآن حکیم نے حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا، دُنیا میں اعزاز و اقدار بڑھانے اور آپ کا ذکر واذکار پھیلانے کی خاطر مذبورہ آیۂ کریمہ میں آپؐ کی محفل میلاد ایسے فلسفیانہ طریقے پر منائی ہے کہ جسے پڑھ کر ہر صاحب فہم و فراست اور ہر صاحب اقبال وقسمت فرد بشریہ، خود فیصلہ صادر کردیگا کہ ایسی عظیم ذات پاک و نعمت عظمیٰ کی، جس قدر ہو سکے، تعریف و توصیف اور حمد و ثناء کر کے ربّ کریم کا، اس احسان عظیم پر شکر ادا کیا جائے۔

اب آیئے دیکھ لیں کہ آیۂ پاک کی لفظی و معنوی تحلیل و تجزیہ اور تحقیق و تدقیق سے کیا کیا حقائق سامنے آتے ہیں ؟

① — سب سے پہلے ہم یہ دیکھیں کہ نظم آیت کو اصول قواعد کے زور سے کس قدر زوردار بنایا گیا ہے۔ آیۂ کریمہ کی، اللہ تعالیٰ نے، "ل" تاکید اور "قد" تحقیق سے ابتداء کر کے اسے مؤیّد و مؤکّد فرمایا تاکہ پڑھنے، سننے والے متنبہ ہو کر سمجھ جائیں کہ آیت کا منطوق و منصوص نہایت ہی اہم و نہایت ہی اعظم مضمون ہے۔

② — پھر مضمون کے آغاز ہی میں، اللہ تعالیٰ نے، مؤمنین پر اپنی منت و احسان جتلا کر تاکید پر تاکید اور تائید پر تائید فرمائی تاکہ لوگ مزید ہشیار ہو کر آیت کے مفہوم و معنیٰ میں غور و خوض کے لئے ہمہ تن مستعد و متوجہ رہیں کہ نص آیت میں انتہائی درجہ کا معظم و مہتم بالشان امر و مواد آ رہا ہے۔

③ — رَبُّ الْعٰلَمِیْن کی[عہ]، سب سے بڑی نعمت رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات و ما فیہا اور ساری آخرت و ما فیہا بنائی۔ لیکن کسی بڑی سے بڑی یا پیاری سے پیاری چیز، یہاں تک کہ انسانی روح و جان یا جنت و جنان کی

[عہ] دونوں جہانوں میں

پیدائش و تخلیق پر بھی انسان پر منت واحسان نہیں رکھا۔ لیکن اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تخلیق و بعثت پر، مؤمنین پر اپنی منت رکھی۔ جس سے تین عظیم اُمور واضح ہوتے ہیں :۔

(I) ایک یہ کہ رب العلمین کی، ساری کائنات و مافیہا میں سب سے بڑی نعمت رحمۃ للعلمین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں (II) دوم یہ کہ مؤمنین اس نعمت عظمیٰ کی عظمت واہمیت کو جان پہچان کر، اس کی، تادم زیست حمد و ثنا۔ اور تعظیم و تکریم کیا کریں (III) تیسری بات یہ کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے مولےٰ کریم کو پوری کائنات و ساری مخلوقات سے زیادہ محبوب و پیارے ہیں۔

(۴) نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا، صفات مولائے کریم سے متصف ہونا :

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، "وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ"

(I) وَيُزَكِّيهِمْ : پاک کرتا ہے ان کو کفر و شرک، رذائل الاخلاق، خبث باطن اور نفسانی الائش و بری خواہشات وغیرہ سے۔

یہ، حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی ایک مخصوص صفت ہے۔ کوئی شخص اپنی ذات کا بھی تزکیہ نہیں کر سکتا چہ جائے کہ دوسروں کے نفس و باطن کو نفسانی آلائش و خواہشات اور جہالت و خباثت سے پاک وصاف کر دے۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ وصف وصفت اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بھی عطا فرمائی قرآن حکیم کے کئی مقامات میں اسے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اوصاف میں شمار کرتے ہوئے آپؐ کو اس کا اقتدار واختیار سونپا گیا ہے۔ چنانچہ آپ کی تربیت وصحبت سے ان درندہ وسنگدل اور جابر و سفاک وحشی لوگوں کا تزکیہ ہوا جو اپنی لختِ جگر معصوم بچیوں کو زندہ درگور کرتے تھے۔ جن کا، ادنیٰ ادنیٰ بات پر قرنوں تک، قتل وقتال رہتا۔ اور تزکیہ بھی ایسا تزکیہ ہوا کہ وہ زمین و زمان کے چمکتے چاند وستارے بن گئے۔ حضرت بلال حبشی رضؓ تہجد کے لئے زمین پر چلتے ہیں تو پاؤں کی آہٹ بہشت میں سُنی جاتی ہے۔ حضرت

عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مسجد نبوی میں خطبہ دے رہے ہیں اور ادھر سیکڑوں میل دور نہاوند میں آپؓ کو مجاہدین و کفار کا میدان جنگ نظر آرہا ہے۔ اور آپؓ مسجد ہی سے مجاہدین کی کمان کر رہے ہیں۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کا اقتدار وحکومت درندوں چرندوں پر بھی جاری تھی۔ بھیڑ اور بھیڑیئے اکٹھے چرتے تھے

آپ کے انصارؓ نے مواخات مہاجرین میں ایثار و قربانی کا وہ کردار ادا کیا کہ جس کی، تاریخ دنیا میں مثال ہی نہیں مل سکتی۔ شدتِ پیاس و حالتِ مرگ میں تین صحابہؓ میدانِ جنگ میں ایک دوسرے کو ترجیح دیتے ہوئے پیاسے مر گئے اور پانی کا گلاس جوں کا توں رہ گیا، تاریخ صحابہ میں ایسے سینکڑوں واقعات منقول ہیں۔ تزکیۂ نفس کیا، آپؐ کی تعلیم و تربیت نے انکو فرشتوں سے بھی اُونچا کر دیا۔

(II) وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ : اور انہیں کتاب (قرآن حکیم) اور فہم و فراست سکھاتے ہیں۔

تعلیم الکتٰب سے قرآن حکیم کا متن و معانی عبارت پڑھانا مقصود نہیں۔ یہ تو "يَتْلُوا" میں آچکا۔ بلکہ "تعلیم الکتٰب" سے قرآن حکیم کا مفہوم و مقتضٰی اور علوم و فلسفۂ قرآن مراد ہے۔ اور یہ کام انسان کے بس کی بات نہیں کہ لوگوں کے ذہن میں علم و فہم قرآن مرتسم کر کے ان میں انقلاب لائے۔ بلکہ یہ رب العزت کی قدرت و کمال ہے اسی وجہ سے حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے لئے درگاہ رب العزت میں عرض کی "اللّٰھم عَلِّمہ الکِتٰبَ" اب ربّ العزت نے اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بھی اپنے اس وصف وصفت سے سرفراز فرمایا۔ قرآن کریم میں کئی مقامات میں آپؐ کے اوصاف میں اس کا ذکر آیا ہے۔ پھر آپؐ نے عرب کے اُمیین کو علوم القرآن میں وہ فہم و مہارت عطا کی کہ دُنیا دنگ رہ گئی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میرا اُونٹ گم ہو جائے تو میں قرآن حکیم میں دیکھ کر بتا سکتا ہوں کہ

وہ کہاں ہے۔ ایک دفعہ ایک یہودی نے آپ سے کہا کہ آپ نے کہا ہے کہ میں ہر چیز کا قرآن کریم سے پتہ بتا سکتا ہوں تو بتائیے تیری اور میری ڈاڑھی کا، قرآن کریم میں، کہاں ذکر آیا ہے؟ اتفاقاً اس یہودی کی صرف ٹھوڑی پر کچھ بال تھے اور حضرت علی (کرم اللہ وجہہٗ) کی ڈاڑھی گھنی تھی۔ تو آپ نے سورۂ اعراف کی یہ آیت پڑھی :۔

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۚ وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا ؕ عہ ترجمہ :۔ اور جو شہر (زمین) پاکیزہ ہے نکلتا ہے اسکا سبزہ اس کے رب کے حکم سے۔ اور جو خبیث (زمین) ہے نہیں نکلتا (اس میں) سوائے ناقص کے۔

عہ الاعراف (۵۸) ع (۷)

حضرت علی (کرم اللہ وجہہٗ) نے اپنے چہرہ اور گال و ذقن مبارک کو بلد طیب اور یہودی کے چہرہ اور گال و ذقن کو بلد خبیث سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میرا چہرہ و گال پاکیزہ ہیں ان میں اچھی اور کامل ڈاڑھی نکلی ہے اور تیرا چہرہ و گال خبیث و ردّی ہیں اس لئے اس میں ردّی اور ناقص ڈاڑھی نکلی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے خود قرآن حکیم کے وصف و صفت میں فرمایا، "وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ؕ" عہ لہ۔ حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں،" ان اللہ یرفع بھذا الکتٰب اقواما و یضع بہ اٰخرین"۔

عہ النحل (۸۹) ع (۱۲)

الحکمۃ :۔ حکمت سے، احکام دین و شریعت اور نظام دنیا و امورِ ریاست کی فہم و فراست مراد ہے۔ اس سے اشیاء کی فطرت و حقیقت اور ماہیت و کیفیت کا علم و فہم حاصل ہوتی ہے۔

کسی کے ذہن میں فہم و فراست اور عقل و دانش پیدا کرنا خاص خداوند قدوس کی قدرت و کمال ہے۔ کوئی انسان اپنے اندر بھی حکمت کا وصف پیدا نہیں کر سکتا چہ جائے کہ دوسروں کو حکمت کی صفت سے متصف کرا دے۔ لیکن ربّ العزت نے

لہ :۔ ترجمہ :۔ اور نازل کی ہم نے تجھ پر کتاب واضح بیان ہر چیز کے لئے ؎

اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنی اس صفت اور قدرت وکمال سے سرفراز فرما کر آپ کا، سارے انبیاءؑ پر اعزاز واکرام بڑھا دیا۔ کیونکہ یہ صفات وکمالات کسی بھی نبی ومرسل کو عطا نہیں ہوئے تھے۔

اور حقیقت میں، اللہ تعالیٰ نے محمدّ عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دُنیا میں مبعوث کرنے اور ------ یہ صفات عطا کرنے سے ساری کائنات پر احسان فرمایا۔ اس لئے آیۂ کریمہ میں مؤمنین پر منت کے باب میں اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے تذکرہ کے ساتھ آپؐ کے ان اعلیٰ اوصاف وکرداروں کا بھی تذکرہ کیا۔ چنانچہ وہ لوگ جو جہالت وگمراہی، کفروشرک اور بربریت وسفاکی کے بغیر کچھ نہیں جانتے تھے، انہیں حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تعلیم وتربیت، رُوحانی شعاعوں اور باطنی کرشموں کی بدولت وہ عقل ودانش اور فہم وفراست آ گئی کہ وہ خود دُنیا بھر کے معلم وپیشوا اور رہبر ورہنما بن گئے۔ انہوں نے تہذیب وتمدن اور اخوت ومعاشرے کا وہ اعلیٰ اور مثالی نظام قائم کیا کہ جس پر انسان بجائے خود نورانی فرشتے بھی رشک کرنے لگے۔ اور ریاستی میدان میں ان کے قائم کردہ فوجی قوانین ونظام اور سولین نظم وانتظام کو دنیا کے لئے قانون ومشعلِ راہ کی حیثیت حاصل ہو گئی۔

اِقتضاءُ النّصّ

آیۂ موصوفہ کے نصوص اربعہ (سب کے سب) وصف وبیان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں بہ یک زبان رطب اللسان ہیں۔ ان میں آیۂ کریمہ کا اقتضاء النص یہ تمنا وتقاضا کر رہا ہے کہ مؤمنین سارے جہان میں جہاں کہیں رہتے ہوں، رب العزت کا، اس احسان عظیم ونعمت عمیم پر دن رات شکر وحمد وثنا اور تعریف وتوصیف مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا کریں کہ اس باری تعالیٰ نے ان میں ایسا رسول عظیم

دنبی کریم مبعوث فرمایا جو انہیں رُوحانی و باطنی خباثت ور ذائل اور نفسانی خواہش و آلائش سے پاک و پاکیزہ کرتے ہوئے انہیں علوم و فنون قرآن اور فہم و دانش جہان سے مالامال کرتے ہیں۔

پس انہیں چاہیئے کہ جیسا بڑا، ان پر احسان ہوا ہے اور جیسی بڑی نعمت ملی ہے، ایسے ہی وہ بڑے بڑے اجتماعات منعقد کرا کر عظیم الشان و شایانِ شان محافلِ میلاد منایا کریں۔ جہاں ربّ العٰلمین کا شکرانۂ نعمت اور رحمۃ للعٰلمین کا نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے آپ کے اوصاف و صفات اور کردار و کمالات کی تعریف و توصیف کریں۔ جن کی بدولت آپؐ نے انہیں قرنوں کے گھٹا ٹوپ اندھیر و جہالت اور صدیوں کے کفر و ضلالت سے نکال کر پائیدار نور و دائمی روشنی پر فائز کیا۔

لُبّ لُباب و رُبّ الباب

یہ جو ہم نے اس حصۂ کتاب میں حجت و برہان کے طور پر، قرآنی حجج و دلائل پیش کئے ہیں، یہ جشن و محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) کے اثبات و ثبوت میں بالکل کافی و شافی ہیں۔ لیکن، "ہدایت"، خدا کی داد ہے۔ ہم کیا کر سکتے ہیں!

مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ج وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا[۱]

ویسے آپؐ کے اوصاف و صفات اور کردار و کمالات کا، قرآن حکیم کی ہر ہر سورت و ہر ہر پارے میں تذکرہ و بیان موجود ہے۔ قرآن حکیم میں توحید کا ذکر ہو یا رسالت کا بیان، نماز کی بات ہو یا زکوٰۃ کے احکام، مناسکِ حج ہوں یا روزے کے مسائل، انبیاءؑ کے حالات ہوں یا قوموں کے واقعات، ماضی کے احوال ہوں یا مستقبل کے حالات،

[۱] ترجمہ:۔ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے سو وہی ہدایت پانے والا ہوگا۔ اور جسے گمراہ کردے سو تو نہیں پائے گا اس کے لئے کوئی دوست رہبر۔ الکھف (۱۷) ع (۲)

جنگ وجہاد کا فیصلہ ہو یا صلح وامان کا معاہدہ، الغرض، سارا اسلام وپورا قرآن نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ اس طرح مربوط ومنسلک ہے بلکہ آپس میں لازم ملزوم ہیں کہ ہم اسلام کے جس رکن وجس عنصر کا ذکر وبیان کریں گے یا قرآن کریم کی جس آیت وجس واقعہ کو پڑھیں گے، اس میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا تعارف وتعریف اور تذکرہ و توصیف لازماً آجاتی ہے۔ حقیقت میں، نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے تذکرہ و بیان کے بغیر، اسلام کا کوئی مسئلہ نہ شروع ہو سکے گا نہ مکمل۔ اور قرآن حکیم کی کسی آیت و واقعہ کی تفسیر ہو سکے گی نہ تشریح۔ الغرض، قرآن واسلام کی تعریف و توصیف نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تعریف و توصیف اور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تعریف و توصیف قرآن واسلام کی تعریف و توصیف ہے۔ یہیں سے رب العزت نے فرمایا:- "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔"[۱] ترجمہ:- "بیشک تمہارے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حیات طیبہ میں بہترین نمونہ ونقشہ عمل ہے۔" یعنی نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی عملی اسلام ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس اور کئی صحابہ وتابعین، آیۂ کریمہ، "وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ"[۲] کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ "وَاِنَّكَ لَعَلٰى دِيْنٍ عَظِيْمٍ وَهُوَ الْاِسْلَامُ"[۳]

اور اسی طرح آپ قرآن حکیم کا عملی وکرداری مثالی ونمونہ ہیں۔ جس نے قرآن کریم کو پڑھا اور سمجھا، اس نے گویا نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دیکھا اور سمجھا۔ اور جس نے آپ کو دیکھا اور سمجھا سو اس نے قرآن کو پڑھا اور سمجھا۔ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالٰی عنہا) سے جو بھی نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اخلاق وکردار کے بارے میں پوچھتا تو آپ فرماتیں، "وَكَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ"[۴] اور سائل سے پوچھتیں[۵]، اَمَا تَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ؟ یا کہتیں:

---

[۱]:- الاحزاب آیہ: (۲۱) ع (۳) - [۲] ن والقلم آیہ: (۵) ع (۱) ترجمہ: اور بیشک آپ عظیم کردار پر ہیں۔
[۳] [۴]:- تفسیر ابن کثیر ج۴ ص۴۰۲ مطبوعہ: بیروت لبنان۔ امام حافظ عماد الدین اسماعیل بن کثیر الدمشقی رح ÷
[۵]:- پوچھتیں، کیا تو قرآن نہیں پڑھتا ÷ ؟

الست تقرأ القرآن؟[1] اس پر امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں، "ومعنی ھٰذا أنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام صار امتثال القرآن أمرًا ونھیاً"[2] ترجمہ: اس کے معنی یہ ہیں کہ آپؐ، امر ونہی کی تعمیل میں قرآن حکیم کا نمونہ و مثال بنے ہوئے تھے۔

مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں، "آپؐ کی زبان قرآن ہے اور آپؐ کے اعمال و اخلاق قرآن کی خاموش تفسیر"[3]

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ آپؐ کا نام، اللہ تعالیٰ کے ذکر و تذکرہ کے ساتھ آپؐ کا ذکر و تذکرہ اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے ساتھ آپؐ کی حمد و ثنا آجاتی ہے۔

یہی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ"[4] اسکی تفسیر و بیان میں آپؐ نے فرمایا، "أتانی جبریلُ فقال إن ربی وربك یقول أتدری کیف رفعت ذکرك؟ قلت اللہ أعلم قال اذا ذکرت ذُکِرتَ مَعِی"[5]

ایک اور قدسی حدیث میں آیا ہے، "لا أذکر إلا ذکرت مَعِی"[6] امام ابن کثیر لکھتے ہیں، قال قتادۃ رفع اللہ ذکرہ فی الدنیا والأخرۃ فلیس خطیب ولا مستشھد ولا صاحب صلاۃ إلا ینادی بھا "أشھد أن لا إلٰہ إلا اللہ وأشھد أن محمدًا رسول اللہ"[7] آگے لکھتے ہیں "وقال الأخرون رفع اللہ ذکرہ فی الأولین والأخرین ونوہ بہ حین أخذ

عہ انشراح ۴ ع (۱)

عہ ۲، عہ ۳: تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۵۲۴

للعہ ۴، عہ ۵: تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۵۲۵

مطبوعہ: بیروت امام عماد الدین اسماعیل بن کثیر م ۷۷۴ھ

---

[1] :- تفسیر عثمانی ص ۷۴۸ مطبوعہ: شاہ فہد پرنٹنگ کمپلکس، مدینہ منورہ۔ علامہ شبیر احمد عثمانی رح

[2] [3] :- تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۴۰۲۔ مطبوعہ: بیروت۔ لبنان امام، حافظ عماد الدین اسمٰعیل بن کثیر الدمشقی رح

[4] :- ترجمہ:- اور کیا بلند ہم نے تیرا ذکر۔

[5] :- ترجمہ:- جبریل میرے پاس آئے اور کہا، بیشک میرا اور تیرا رب فرما رہا ہے، کیا آپ جانتے ہیں کہ، کیسے بلند کیا میں نے تیرا ذکر؟ میں نے کہا، اللہ بہتر جانتا ہے۔ تو کہا (اللہ تعالیٰ نے) جب بھی میرا ذکر کیا جائے تو تیرا بھی میرے ساتھ ذکر کیا جائیگا

[6] :- ترجمہ:- میرا ذکر نہ ہوگا مگر تیرا میرے ساتھ ذکر ہوگا۔

[7] :- حضرت قتادہ فرماتے ہیں، کہ بلند کیا اللہ تعالیٰ نے آپؐ کا ذکر (حمد و ثناء) دنیا و آخرت میں۔ پس نہیں ہوگا کوئی خطیب، نہ شہادت پڑھنے والا اور نہ نماز پڑھنے والا مگر کہ پکارے گا آپؐ کی شہادت، "اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدًا رسول اللہ"

المیثاق علی جمیع النبیین أن یومنوا بہ وان یامروا أممھم بالإیمان بہ ثم شھر ذکرہ فی أمتہ فلا یذکر اللہ الا ذُکر معہٗ"۔ امام صرصری آپ کے ذکر و شہادت کے وجوب میں کہتے ہیں :۔

ألم تر أنا لا یصح أذاننا ﴿ ولا فرضنا ان لم نکرر ﴾ فیھما[۲]

آیۂ کریمہ کا نزول و عبارت النص خاص نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ذکر و تذکرہ اور حمد و ثناء کے بیان میں ہے۔ پھر احادیث قدسیہ نے آیت کی اس طرح تشریح و توضیح کی ہے کہ انکار و اعتراض یا شک و شبہ کی گنجائش ہی نہ رہی۔ یہ محفلِ میلاد کے اثبات و ثبوت میں بہت بڑی حجت ہے۔

اِقتِضاءُ النَّص

آیۂ موصوفہ کی، یہ چاہت و منشا اور خواہش و تقاضا ہے کہ، جب اللہ تعالیٰ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی، خود تعریف و توصیف فرما رہے ہیں اور آپ کے ذکر و تذکرہ اور تعریف و توصیف کو بلندی عطا فرمائی ہے۔ اور پُر زور الفاظ میں تقاضا فرما رہے ہیں کہ دنیا والے آپ کی تعریف و توصیف اور حمد و ثناء کیا کریں۔ یہاں تک کہ اسے اپنی حمد و ثناء کے ساتھ ملصق اور لازم و ملزوم قرار دیا۔ اور پھر یہاں تک اسے لازمی قرار دیا کہ آپ کے ذکر و تذکرہ کے بغیر اپنا ذکر و تذکرہ اور آپ کی حمد و ثناء کے بغیر اپنی حمد و ثناء قبول و مقبول ہی نہیں کرتے۔ تو پھر یہ ضروری اور واجب ہے کہ ہم وقتاً فوقتاً محفلِ

[۱]:۔ اور دوسرے کہتے ہیں کہ بلند کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر اولین و آخرین میں اسے قوی کیا، جب اخذ کیا میثاق و معاہدہ سارے نبیوں پر کہ آپ پر ایمان لائیں اور امر کریں اپنی اپنی امتوں کو کہ آپ پر ایمان لائیں پھر مشتہر کر دیا آپ کے ذکر کو۔۔۔ ۔۔۔۔ آپ کی امت میں پس نہیں ذکر کیا جائیگا اللہ تعالیٰ کا مگر کہ آپ کا اسکے ساتھ ذکر کیا جائیگا۔

[۲]:۔ ترجمہ:۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ ہم نہیں صحیح ہوگئی ہماری آذان اور نہ ہماری نماز جب تک نہ دھرائیں ہم آپکی شہادت کو ان دونوں میں۔

میلاد مناکر آپؐ کی تعریف و توصیف کیا کریں۔ اور جب اور جہاں بھی ہم خداوند قدوس کا ذکر و تذکرہ اور حمد و ثناء کریں وہاں، بحکم آیۂ موصوفہ و احادیثِ قدسیہ، آپؐ کا بھی ذکر و تذکرہ اور حمد و ثناء کیا کریں۔

النتیجۃ المنطقیۃ

آیۂ موصوفہ و احادیث قدسیہ سے آپؐ کی محفلِ میلاد اور حمد و ثناء کے ثبوت اور منکرین و مانعین کی وعید میں، ہم حسبِ ذیل دو شقوں میں نتیجہ منطقیہ نکال کر مسئلہ کی مزید وضاحت کر دیتے ہیں۔

(I) شق اول	(II) شق دوم
(I) نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر اور حمد و ثناء اللہ تعالیٰ نے بلند کی ہے اور اللہ کی رضا و خوشنودی اسی میں ہے کہ آپکا ذکر اور حمد و ثناء کی جائے۔	(I) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر اور حمد و ثناء کے بغیر اللہ تعالیٰ اپنا ذکر اور حمد و ثناء منظور نہیں کرتے۔
(II) جس چیز کو اللہ تعالیٰ بلند کر دے اور اللہ کی اس میں رضا و خوشنودی ہو وہ حسن لذاتہ اور واجب ہے اور اسکے منکرین و مانعین گمراہ و جہنمی ہیں۔	(II) جس چیز کے بغیر اللہ تعالیٰ اپنا ذکر اور حمد و ثناء منظور و قبول نہیں کرتے وہ فرض اور لازمی ہے۔
(III) پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر اور حمد و ثناء حسن لذاتہ اور واجب ہے اور اسکے منکرین و مانعین گمراہ و جہنمی ہیں	(III) پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر اور حمد و ثناء فرض اور لازمی ہے۔

کتب سماوی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف و صفات اور محفل میلاد

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کے علاوہ سابقہ کتب سماوی میں بھی اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اوصاف و صفات بیان کرتے ہوئے آپؐ کی محفل میلاد منائی ہے۔ اس امر کی، خود قرآن حکیم میں تصدیق و شہادت موجود ہے۔ ارشاد ہے، "اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ

جس طرح کہ نماز کی خاطر وضو بھی فرض ہے۔ کیونکہ وضو کے بغیر نماز نہیں قبول ہوتی۔ لہٰذا وضو بھی فرض ہوا۔ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ اپنا ذکر اور حمد و ثناء نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر اور حمد و ثناء کے بغیر نہیں قبول کرتے لہٰذا آپؐ کا ذکر اور حمد و ثناء بھی فرض ہوا۔

الاعراف آیت (۱۵۷) ع (۱۹)

اَلْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ[1]... الآیۃ

اللہ تعالیٰ سورۃ الفتح کی آیت، " مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ..... الخ

میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آپ کے صحابۂ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے اوصاف و خصائل بیان کرتے ہوئے ارشاد کرتے ہیں، " ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ..... [2] الآیۃ۔

امام جلال الدین سیوطی (رحمۃ اللہ تعالیٰ) نے الخصائص الکبریٰ میں، اس پر ایک باب باندھا ہے۔ لکھتے ہیں :

باب ذکرہ فی التوراۃ والانجیل وسائر کتب اللہ المنزلۃ[3] " اس باب میں انہوں نے مختلف کتب سماوی کے بیانات (جو آپ کے اوصاف وصفات میں وارد ہوتے ہیں) کے بارے میں متعدد احادیث روایت کی ہے۔ یہاں ہم ہر ایک سے ایک ایک حدیث تحریر کریں گے۔ اور طوالت کے خوف سے صرف ترجمہ پیش کرینگے:

(I) کتاب الٰہی تورات میں آپ کے اوصاف وصفات اور محفل میلاد

ترجمہ :- امام بخاری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے حضرت عطا ابن یسار (رحمۃ اللہ تعالیٰ) کی سند سے حدیث تخریج کی ہے۔ جو فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبد اللہ بن عمرو سے ملا۔ میں نے کہا کہ مجھ سے کچھ صفات رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بیان کردے۔ انہوں نے کہا، بہتر "اللہ کی قسم کہ آپ تورات میں اپنی بعض صفات سے موصوف ہیں، جو قرآن حکیم میں (مذکور) ہیں، یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا[4]..... الآیۃ

عہ الفتح آیت (۲۹) ع (۴)

عہ الفتح، آیت (۱۰) ع (۱)

عہ ترجمہ :- اے نبی ہم نے بھیجا شاہد، گواہ اور بشارت وخوشخبری سنانے والا؛ ڈرانے والا۔ ش

---

[1] :- وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں اس رسول کی جو نبی امی ہے کہ جس کو پاتے ہیں لکھا ہوا اپنے پاس تورات اور انجیل میں۔

[2] ترجمہ :- یہ انکے وصف واوصاف ہیں تورات میں اور وصف واوصاف ہیں انکے، انجیل میں۔

[3] :- الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱ ش

اور اُمّیّین کے لئے وسیلہ (بنا کر بھیجا) تو میرا بندہ اور میرا رسول ہے۔ میں نے تیرا نام "متوکل" رکھا جو نہ بدمزاج ہے نہ بدخُو اور نہ بازاروں میں شور مچانے والا ہوگا، نہ بدی کا بدلہ بدی سے دیگا بلکہ معاف کردیگا اور درگزر فرمائیگا۔ اور اللہ تعالیٰ آپؐ کو وفات نہیں دیگا یہاں تک کہ آپؐ کے ذریعے ٹیڑھے دین کو سیدھا قائم کردے تاکہ وہ (لوگ) کہدیں، "لا الٰہ الا اللہ" اور کھولدے آپؐ کی برکت سے اندھی آنکھوں کو اور بہرے کانوں کو اور بند شدہ و مغلوف دِلوں کو۔"[۱]

(II) پیغاماتِ اشیاء (علیٰ نبینا و علیہ السلام) میں اوصافِ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور محفلِ میلاد

امام ابن ابی حاتمؒ اور امام ابو نعیمؒ نے حضرت وہب بن منبہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی سند سے حدیث تخریج کی ہے، جو فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اُشعیاء (علیٰ نبینا و علیہ السلام) کے پاس وحی بھیجا کہ میں ایک نبی اُمّی بھیجنے والا ہوں، جن کے ذریعے میں کھولدونگا بہرے کانوں مغلوف و بند شدہ دلوں اور اندھی آنکھوں کو۔ جن کی جائے پیدائش مکہ مکرمہ اور مقامِ ہجرت مدینہ منورہ اور ملک، انکا، شام میں۔ میرا بندہ، "المتوکل، المصطفیٰ المرفوع، المجیب، المتجب اور المختار۔ بدی کا بدلہ بدی میں نہیں دیتے۔ مگر معاف و درگذر کرتے ہیں۔ اور مؤمنین پر رحیم ہیں"[۲] ...... الخ آگے یہ بیان کافی طویل ہے۔

(III) کتابِ الٰہی "زبُور" میں محفلِ میلاد و اوصافِ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

امام بیہقیؒ نے حضرت وہب بن منبہ کی سند سے حدیث تخریج کی ہے، جو فرماتے ہیں، کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد (علیٰ نبینا و علیہ السلام) کے پاس وحی بھیجکر فرمایا، "اے داؤد، جلد بعد آپ کے، ...... ایک نبی آئیگا۔ جن کا نام، اَحْمَدُ اور محمّد"، ہوگا

[۱] :۔ الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۱۰ [۲] :۔ الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۱۳

جو بڑے صادق نبی ہوں گے۔ جن پر میں ابد تک غضب نہیں کروں گا۔ اور وہ ابد تک میری نافرمانی نہیں کریں گے۔ میں نے، بہ تحقیق، ان کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کئے ان کی اُمت مرحومہ ہے۔ میں نے انہیں (ان کے اُمتیوں کو) نوافل سے وہ کچھ دیا جو انبیاء کو دیا۔ ان پر وہ فرائض مقرر کئے جو انبیاء و رسل پر مقرر کئے۔ یہاں تک کہ وہ قیامت کے دن میرے پاس آئیں گے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتی) جبکہ انکا نور انبیاءؑ کے نور کی طرح ہوگا۔

IV کتاب الٰہی انجیل میں آپ کے اوصاف کی تصدیق و شہادت اور میلاد کی خوشخبری و بشارت

امام بیہقیؒ حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالےٰ عنہما) کی سند سے حدیث روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ جارود بن عبداللہ (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) آیا (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں) پس اسلام لایا اور کہا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا، بہ تحقیق میں نے آپؐ کا وصف انجیل میں پایا اور بہ تحقیق خوشخبری وبشارت دی، آپؐ کی، حضرت ابن بتول (حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام) نے[1]

(V) عامۃ الکتب میں جشن و محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جھلکیاں

امام ابونعیم الحافظ نے حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام کی سند سے حدیث روایت کی ہے، جو اپنے باپؓ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں جو کتب[عسہ] (سماوی) میں سے پڑھتا ہوں سو، اس میں یہ پاتا ہوں کہ ایک جھنڈا مکہ مکرمہ پر اپنے مالک (رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ بلند کیا جائیگا۔ اور اسکا مالک اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے ساری بستیوں (پوری سرزمین) پر غالب کر دیگا[2]

لہ :۔ الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۱۴
[2] :۔ 〃 〃 〃 ص۱۳
[3] :۔ 〃 〃 ص۱۴ ؛ عہ، عسہ :۔ یعنی ساری کتب وصحائف سماوی میں یہ بیان آیا ہے ؛

دوسرے انبیاء (علےٰ نبینا وعلیہم السلام) کی، قرآن حکیم میں محفلِ میلاد

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے علاوہ اور کئی انبیاء (علیہ السلام) کی، قرآن حکیم میں محفلِ میلاد منانے کا ثبوت بلکہ منانے کا حکم موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں بہت سے انبیاءؑ کے واقعات وحالات کا بیان لایا ہے۔ ایک بار نہیں بلکہ کئی بار ان کا، مختلف صورت میں ذکر و تذکرہ اور تعریف و توصیف فرمائی ہے۔ اور اسی کو محفلِ میلاد کہتے ہیں۔

ہم یہاں محفلِ میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منانے کے اثبات وثبوت کی خاطر، چند ایک انبیاء (علیہم السلام) کا، بحوالہ قرآن کریم، بیان و تذکرہ کرتے ہوئے کتاب کا حصہ دوم اس باب پر مکمل کر دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:-

نمبر شمار	اسمائے انبیاء	تذکرہ قرآن حکیم	حوالہ جات
①	حضرت آدم علیہ السلام	وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً بیان کر دے یہ کہ جب کہا تیرے ربّ نے فرشتوں سے کہ میں بنانیوالا ہوں زمین میں ایک خلیفہ	البقرہ آیۃ ۳۰ ع (۴) تا ۳۹ ع (۴)
		اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ بیان کر دے یہ کہ جب کہا تیرے ربّ نے فرشتوں سے کہ میں پیدا کرنے والا ہوں ایک انسان مٹی سے .... الخ	ص آیۃ ۷۱ ع (۵) تا ۸۵ ع (۵)
②	حضرت ادریس علیہ السلام	وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِدْرِیْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا ... الخ اور بیان کر دے کتاب میں ادریسؑ کا۔ بشک تھے وہ سچے نبی .... الخ	مریم آیہ ۵۶ ع (۴) تا ۵۷ ع (۴)
③	حضرت نوح علیہ السلام	وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ .... الخ اور پڑھ کر سنا ان کو نوحؑ کا حال احوال .... الخ	یونس آیۃ ۷۱ ع (۸) تا ۷۳ ع (۸)
④	حضرت ابراھیم علیہ السلام	وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِبْرٰهِیْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا ... الخ اور بیان کر دے کتاب میں ابراھیمؑ کا۔ بشک تھے وہ سچے نبی ... الخ	مریم آیہ ۴۱ ع (۳) تا ۵۰ ع (۳)

نمبر	نام	آیات	حوالہ
۵	حضرت اسمٰعیل علیہ السلام	فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ .... الخ سو ہم نے اسے (ابراہیم) کو خوشخبری دی ایک بردبار لڑکے (اسمٰعیل) کی .... الخ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ اور بیان کردے کتاب میں اسماعیل کا بیشک وہ وعدہ کے سچے اور الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ..... الخ تھے رسول نبی ...... الخ	الصّٰفّٰت ۱۰۱ ع (۳) تا ۱۱۱ ع (۳) مریم ۵۴ ع (۴) تا ۵۵ ع (۴)
۶	حضرت ایوب علیہ السلام	وَاذْكُرْ عَبْدَنَا اَيُّوْبَ .... الخ اور ہمارے بندہ ایوب کا بیان کردے .... الخ	ص ۴۱ ع (۴) تا ۴۴ ع (۴)
۷	حضرت موسیٰ علیہ السلام	وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اُمِّ مُوْسٰى اَنْ اَرْضِعِيْهِ فَاِذَا خِفْتِ اور ہم نے الہام کیا موسیٰ کی والدہ کو کہ اسے دودھ پلا۔ پس اگر تجھے اس پر عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ اِنَّا رَآدُّوْهُ خوف ہوا تو اسے دریا میں ڈالدے اور غم نہ کر ہم اسے لوٹائیں گے تیرے اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ..... الخ پاس اور اسے رسول بنانے والے ہیں .... الخ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا اور بیان کردے کتاب میں موسیٰ کا۔ بیشک وہ تھے برگزیدہ اور تھے رسول نبی۔ الخ	القصص ۷ ع (۱) تا ۴۶ ع (۵) مریم ۵۱ ع (۴) تا ۵۳ ع (۴)
۸	حضرت بی بی مریم علیہا السلام	اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بیان کردے یہ کہ جب کہا عمران کی بیوی نے اے میرے مولیٰ میں نے نذر کیا بَطْنِيْ مُحَرَّرًا ...... وَاِنِّيْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ .... الخ تیرے لئے جو میرے پیٹ میں ہے سب سے آزاد رکھ کر ...... اور میں نے اسکا نام رکھا مریم .... الخ	آل عمران ۳۵ تا ۳۷ ع (۴) ۴۲ تا ۴۸ ع (۵)

		وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ...... الخ اور بیان کردے کتاب میں مریم کا .... الخ۔	مریم ۱۶ تا ۳۴ ع (۲)
۹	حضرت عیسیٰ علیہ السلام	اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بیان کردے یہ کہ جب کہا فرشتوں نے اے مریم بیشک اللہ تعالیٰ خوشخبری دیتا ہے تجھے بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ..... الخ اپنی طرف سے ایک کلمہ کی جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہے ...... الخ	آلِ عمران ۴۵ تا ۵۸ ع (۵-۶)
۱۰	حضرت یحییٰ علیہ السلام	يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ اے زکریا ہم خوشخبری دیتے ہیں تجھے ایک لڑکے کی جس کا نام ہے نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ○ .... الخ یحییٰ نہیں کیا ہم نے قبل اس کے اس نام کا کوئی .... الخ	مریم ۷ تا ۱۵ ع (۱)

ہم نے انبیاء علیہم السلام کے تذکرے میں حضرت بی بی مریم علیہا السلام کا بھی ذکر کیا تاکہ یہ حجت مزید قوی و قائم ہو جائے کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور انبیاء علیہم السلام بجائے خود کسی اور ذی شان شخصیت و ولیِ خدا کی بھی محفل میلاد منانا بدعت و ناجائز نہیں بلکہ سنتِ الٰہی و سنتِ قرآنی ہے۔

قرآن کریم میں بیشمار انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ و بیان موجود ہے۔ ہر ہر سورت و ہر ہر پارے میں ان کا ذکر و بیان آیا ہے اور بار بار آیا ہے۔ لیکن ہم نے طوالت کے خوف سے محض چند ایک نبیوں کا تذکرہ کر کے اپنی حجت کی تکمیل کر دی اور اسی وجہ کے پیش نظر حوالہ جات بھی حسب ضرورت ایک ایک دو دو دے کر باب کتاب مکمل کر دیا۔

شبہ عائب

ہو سکتا ہے کہ اس حجت میں، کوئی عائب، بقول شاعر، وَکَم مِن عَائِبٍ قَولاً صَحِیحاً[1]

یہ شبہ وافتراء پیدا کر دے کہ انبیاء (علیہم السلام) کا قرآن کریم میں تذکرہ، محض خلق خدا کی نصیحت و ہدایت کی خاطر آیا ہے۔ ان کے واقعات وحالات کو بحیثیت محفل میلاد پیش کرنا غلط ہے۔

ازالۂ صائب

اس شبہ کا ازالہ یہ ہے کہ انبیاء (علیہم السلام) کے تذکرے بیشک پند آموزی و نصیحت اندوزی کی خاطر بھی ہیں۔ لیکن ان کے فضائل اور درجات و کمالات کا، خصوصی طور پر ذکر وبیان بجائے خود براہِ راست قرآنی مقاصد میں شمار ہوتا ہے۔

فضائلِ انبیاء میں ارشادِ ربانی ہے۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ....الخ[2]

یہ مرسلین، فضیلت دیدی ہم نے ان کے بعض کو بعض سے ....الخ

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ○[3]

اور بیشک فضیلت دی ہم نے بعض نبیوں کو بعض سے۔ اور دی ہم نے داؤد کو زبور۔

وَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○[4]

اور وہ دونوں (داؤد اور سلیمان) بولے شکر اللہ کا جس نے ہمیں فضیلت دی اپنے بہت سے مؤمنین بندوں پر[5]

وَقَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ

اور کہا (سلیمان نے) اے لوگو ہمیں سکھائی گئی ہے پرندوں کی بولی اور دیا گیا ہے ہمیں ہر چیز سے بیشک البتہ یہی ہے صریح فضیلت

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ[6] اور بیشک دی ہے ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے فضیلت .....الخ

[1] علامہ بشار بن برد: بستان الادب۔ ج ۲ ص ۲۷ مطبوعہ ہجویریہ پبلشرز اردو بازار۔ لاہور
[2] البقرہ: ۲۵۳، ع: (۵)
[3] الاسراء: ۵۵، ع: (۶)
[4] النمل: ۱۵، ع (۲)
[5] النمل: ۱۶، ع (۲)
[6] سبا: ۱۰، ع (۲)

اب بتائیے، ان آیات میں کونسی نصیحت کی بات ہے ؟ بلکہ ان میں محض انبیاء علیہم السلام کے فضل ودرجے کا بیان ہے۔ قرآن حکیم میں انبیاءؑ واولیاء اللہ کے درجات وفضائل میں صدہا آیات آئی ہیں۔ اسی طرح اس سلسلے میں بے شمار احادیث نبوی بھی وارد ہوئی ہیں۔

بیت المقدس کے اجتماع میں کئی انبیاء نے خطاب فرماتے ہوئے اپنی اپنی عظمت وفضائل بیان کئے۔ اور سید الانبیاء (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے خطاب میں اپنے فضائل ودرجات بیان فرمائے۔ جس پر حضرت ابراھیم (علیٰ نبینا وعلیہ السلام) نے مجمع انبیاءؑ میں اعلان فرمایا، "بِھٰذَا فَضَّلَکُمْ مُحَمَّدٌ"

اب یہ بتائیے کہ بیت المقدس کے اجلاس واجتماع میں انبیاءؑ نے کونسی نصیحت کی بات کہی تھی ؟ بلکہ انکی ساری تقاریر وخطابات ان کے فضائل وخصائل پر مبنی تھے۔

الغرض : انبیاء واولیاء کے اوصاف وصفات اور فضائل ودرجات، کلام الٰہی وحدیث نبویؐ کے مضامین میں ایک مستقل مضمون کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بالخصوص، سیدالانبیاء محمد مصطفےٰ، احمد مجتبیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اوصاف وصفات اور درجات وکمالات کا باب اس باب میں فصل اوّل کا درجہ ومقام رکھتا ہے :

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَیْسَ لَہٗ ؛ حَدٌّ فَیُعْرِبُ عَنْہُ نَاطِقٌ بِفَمٖ

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ؛ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

اب ہم کتاب کا حصّہ دوم اس باب اور اشعار قصیدہ پر تمام کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَفْضَلِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا!

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا
صلی اللہ علیک وسلم

یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ اِسْمَعْ قَالَنَا
(صلی اللہ علیک وسلم)

اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ ھَمٍّ مُّغْرَقٌ

خُذْیَدِیْ سَہِّلْ لَّنَا اَھْوَالَنَا

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

کتاب کا، یہاں نصف اوّل بفضل خداوند قدوس، مکمل ہوا۔ اس کے بعد نصف ثانی بتوفیق ربّ العزت (جلّ شانہٗ) شروع ہو رہا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یاایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ۝

ورفعنا لک ذکرک ۝

الفتوی المتین
فی
میلاد النبی الامین

(صلی اللہ علیہ وسلم)

جلد سوم

علامہ ابو یحیی محمد قاسم العینی بن الحکیم العلامہ محمد عیسیٰ الخارانی المسکانزی (سرہ)

پی - ایچ - ڈی ، (علوم الحدیث)

فہرس مضامین جلد سوم، الفتوی المتین فی میلاد النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحصۃ الثالثۃ فی الحجج من حدیث النبی الکریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

تیسرا حصہ ان دلائل میں جو حدیث نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے لی گئی ہیں۔

حجج ودلائل قرآن کے بعد ہم اس جلد میں حدیث نبوی سے اثبات محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ثابت کریں گے۔

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اکثر مسجد نبوی میں منبر لگوا کر اجتماع صحابہ (رضی اللہ تعالی عنہم) میں اپنی محفل ثناخوانی کراتے۔

(۱) عن عائشۃ الصدیقۃ الحمیری حبیبۃ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وعلیہما والہ وسلم) قالت کان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) یضع لحسان منبرا فی المسجد یقوم علیہ قائما یفاخر عن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) أو ینافح ویقول رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ان اللہ یؤید حسان بروح القدس ما نافح أو فاخر عن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) رواہ البخاری ورح۔ [۱]

ترجمہ: ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ، حمیری، حبیبۂ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) حسان (رضی اللہ تعالی عنہ) کے لئے مسجد میں منبر لگاتے جو اس پر کھڑے ہو کر رسول اکرم (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی جانب سے (آپ کی حمد وثناء میں) فخریہ اشعار کہتے یا (کفار کی) ہجووں کی تردید کرتے۔ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے، بیشک اللہ تعالی حسان رض کی جبریل ع کے ذریعے مدد فرماتے ہیں، جب تک وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی جانب سے (کفار کی) ہجووں کی تردید یا (حمد وثناء میں) فخریہ اشعار کہہ رہا ہے۔

[۱] مشکاۃ المصابیح ج۲ ص۴۱۰۔

عناصر حدیث اور ان کی توضیح و تشریح۔

حدیث ہٰذا کے مندرجۂ ذیل پانچ عناصر ہیں :-

① پہلا عنصر :- "کان رسول اللہ یضع لحسان منبرا"

قاعدہ نحویہ : "یَضَعُ" (فعل مضارع) "کان" لگانے سے ، "فعل ماضی استمراری" بن گیا۔ جس سے فقرے کے یہ معنی ہو گئے ، "(جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم) حضرت حسانؓ کے لئے منبر لگایا کرتے - یعنی یہ پروگرام و محفل صرف ایک دفعہ نہیں بلکہ اکثر و بیشتر ایسی محفلیں منعقد کرائی جاتی تھیں۔

② "فی المسجد" (مسجد میں) یعنی آپؐ حضرت حسان (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) کے لئے منبر مسجد ہی میں لگولتے تاکہ وہ اس پر کھڑے ہو کر آپؐ کی مدح و ثناء میں اور کفار کی ہجوؤں کی تردید میں اشعار و قصیدہ پڑھیں۔

اور چونکہ آداب مسجد میں یہ مسئلہ مشہور ہے کہ مسجد میں دنیوی بات و چیت اور دنیوی اشعار و غزل پڑھنا ممنوع و ناجائز ہے اور ارشاد باری ہے،" وان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدًا ○ لیکن نبی اکرم (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) خود مسجد میں منبر لگوا کر محفل و مجلس منعقد کرتے ہیں جہاں محض آپؐ کی حمد و ثناء میں قصائد اور ہجوؤں کی تردید میں اشعار پڑھے جاتے ہیں۔ اس سے مندرجہ ذیل تین اہم باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

۱۔۔۔ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) خود اپنی محفل میلاد اور مجلس حمد و ثناء منایا کرتے تھے اور وہ بھی مسجد میں۔

۲۔۔۔ آپ کی حمد و ثناء میں بولنا اور آپؐ کی عظمت و عزت کا تحفظ اور کفار و اعداء کی ہجو گوئی و عیب جوئی کا جواب و دفاع واجب و لازمی ہے۔

۳۔۔۔ آپ کی تعریف و توصیف خدا کی تعریف و توصیف، آپؐ کی حمد و ثناء خدا کی حمد و ثناء اور آپؐ سے کفار و اعداء کا دفاع خدا سے کفار و اعداء کا دفاع ہے۔ اور آپؐ کی باتیں عین

دین وایمان کی باتیں ہیں ۔ اس لئے آپ ﷺ اپنی محفل حمد وثناء مسجد میں لگایا کرتے تھے۔

③ تیسرا عنصر: "یَقُوْمُ عَلَیْہِ قَائِمًا"، جس پر (حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کھڑے ہوجاتے اس سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ ان محفلوں میں مستمعین صحابۂ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اس قدر کثیر تعداد میں جمع ہوتے کہ حضرت حسان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو منبر پر کھڑے ہونے کی ضرورت پڑتی تھی ۔ یہاں سے یہ مسئلہ واضح ہوگیا کہ آپ ﷺ کی محفل حمد وثناء میں کثرت سے جمع ہونا مسنون وباعث رحمت ہے۔

④ چوتھا عنصر: "یُفَاخِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) أَوْ یُنَافِحُ"۔

یعنی ان محافل ومجالس میں حضرت حسان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) محض نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حمد و ثناء اور اوصاف وصفات میں یا کفار ومشرکین کی ہجوؤں کے جواب وتردید میں اپنے قصائد و اشعار پڑھتے تھے۔ حدیث کی عبارت النص میں اور کسی بھی وعظ ونصیحت کی بات ہی نہیں یہ محض اور محض میلاد النبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور محفل مدح خوانی ہی ہوتی تھی۔

اس سے دو مسائل واضح ہوتے ہیں۔

۱— یہ کہ محض نبی اکرم (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی تعریف وتوصیف اور نعت وثناء خوانی کی خاطر جلسہ و مجلس منعقد کرنا جائز اور حدیث سے ثابت ہے۔

۲— دوسری بات یہ کہ مسجد میں خدا اور رسول خدا کی حمد وثناء اور عظمت وشان میں مدحیہ اشعار و قصیدہ پڑھنا اور نعت وثناء خوانی کرنا مسنون وباعث اجر وثواب ہے۔

⑤ پانچواں عنصر: ویقول رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ان اللہ یؤید حسان بروح القدس ما نافح أو فاخر عن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)۔

اس سے تین مسائل کا استخراج کیا جاسکتا ہے۔

۱— نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی تعریف وتوصیف اور کفار کی ہجو کی تردید سے بہت خوش ہوتے لہٰذا، آپ ﷺ مسرت سے یہ اظہار فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ، حسان رضی اللہ عنہ کی، بذریعہ جبریل علیہ السلام،

مدد فرمارہے ہیں لے

۲۔۔۔ رب العزت بھی آپ کی محفل میلاد اور مجلس نعت وثناء خوانی سے بہت خوش ہوتے تھے۔ لہٰذا حضرت جبریل (علیہ السلام) کو حضرت حسان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی مدد کے لئے متعین فرماتے۔

۳۔۔۔ حضرت جبریل (علیہ السلام) آپ کی محفل میلاد میں تشریف لاکر مجلس حمد وثناء میں شمولیت فرماتے اور حضرت حسان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی۔ قصیدہ ونعت خوانی میں مدد کرتے۔

ان باتوں سے، قارئین حضرات خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محفل میلاد، مجلس تعریف وتوصیف اور نعت وثناء خوانی کی کتنی عظمت وشان ہے۔

عناصر حدیث کے نکات ونتائج :-

ہم مذکورہ عناصر حدیث سے حسب ذیل نکات ونتائج اخذ کرتے ہوئے یہ ثابت کرتے ہیں کہ محفل ومجلس میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منانا ہر گز بدعت نہیں بلکہ سنت ہے۔

۱۔۔۔ چونکہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی حمد وثناء کے بیان اور اظہار صفات ودرجات اور دفاع، ہجویات کی خاطر، خود مجلس ومحفل منعقد فرمایا کرتے تھے۔ جس کے آپ خود ہی منتظم اعلیٰ ہوتے تھے۔ اس لئے یہ عمل اسوۂ حسنہ وسنت نبویہ ہوگیا۔

۲۔۔۔ چونکہ محفل ومجلس نعت وثناء خوانی کا حقیقی ممد ومعاون خود رب العزت ہی تھا، اس لئے یہ سنت الٰہی ہوگیا۔

۳۔۔۔ چونکہ محفل ومیلاد میں، قصیدہ ونعت خواں صحابی، حسان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور اہل مجلس وسامعین، سب کے سب صحابہ عظام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ہی ہوتے تھے، پس یہ سنت وعمل صحابہ ہوگیا۔

۴۔۔۔ چونکہ حضرت جبریل (علیہ السلام) محفل حمد وثناء میں تشریف لاکر نعت وقصیدہ خوانی میں حضرت حسان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی مدد فرمایا کرتے تھے، اس لئے یہ سنت ملائکہ ہوگیا۔

۵۔۔۔ چونکہ محفل میلاد ومجلس حمد وثناء میں بحکم آیۂ کریمہ، "وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ"

آپ ؐ کے اوصاف وصفات اور درجات وکمالات کا اظہار کیا جاتا تھا، اس لئے یہ سنت وحکم قرآنی ہوا۔

وجوہات نصوص واقتضاء النص

حدیث پاک کی تمام وجوہ نصوص بہ یک زبان گویا ہیں کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خود مجمع صحابہ کرام (رضی اللہ تعالےٰ عنہم) میں اپنی محفل میلاد ومجلس حمد وثناء منایا کرتے تھے جہاں حضرت حسان ؓ صحابی ثناء خوانی کرتے اور حضرت جبریل ؑ بھی بحکم رب العزت آپ کی محفل حمد وثناء وثناء خوانی میں شرکت وشمولیت فرمایا کرتے، اور یہ مجمع ومحفل، ایک بار نہیں، بلکہ بارہا ایسی مجلسیں ہوا کرتی تھیں۔

اقتضاء النص: عناصر حدیث کے نکات ونتائج کے حجج ودلائل کے پیش نظر حدیث کا اقتضاء النص یہ تقاضاء واقتضاء کرتا ہے کہ جس طرح حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی تعریف وتوصیف کے بیان واظہار شان اور تردیدِ ہجوگویاں وعیب جویاں کی خاطر جلسہ ومحفل منعقد کراتے تھے، اس طرح ہم بھی محافل میلاد ومجالس حمد وثناء منایا کریں۔

جہاں آپ ؐ کے اوصاف وصفات اور درجات وکمالات کا اظہار وبیان اور نعت وثناء خوانی کیا کریں۔ اور منافقین واعدائے دین کی ہجو گوئی وعیب جوئیوں کی تردید کرتے ہوئے انہیں دندان شکن جواب دیا کریں۔

یہ حدیث پاک، اجتماع وجلسہ اور جشن ومحفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اثبات وثبوت میں دُوئین قلعہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت پر، آپؐ کا، مذاکرہ انبیاء میں تذکرہ نہ کرنے پر اظہار ناراضگی فرماتے ہوئے اپنی صفات وتخصیصات کی خود محفل منائی۔

عن ابن عباس (رضی اللہ تعالٰی عنہما) قال: جلس ناس من اصحاب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فخرج حتی اذا دنا منھم سمعھم یتذاکرون، قال بعضھم: ان اللہ اتخذ ابراھیم خلیلا، وقال آخر: موسیٰ کلمہ تکلما وقال آخر: فعیسیٰ کلمۃ اللہ وروحہ وقال آخر: آدم اصطفاہ اللہ تعالٰی فخرج علیھم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وقال: قد سمعت کلامکم وعجبکم۔ ان ابراھیم خلیل اللہ وھو کذالک وموسیٰ نجی اللہ وھو کذالک وعیسیٰ روحہ وکلمتہ وھو کذالک وآدم اصطفاہ اللہ وھو کذالک الا وانا حبیب اللہ ولا فخر وانا حامل لواء الحمد یوم القیمۃ تحتہ آدم فمن دونہ ولا فخر وانا اول شافع واول مشفع یوم القیمۃ ولا فخر وانا اول من یحرک حلق الجنۃ فیفتح اللہ لی فیدخلنیھا ومعی فقراء المومنین ولا فخر وانا اکرم الاولین والآخرین علی اللہ ولا فخر" رواہ الترمذی والدارمی[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالٰی عنہما) سے روایت ہے۔ فرمایا، کہ بیٹھے کچھ لوگ صحابہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ پس آپؐ نکلے تاکہ ان کے قریب ہوگئے۔ سنا ان کو کہ تذکرہ کر رہے تھے۔ انکے بعض نے کہا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنا لیا۔ دوسرے نے کہا کہ حضرت موسیٰ سے براہ راست کلام کیا۔ ایک اور نے کہا کہ حضرت عیسیٰ اللہ تعالیٰ کی روح اور کلمہ ہیں۔ ایک اور نے کہا کہ حضرت آدم کو برگزیدہ بنالیا اللہ تعالیٰ نے۔ پس ان پر رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف فرما ہوئے اور فرمایا، سنا میں نے آپ لوگوں کا کلام اور تعجب آپ لوگوں کا۔ بیشک ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں۔ اور موسیٰ نجی اللہ ہیں۔ اور وہ ایسے ہی ہیں اور عیسیٰ اس کی روح اور اس کا کلمہ ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور آدم کو برگزیدہ کیا اللہ تعالیٰ نے اور وہ ایسے ہی ہیں۔
خبردار! اور میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور کوئی فخر نہیں۔ اور میں قیامت کے دن لواء الحمد اٹھانے والا ہوں گا جس کے نیچے آدم اور اس کے ماسوا سب ہونگے۔ اور کوئی فخر نہیں۔ اور میں ہی قیامت کے

[1]: مشکاۃ المصابیح، ج۲، ص۵۱۳۔

دن اول اول شفاعت کرنے والا ہوں گا اور میری ہی شفاعت اول اول قبول شدہ ہوگی اور کوئی فخر نہیں ۔ اور میں ہی اول شخص ہوں گا جو جنت کا کڑا ہلاؤنگا ۔ سو اللہ تعالیٰ میرے لئے کھول دیں گے ۔ پس مجھے اس میں داخل کریں گے اور میرے ساتھ فقرائے مومنین ہوں گے ۔ اور کوئی فخر نہیں ۔ اور میں اللہ تعالیٰ کے پاس اولین وآخرین میں سب سے بڑھ کر صاحب عزت ہوں اور کوئی فخر نہیں ۔ (ترمذی، دارمی)

عناصر وارکان حدیث اور ان کے نتائج ونکات

حدیث ہٰذا کے حسب ذیل پانچ ارکان وعناصر ہیں ۔

① **پہلا عنصر: قلل .... ادم اصطفاہ اللہ** ۔ حدیث پاک کے اس رکن میں یہ بیان ہے کہ صحابۂ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی ایک جماعت نے بیٹھ کر اپنی مجلس میں بعض انبیاء (علیہم السلام) کی تعریف وتوصیف اور خصوصی درجات بیان کئے ۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء (علیہم السلام) کی حمد وثناء اور صفات واوصاف بیان کرنا بہ عمل وسنت صحابہ جائز وثابت ہے ۔ اور اس کے لئے اجتماع ومجلس بنانا درست وصحیح ہے ۔

② **دوسرا عنصر: "وقال قد سمعت کلامکم وعجبکم"** ۔ کلام کے اس رکن میں، آپ ﷺ کی اس بات پر خفگی وشکایت کا اظہار ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی مجلس ومحفل میں دوسرے انبیاء کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی امتیازی صفات ودرجات بیان کرتے رہے، لیکن انہوں نے آپ ﷺ کا تذکرہ نہیں کیا ۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مذاکرۂ انبیاء میں تذکرہ سید الانبیاء (صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین) نہ لانا اور ان کی حمد وثناء میں آپ ﷺ کی حمد وثناء نہ کرنا باعث خفگی وناراضگی اور موجب شکوہ وعتاب ہوگا ۔

③ **تیسرا عنصر: "إنّ إبراهيم .... وهو كذالك"** ۔ عنصر ہٰذا میں آپ ﷺ نے انبیاء علیہم السلام کی خصوصی صفات واوصاف دھراتے ہوئے صحابہ رضی اللہ عنہم کرام کی بیان کردہ تعریف وتوصیف کو بحال وثابت رکھا ۔ اس سے ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی صفات واوصاف کا بیان وتذکرہ بحکم عمل وسنت نبوی ثابت وصحیح ہے اس میں کوئی کراہت وقباحت نہیں ۔

چوتھا رکن وعنصر: "ألا" یہ کلمۂ تنبیہ ہے۔ اس سے مخاطبین وحاضرین کو متنبہ کیا جا رہا ہے کہ وہ گذشتہ باتوں کو اپنے مقام میں رکھتے ہوئے آگاہ وچوکس رہیں کہ اب ایک اور اہم وعظیم امر آرہا ہے۔ اور وہ ہے آپ ؐ کے اوصاف وصفات کا بیان وتذکرہ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ؐ کی حمد وثناء اور آپ ؐ کا ذکر وتذکرہ، بہت ہی اہم وعظیم اور مہتم بالشان امر ہے۔

پانچواں عنصر: وَأنا.......... ولا فخر (حدیث پاک کے آخر تک)

اس رکن میں آپ ؐ نے، انبیاء کی خصوصی صفات، کے مقابلے میں اپنے خصوصی اوصاف و صفات اور امتیازی مراتب ودرجات صحابہ کرام کی مجلس ومحفل میں بیان فرمائے۔ اس سے دو امور واضح ہو جاتے ہیں۔

۱۔ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی صفات واوصاف اور درجات وکمالات کا اظہار وتشہیر بہت ضروری ہے بالخصوص، انبیاء ورسل کے ذکر وتذکرہ اور حمد وثناء میں تو واجب ولازمی ہے۔

۲۔ آپ کے اوصاف وصفات اور کمالات ودرجات انبیاء کی صفات واوصاف کے بالمقابل بہت بلند وبالا اور قابل تعریف وقابل توصیف ہیں۔

یہ ہیں، بالاختصار، حدیث ہٰذا کے ارکان وعناصر اور ان کے نکات ونتائج۔

وجوہ نصوص اور اقتضاء النص

حدیث پاک کی تمام وجوہ نصوص سے یہ بات وضاحتاً وصراحتاً منتج ہو جاتی ہے کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بجائے خود دوسرے انبیاء ورسل (علیہم السلام) کی بھی محفل میلاد منانا اور اجتماع وجلسہ منعقد کر کے ان کی صفات واوصاف بیان کرنا جائز وثابت، سنت صحابہؓ اور اسوۂ حسنۂ نبویہ ہے اور آپ کی تعریف وتوصیف اور حمد وثناء کا ذکر وتذکرہ کرنا تو فرض عین وواجب خاص کی حیثیت رکھتا ہے بالخصوص دوسرے انبیاءؑ کے ذکر وبیان کے دوران۔

اقتضاء النص: حدیث منصوص کا اقتضاء النص امت مسلمہ سے یہ اقتضاء وتقاضا کرتا ہے

اور پر زور تقاضا کرتا ہے کہ جہاں کہیں بھی وہ دوسرے انبیاءؑ کا تذکرہ و تعریف کریں وہاں، انہیں واجب و لازمی ہے کہ سید الانبیاء (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بھی حمد و ثناء اور تعریف و توصیف کریں۔

اگر کسی محفل و مجلس مذاکرہ میں یہ فروگذاشت ہو جائے کہ آپؐ کا تذکرہ نہ کیا گیا تو ہمیں فرض و لازمی ہے کہ ہم آپؐ کے اسوۂ حسنہ و طریقہ مستقیمہ پر (جب کہ صحابہؓ کرام سے یہ فروگذاشت ہوئی تھی تو آپؐ نے خود اپنی صفات اور خصوصیات و درجات بیان فرما کر وہ کمی پوری فرمائی) عمل کرتے ہوئے اس محفل مذاکرہ میں آپؐ کے اوصاف و صفات اور درجات و خصوصیات بیان کر کے وہ کمی و فروگذاشت پوری کر دیں۔

حضور پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجلس صحابہ (رضی اللہ تعالٰی عنہم) میں اپنا شرف نسب بیان فرماتے ہوئے اپنی محفل میلاد منادی۔

(۳) عن واثلة بن الأسقع (رضی اللہ تعالٰی عنہ) قال: قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) إن اللہ اصطفٰی من ولد ابراھیم إسمٰعیل واصطفٰی من ولد إسماعیل بنی کنانة واصطفٰی من بنی کنانة قریشا واصطفٰی من قریش بنی ھاشم واصطفانی من بنی ھاشم"۔ قال الترمذی: ھذا حدیث صحیح

(۴) عن ابن عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہما) أنہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: "ان اللہ عزوجل اختار خلقہ فاختار منھم بنی آدم ثم اختار بنی آدم فاختار منھم العرب ثم اختار العرب فاختار منھم قریشا ثم اختار قریشا فاختار منھم بنی ھاشم ثم اختار بنی ھاشم فاختارنی منھم فلم أزل خیارا من خیار۔ ألا من أحب العرب

حاشیہ: عنہ :- الشفاء ج ۱ ص ۸۳ امام قاضی عیاضؒ۔ الخصائص الکبری ج ۱ ص ۳۸۔

امام جلال الدین سیوطیؒ۔ امام سیوطیؒ لکھتے ہیں کہ واثلہؓ بن اسقع کی حدیث امام مسلم نے روایت کی ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کی حدیث امام بیہقی، امام طبرانی اور حافظ ابونعیم اصفہانی نے روایت کی ہے۔

الخصائص ج ۱ ص ۳۸

۵: ترجمہ، حضرت واثلہ بن اسقع سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالٰی نے حضرت ابراہیم کی اولاد سے حضرت اسماعیل کو برگزیدہ کیا، اور اسماعیل کی اولاد سے بنی کنانہ کو برگزیدہ کیا اور بنی کنانہ سے قریش کو برگزیدہ کیا اور قریش سے بنی ہاشم کو برگزیدہ کیا اور بنی ہاشم سے مجھے برگزیدہ کیا۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح حدیث ہے۔

فبحبی أحبہم ومن أبغض العرب فببغضی ابغضہم[۵]، رواہ الطبری[۶]

نصوص حدیث واقتضاء النص

ہم نے یہاں ان دو حدیثوں پر اکتفا کیا تاکہ طوالت سے ملالت نہ ہو اور یہ، اس باب میں اولوالالباب کے لئے کافی ہیں۔ ورنہ اس سلسلے میں بیسیوں حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ میلاد اور محفل میلاد کے ثبوت واثبات میں یہ حدیثیں چٹان کی حیثیت رکھتی ہیں۔

ان حدیثوں کی تمام انواع نصوص واضح طور پر نبی اکرم ؐ کے حسب ونسب کی نجابت وشرافت اور تعریف وتوصیف میں بول رہی ہیں۔ اور حسب ونسب کی تعریف وتوصیف اور شجرۂ نسب کا بیان وتعریف، میلاد کا بڑا حصہ شمار ہوتی ہیں۔

پس ہر طرح سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ؐ نے خود اپنی محفل میلاد منائی ہے۔

اقتضاء النص: نصوص احادیث عامۃ المسلمین سے یہ اقتضاء کر رہی ہے کہ جس طرح نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے خود اپنا شجرۂ نسب کئی بار بیان کرتے ہوئے اپنے حسب ونسب کی تعریف وتوصیف کی ہے اور مجلس صحابہ ؓ میں اپنی محفل میلاد منائی ہے۔ اس طرح مسلمین کو چاہیے کہ ہر جا و ہر کجا، وقتاً فوقتاً اپنی عام مجالس میں، بلکہ خود اسی مقصد ومنصوبہ کی خاطر بھی مجمع واجتماع کا انتظام کر کے آپ ؐ کے حسب ونسب اور قوم وقبیلہ کی تعریف وتوصیف کیا کریں اور ہمیشہ آپ ؐ کی محفل میلاد مناتے وسجاتے رہیں۔

حدیث کے آخری حصہ "ألا .... أبغضہم" میں ایک بہت بڑی تنبیہ وانتباہ ہے، کہ ہم کسی بھی صورت وحالت میں عرب کی دلخراشی وبے احترامی نہ کریں اور نہ کبھی دل میں ان سے

[۶] الحافظ محمد بن جریر الطبری م ۳۱۰ھ

[۵] ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ آپ ؐ نے فرمایا کہ بیشک اللہ عزوجل نے اپنی مخلوق کو چنا پھر ان میں سے بنی آدم کو پسند کیا۔ پھر بنی آدم کو چن کر ان میں سے عرب کو پسند کیا پھر عرب کو چن کر ان سے قریش کو پسند کیا پھر قریش کو چن کر ان سے بنی ہاشم کو پسند کیا۔ پھر بنی ہاشم کو چن کر ان میں سے مجھے برگزیدہ کر دیا۔ سو میں مسلسل برگزیدہ سے برگزیدہ ہوتا رہا ہوں۔ خبردار! جس نے عرب کو دوست رکھا سو اس نے میری دوستی سے اسے دوست رکھا اور جس نے اسے دشمن رکھا سو اس نے میری دشمنی سے اسے دشمن رکھا۔

کوئی بغض وعناد رکھیں - بلکہ ان کی ہر تکلیف وزحمت کو برداشت کرتے ہوئے ان سے محبت و خندہ پیشانی سے پیش آئیں۔ ؏

حضور پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے، صحابہؓ کرام (رضی اللہ تعالٰی عنہم) کی خواہش و درخواست پر ان کی مجلس میں اپنے کوائف ولادت بتاکر اپنی محفل میلاد منائی۔

⑤ اخرج الحاکم وصححه والبیهقی عن خالد بن معدان عن أصحاب رسول الله (صلی الله علیه وآله وسلم) أنهم قالوا یا رسول الله أخبرنا عن نفسك فقال "دعوة أبی إبراهیم وبشری عیسٰی ورأت امی حین حملت كأنه خرج منها نور أضاءت له بصری من أرض الشام"[۱]

⑥ واخرج ابن سعد من طریق ثور بن یزید عن ابی العجفاء عن النبی (صلی الله علیه وآله وسلم) قال: رأت أمی حین وضعتنی سطع منها نور أضاءت له قصور بصری"[۲]

یہ احادیث خاص الخاص باب ولادۃ میں وارد ہوئی ہیں - اور ایسی بیشمار اور حدیثیں بھی ہیں جو براہ راست آپؐ کے والدین کے حالات وواقعات، حمل وایام حمل اور ولادت ورضاعت وغیرہ وغیرہ کی حامل ہیں - ہم نے یہاں یہ دو حدیثیں محض بصورت نمونہ وثبوت لاکر ثابت کر دیا کہ آپؐ نے خود بھی اپنی میلاد ومحفل میلاد منائی ہے۔

؏: خبردار اے مسلمان! جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم عرب کی دلخراشی ودل رنجی ناجائز وناقابل برداشت ہے تو خود ذاتؐ ولاصفات کی اپنی دلخراشی و دلرنجی کس قدر باعث عتاب وباعث عقاب ہوگی۔

[۱]:- ترجمہ: امام حاکم نے حدیث نکالی اور اس کی تصحیح کی اور امام بیہقی نے (بھی) خالد بن معدان سے اس نے صحابۂ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے، کہ انہوں نے آپؐ سے عرض کی، یا رسول اللہ! ہمیں اپنی ذاتِ گرامی کی خبر بتا دیں، سو آپؐ نے فرمایا، "(میں) اپنے باپ، ابراہیمؑ کی دعا اور عیسیٰؑ کی بشارت ہوں اور میری والدہ نے دیکھا جب انہیں حمل ہوا، گویا ان سے نور نکلا جس سے ملک شام کا (بصریٰ (شہر) روشن ہوگیا۔ الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۴۶، امام سیوطیؒ"

[۲]:- ترجمہ: حضرت ابن سعدؓ نے ثور بن یزید کی اسناد سے حدیث نکالی اس نے حضرت ابو العجفاءؓ سے، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، فرمایا آپؐ نے، "میری والدہ نے دیکھا جب مجھے وضع کیا کہ ان سے نور پھیل گیا جس سے بصریٰ کے محلات روشن ہوگئے"۔ الخصائص الکبری ج۱ ص۴۶۔ امام سیوطیؒ"

نکات وعناصر احادیث

ان احادیث میں حسب ذیل نکات وعناصر ہیں:

① دربار نبویؐ میں، صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے آپؐ کی میلاد کے بارے میں دریافت کر رہے ہیں۔

② حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کی خواہش وگذارش پر اپنی میلاد کے نکات وحالات بیان فرما رہے ہیں۔

③ حضرت خلیل اللہ (علی نبینا وعلیہ السلام) دنیا کی رہبری وہدایت کی خاطر، آپؐ کی، اللہ تعالیٰ سے خواستگاری کر رہے ہیں۔

④ حضرت روح اللہ (علی نبینا وعلیہ السلام) لوگوں کو آپؐ کی تشریف آوری کی بشارت وخوشخبری سنا رہے ہیں۔

⑤ آپ کا نور معظم حمل کے اسٹیج میں بھی ظہور پذیر ہوتا ہے اور بوقت ولادت بھی، جس سے دنیا روشن ہو جاتی ہے اور بصریٰ کے محلات، آپؐ کی والدہ ماجدہ کو نظر آنے لگتے ہیں۔

احادیث کے ان نکات وعناصر سے مندرجۂ ذیل امور ومسائل واضح ہوتے ہیں:

۱۔ میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں دریافت کرنا صحیح ودرست وسنت صحابہؓ ہے۔

۲۔ میلاد ومحفل میلاد منانا عمل وسنت نبویہؐ ہے۔

۳۔ آپؐ کی عظمت وشان بہت بلند، آپؐ کی، دنیا کو بیحد حاجت وضرورت اور آپؐ کا وجود مسعود قابل فخر ولائق بشارت ہے۔

۴۔ آپؐ کا نور، نور حقیقی، نور مجسم، نور امر اور نور کائنات ہے۔

نصوص اربعہ واقتضاء النص

احادیث مزبورہ کی نصوص اربعہ، "عبارۃ النص، اشارۃ النص، دلالۃ النص اور

اقتضاء النص» سب کے سب، حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی میلاد و محفل میلاد کے باب پر محیط و دوار ہیں۔

پھر اقتضاء النص میں دو اہم امور آرہے ہیں:-

① جو لوگ آپؐ کی سیرت و سنت، حسب و نسب اور اوصاف و صفات سے ناواقف ولاعلم ہیں، ان سے، بہ سنت صحابہؓ، یہ اقتضاء و تقاضا کیا جاتا ہے کہ وہ علمائے امت و مشائخ اہل سنت کی خدمت میں جمع ہو کر محفل میلاد منانے، اوصاف حضورؐ بتانے کی گذارش و درخواست کریں۔

② علمائے مشائخ دین سے، "بہ سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)" یہ تمنا و تقاضا کیا جا رہا ہے کہ وہ عوام الناس کے اجتماعات و مجالس میں آپؐ کے فضائل و خصائل، اوصاف و صفات اور سنت و سیرت بیان کر کے محفل میلاد منائیں۔ تاکہ اہل عالم آپؐ کی صحیح تعریف و تعارف سے کما حقہ اور صحیح معنوں میں واقف و باخبر ہو کر آپؐ کے اور آپؐ کے دین و مذہب کے شیدائی بن جائیں۔

ع: المولد الروی فی المولد النبوی ص۹۔ مطبوعہ: مرکز تحقیقات اسلامیہ لاہور۔ علامہ ملا علی القاری م سنہ ۱۰۱۴ھ

رب العزت نے، حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سال حمل کی خوشی میں سارا سال جشن و محفل میلاد منائی۔ اور آپؐ کے اعزاز و اکرام میں دنیا بھر کی عورتوں کو اولاد نرینہ عطا فرمائی۔

امام حلبیؒ لکھتے ہیں، " وکانت تلک السنۃ التی حمل فیھا برسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یقال لھا سنۃ الفتح والابتھاج فان قریش کانت قبل ذالک فی جدب وضیق عظیم، فاخضرت الأرض وحملت الاشجار وأتاھم الرغد من کل جانب فی تلک السنۃ"[1]

ترجمہ:- جس سال رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (اپنی والدہ ماجدہ کے) حمل میں تشریف

[1] سیرت حلبیہ ج۱ ص۷۸ - امام علی بن برہان الدین حلبیؒ۔
جشن میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شرعی حیثیت ص۱۱۶ - علامہ پروفیسر طاہر القادری

لائے وہ سال فتح و خوشی کا سال کہلاتا ہے، بیشک قریش، قبل ازیں بڑی قحط سالی و تنگی میں مبتلا تھے پس اس سال زمین سر سبز ہوگئی، درختوں میں پھل لگ گیا اور ہر طرف سے انہیں فراوانی و خوشحالی آگئی۔

امام موصوف آگے لکھتے ہیں، "وکان قد أذن اللہ تلک السنۃ لنساء الدنیا ان یحملن ذکورا کرامۃ لمحمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) [۵۰]

ترجمہ: اور بہ تحقیق اذن دیا تھا اللہ تعالیٰ نے اس سال، (سیدنا) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعزاز و اکرام کی خاطر، دنیا بھر کی عورتوں کے لئے کہ وہ نرینہ اولاد سے حاملہ ہو جائیں۔

۵۰: انوار محمدیہ ص۲۳ علامہ یوسف بن اسماعیل البنہانی رح

حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ظہور قدسی کے احترام و اعزاز میں رب العزت نے جشن تعظیم و تکریم اور محفل عید میلاد منائی۔ کائنات کی ساری مخلوقات نے ایک دوسرے کو بشارت و خوشخبری سنائی۔

جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرعی حیثیت، ص۱۱۶ علامہ پروفیسر طاہر القادری ۱۲

(۷) أخرج ابو نعیم عن عمرو بن قتیبۃ قال سمعت أبی وکان من أوعیۃ العلم قال لما حضر ولادۃ اٰمنۃ رضی اللہ عنہا، قال اللہ تعالیٰ لملائکتہ افتحوا أبواب السماء کلہا وابواب الجنان کلہا وأمر اللہ الملائکۃ بالحضور فنزلت تبشر بعضہا بعضا وتطاولت الجبال وارتفعت البحار وتباشر أھلہا فلم یبق ملک إلا حضر وأخذ الشیطان فغل سبعین غلا وألقی منکوسا فی لجۃ البحر الخضراء وغلت الشیاطین والمردۃ وألبست الشمس یومئذ نورا عظیما وأقیم علی رأسہا سبعون الف حوراء ینتظرون ولادۃ محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) وکان قد أذن اللہ تلک السنۃ لنساء

۵۱ سیرت حلبیہ ج۱ ص۷۸ - امام علی بن برہان الدین حلبی رح
الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۴۷ - امام جلال الدین سیوطی رح

الدنیا ان یحملن ذکورا اکرامۃ لمحمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) .... الخ ؏

ہم نے طوالت سے اجتناب کرتے ہوئے محض اپنی ضرورت و احتیاج کے پیش نظر اتنے مواد پر اکتفا کیا ورنہ اس سلسلے میں بیشمار طویل طویل احادیث و روایات وارد ہوئی ہیں جن میں محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر جشن الٰہی کے مختلف پہلوؤں کا ذکر و بیان کیا گیا ہے۔ ہم یہاں قارئین کرام کے ملاحظہ و مطالعہ کی خاطر چند اہم واقعات تحریر کردیں گے۔

حضرت بی بی آمنہ (رضی اللہ تعالےٰ عنہا) کو زچہ کے وقت قدرتی، خوش ذائقہ و فرحت بخش شربت پلائی گئی، جس سے ان میں نور و سرور آگیا۔ ان کے پاس عبد مناف کی اولاد جیسی خوبصورت و حسین اور قد آور بیبیاں آگئیں۔ خوش رنگ و خوش الحان پرندے آگئے۔ ساری کائنات نور سے بھر گئی، دنیا روشن ہوگئی۔ حضرت آمنہ (رضی اللہ تعالےٰ عنہا) کو مشرق تا مغرب سارا جہاں نظر آگیا۔ انہوں نے تین قدرتی جھنڈے دیکھے۔ ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک کعبۃ اللہ شریف پر لہرا رہا تھا۔ سروش غیب سے یہ خوشخبری اور اعلامیہ سنا کہ نومولود (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مفاتیح نصرت، مفاتیح ریح اور مفاتیح نبوت پر قابض ہوگئے۔ ایک سفید بادل نے آپؐ کو گھیرا اور مشرق تا مغرب ساری دنیا کا دورہ کرا کر خلق عالم، جن و انس، پرندہ چرندہ، بحر و بر کے حیوانات تمام موجودات کائنات کو آپؐ کی دیدار کرائی، آپؐ کے اوصاف و صفات اور درجات و کمالات

ع۵:۔ الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۴۷۔ امام حافظ جلال الدین سیوطیؒ۔

ع۶:۔ النعمۃ الکبریٰ ص۶۲، ص۶۷۔ مطبوعہ: قادری کتبخانہ سیالکوٹ۔ امام ابن حجر ہیتمی مکیؒ۔

؏:۔ ترجمہ: حافظ ابو نعیمؒ نے عمرو بن قتیبہؒ سے تخریج کی ہے، کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا، جو علم کا خزانہ تھے، فرمایا کہ جب بی بی آمنہ (رضی اللہ تعالےٰ عنہا) کے زچہ کا وقت ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ سارے آسمانوں اور ساری جنتوں کے دروازے کھول دو اور سارے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے حاضر رہنے کا حکم دیا۔ سو فرشتے اتر کر ایکدوسرے کو خوشخبری سنانے لگے۔ دنیا کے پہاڑ اونچے ہوئے، سمندر چڑھ گئے۔ ان کے سارے جاندار وغیرہ خوشی مناتے ہوئے ایک دوسرے کو بشارت دیتے رہے، کوئی فرشتہ نہ رہا جو حاضر نہ ہو اور ابلیس گرفتار ہو کر ستر طوقوں میں جکڑا گیا۔ اور بحر اخضر کی گہرائی میں الٹے منہ پھینکا گیا اور سارے سرکش شیاطین طوقوں میں جکڑے گئے اور سورج کو اس دن بہت عظیم نور چڑھایا گیا۔ اور بی بی آمنہؓ کے سر پر ستر حوریں قائم ہو کر (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت کا انتظار کرنے لگیں۔ اور بہ تحقیق اس سال اللہ تعالیٰ نے (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اعزاز و اکرام کی خاطر ساری دنیا کی عورتوں کے لئے نرینہ اولاد سے حاملہ ہونے کا حکم صادر فرمایا تھا .... الخ حدیث طویل ہے جس میں قابل ذکر نکات یہ ہیں "جب آپؐ کی ولادت ہوئی تو ساری دنیا کائنات نور سے بھر گئی۔ فرشتے خوشی منانے لگے۔ ہر ہر آسمان میں زبرجد و یاقوت کا ایک ایک مینار لگایا گیا جن سے نور پھیلتا رہا۔ حوض کوثر پر ستر ہزار درخت مسک وار فرکے لگائے گئے ان کے ثمار اہل جنت کیلئے بخور (خوشبو) بن گئے۔ سارے بت اوندھے منہ گر پڑے اور لات و عزیٰ اکھڑ گئے (الخصائص ج۱ ص۴۷)

سے انہیں متعارف کرایا۔ اس رات کسریٰ فارس کے ایوان میں سخت جھٹکے آئے اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے فارس کے مجوسوں کی ہزار سالہ آگ بجھ گئی (جس کی عبادت کرتے تھے)۔ بحیرۂ ساوہ خشک ہوگیا۔ حضرت آدمؑ تا حضرت عیسیٰؑ، سارے انبیاء و رسل (علیہم السلام) کی خصوصی صفات و اعلیٰ اخلاق آپ ﷺ کو عطا کئے گئے۔ پیدا ہوتے ہی سجدہ ریز ہوئے اور انگشت شہادت اٹھا کر زیر لب تضرع کرنے لگے۔[عہ] تین فرشتے آئے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا تھا، دوسرے کے ہاتھ میں زمرد کا طشت اور تیسرے کے پاس ریشم سفید میں لپٹی ہوئی انگوٹھی تھی۔ جسے نکال کر دھولیا اور آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت ثبت کردی [لے عہ]

انواع نصوص واقتضاء النص

احادیث[لے] منصوصہ میں تمام انواع نصوص واضح طور پر جشن ومحفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی کی جھلکیاں دکھا رہی ہیں جن سے حسب ذیل نکات کا ثبوت واضح ہوتا ہے۔ اور اقتضاء النص امت مسلمہ سے یہی اقتضاء ومطالبہ کرتا ہے۔

(۱) میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر جشن ومحفل سجانا۔

(۲) محفل میلاد میں خوشی وشادمانی منانا۔

(۳) اجتماع ومجمع عوام الناس منعقد کرکے آپ ﷺ کی میلاد باکرامت اور کرامات میلاد کا بیان سننا، سنانا۔

(۴) آپ ﷺ کی ولادت کی فرط خوشی میں، اس کی، ایک دوسرے کو بشارت وخوشخبری دینا۔

(۵) اظہار خوشی میں محفل وجلسہ گاہ اور شہر وبازار میں چراغاں کرنا اور جھنڈے جھنڈیاں لگانا۔

(۶) عوام الناس کے مجمع واجتماع عام میں آپ ﷺ کے اوصاف وصفات اور درجات وکمالات بیان کرکے لوگوں کو آپ ﷺ کے رتبہ عظمیٰ ودرجہ علیا سے متعارف کرانا۔ ان کے دلوں میں آپ ﷺ کی عزت وعظمت اور اعزاز واکرام بٹھانا۔

عہ:- آپ ﷺ کی مدت حمل وولادت اور ایام رضاعت کے خوارق وکرشمہ جات کا سارے مورخین واہل سیر نے

ایام میلاد و محافلِ میلاد میں، ہر جا و ہر کجا، ہر طرف و ہر سمت خوشیاں ہی خوشیاں اور نیکیاں ہی نیکیاں ہونی چاہئیں اور ظلم و ستم، بدکاری و برائی بالکل بند اور فکر و غم، رنج و الم کی باتیں تک نہیں ہونی چاہئیں کہ رب العزت نے، آپ ﷺ کے ایامِ میلاد میں کائنات و مافیہا کو نور و سرور سے بھر دیا۔ آسمانوں اور بہشتوں کے در و دروازے کھول دیئے۔ خناس و شیاطین کو قید و بند میں جکڑ دیا۔ قحط و تنگی کو فراخی و فراوانی سے، پریشانی و بدحالی کو سکون و خوشحالی سے بدل دیا۔ زنانِ عالم کو ہادیٔ عالم کے اعزاز و اکرام میں فرزند عطا کر کے بخشش و کرم کا سمندر بہا دیا۔

روضۂ اقدس پر فرشتوں کا، دن رات جشن سرور و محفل صلوٰۃ و سلام

عن نبیہۃ بن وھب (رضی اللہ تعالٰی عنہ) ان کعبا (رضی اللہ تعالٰی عنہ) دخل علی عائشۃ (رضی اللہ تعالٰی عنہا) فذکروا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فقال کعب (رضی اللہ تعالٰی عنہ) مامن یوم یطلع الانزل سبعون الفا من الملائکۃ حتی یحفوا بقبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یضربون باجنحتھم ویصلون علی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حتی اذا امسوا عرجوا وھبط مثلھم فصنعوا مثل ذالک حتی اذا انشقت عنہ الارض خرج فی سبعین الفا من الملائکۃ یزفونہ[1]" رواہ الدارمی

ترجمہ: حضرت بنیہ بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں آئے۔ پھر جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ کرنے لگے۔ سو حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، کہ کوئی دن طلوع نہیں ہوتا مگر ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں، یہاں تک کہ گھیر لیتے ہیں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اقدس کو، اپنے پروں کو ہلاتے رہتے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتے رہتے ہیں یہاں تک کہ شام ہو جاتی ہے، یہ فرشتے چڑھ جاتے ہیں، اور ان جتنے (فرشتے) اترتے ہیں۔ سو اسی طرح کرتے ہیں (جو دن کے فرشتے کرتے رہے) یہاں تک کہ زمین چر جائے گی (آپ ﷺ کا روضہ اقدس کھل جائیگا)

[1]: مشکوٰۃ المصابیح ج ۲ ص ۵۴۶۔

ف: مولانا اشرف علی تھانوی نشر الطیب میں یہ حدیث روایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
"اس سے آپ ﷺ کا شرف عظیم برزخ میں ظاہر ہے۔" نشر الطیب، ص ۲۳۹۔

آپ ستر ہزار فرشتوں کے جلوس میں نکلیں گے جو آپ کو درمیان میں لئے ہوئے ہوں گے۔ (یہ حدیث امام دارمیؒ نے روایت کی ہے)

نکات وعناصر احادیث

یہ حدیث پاک جشن ومحفلِ ذکر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور جواز وثبوتِ جلوس میں بہت اہمیت کی حامل ہے۔ جس سے مندرجۂ ذیل اہم نکات وعناصر ظاہر وباہر ہیں۔

(۱) ان کعبا دخل .... فذکروا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی خدمت میں محض محفل ذکر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سنانے کی خاطر تشریف لے گئے تھے۔

(۲) کلمہ "فذکروا" (جمع) سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حاضرین محفل کثیر تعداد میں جمع تھے، جنہوں نے آپ کا ذکر وتذکرہ کیا تھا۔

(۳) میر مجلس وصدر محفل، فقیہ امت علامہ سنت، ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔

(۴) فرشتوں کا بہت بڑی تعداد میں، روضۂ اقدس پر نازل ہو کر (دن رات) محفل صلوٰۃ وسلام منانا۔

(۵) فرشتوں کا جشن ومحفل صلاۃ وسلام میں اپنے پر ہلا ہلا کر اپنی خوشی وشادمانی کا اظہار کرنا۔

(۶) فرشتوں کا، تبادلہ صبح وشام اس لئے عمل میں آتا ہے تاکہ اس طرح سے سارے فرشتوں یا کثیر سے کثیر کو دربار نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں حاضری ومحفل صلوٰۃ وسلام میں شمولیت کی سعادت وشرف حاصل ہو سکے۔

(۷) حتی .... اذا، سے یہ واضح ہوتا ہے کہ فرشتوں کا، روضۂ اقدس پر جشن ومحفل صلاۃ وسلام دن رات، چوبیس گھنٹے قیامت تک بلا وقفہ وبلا ناغہ جاری رہتی ہے۔

(۸) خرج فی .... الخ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ قیامت کے دن ستر ہزار فرشتوں کے

جلوس میں میدان حشر کی طرف تشریف لے جائیں گے جو آپؐ کو بہت بڑے اعزاز واکرام کے ساتھ درمیان میں لئے ہوئے ہوں گے۔

استخراج مسائل متضمنہ

ہم نکات وعناصر حدیث سے حسب ذیل مسائل متضمنہ کا استخراج کر کے

جشن ومحفل میلاد اور جلسہ وجلوس اعزاز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثبوت واضح کرتے ہیں۔

① محفل وذکر وتذکرۂ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منانا اور اس کی خاطر اجتماع سنت وعمل صحابہ ہے۔

② جشن ومحفل صلوۃ وسلام فرشتوں کا عمل وسنت اور سنت الٰہی ہے، جس کی آیۂ کریمہ، "اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ" سے تاکید وتائید ہوتی ہے اور یہ میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ایک حصہ ہی ہے۔

③ جشن ومحفل میلاد، جلسہ ومجلس صلات وسلام اور حاضری دربار نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں خوش ہو کر خوشی منانا اور خوشی کا اظہار کرنا سنت ملائکہ ہے۔

④ آپؐ کے اعزاز واکرام میں مجمع واجتماع کر کے جلوس نکالنا عمل وسنت ملائکہ ہے۔

⑤ فرشتوں کا روضہ اقدس پر، یہ سارا عمل وپروگرام اور حشر کے روز اعزازی جلوس بہ امر ورضائے الٰہی ہو رہا ہے، لہٰذا یہ امر وسنت الٰہی ہے۔

⑥ اس سے ان لوگوں کے استدلال کا شدید رد وتردید ہوتی ہے جو حدیثؐ "لاتشدوا الرحال إلا إلی ثلاثة مساجد ...." کو غلط معنی پہناتے ہوئے کہتے ہیں کہ سوائے تین مساجد کے کسی بھی جگہ کے لئے رخت سفر باندھنا جائز نہیں۔ سو حجاج، مدینہ پاک جاتے وقت

نوٹ: اس طرح منکرین ایک دوسری حدیث، "لاتجعلوا قبری عیدا"، سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپؐ کی قبر شریف پر جانا اس حدیث کی رو سے منع ہے۔ تو ان کا یہ استدلال بھی ٹوٹ گیا۔ امام سبکیؒ نے لکھا ہے کہ پہلے تو یہ حدیث ضعیف ہے اور اگر ثابت بھی ہو جائے تو اس سے یہ معنی لے جائیں گے کہ لوگ آپؐ کی قبر کی زیارت میں عید کی طرح دیر وتاخیر سے نہ آئیں جو سال میں ایک دفعہ آتی ہے یا عید کی طرح لباس وغیرہ میں زیب وزینت اور تکلف وتصنع کر کے اپنے آپ کو حرج میں نہ ڈالیں۔ شفاء السقام ص ۷۹ تا ۸۷
پس حدیث کے، خواہ مخواہ غلط معنی ومطلب لے کر مسلمین کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے روکنا بہت بڑا ظلم وستم ظریفی ہوگی علاوہ ازیں دوسری بیسیوں حدیثیں

(بقایا اگلے صفحہ پر)

زیارتِ روضۂ پاک کی نیت نہ کریں بلکہ مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی کی نیت کرکے جائیں۔" ان کا، یہ استدلال اس حدیث سے ٹوٹ کر پارہ پارہ ہو گیا۔ کیونکہ اگر روضۂ اقدس کی زیارت کی نیت سے سفر ناجائز و گناہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی معصوم و پاک اور نورانی مخلوق (فرشتے)، آسمان سے سفر کرکے براہ راست روضۂ اقدس پر نہ آتے۔ بلکہ ان کا، فی الحقیقت، روضۂ اقدس پر آنا جانا اور صلوٰت و سلام پڑھنا وغیرہ، سارا پروگرام بحکم خداوندی ہے اور نہ خداوند قدوس گناہ و ناجائز کام کا حکم[1] دیتے ہیں، نہ فرشتے[2] کوئی گناہ و نافرمانی کرتے ہیں۔

پس اس اصول کے تحت یہ ثابت اور واضح ہوا کہ آپؐ کے روضۂ اطہر کی زیارت کی نیت سے سفر کرکے جانا جائز و ثابت بلکہ امر خداوندی اور واجب ہے اور حدیث لاتشدوا الرحال .... الخ کی نہی، روضۂ اقدس کی زیارت کے سفر پر شامل نہیں کیونکہ یہ مساجد کے لئے وارد ہوئی ہے۔ سیکڑوں محدثین نے اس باب کی وضاحت کی ہے[3]۔ ہم یہاں محض مولانا اشرف علی تھانوی کی تشریح و بیان پر اکتفا کرتے ہیں جو آپؐ کے روضۂ منورہ کی زیارت کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں،" اور ایک حدیث میں جو وارد ہے، "لاتشدوا الرحال الا الیٰ ثلثة مساجد" وہ سفر الی القبر الشریف کی نہی پر دلالت نہیں کرتی[ع] .... الخ آگے لکھتے ہیں،" اور تائید اس کی ایک صریح حدیث سے ہوتی ہے جس کو مولانا مفتی صدر الدین خان دہلوی مرحوم و مغفور نے اپنے رسالہ "منتہی المُقَال" میں اس طرح نقل کیا ہے،" فی مسند أحمد عن أبی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) لا ینبغی للمطی ان یشد

(پچھلے صفحہ سے) کی تکذیب ہوگی جو آپؐ کی قبر شریف کی زیارت و حاضری کی ترغیب میں وارد ہوئی ہیں۔ نیز قرآن حکیم کی آیت، "ولو انھم اذظلموا انفسھم جاؤک .... الخ سے انکار ہوگا۔ اور حدیث و قرآن کی تکذیب و انکار کفر ہے، پس جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے منع کرکے اسے حرام قرار دے وہ کافر ہے۔

ع:۔ امام سبکیؒ نے اپنی کتاب "شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام" (علیہ الصلاۃ والسلام) میں منکرین کے دفاع میں ایک مستقل باب باندھا ہے۔ جس میں ان کے تمام اعتراضات لاکر مستند دلائل سے ان کی تردید کی ہے اور اس حدیث کے متعلق ایک تفصیلی بیان لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان کو وہم ہوا ہے۔ کیونکہ یہ حدیث مساجد کے بارے میں ہے۔ اس سے زیارت روضہ نبویؐ کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ ایک توجیہ سے اس میں سفر برائے زیارت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترغیب موجود ہے۔ شفاء ص ۱۱۷ تا ص ۱۱۹

[1]: ارشاد باری تعالیٰ ان اللہ لایأمر بالفحشاء والمنکر۔

[2]:۔ لایعصون اللہ ما امرھم ویفعلون مایؤمرون۔

[3]:۔ محدثین و فقہاء اسلام نے لکھا ہے کہ حدیث ہذا میں ان مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کے لئے سفر برائے نماز کی ممانعت مقصود ہے۔ یہ انبیاء و اولیاء و غیرہم کی قبور کی زیارت اور طلب علم، ملاقات احباب اور تجارت وغیرہ جائز مقاصد کے سفر کا مانع نہیں اس پر جمہور علمائے امت کا اجماع و اتفاق ہے کیونکہ زیارت قبور کا، صریح احادیث سے جواز قولاً و عملاً ثابت ہے۔ تاریخ المدینۃ المنورۃ ص ۵۷۹، ص ۵۸۰، ص ۵۸۱ بحوالہ فتح الباری، سنن ابی داؤد، شرح مسلم اور مرقاۃ المفاتیح۔

رحال الی مسجد ینبغی فیہ الصلوٰۃ غیر المسجد الحرام والمسجد الأقصیٰ و مسجدی ھٰذا" پھر آگے لکھتے ہیں، "اور مقابر خاصہ میں برکات خاصہ ثابت ہیں پھر "زوروا القبور" میں بھی اطلاق اذن ہے[۵۱]۔"

روضۂ منورہ کی زیارت وسفر برائے زیارت بہ اجماع امت سنتِ مسنونہ بلکہ واجب ہے۔

امام قاضی عیاض رحمہ اللہ لکھتے ہیں، " وزیارۃ قبرہٖ صلی اللہ علیہ وسلم سنۃ من سنن المسلمین مُجمَعٌ علیھا وفضیلۃ مرغب فیھا[۵۲]" ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قبر (شریف) کی زیارت مسلمین کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے جس پر اجماع امت ہوا ہے اور اس میں بڑی پسندیدہ (اعلیٰ) فضیلت ہے۔

امام دار قطنی رحمہ اللہ قاضی محاملی کی اسناد سے حضرت نافع (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے حدیث روایت کرتے ہیں "عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال النبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) من زار قبری وجبت لہ شفاعتی[۵۳]"، قاضی عیاض آگے لکھتے ہیں، "وفی حدیث اٰخر، من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی[عہ]" آگے لکھتے ہیں، "فإن الزیارۃ مباحۃ بین الناس وواجب شد المطی إلی قبرہٖ صلی اللہ علیہ وسلم[۵۵]"

مولانا اشرف علی لکھتے ہیں، "اور قبر شریف کی زیارت میں صحیح حدیثیں آئی ہیں" امام دار قطنی کی مرویہ حدیث لکھنے کے بعد فرماتے ہیں، "اور معجم کبیر طبرانی میں ہے کہ

۵۱:- نشر الطیب ص۲۳۶، ص۲۳۷ مطبوعہ کانپور (ہند) مولانا اشرف علی تھانوی۔

۱۲

۵۲، ۵۳ :- الشفاء ج۲ ص۸۳

۵۴، ۵۵ :- الشفاء ج۲ ص۸۴ مطبوعہ بیروت قاضی عیاض رحمہ اللہ۔

۵۵ :- یہ امام ابن عبد البر رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ ہے قاضی عیاض نے یہاں نقل کیا ہے۔

۵۴: مولانا اشرف علی وغیرہ کثیر علماء نے یہ حدیث روایت کی ہے۔ مولانا اسے صحیح قرار دیتے ہیں۔ نشر الطیب ص۲۳۶۔

مولانا حمد اللہ دیوبندی فاضل مظاہر علوم سہارنپور نے یہ حدیث البصائر میں روایت کی ہے۔ البصائر ص۳۳۵

امام جلال الدین سیوطی نے جامع الصغیر میں۔ جامع الصغیر ج۱ ص۱۷۱۔

عہ:- کنز العمال ج۵ ص۱۳۵ ۔مطبوعہ مصر۔ امام علی بن حسام الدین

حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا، "من جاءنی زائرا لا تحملہ حاجۃ الا زیارتی کان حقا علی أن أکون شفیعا لہ یوم القیامۃ" مولانا لکھتے ہیں "اس کو ابن السکن نے صحیح کہا ہے اور متکلم فیہ حدیثیں اس باب میں کثیر ہیں"۔ آگے لکھتے ہیں، "یہ توفتوی استدلال تھا" مولانا حمد اللہ لکھتے ہیں، "ان الاجماع علی طلب زیارتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طلبا أکیدا لم یخالف فی ذالک لا عالم ولا جاھل ولا أسود ولا أبیض ولا رجل ولا امرأۃ بل صرح بعض ھداۃ الأمۃ أن ھذہ الزیارۃ واجبۃ فرارا من الجفاء الذی رمی بہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من لم یزرہ، فإنہ قال علیہ الصلاۃ والسلام فیما رواہ ابن النجار (من لم یزرنی فقد جفانی) وقال (ما من أحد من أمتی لہ سعۃ ثم لم یزرنی فلیس لہ عذر)۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں، "إنھا من افضل الأعمال واجل القربات الموصلۃ الی ذی الجلال وان مشروعیتھا محل إجماع بلا نزاع واللہ الھادی الی الصواب۔

عہ:- ترجمہ: جو میرے پاس زیارت کے لئے آجائے جسے میری زیارت کے سوا کوئی حاجت نہ لائے تو مجھ پر لازم ہوگا کہ میں اس کا شفاعت کرنے والا ہوں قیامت کے روز۔ فتح القدیر ج ۳ ص ۹۴۔ امام محمد بن عبدالواحد ابن الہام۔ م ۸۶۱ھ۔

عہ:- بیشک اجماع ہے آپ کی زیارت کی طلب پر موکد طور پر جس میں نہ کسی عالم نے مخالفت کی ہے نہ جاہل نے نہ کالے نے نہ سفید نے نہ مرد نے نہ کسی عورت نے بلکہ بعض پیشوایان امت نے یہ تصریح کی ہے کہ یہ زیارت واجب ہے اس جفا سے بچنے کی خاطر جس سے آپ نے اس شخص کو نشانہ بنایا ہے جو آپ کی زیارت نہ کرے۔ پوری حدیث یہ ہے: عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی"۔ اور فرمایا۔ (نہ ہو، میری امت میں کوئی ایسا شخص جسے گنجائش ہو پھر میری زیارت نہ کرے۔ سو ایسے شخص کے لئے کوئی عذر (قابل قبول) نہ ہوگا۔

للعہ:- بیشک یہ (زیارت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بہترین اعمال و بزرگ ترین عبادات سے ہے جو اللہ تعالی تک پہنچا دینے والی ہیں اور بیشک اس کا حکم اجماع میں ہے۔ بغیر کسی اختلاف کے۔ اور اللہ تعالی صحیح راہ و منزل تک پہنچا دینے والا ہے۔

لہ:- نشر الطیب ص ۲۳۶ مولانا اشرف علی

البصائر ص ۲۳۵ مولانا حمد اللہ دیوبندی مطبوعہ استنبول ترکی۔

لہ:- البصائر ص ۲۳۵ مولانا حمد اللہ دیوبندی

۳ لہ فتح الباری ج ۳ ص ۶۶ مطبوعہ: مصر امام حافظ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ م ۸۵۲ھ

لہ:- مولانا رشید احمد دیوبندی نے اسے افضل المستحبات اور واجب بتایا ہے اور کہا ہے کہ حج سے فراغت کے بعد روضہ اطہر کی نیت سے سفر اختیار کرے..... الخ

زبدۃ المناسک ص ۱۳۵ ص ۱۳۶ مولانا رشید احمد گنگوہی مطبع رشیدیہ

امام مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے قول، "کرہ ان یقال، "زرنا قبر النبیؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کی توضیح وتشریح

قاضی عیاض لکھتے ہیں[۵۱]، "وکرہ مالک ان یقال "زرنا قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم"
اس قول کے معنی ومفہوم بالکل روشن وواضح ہیں۔ اس میں کوئی دھندو اندھیرا نہیں، کراہت کا حکم عملِ زیارت کی طرف قطعاً منسوب نہیں[عـہ]۔ بلکہ یقال کی طرف راجع ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ زائر اپنے عمل زیارت کا بیان، ان الفاظ میں "کہ ہم نے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قبر کی زیارت کی" نہ کرے۔ بلکہ زیارت وسلام کی نسبت آپؐ کی ذات اقدس کی طرف کرے۔ قاضی عیاضؒ اس کی توجیہ میں مختلف اقوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں[۵۲]، "وقال ابو عمران ..... الخ ترجمہ: اور ابوعمران (رحمہ اللہ تعالیٰ) کہتے ہیں کہ، امام مالکؒ نے صرف اس بات کو مکروہ قرار دیا کہ کہا جائے، "طواف الزیارۃ یا کہا جائے، "ہم نے قبرِ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زیارت کی"۔ لوگوں کا، آپس میں، اسے بعض کا بعض کے لئے استعمال کرنے کی وجہ سے اور ناپسند کیا (امام صاحب نے) نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو لوگوں کے ساتھ اس لفظ (زرنا قبر فلان) میں مساوی وبرابر کرنے کو[عـہ]۔ اور دوست رکھتا ہے اس بات کو کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو تخصیص دے کر کہا جائے، سلمنا علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ساتھ ساتھ اس لئے کہ زیارت لوگوں کے درمیان مباح ہے اور واجب ہے، سفر کی تیاری کر کے جانا نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے روضۂ اقدس کی طرف
اس توضیح وتشریح سے یہ واضح ہوا کہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نفی کی کوئی روایت ثابت نہیں بلکہ وہ جمہور ائمہ مثبتین ومشائخ محققین کے میر کارواں ہیں۔
جمہور علماء ومشائخ امت مثلاً امام الائمہ امام ابن الہمام، امام ابن عابدین شامی علامہ ملا علی القاری الہروی اور علامہ خلیل احمد دیوبندی بہ یک اتفاق لکھتے ہیں[۵۳] کہ تمام علماء ومشائخ امت اور مسلمانان عالم (بعض مخالفین کے سوا[عـہ]) اس بات پر متفق ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

---

[۵۱]: الشفاء، ج۲، ص۸۲
[۵۲]: الشفاء، ج۲، ص۸۳
عـہ: امام صاحب زیارت روضۂ اطہر کو قطعاً مکروہ نہیں کہتے
عـہ: جب لوگ ایکدوسرے کیلئے کہتے ہیں، "زرنا قبر فلاں" اور اگر یہی الفاظ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے استعمال کرکے کہا جائے "زرنا قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" تو آپ کو مساوی کیا لوگوں کے ساتھ اور یہ آپ کی شان کے خلاف ہے۔ لہذا آپ کی تخصیص کرکے قبر یا روضہ کی جگہ زرنا کی نسبت آپ کی ذات پاک کی طرف کی جائے
[۵۳]: کامل تاریخ المدینۃ المنورہ ص۲۱۵، ص۲۱۸ مطبوعہ: مکتبہ رحمانیہ لاہور علامہ محمد عبدالمعبود

عـہ مخالفین صرف ابن تیمیہ اور اس کے مٹھی بھر پیروکار ہیں۔ اس کے علاوہ پوری امت کا زیارت روضۂ اطہر کی حقیقت پر اجماع واتفاق ہے اور اسکو (ابن تیمیہ کو) مسترد کیا ہے۔ (البصائر ص۲۲۲، ص۳۳۵، ص۳۳۶، علامہ حمد اللہ دلو بزوی)۔

روضۂ اطہر کی زیارت افضل ترین عبادات اور بلند پایہ نیکیوں میں سے ہے اور قریب واجب کے ہے ۔ درجات علیٰ اور مقامات عظمیٰ کی خاطر نہایت کامیاب وسیلہ وذریعہ ہے ۔ اور گنجائش ہونے پر واجب ہے چاروں فقہی مسالک روضۂ اقدس کی زیارت کی افضلیت وسنیت پر متفق ہیں، علامہ خلیل احمد محدث کبیر دیوبندی کا فتویٰ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ "جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی، اس نے مجھ پر ظلم کیا" اس کے وجوب کی صریح دلیل ہے۔

علامہ خیر الرملی شافعی، حافظ ابن حجر العسقلانی اور کئی مشائخ دین کا یہ فتویٰ ہے کہ صاحب استطاعت پر آپ کی زیارت کے لئے جانا واجب ہے[۱]

امام ابن الہمام[۲] کا فتویٰ ہے کہ زائر روانگی کے وقت محض روضۂ اقدس کی زیارت کی نیت کرلے ۔ عارف باللہ عاشق رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ محض روضۂ اقدس کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے ۔ اس سفر میں حج نہیں ادا کیا ۔ مخلصین وشیدایان دین کا طرۂ امتیاز ہے ۔ علامہ خلیل احمد انبہٹوی دیوبندی کا فتویٰ ہے کہ بہتر یہ ہے کہ علامہ ابن ہمام کے فرمان کے مطابق قبر مبارک ہی کی زیارت کی نیت کرے جس سے آپ کی تعظیم و وتکریم اور محبت وعظمت کا اظہار اور حدیث، "لاتحملہ حاجۃ الا زیارتی" کی تعمیل ہوگی۔

استقبال الروضۃ الشریفۃ عند الزیارۃ

اس بات پر جمہور علمائے سنت ومشائخ امت کا اتفاق واجماع ہے کہ زائر تسلیم ودعا کے وقت اپنا رخ روضۂ اقدس کی جانب کیا کرے۔[۳]

۱، ۲:۔ تاریخ المدینۃ المنورہ ص ۵۸۱۔

۳:۔ امام مراغیؒ لکھتے ہیں کہ حجرہ مبارکہ کا مسجد شریف میں شامل کرنے سے پہلے لوگ دروازے پر کھڑے ہو کر صلاۃ وسلام عرض کرتے تھے اس کے بعد زائرین اس طرح کھڑے ہونے لگے کہ پیٹھ قبلہ کی طرف اور منہ قبر شریف کی جانب ہوتا ۔ اور اسمیں کوئی حرج نہیں جس طرح کہ جمعہ اور عیدین کے خطبہ کے وقت قبلہ کی طرف پیٹھ ہوتی ہے ۔ معالم دار الہجرہ ص ۱۰۶ ۔ امام زین العابدینؒ مراغی م ۱۴۱۳ھ ۔ بحوالہ علامہ عبد المعبود ۔ تاریخ المدینۃ المنورۃ ص ۶۰۰

امام اعظم اپنی مسند میں فرماتے ہیں، "أبو حنيفة عن نافع عن ابن عمر رضي الله تعالیٰ عنهما قال من السنة ان تاتي قبر النبي (صلى الله عليه وآله وسلم) من قبل القبلة وتجعل ظهرك إلى القبلة وتستقبل القبر بوجهك ثم تقول السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته"[1]

قاضی عیاض نے امام مالک اور ابو جعفر المنصور خلیفہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ابو جعفر نے امام صاحب سے پوچھ کر کہا "یا أبا عبد الله! أأستقبل القبلة وأدعو أم أستقبل رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) فقال ولم تصرف وجهك عنه وهو وسيلتك و وسيلة أبيك آدم على نبينا وعليه الصلوة والسلام إلى يوم القيامة بل استقبله واستشفع به فيشفعه الله تعالیٰ"[2]۔ یہ واقعہ امام سبکی، امام مراغی، علامہ حمد اللہ دیوبندی، علامہ عبد المعبود دیوبندی وغیرہم بہت سے علماء نے لکھا ہے۔

علامہ حمد اللہ دیوبندی لکھتے ہیں، "وأيضاً ذكر العلامة الزرقاني رحمه الله تعالى في شرح المواهب عن الائمة الأربعة استحباب الاستقبال الى القبر الشريف عند الدعاء ومن نسب إلى الإمام ابي حنيفة (رحمه الله تعالیٰ) خلاف ذالك فنقله غير صحيح"[3]

ع۵ :- البصائر ص ۳۳۵، ط ۳۳۶ علامہ حمد اللہ

۱:- ترجمہ: فرمایا یہ بات سنت سے ہے کہ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کو قبلہ کی جانب سے آجائے اور اپنی پیٹھ قبلہ کی طرف کرلے اور قبر (شریف) کو اپنے سامنے کرکے پھر کہے السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مسند ابی حنیفہ ص ۱۲۶، مطبوعہ: کتب خانہ مرکز علم وادب آرام باغ کراچی۔

۲:- اے ابو عبد اللہ! (امام مالک کی کنیت ہے) کیا، میں قبلہ کی طرف منہ کرکے دعا مانگوں یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سامنے کرلوں۔ تو کہا (امام مالک نے) کیوں تو پھیر لیتا ہے اپنا منہ آپ ﷺ سے، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرا اور تیرے بابا (حضرت) آدم (علی نبینا وعلیہ السلام) کا وسیلہ ہیں قیامت کے روز تک۔ بلکہ آپ کی طرف منہ کرکے آپ ﷺ کے وسیلہ بخشش مانگ لے۔ سو اللہ تعالیٰ آپ کی شفاعت قبول فرمائیں گے۔ الشفاء ج ۲ ص ۴۱

۳:- ترجمہ: علامہ زرقانی (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے مواہب لدنیہ کی شرح میں چاروں اماموں سے، دعا کے وقت قبر شریف کی طرف منہ کرنے کا استحباب بیان کیا ہے اور جس نے امام ابو حنیفہ کی جانب اس کا خلاف منسوب کیا ہے۔ تو اس کی نقل صحیح نہیں۔

علامہ موصوف آگے لکھتے ہیں، "قال العلامۃ الشہاب الخفاجی الحنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ فقول ابن تیمیۃ "إنہ أمر منکر" کذب محض ومجازفۃ من ترہاتہ۔ وقولہ "ولم یقل بہ أحد ولم یرو"، باطل فان مذہب مالک علیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و أحمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ والشافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ استحباب الاستقبال إلی القبر الشریف فی الدعاء والسلام وھو مسطور فی کتبھم۔[۱]

علامہ رحمہ اللہ امام اعظم رحمہ کے بارے میں لکھتے ہیں، "وقد ذکرنا سابقا أن مذہب الامام الاعظم أیضا کذلک[۲]" اور امام اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنی مسند میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث روایت کر کے اپنا مذہب واضح کر دیا کہ مسنون طریقہ استقبال روضہ ہی ہے۔[۳]

عہ: قاضی عیاض رح لکھتے ہیں: وقال مالک فی روایۃ ابن وھب اذا سلم علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ودعا یقف ووجھہ الی القبر لا الی القبلۃ۔ (الشفاء ج۲ ص۸۵)

تحقیق الامام السبکی فی مسئلۃ زیارۃ خیر الانام علیہ الصلاۃ والسلام

امام تقی الدین شیخ سبکی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے، زیارت روضۂ مقدسہ کے ثبوت و فضیلت، منہج و طریقۂ زیارت اور حقیت و حقیقت توسل و شفاعت پر ایک مستقل اور جامع کتاب لکھی ہے جس کا نام "شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام علیہ الصلاۃ والسلام" رکھا ہے۔ جو معنی و مفہوم کے لحاظ سے نہایت موزوں و مناسب اور توجیہہ و تفسیر کے اعتبار سے

[۱]:- ترجمہ: علامہ شہاب خفاجی حنفی رح نے کہا ہے کہ ابن تیمیہ کا یہ قول کہ "یہ ایک منکر معاملہ ہے"، محض جھوٹ اور اپنے پلیدے سے ایک اٹکل پچو بات ہے۔ اور اس کا یہ قول کہ "کسی نے اس کے حق میں نہیں کہا اور نہ یہ روایت کی ہے"، باطل ہے۔ کیونکہ امام مالک، امام احمد اور امام شافعی (رحمہم اللہ تعالیٰ) کا مذہب، استحباب ہے، قبر شریف کی طرف دعا و سلام کے وقت منہ کرنا۔ اور یہ ان کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔

[۲]:- ترجمہ: اور ہم نے پہلے ہی یہ بیان کیا تھا کہ امام اعظم رح کا مذہب بھی ایسا ہی ہے۔

[۳] باب ہذا کا صفحہ ۲۵ ملاحظہ ہو۔

بالکل افضل و اعلیٰ اور اسم بامسمیٰ نام ہے ۔ جس میں فاضل مصنف نے کتاب اللہ سے حجت و شہادت لاتے ہوئے اپنی تحقیق و تدقیق کی بدولت بیسیوں احادیث مع اسناد اور اقوال ائمہ و فتوائے مشائخ جمع کر کے اس پر اجماع امت ثابت کیا ہے ۔

ہم یہاں بقول کسے، "مشتے نمونہ خروار" محض چند ایک روایات و حوالہ جات نقل کر کے یہ واضح کر دیں گے کہ زیارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر روضۂ پاک کی نیت سے سفر کر کے مدینہ منورہ جانا اور دربار نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر دل و جان سے حاضری دیکر صلوٰۃ و سلام عرض کرنا موجب رحمت و برکت اور باعث اجر و ثواب ہوگا ۔ بلکہ یہ حق و واجب اور عبادت ہوگی ۔

امام موصوف نے پہلے اور دوسرے باب میں وہ احادیث مع اسناد جمع کی ہیں جن میں صریحًا یاد لالتًا زیارت روضۂ پاک کا حکم و تحریض اور اجر و فضیلت کا بیان ہے ۔

تیسرے میں لکھتے ہیں :۔ "الباب الثالث فیما ورد فی السفر الی زیارتہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم صریحا وبیان أن ذالك لم یزل قدیما وحدیثاً" [1]

آگے لکھتے ہیں، "الباب الرابع فی نصوص العلماء علی استحباب زیارة قبر سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وبیان أن ذالك مجمع علیہ بین المسلمین" [2] ۔

پانچویں باب میں لکھتے ہیں :۔ "الباب الخامس فی تقریر کون الزیارة قربة و ذالك بالکتاب والسنة والإجماع والقیاس" [3]

---

[1] ترجمہ: تیسرا باب اس باب میں جو صریحًا آپؐ کی زیارت کے سفر کے بارے میں وارد ہوا ہے ۔ اور اس بیان میں کہ یہ سفر (سفر برائے زیارت) ابتدائے امر سے تا حال (قدیم زمانے سے تا زمانہ موجود) ہمیشہ جاری رہا ہے ۔ شفاء السقام صفحہ ۵۲ ۔

[2] ترجمہ: چوتھا باب علماء کے نصوص (واضح و صریح فتاوی) میں، سیدنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کے استحباب پر ۔ اور اس بیان میں کہ اس پر (استحباب زیارت پر) سارے مسلمین میں اجماع و اتفاق ہے ۔ صفحہ ۶۳

[3] ترجمہ: پانچواں باب اس بات کے ثبوت میں کہ زیارت قبر شریف عبادت ہے ۔ اور یہ کلام اللہ، سنت، اجماع اور قیاس سے ثابت ہے ۔ صفحہ ۸۰

پھر لکھتے ہیں: "الباب السادس فی کون السفر إلیها قربة"[1] اور اس امر کو امام صاحب نے قرآن حکیم، سنت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اجماع امت سے ثابت کیا ہے۔

ایک جگہ لکھتے ہیں، "عن الشیخ أبی عمران المالکی أن زیارة قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واجبة"[2] ایک جگہ لکھتے ہیں، "وأصل الاستحباب متفق علیه"[3]

آگے لکھتے ہیں، "والمتلخص من مذهب[ع] مالك (رحمہ اللہ تعالیٰ) ان الزیارة قربة والمذاهب الثلاثة یقولون باستحبابها واستحباب الاکثار منها لأن الإکثار من الخیر خیر، وکلهم یجمعون علی استحباب الزیارة"[4]

اب ہم طوالت سے بچنے کی خاطر ترجمے پیش کریں گے۔ آگے لکھتے ہیں، "سلیمان بن سحیم سے روایت ہے، فرمایا "میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی، خواب میں زیارت کی۔ میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! یہ لوگ جو آپ کے دربار میں آکر آپ کو سلام عرض کرتے ہیں، کیا آپ ان کا سلام جانتے ہیں؟ فرمایا، ہاں۔ اور ان کے سلام کا جواب کہتا ہوں[5]"۔

ابراہیم بن بشار سے روایت ہے۔ کہتے ہیں، "میں نے کسی سال فریضہ حج ادا کیا پس میں مدینہ پاک آیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کے پاس حاضر ہوا پس آپ پر سلام عرض کیا سو حجرۂ شریف کے اندر سے سنا میں نے، "وعلیك السلام[6]"۔

شرح رسالہ میں ہے کہ بیشک مدینہ پاک کی طرف، زیارت قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے

[ع]:- اس پر امام سبکیؒ لکھتے ہیں:
ترجمہ: پس جس نے امام مالکؒ سے یہ بات نقل کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کے پاس آپؐ کی زیارت اور دعا کے لئے حاضر ہونا عبادت نہیں تو اس نے ان پر بالکل جھوٹ بولا۔ اور جس نے ان سے ایسا سمجھا سو اس نے اپنی سمجھ میں بالکل غلطی کی اور گمراہ ہوا۔ بچائے اللہ تعالیٰ (ایسے عقیدے سے) امام مالک کو اور سارے علمائے اسلام بلکہ ان کے عوام کو جس کے دل میں ایمان جاگزیں ہوا۔
شفاء السقام ص ۸۷

[1]:- ترجمہ: چھٹا باب اس امر کے ثبوت میں کہ اس کی طرف (زیارت قبر شریف کی خاطر) سفر عبادت ہے۔ ص ۱۰۰

[2]:- ترجمہ: شیخ ابی عمران مالکیؒ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت واجب ہے۔ ص ۶۷

[3]:- ترجمہ: اصل استحباب متفق علیہ ہے۔ ص ۶۹۔

[4]:- ترجمہ: امام مالکؒ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کا یہ خلاصہ ہے کہ زیارت (قبر شریف) عبادت ہے۔ اور تینوں مذاہب اس کے استحباب اور کثرت زیارت کے استحباب کے (بھی) قائل ہیں۔ کیونکہ خیر میں کثرت کرنا خیر ہے اور یہ سب (چاروں مذاہب) استحباب زیارت پر اجماع و اتفاق کر رہے ہیں۔ ص ۷۱

[5]:- شفاء السقام ص ۵۱

[6]:- شفاء ص ۵۱

جانا (سفر کرنا) کعبۃ اللہ شریف اور بیت المقدس سے افضل ہے[۱]:

امام سبکیؒ نے امام ابن عساکر، امام ابن الجوزی اور امام نووی کے حوالے سے شتر سوار اعرابی کا مشہور واقعہ بیان کیا ہے۔ لکھتے ہیں، "محمد بن حرب ہلالی بیان کرتے ہیں،" میں مدینہ منورہ آیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مقدسہ پر حاضر ہوا۔ اتنے میں ایک شتر سوار اعرابی زیارت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے آکر قبر اطہر کے پاس بیٹھ گیا اور عرض کرنے لگا یا خیر الرسل! بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ پر ایک سچی کتاب نازل فرمائی ہے جس میں فرمایا، " وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا " اور میں آپ کے پاس اپنے گناہوں کی، آپ کے رب سے بخشش مانگنے آیا ہوں آپ کی، اس میں، سفارش چاہ رہا ہوں۔ پھر وہ رو رو کر یہ اشعار پڑھنے لگا۔

یا خیر من دفنت بالقاع أعظمه	فطاب من طیبهن القاع والأکم
نفسی الفداء لقبر أنت ساکنه	فیه العفاف وفیه الجود والکرم

بعد ازاں وہ استغفار کہتا ہوا چلا گیا۔ پھر میری آنکھ لگ گئی۔ میں خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپؐ نے مجھ سے فرمایا، اس آدمی کو جا کر خوشخبری سنا دیں کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے اس کی، میری سفارش سے بخشش فرما دی[۲]۔

یہ واقعہ سارے اصحاب سیر و تذکرہ نگار حضرات نے لکھا ہے اور اس کی تصدیق کرتے ہوئے اسے عظیم حجت قرار دیا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی اسے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں، "غرض، زمانہ خیر القرون کا تھا اور کسی سے نکیر منقول نہیں۔ پس حجت ہو گیا[۳]۔ یعنی اس واقعہ سے زیارت روضۂ اقدس کا جواز و اثبات، اس کی خاطر سفر و راحلہ کا ثبوت و جواز اور اس سے استفادہ و اس کی افادیت بحکم آیہ کلام اللہ فعلی و عملی صورت میں ظاہر و ثابت ہو گئی۔

امام موصوف، امام ابوبکر آجری کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ علمائے حجاز، عراق، شام، خراسان یمن اور مصر وغیرہ سارے بلاد و ممالک کے فقہاء و مشائخ اسلام، خواہ متقدمین خواہ متاخرین،

ف۱:۔ شفاء ص ۶۱
ف۲:۔ نشر الطیب ص ۲۸۸، ص ۸۹ مولانا اشرف علی
شفاء السقام ص ۶۲ امام سبکیؒ۔
تاریخ المدینۃ المنورۃ ص ۵۸۷، ص ۵۸۸ مولانا عبد المعبود دیوبندی
ف۳:۔ نشر الطیب ص ۲۸۹
ع۷:۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)

جنہوں نے اپنی اپنی تصنیفات میں کتاب المناسک لکھا ہے تو انہوں نے ضرور "باب زیارۃ النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)" اس میں لایا ہے۔ جس میں اس کی، بقرآن وحدیث اور واقعات وروایات، اہمیت وفضیلت اور آداب وطریقہ زیارت اور صلاۃ وسلام اور دعاء وکلام کا تفصیلی بیان کیا ہے۔ کسی بھی مصنف ومولف نے یہ باب ترک نہیں کیا[۱]۔

امام سبکیؒ زیارت روضۂ مقدس کی مسنونیت واستحباب اور فضیلت وافضلیت پر کثیر وجم غفیر علمائے اہل سنت ومشائخ امت کے اجماع واتفاق اور ان کے اسمائے گرامی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں، وکذالك نص علیه الحنابلة[۲] "ترجمہ: اور اسی طرح اس پر حنبلی مذہب کے علماء نے صریح فتوی دے دیا۔ آگے لکھتے ہیں، "وکذالك نص علیه[۳] المالکیة" امام موصوفؒ، صحابہ وتابعین کے، اس سلسلے میں واقعات وروایات بیان کر کے عملی ثبوت وحجت قائم کرتے ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا تفصیل سے تذکرہ کیا ہے۔ مختصر یہ کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان وخواہش پر (جب انہیں خواب میں آپؐ کا دیدار نصیب ہوا تھا) آپؐ کی زیارت کے لئے شام سے سفر کر کے روضۂ اقدس پر حاضری دیتے ہیں[۴]۔ حضرت یسرہ رضؓ شام سے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا حضرت عمر فاروق امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے پیغام لاتے ہوئے رات کے وقت مدینہ منورہ پہنچتے ہیں تو وہ سب سے پہلے روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر صلاۃ وسلام عرض کر کے زیارت سے مشرف ومستفیض ہوتے ہیں[۵]۔

اسی طرح، حضرت کعب الاحبار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جب مشرف بہ اسلام ہوئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا، "کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ میرے ساتھ مدینہ منورہ چلیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کر کے آپؐ کی زیارت سے فائدہ حاصل کریں؟" تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ میں یہ کروں گا[۶]۔

حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے آتے اور شدت اشتیاق کے باعث روضۂ اقدس سے چمٹ کر رو رہے تھے کہ مروان بن حکم نے انہیں

۵، ۶: شفاء السقام ص۵۶

دیکھا - اور عام آدمی سمجھتے ہوئے پیچھے سے پکڑ کر کہا، دیکھ، یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ جذبۂ محبت سے سرشار، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیچھے مڑ کر کہا، ہاں! میں کسی پتھر کسی اینٹ (دیوار) کے پاس نہیں آیا ہوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا ہوں[1] - (یعنی میں جو کچھ کر رہا ہوں ٹھیک کر رہا ہوں) -

حضرت انس بن مالک اور عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) وغیرہ بارہا زیارت روضۂ پاک کے لئے حاضر ہوتے تھے - حضرت نافع نے کسی سائل کے جواب میں فرمایا کہ ہاں میں نے انہیں (عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو) سو بار سے زیادہ، زیارت وسلام کے لئے حاضری دیتے دیکھا ہے[2]

استقبال الروضۃ الشریفۃ (کی مزید تشریح)

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے آداب زیارت بیان کرتے ہوئے استقبال قبر شریف کی ترجیح واثبات کا مسئلہ ہی حل کر دیا - جہاں، انہوں نے روایات وعمل صحابہ وتابعین اور اقوال وفتاوائے ائمہ ومشائخ دین سے حجت لاکر معاندین ومنکرین کا راستہ ہی بند کر دیا -

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر اپنا قاصد شام سے مدینہ پاک بھیجا کرتے تھے تاکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ان کے سلام اور نیازشات وگذارشات عرض کر کے آجائے - اس پر امام سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں، "فسفر بلال (رضی اللہ تعالیٰ) فی زمن .... ورسول عمر بن عبدالعزیز فی زمن .... الخ: ترجمہ :- پس حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صحابۂ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے صدر زمانے میں اور حضرت عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا قاصد بھیجنا تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے صدر زمانے میں واقع ہوتا رہا شام سے مدینہ پاک محض نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت وسلام عرض کرنے کی خاطر ہوتا تھا ان کا اس سفر میں نہ کوئی دنیوی کام تھا نہ دینی غرض نہ مسجد کا ارادہ نہ کچھ اور" - شفاء السقام ص۵۵

یہ تھا صحابۂ کرام وتابعین اور مشائخ وسلف صالحین کا طریقہ ودین - جو شخص صحابہ وتابعین اور سلف صالحین و اجماع مسلمین کے خلاف کوئی طریقہ ودین اختیار کر لے تو اس پر قرآنی وعید، " ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الحق ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم ط وساءت مصیرا لازم آتی ہے -

(ترجمہ) اور جو کوئی، حق واضح ہو چکنے کے بعد بھی رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مخالفت کرے اور مسلمانوں کی راہ وطریقہ کے سوا اور کوئی راہ وطریقہ اختیار کر لے تو پھیر دینگے ہم اسے اس طرف جدھر وہ پھر گیا اور ڈالدینگے اس کو دوزخ میں - اور بہت بری جگہ ہے - اس پر علامہ شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں، "اکابر علماء نے اس آیت سے یہ مسئلہ بھی نکالا کہ اجماع امت کا مخالف منکر اور جہنمی ہے - یعنی اجماع کو ماننا فرض ہے"، تفسیر عثمانی ص۱۲۷ آیت (۱۱۵) سورۃ النساء

[1]: شفاء السقام ص۱۵۲

[2]: شفاء ص۲۷، ص۴۳ حضرت شیخ عبدالرزاق لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب بھی سفر سے آتے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف پر آکر کہتے، السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابابکر السلام علیک یا ابتاہ!

[3]: شفاء ص۴۳

ترجمہ ملاحظہ ہو:

① جلیل القدر صحابی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو آئے اور قبراطہر سے چمٹ کر رونے لگے .... الخ اس روایت کی تفصیل پچھلی فصل میں مذکور ہے[1]

② امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ایوب سختیانی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) آئے پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کے قریب ہوگئے۔ پیٹھ قبلہ کی جانب اور منہ قبلہ شریف کی طرف کر دیا پھر بلا تصنع (یعنی نہایت جذبہ واشتیاق سے) روئے[2]

③ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (ابن وہب کی روایت میں) فرمایا کہ (زائر) اس طرح کھڑا ہو جائے کہ اس کا منہ قبر شریف کی طرف ہو، قبلہ کی طرف نہ ہو[3]

④ امام موصوف نے، ابوجعفر منصور کے سوال پر، جب انہوں نے پوچھا، کیا میں منہ قبلہ کی طرف کر کے دعا مانگوں یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب؟ فرمایا، تو کیونکر اپنا منہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پھیر لیتا ہے؟ حالانکہ آپ تیرا اور تیرے بابا (حضرت) آدم (علی نبینا وعلیہ السلام) کا قیامت کے روز تک وسیلہ ہیں۔ بلکہ آپ کی طرف منہ کرلیں اور آپ کے وسیلے شفاعت مانگ لیں تو اللہ تعالیٰ تجھے بخش دیں گے[4]

⑤ امام ابراہیم حربی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے مناسک میں فرمایا ہے، "پھیر لے تو (اے زائر) اپنی پیٹھ قبلہ کی طرف اور کرلے اپنا منہ اس کے وسط میں یعنی قبر شریف کے وسط کے بالمقابل"[5]

⑥ امام سبکیؒ علامہ ابن بشیر مالکی کا، اس سلسلے میں تفصیلی بیان لکھتے ہوتے کہتے ہیں، "اس کلام کا واضح وصریح مراد یہ ہے کہ (زائر) قبر شریف کی طرف منہ کرتے ہوتے دعا مانگے"[6]

⑦ امام ابوعبداللہ السامری الحنبلیؒ کی کتاب، "المستوعب فی مذہب احمد" میں ہے کہ انہوں نے کہا، "کرلے (زائر) قبر شریف کو اپنے سامنے اور قبلہ کو اپنے پیٹھ پیچھے"[7] .... الخ

⑧ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں، کہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ (زائر)

---

[1]: شفاء السقام ص۱۵۲

[2]: شفاء ص۱۵۴ بحوالہ مسند ابی حنیفہ (تصنیف ابن المقام)

[3]: شفاء ص۱۵۵

[4]: شفاء ص۱۵۴ یہ واقعہ ہم نے پچھلے صفحات میں قاضی عیاض، علامہ احمد اللہ وغیرہ کی روایت سے بیان کیا ہے۔

[5]: شفاء السقام ص۱۵۲

[6]: شفاء السقام ص۱۵۸

[7]: آگے لکھتے ہیں، "اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زائر سلام اور دعا میں قبر شریف کو منہ کرے پیچھے کہیں ہمارے مذہب کے علماء اور دوسرے بھی ان کے کلام کا اطلاق یہ اقتضا کرتا ہے کہ استقبال قبر شریف میں دونوں حالتوں، "سلام اور دعا کی صورت میں کوئی فرق نہیں۔ شفاء ص۱۵۲، ۱۵۴

قبلہ کی طرف پیٹھ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منہ کرلے [1]

⑨ امام کرمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اصحاب امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم وغیرہ سے روایت ہے کہ (زائر) ایسا کھڑا ہوگا کہ اس کی پیٹھ قبلہ اور منہ روضہ مطہرہ کی طرف ہو۔ اور یہی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ اور احناف نے بھی یہی استدلال کیا ہے کہ یہ (استقبالِ قبر شریف) دو عبادتوں کو یکجا کرنے کا اچھا طریقہ ہے [2]

⑩ امام سبکی فرماتے ہیں کہ بیشک اس امر میں، ہمارے فقہائے مشائخ نے یہ تصریح کی ہے کہ زائر جب قبر شریف کے پاس آجائے تو پیٹھ قبلہ کی طرف اور منہ قبر شریف کی دیوار کی جانب کرلے [3]

⑪ امام موصوف آگے فرماتے ہیں کہ ہم نے ان میں سے (علمائے امت سے) کسی ایک کو بھی نہیں دیکھا جو یہ کہہ دے کہ (زائر) جب قبر اطہر کے پاس کھڑا ہو تو ادھر (قبر اطہر کی طرف) پیٹھ کرلے [4]

ان بیانات و روایات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ چاروں مذاہب کے ائمہ و مشائخ کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ زائر روضۂ اقدس کے سامنے کھڑا ہوتے وقت اپنا منہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب کرلے۔

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا وسیلہ لینا اور آپ سے استمداد و استعانت اور طلبِ شفاعت جائز و ثابت ہے۔

امام سبکیؒ اس باب میں ایک مستقل باب لاتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

الباب الثامن فی التوسل والاستعانۃ والتشفع بالنبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم [5]

ترجمہ:۔ جان لے (اے مخاطب!) بیشک جائز اور احسن ہے وسیلہ لینا، مدد مانگنا اور شفاعت طلب کرنا نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے آپ ﷺ کے رب کی درگاہ میں"۔

آگے لکھتے ہیں، "اہل مذاہب میں سے کسی ایک نے اس کا انکار نہیں کیا۔ نہ کسی زمانے میں ایسی کوئی بات سنی گئی۔ یہاں تک کہ ابن تیمیہ آگیا تو اس نے اس معاملے میں اس طرح کی بات کی جس سے

[1] شفاء السقام ص۱۵۹

[2] شفاء السقام ص۱۵۳ — اس میں ایک شبہ کی تردید میں لکھتے ہیں، "بل مقتضی کلام ..... الخ" ترجمہ: بلکہ اکثر علمائے شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ کے کلام کی خواہش استقبال (قبر شریف) ہے سلام اور دعاء (دونوں صورتوں) میں

[3] شفاء السقام ص۱۵۲

[4] شفاء السقام ص۱۵۵

[5] شفاء ص۱۶۰

امام سبکیؒ کا فیصلہ کن فتویٰ

ضعیف الاعتقاد لوگوں پر مسئلہ کو مشتبہ وملتبس کر دیا اور ایسی بدعت شروع کی جو اس سے قبل کے زمانوں میں نہیں گزری تھی"۔[1]

امام سبکی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اس سلسلے میں ایک اہم اور جامع فتویٰ صادر کر کے مسئلہ حل کر دیا لکھتے ہیں، " واقول إن التوسل بالنبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جائز فی کل حال، قبل خلقہ وبعد خلقہ فی مدۃ حیاتہ فی الدنیا وبعد موتہ فی مدۃ البرزخ وبعد البعث فی عرصات القیامۃ والجنۃ"۔[2]

امام موصوف نے، آگے ان سارے حالات کے دوران کے آپ ﷺ سے توسل واستشفاع کے عملی واقعات صحیح اسناد وروایات کے ساتھ (مثلاً حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کا، اپنی بخشش کے لئے آپ ﷺ کا وسیلہ پیش کرنا، واقعہ ضریرؓ، استسقائے صحابہؓ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لوگوں کو آپ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس، استسقاء کے لئے بھیجنا وغیرہ) بالتفصیل بیان کرتے ہوئے واضح کر دیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، ہر حال میں وسیلہ لینا اور آپ ﷺ سے تشفع حاصل کرنا جائز وثابت ہے۔

امام مالکؒ نے آپ ﷺ کو قیامت تک وسیلہ مانا

علاوہ ازیں، امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا، ابوجعفر منصور کو کہنا، وھو وسیلتک ووسیلۃ أبیک آدم الی یوم القیامۃ .... الخ اور شتر سوار اعرابی کا مشہور واقعہ اس باب میں بہت بڑی حجت وبین ثبوت ہے۔ جن کا تفصیلی تذکرہ پچھلے اوراق میں آگیا ہے۔

امام اعظمؒ نے آپ ﷺ کو سارے انبیاء کا وسیلہ مانا

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توسل واستشفاع کے حق میں نہ صرف فتویٰ دیا ہے بلکہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں قصیدہ عرض کر کے یہ واضح کر دیا کہ آپ ﷺ سے توسل واستشفاع اور مدد مانگنا ابتدائے عالم سے عرصات قیامت تک واقع وثابت رہا ہے اور جائز وثابت ہے۔ اور یہ کہ یہ مذہب حنفی وملت حنیف (اسلام) کا، بنیادی عقیدہ واصولی مسئلہ ہے۔

قصیدہ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:۔

أنت الذی لما توسل آدم من ذلۃ بک فاز وھو أباک

[1]: شفاء السقام ص۱۶۰
[2]: شفاء السقام ص۱۶۱

ترجمہ:۔ میں کہتا ہوں، وہ بیشک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ لینا جائز ہے، ہر حال میں۔ آپ کی (دنیا میں) پیدائش سے قبل اور پیدائش کے بعد دنیا میں حیاتی کے زمانے میں اور وفات کے بعد زمانہ برزخ میں اور حشر ونشر کے بعد قیامت کے میدان اور جنت میں۔

وکذالك موسیٰ لم یزل متوسلا　　بك فی القیامة یحتمی بحماك

یا اکرم الخلق، یا کنز الوریٰ　　جد لی بجودك وارضنی برضاك

أنا طامع بالجود منك لم یکن　　لأبی حنیفة فی الأنام سواك[1]

حقیقت میں توسل[2] اولیاء وانبیاء بالخصوص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ لینا علمائے بلاد ومفتیان امصار کے مذہب بلکہ مذاہب اربعہ میں جائز وثابت[2] ہے۔ لیکن سب سے پہلے یہ بدقسمت شخص ابن تیمیہ تھا، جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے سفر کو ناجائز وحرام کہنے کی گستاخی کی، استقبال روضۂ اقدس اور آپ کا وسیلہ لینا شرک وحرام قرار دیا[3]۔

چونکہ علمائے مذاہب اربعہ میں اس بات پر اجماع واتفاق ہے اور اجماع امت کا انکار ومخالفت کفر ہے لہٰذا علماء اہل السنت والجماعۃ نے اس کے خلاف کفر والحاد کا فتویٰ لگا دیا۔ علامہ علی القاری نے ابن تیمیہ کے خلاف اجماع علماء کی تائید کرتے ہوئے لکھا ہے "لعل الثانی أقرب إلی الصواب لأن تحریم ما اجمع علیه العلماء فیه بالاستحباب یکون کفرًا[4] ....الخ"

حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے خود ہی اپنی مختلف صورتوں میں بارہا محفل میلاد منائی ہے۔

کتب احادیث اور سیر وتواریخ میں ایسی سیکڑوں احادیث وواقعات موجود ہیں جن سے

[5]:- مولانا حمد اللہ دیوبندی نے مولانا خلیل احمد دیوبندی کی کتاب، "عقائد علمائے دیوبند" کا جس میں اکابرین دیوبند، مولانا شیخ المشائخ حاجی امداد اللہ مکی، مولانا محمد اسحٰق دہلوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا اشرف علی تھانوی وغیرہم کے فتاوی کا بیان ہے، حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے "فعلم[6] من هذا الجواب أن التوسل بالانبیاء والأولیاء جائز مطلقا سواء کان حین الحیاة أو بعد الوفاة" آگے لکھتے ہیں، "وایضا[7] مسائل هذا الکتاب مجمع علیها لأن فی آخره تصادیق علماء العرب والعجم وفضلاء الحرمین ومشائخ جامع الأزهر وفی تلك التصادیق تصادیق علماء الحنفیة والشافعیة والحنبلیة والمالکیة"؛ البصائر ص ۵۶، ص ۵۷

[1]:- البصائر ص ۱۳۷

[2]:- البصائر ص ۱۳۷

[3]:- البصائر ص ۴۵، ص ۱۳۶، ص ۲۳۲، ص ۲۳۷

[4]:- البصائر ص ۲۳۲

ترجمہ:- شاید دوسری بات (کفر کا فتویٰ) صواب کے قریب ہے کیونکہ اس چیز کا حرام کرنا کہ جس کے مستحب ہونے پر علماء نے اجماع کیا ہو، کفر ہوگا۔

[6]:- ترجمہ:- پس اس جواب سے معلوم ہوا کہ انبیاء واولیاء کا وسیلہ لینا مطلقاً جائز ہے خواہ زمانۂ حیات ہو یا بعد وفات۔

[7]:- ترجمہ:- اور یہ بھی کہ اس کتاب کے مسائل (جنہیں مستند وسیلہ انبیاء واولیاء کا جواز ہے) پر اجماع ہے کیونکہ اس کے آخر میں علمائے عرب وعجم، فضلائے حرمین اور مشائخ جامع ازہر کی تصدیقیں ہیں اور ان تصدیقوں پر علمائے حنفیہ، شافعیہ، حنبلیہ اور مالکیہ کی تصدیقیں ہیں۔

واضح طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور انور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خود بھی اپنی مختلف مجالس میں بارہا محفل میلاد مناتی ہے۔

○ ہم یہاں چند ایک احادیث بیان کریں گے تا کہ حجت قائم ہو۔ لیکن خوف طوالت کے باعث احادیث کی، صرف نشاندہی کر دیتے ہیں۔ پوری حدیثیں کتب حوالہ میں ملاحظہ کی جائیں۔

ارشاد ہے:۔

① کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد[1] رواہ الترمذی

② فضلت علی الأنبیاء بست[2] ...... الخ

③ أنا سید ولد آدم یوم القیٰمۃ ولا فخر[3] ...... الخ

④ أنا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب، إن اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیرہم قبیلۃ[4] ...... الخ

⑤ أنا قائد المرسلین ولا فخر[5] ...... الخ

⑥ أنا أول الناس إذا بعثوا[6] ...... الخ

⑦ فأکسی حلۃ من حلل الجنۃ[7] ...... الخ

⑧ إن اللہ بعثنی لتمام مکارم الأخلاق[8] ...... الخ

⑨ نحن الآخرون ونحن السابقون یوم القیٰمۃ[9] ...... الخ

⑩ إذا کان یوم القیٰمۃ کنت امام النبیین[10] ...... الخ

⑪ لا یؤمن أحدکم حتی أکون أحب إلیہ من والدہ وولدہ والناس أجمعین۔ متفق علیہ[11]

⑫ لم أبعث لعانا وإنما بعثت رحمۃ[12]۔

⑬ یا جابر إن اللہ خلق قبل الأشیاء نور نبیک من نورہ[13] ...... الخ

⑭ أنا أنفسکم نسبا وصهرا[14] ...... الخ

⑮ إذا کان یوم القیٰمۃ ماج الناس بعضہم فی بعض فیاتون آدم[15] ...... الخ

[1]: الخصائص الکبریٰ امام سیوطیؒ ج۱ ص۸
[2]: مشکوٰۃ المصابیح ج۲ ص۵۱۲
[3]: مشکوٰۃ المصابیح ج۲ ص۵۱۳
[4]: مشکوٰۃ المصابیح ج۲ ص۵۱۳
[5]: مشکوٰۃ المصابیح ج۲ ص۵۱۴
[6]: مشکوٰۃ المصابیح ج۲ ص۵۱۴
[7]: مشکوٰۃ المصابیح ج۲ ص۵۱۴
[8]: مشکوٰۃ المصابیح ج۲ ص۵۱۴
[9]: مشکوٰۃ المصابیح ج۲ ص۵۱۴
[10]: مشکوٰۃ المصابیح ج۱ ص۱۲
[11]: مشکوٰۃ المصابیح ج۲، الشفاء ج۲ ص۱۸ قاضی عیاضؒ
[12]: مشکوٰۃ المصابیح ج۲ ص۵۱۹
[13]: مواہب لدنیہ ج۱ ص۷۱، ص۷۲۔ مطبوعہ بیروت امام احمد بن محمد قسطلانیؒ، نشر الطیب ص۱۰، ص۱۱ مولانا اشرف علی تھانویؒ
[14]: مواہب لدنیہ ج۱ ص۸۷
[15]: مشکوٰۃ المصابیح ج۲

صحابہ کرامؓ خود آپؐ کی محفل نعت خوانی و محفل میلاد مناتے تھے

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد بھی صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے آپؐ کی محفل میلاد اور مجلس نعت و ثنا خوانی جاری رکھی تھی۔ امام بخاری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے حضرت حسانؓ کی حدیث روایت کی ہے۔

عن ابی سلمۃ أنہ سمع حسان بن ثابت الأنصاری یستشھد أبا ھریرۃ (رضی اللہ تعالیٰ عنھم): أنشدك اللہ، ھل سمعت النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یقول (یاحسان أجب عن رسول اللہ اللھم أیدہ بروح القدس) قال ابوھریرۃ: نعم[1]

حضرت حسانؓ مجمع صحابہؓ میں مسجد نبویؐ میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تعریف و شان میں نعت و قصیدہ کے اشعار پڑھ رہے تھے کہ حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سن کر تشریف لائے (وہ عام شعر سمجھ رہے تھے) اور ان کی شعر خوانی پر اعتراض کیا تو حضرت حسانؓ نے حضرت ابوہریرہؓ کو ثبوت کے لئے پیش کیا، کہ مجھے تو نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خود اپنی نعت و ثنا خوانی کا حکم دیتے تھے اور دعا بھی فرماتے تھے۔ تو حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ سن کر خاموش ہوئے۔ یعنی آپؐ کی تعریف و توصیف میں نعت و قصیدہ خوانی کو مسجد میں جائز و ثابت رکھا۔ علامہ وحید الزمان اس پر لکھتے ہیں، "معلوم ہوا کہ عمدہ شعر جن میں اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف ہو اور دین کی تائید ہو مسجد میں پڑھنا درست ہے[2]"

[1]: ترجمہ: حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت حسان بن ثابت انصاریؓ سے سنا کہ وہ حضرت ابوہریرہؓ سے گواہی چاہتے تھے۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ کیا تم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ فرماتے نہیں سنا، "اے حسان، تو رسول اللہ کی طرف سے کافروں کو جواب دے۔ یا اللہ، روح القدس سے حسان کی مدد کر"! ابوہریرہ نے کہا، ہاں (بیشک) یعنی میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے۔

[2]: تیسیر الباری شرح صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۱۷-۳۱۸۔ مطبوعہ: تاج کمپنی کراچی۔ علامہ وحید الزمان

(I) حضرت ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ الحمیری (رضی اللہ تعالےٰ عنہا) آپ کی شان والاشان میں ہدیۂ مدحیہ پیش کر رہی ہیں۔

(۱) لَنَا شَمْسٌ وَلِلْآفَاقِ شَمْسٌ	وَشَمْسِيْ خَيْرٌ مِّنْ شَمْسِ السَّمَاءِ
(۲) فَإِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ بَعْدَ فَجْرٍ	وَشَمْسِيْ طَالِعٌ بَعْدَ الْعِشَاءِ [1]

(II) حضرت حمزہ بن عبدالمطلب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ثنا خوانی و مدح سرائی کر رہے ہیں۔

(۱) رَسَائِلُ جَاءَ أَحْمَدُ مِنْ هُدَاهَا	بِآيَاتٍ مُبَيِّنَةِ الْحُرُوْفِ
(۲) وَأَحْمَدُ مُصْطَفٰى فِيْنَا مُطَاعًا	فَلَا تَغْشُوْهُ بِالْقَوْلِ الْعَنِيْفِ
(۳) فَلَا، وَاللّٰهِ لَا نُسْلِمُهٗ لِقَوْمٍ	وَلَمَّا نَقْضِ فِيْهِمْ بِالسُّيُوْفِ [2]

(III) شہید صحابی حضرت عبداللہ بن رواحہ (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) نعت میلاد عرض کر رہے ہیں۔

(۱) رُوْحِي الْفِدَاءُ لِمَنْ أَخْلَاقُهٗ شَهِدَتْ	بِأَنَّهٗ خَيْرُ مَوْلُوْدٍ مِّنَ الْبَشَرِ
(۲) عَمَّتْ فَضَائِلُهٗ كُلَّ الْعِبَادِ كَمَا	عَمَّ الْبَرِيَّةَ ضَوْءُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ
(۳) لَوْ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ آيَاتٌ مُّبَيِّنَةٌ	كَانَتْ بَدِيْهَتُهٗ تَكْفِيْ عَنِ الْخَبَرِ [3]

[1]: ہمارا ایک سورج (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔ اور آسمانوں (دنیا) کا بھی ایک سورج ہے۔
(۱) اور میرا سورج (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آسمان کے سورج سے بہت بہتر ہے۔
(۲) سو (آسمان کا) سورج فجر کے بعد طلوع ہوتا ہے (ساری رات تاریکی رہتی ہے) اور میرا سورج مغرب کے بعد طلوع فرماتا ہے۔

[2]: ترجمہ: (۱) وہ پیغامات جن کی ہدایات سیدنا احمد مصطفےٰ لے کر آئے واضح الفاظ و حروف والی آیتوں کے ساتھ۔
(۲) اور سیدنا احمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم میں برگزیدہ ہیں جن کی اطاعت کی جاتی ہے۔ پس تم آپ کے سامنے نا ملائم لفظ بھی منہ سے نہ نکالنا۔
(۳) سو، قسم خدا کی، ہم آپ کو کسی قوم کے حوالے ہرگز نہیں کریں گے۔ جن سے ہم نے ابھی تک تلواروں سے کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے۔

[3]: ترجمہ: (۱) میری جان ان پر فدا جن کے اخلاق شاہد ہیں کہ وہ بنی نوع انسان میں افضل ترین مولود ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
(۲) آپ کے فضائل و احسانات سب بندوں پر عام ہیں جس طرح کہ سورج اور چاند کی روشنی ساری مخلوق کیلئے عام ہے
(۳) اگر آپ کی صداقت کی تصدیق پر واضح نشانیاں نہ بھی ہوتیں، تو آپ کی اپنی واضح شخصیت ہی خود آپ کی صداقت کی دلیل کافی تھی۔

[1] [2] [3]: ارمغان نعت (چودہ سو سالہ نعتوں کا مجموعہ) مطبوعہ: نفیس اکیڈمی کراچی۔ علامہ محمد شفیق

(IV) حضرت حسان (رضی اللہ تعالٰی عنہ) حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی فرمائش پر محفل مدح و ثنا منارہے ہیں۔

① وَأَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِي ۔۔۔ وَأَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

② خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ ۔۔۔ كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ [1]

(V) حضرت عباس بن عبد المطلب (رضی اللہ تعالٰی عنہما) محفل میلاد منارہے ہیں۔

① تُنْقَلُ مِنْ صَالِبٍ إِلَى رَحِمٍ ۔۔۔ إِذَا مَضَى عَالَمٌ بَدَا طَبَقٌ

② وَرَدْتَ نَارَ الْخَلِيلِ مُكْتَتِمًا ۔۔۔ فِي صُلْبِهِ، أَنْتَ كَيْفَ يَحْتَرِقُ

③ حَتَّى احْتَوَى بَيْتُكَ الْمُهَيْمِنُ مِنْ ۔۔۔ خِنْدِفٍ، عَلْيَاءَ تَحْتَهَا النُّطُقُ

④ وَأَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ أَشْرَقَتِ الْأَ ۔۔۔ رْضُ وَضَاءَتْ بِنُورِكَ الْأُفُقُ

⑤ فَنَحْنُ فِي ذَالِكَ الضِّيَاءِ وَفِي ۔۔۔ النُّورِ، وَسُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ [2]

ایسے بیشمار شعرائے صحابہ وتابعین (رضی اللہ تعالٰی عنہم) نے حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی میلاد اور آپؐ کے اوصاف وصفات پر مدائح وقصائد کہے ہیں اور ایسی مدائح وقصائد بھی بیشمار و بے حساب ہیں لیکن ہمارے مختصر مجموعہ میں مزید گنجائش نہیں۔ اس کے لئے اس قدر جو ہم لکھ چکے کافی وشافی ہے۔ **وَبِاللّٰہِ التَّوفِیقُ!**

---

[1]: ترجمہ:۔ ① آپ سے (صلی اللہ علیک وسلم) بہتر کوئی میری آنکھوں نے ہرگز نہیں دیکھا۔ اور آپؐ سے خوبصورت ترین بچہ عورتوں نے ہرگز نہیں جنا۔
② آپؐ تمام عیبوں سے بالکل پاک پیدا کئے گئے ہیں ۔۔۔۔۔ گویا کہ بیشک آپؐ کو اسطرح پیدا کیا گیا ہے جیسا کہ آپؐ خود چاہتے تھے

[2]: ترجمہ:۔ ① آپؐ (یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) منتقل ہوتے رہے صلب سے رحم کی طرف۔ پھر جب ایک بڑا زمانہ گزرا تو مرتبہ حال کا ظہور ہوا (یعنی آپؐ پیدا ہوئے)
② آپؐ آتش خلیلؑ میں اترے، چھپے چھپے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آپؐ ان کی صلب میں تھے تو وہ کیسے جلتے
③ تا آنکہ آپؐ کا محافظ وہ صاحب شوکت گھرانہ ہوا جو خندف جیسی رفیع المرتبت خاتون کا ہے جن کا دامن زمین پر لوٹتا تھا
④ اور جب آپؐ پیدا ہوئے تو چمک اٹھی زمین ۔۔۔ اور روشن ہوگئے آفاق سماوی آپؐ کے نور سے
⑤ سو، اب ہم اسی روشنی اور اسی نور میں ہیں ۔۔۔ اور ہدایت واستقامت کی راہیں نکال رہے ہیں

[1، 2]: ص ۵۷: ارمغان نعت (چودہ سو سالہ نعتوں کا مجموعہ)۔

حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے محفل میلاد منائی۔

(I) امام ابن عساکر (رحمۃ اللہ تعالیٰ) نے یہ حدیث تخریج کی ہے (محمد بن عبدالرحمن کی روایت سے) کہ کسی نے حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے دریافت کیا کہ کیا تم نے اسلام لانے سے پیشتر کچھ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نبی برحق ہونے کی دلیل دیکھی تھی؟ انہوں نے کہا، کہ قریش میں وہ کونسا شخص باقی رہ گیا ہے جس کے اوپر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نبوت ثابت نہیں ہو چکی ہے؟ پھر حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے یہ قصہ بیان کیا کہ میں ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا اس کے شاخوں میں سے ایک شاخ اس قدر جھکی کہ میرے سر کو آگئی۔ پھر اس میں سے ایک آواز آئی کہ جس نبی کا انتظار ہے، فلانے سن اور فلانے ماہ میں مبعوث ہوگا۔ آپ ان کی تصدیق کر کے سب سے بڑھ کر سعادت حاصل کیجئے۔[1]

(II) امام ابونعیم حافظ نے یہ حدیث تخریج کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ذکر واوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا چہرۂ انور مثل چاند کے گردہ تھا۔[2]

حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے محفل میلاد منائی۔ اور آپ رض کا فتوی۔

امام حاکم، امام بیہقی، امام طبرانی، حافظ ابونعیم اور امام ابن عساکر (رحمہم اللہ تعالیٰ) نے یہ حدیث تخریج کی ہے کہ حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے (اوصاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام سے خطا ہوئی تو انہوں نے یہ کہا کہ میں بحق محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تجھ سے (اے اللہ!) سوال کرتا ہوں کہ میرا گناہ بخش دے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کس طرح جانا؟" عرض کیا، "اے پروردگار! تو نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور مجھ میں روح پھونکی تو میں نے اپنا سر اٹھایا تو عرش معلی کے پایوں پر لکھا ہوا پایا۔

ع:- حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا فتوی اب آپ نے فرمایا کہ جس نے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا درود شریف پر ایک درہم بھی خرچ کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ النعمۃ الکبریٰ ص ۲۴ مطبوعہ قادری کتب خانہ سیالکوٹ۔ امام ابن حجر مکی رح۔

۱، ۲:- انوار آفتاب صداقت ج ۱ ب ۱۴ ص ۳۳۲

"لاإله إلا الله محمد رسول الله"، سومیں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ دوسرا نام نہیں ملایا مگر اپنے خاص پیارے کا تو فرمایا، اللہ تعالیٰ نے کہ اے آدم، تو نے سچ کہا۔ اور، جو "محمّد" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ ہوتا تو میں تجھ کو بھی پیدا نہ کرتا[۵۱]

حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا اپنا ارشاد ہے کہ جس نے میلاد النبیؐ کی عظمت کی تو اس نے اسلام کو زندہ رکھا[۵۲]

حضرت عثمان بن عفان ذی النورین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے محفل میلاد منائی

امام ابو نعیم حافظ (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے یہ حدیث تخریج کی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ میں ایک قافلہ میں شام گیا تھا۔ جب ہم لوگ شام کی سرحد پر پہنچے۔ وہاں ایک عورت مغیبات کی خبر دینے والی تھی۔ اس نے کہا کہ میرا جن آسمان کی خبریں لا دیا کرتا تھا۔ ان دنوں وہ میرے دروازے پر آیا۔ میں نے کہا، اندر آؤ، کچھ خبریں سناؤ۔ اس نے کہا، اب موقع نہ رہا۔ "أحمد" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پیدا ہو گئے اور قابو سے بات باہر ہو گئی۔ پھر میں وہاں سے مکہ مکرمہ واپس آیا، دیکھا کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پردۂ سکوت سے نکل کر خلقت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کر رہے ہیں[۵۳]

حضرت علی بن ابی طالب (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ) نے محفل میلاد منائی۔

(I) علامہ قاضی فضل احمد لکھتے ہیں کہ کتاب، "أحكام ابن القطان" میں یہ حدیث مروی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بیان فرمایا کہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا، "میں قبل از پیدائش آدم (علیہ السلام) چودہ ہزار برس پیشتر اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک نورِ محض تھا[۵۴]"۔ مولانا اشرف علی تھانوی وغیرہ نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے[۵۵]

(II) امام قسطلانی رحمہ نے لکھا ہے کہ حضرت علی (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ) نے بیان فرمایا کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

۵۱: انوار آفتاب صداقت ج۱ ب۱۴ ص۳۳۳، ص۳۳۴
۵۲: نعمت الکبریٰ ص۳۰ امام ابن حجر مکی ص۳۴
۵۳، ۵۴: انوار آفتاب صداقت ج۱ ب۱۴ ص۳۳۴
۵۵: نشر الطیب ص۱۲، ص۱۳، مولانا اشرف علی تھانوی
۵۶: حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ: آپ رضی نے فرمایا کہ جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد شریف پڑھنے پر ایک درہم بھی خرچ کیا گویا وہ غزوہ بدر و حنین میں حاضر ہوا۔ النعمۃ الکبریٰ ص۳۴ امام ابن حجر مکی

نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام سے لے کر کوئی نبی ایسا نہیں آیا کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے یہ عہد نہ لیا ہو کہ اگر "محمد" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ظہور تمہارے وقت میں ہو تو تم ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا اور یہی وعدہ ہر ایک نبی اپنی قوم سے لیتا تھا[1]

حضرت علی (کرم اللہ وجہہ) کا فتویٰ:۔ بسلسلہ میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حضرت امام ابن حجر مکی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) لکھتے ہیں کہ حضرت علی (کرم اللہ وجہہ) نے فرمایا، "جس نے میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عزت کی اور اس کو پڑھوانے کا سبب بنا تو وہ دنیا سے ایمان لے کر نکلے گا اور جنت میں بغیر حساب داخل ہوگا[2]

عام صحابہ کرام وتابعین عظام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا مجلس ومحفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منانا۔

صحابہ کرام وتابعین علام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے بھی خود مجلس ومحفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منائی ہے۔ انہیں آپ کا ذکر وتذکرہ سننے، سنانے کا ہمیشہ شوق واشتیاق دامن گیر رہتا۔ ہم اس مجموعہ میں چند ایک احادیث بطور حجت وشہادت بطور سابقہ پیش کریں گے جن کی تفصیل وتکمیل کتب حوالہ وماخذ میں دیکھی جائے۔

ملاحظہ فرمائیے:

(۱) عن فاطمة أم عثمان بن ابی العاص (رضی اللہ تعالیٰ عنهما) قالت: لما حضرت ولادة رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رأیت البیت حین ولادته قد امتلاء نورا[3]..... الخ

(۲) عن ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنهما) قال: إن اللہ فضل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) علی الأنبیاء وعلی أهل السماء ....[4] الخ

(۳) عن علی بن أبی طالب (کرم اللہ وجهه) کان إذا وصف النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

---

[1] انوار آفتاب صداقت ج۱ ص۳۳۵

[2] النعمۃ الکبریٰ، امام ابن حجر مکیؒ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فتویٰ

[3] مواہب لدنیہ ج۱ ص۱۲۷، امام احمد بن محمد قسطلانیؒ م ۹۲۳ھ

[4] الشفاء ج۱ ص۱۷۱، علامہ قاضی عیاضؒ؛ مشکاۃ المصابیح ج۲ ص۵۱۵

قال : لم یکن بالطویل الممغط ولا بالقصیر المتردد ......[ع۱] الخ

④ عن انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال : کان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) من أحسن الناس خُلقا ....[ع۲] الخ

⑤ عن أبی هریرة (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال ما رأیت شیئاً أحسن من رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ....[ع۳] الخ

⑥ عن علی بن الحسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) قال : قال الحسن بن علی بن أبی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سألت خالی هند بن أبی هالة (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) عن حلیة رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وکان وصّافاً وأنا أرجو أن یصف لی منها شیئاً أتعلق بہ ۔ قال : کان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فخماً مفخماً یتلألأ وجهه تلألؤ القمر لیلة البدر .... إلی .... من لقیه بالسلام قلت صف لی منطقه (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قال .... إلی .... قال الحسن فکتمتها عن الحسین بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) زماناً ثم حدثته فوجدته قد سبقنی إلیه[ع۴]۔

⑦ قال الحسین بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سألت أبی عن دخول رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فقال .... قلت فأخبرنی عن مخرجه .... فسألته عن مجلسه (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) .... فسألته عن سیرته (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قلت کیف کان سکوته (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ....[ع۵] الخ

⑧ عن جابر بن سمرة (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال کان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ص ''ف : اس سے دو امر ثابت ہوئے ، حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا شوق آپؐ کے شمائل کے ذکر سننے کا اور حضرت ہندؓ کا ذوق بکثرت آپؐ کے شمائل کے ذکر کرنے کا'' نشر الطیب ص۱۹۲

ع۵ :- اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان میں آپؐ کی تعریف و توصیف کے علم و تحصیل میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کا بھی بے انتہا اشتیاق ہوتا تھا۔

قد شمط.......... فقال رجل وجہہ مثل السیف قال لا، بل کان مثل الشمس والقمر.......... الخ[1]

⑨ عن عائشۃ الصدیقۃ الحمیری حبیبۃ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قالت[2] کنت اخیط فی السحر فسقطت منی الابرۃ فطلبتھا فلم أقدر علیھا فدخل رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فتبینت الابرۃ بشعاع نور وجہہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم).......... الخ[2]

⑩ عن أنس[3] (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال مامسست دیباجۃ ولا حریرا ألین من کف رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ولا شممت مسکا ولا عنبرۃ أطیب من رائحۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

⑪ عن ابی عبیدۃ[4] (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال: قلت لربیع بنت معوذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) صفی لنا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قالت یا بنی لو رائیتہ رأیت الشمس طالعۃ۔

⑫ عن کعب[5] (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یحکی عن التوراۃ قال نجد مکتوبا، "محمد" رسول اللہ عبدی المختار.......... الخ

⑬ عن ذکوان[6] (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) أن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لم یکن یری لہ ظل فی شمس ولا قمر۔ (ترجمہ: ذکوان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ سورج میں دکھائی دیتا نہ چاندنی میں۔)

⑭ وذکر ابن سبع[7] فی الخصائص بلفظ أنہ لم یقطع علی ثیابہ ذباب قط۔

⑮ عن انس[8] (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال کان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) إذا

---

[1]: مشکاۃ المصابیح ج ۲ ص ۵۱۵

[2]: الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۶۲۔ امام سیوطی رحمہ اللہ بحوالہ امام ابن عساکر وغیرہ

[3]: مشکاۃ المصابیح ج ۲ ص ۵۱۶

[4]: مشکاۃ المصابیح ج ۲ ص ۵۱۷

[5]: مشکاۃ المصابیح ج ۲ ص ۵۱۴

[6]: بحوالہ: الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۶۹ امام سیوطی رحمہ اللہ

[7]: الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۶۷

ع: ترجمہ: فرمایا کہ میں سحری کے وقت کچھ سی رہی تھی کہ سوئی مجھ سے گر گئی۔ سو میں نے اسے ڈھونڈا لیکن میں اس پر قادر نہ ہو سکی (یعنی سوئی اندھیرے کے باعث نہ مل سکی۔ شاید وہ دیئے کے سامنے کپڑا سی رہی تھیں، سوئی گرنے پر دیا (چراغ) بجھ گیا ہو گا) پس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو سوئی آپ کے چہرۂ انور کی شعاع و تجلی سے ظاہر ہو گئی۔

مرّ فی طریق من طرق المدینة وجدوا منه رائحة الطیب وقالوا مرّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ھذا الطریق۔

(۱۷) عن عائشة الصدیقة الحمیریٰ حبیبة رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وعلیھا وسلم) قال کنت قاعدة أغزل والنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یخصف نعله فجعل جبینه یعرق وجعل عرقه یتولد نورا فبھت فقال مالك بھت؟ قلت جعل جبینك یعرق وجعل عرقك یتولد نورًا ولو راٰك أبو کبیر الھذلی لعلم أنك أحق بشعرہ حیث یقول:۔

ومبرأ من کل غبر حیضة	وفساد مرضعة وداء مغیل
وإذا نظرت إلی أسرة وجھه	برقت بروق العارض المتھلل

فوضع رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ما کان فی یدہ وقام إلیّ فقبل ما بین عینی وقال جزاك اللہ یا عائشة خیرا فما أذکر أنی سررت کسروری بکلامك[۵۷]۔

[۵۷]: الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۶۷

اس حدیث میں دو اہم بالشان نکتے چمک رہے ہیں:۔ (I) ایک یہ کہ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن وجمال اور نورِ کمال کی تعریف وتوصیف کررہی ہیں۔ (II) دوم یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر خوش ہوکر انہیں دعائے خیر سے یاد فرمارہے ہیں۔

اس سے واضح وثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تعریف وتوصیف کرنا احسن و پسندیدہ کام اور سنت وطریقۂ اہل بیتِ نبیؐ ہے اور یہ کہ آپؐ اپنے اوصاف وصفات اور حسن وصورت کی تعریف وتوصیف سے نہایت مسرور ہوتے ہیں اور وصاف ومعرّف کو دعائے خیر دیتے ہیں۔ پس ہمیں لازم ہے کہ ہم آپؐ کی مجلس ومحفل میلاد مناکر، آپؐ کے حسن وجمال، فضل وکمال اور اوصاف وصفات کا ذکر وبیان کرکے آپؐ کو فرح وسرور پہنچائیں۔ تاکہ ہم آپؐ کی خوشنودی ورضا اور رضائے الٰہی حاصل کرتے ہوئے آپؐ کی دعائے خیر ونظر کرم اور انعام الٰہی کے مستحق ہوجائیں۔

⑰ عن عائشة الصدیقة (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) قالت: کان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) أحسن الناس وجھا وأنورھم لونا لم یصفہ واصف قط إلا شبہ وجہہ بالقمر لیلة البدر، وکان عرقہ فی وجہہ مثل اللؤلؤ أطیب من المسک الأذفر[1]۔

⑱ حضرت خالد بن ولید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنی ٹوپی کی کرامت میں شان رسالت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بیان کر رہے ہیں:۔ قال: "اعتمر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فحلق رأسہ فابتدر الناس جوانب شعرہ فسبقتھم إلی ناصیتہ فجعلتھا فی ھذہ القلنسوة فلم أشھد قتالا وھی معی إلا رزقت النصر[2]۔"

احبار ورہبان اور یہود ونصاریٰ کی، حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مدح وثناء خوانی

صحابہ وتابعین تو عاشقان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وشیدایان دین تھے۔ لیکن دشمنانِ دین (یہود ونصاریٰ) میں بھی آپ کے وصف واوصاف سننے، سنانے کے شیدایان ومشتاقین رہے ہیں۔

ہم یہاں بطور ثبوت واثبات، قارئین حضرات کی خاطر دوتین روایات بیان کر دیں گے اور طوالت وملالت سے بچنے کے لئے مختصر خلاصے تحریر کر دیتے ہیں۔ تفصیل کتب حوالہ میں ملاحظہ ہو۔

بحیرا، راہب نے آپ ﷺ کی محفل میلاد منائی۔

جب آپ ﷺ اپنے زمانہ بچپن میں، سفر شام میں اپنے چچا حضرت ابوطالب کے ہمراہ تھے اور قافلہ بحیرا[3] راہب کے علاقے میں خیمہ زن ہوا، تو بحیرا قافلہ کے کیمپ میں آیا اور سب لوگوں سے نکلتا گزرتا سیدھا آپ ﷺ کے پاس آکر ٹھہر گیا۔ اور آپ ﷺ کا ہاتھ تھام کر یوں تقریر کرنے لگا، "ھذا سید العلمین، ھذا یبعثہ اللہ رحمة للعلمین"۔ لوگوں نے یہ حقیقت دریافت کی تو

[1]: الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۶۷
[2]: الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۶۸ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ لائلپور پاکستان امام جلال الدین سیوطی رح
[3]: علامہ ملا علی قاری رح نے یہ حدیث روایت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بحیرا راہب کا نام جرجیس تھا۔ المولد الروی ص ۱۰

کہاکہ درخت اور پتھر انہیں سجدہ کر رہے تھے جو نبی کے سوا کسی کا سجدہ نہیں کرتے اور میں انہیں ان کی مہر نبوت سے پہچانتا ہوں جو ان کے شانوں کے نیچے ہے۔ پھر راہب نے دوپہر کو کھانے کی دعوت کی۔ قافلہ والے پہلے آگئے تو راہب نے کہاکہ یہ دعوت تو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ہے۔ انہیں لے آؤ۔ جب آپ تشریف لائے راستہ میں بادل آپ کو سایہ کر رہے تھے۔ راہب نے کہا دیکھو انہیں بادل سایہ کر رہے ہیں۔ ادھر لوگ پہلے سے آکر درخت کا سایہ کو رکے ہوئے تھے اس لئے آپ ایک کونے میں دھوپ پر تشریف رکھنے لگے کہ درخت کا سایہ ادھر مڑ گیا۔ راہب نے کہا، دیکھو درخت ادھر مڑکر آپ کو سایہ کرنے لگا۔ پھر کہاکہ وہاں کے یہود آپ کو، اوصاف وصفات نبوت سے پہچان کر قتل کر دیں گے۔ حضرت ابو طالب کو قسمیں دے دے کر آپ کو واپس کروادیا[1]۔ یہ حدیث امام ترمذی، امام حاکم، امام ابن ابی شیبہ، امام بیہقی، حافظ ابونعیم، امام خرائطی اور حافظ ابن حجر عسقلانی (رحمہم اللہ تعالیٰ) وغیرہ نے روایت کی ہے۔ امام ترمذی نے اسے حسن اور امام حاکم نے صحیح کہاہے۔ البتہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے، اس میں تذکرے سے کچھ جرح ہو رہا ہے جس کی حافظ ابن حجر نے توجیہ بتاتے ہوئے تعدیل کرلی ہے تو حدیث صحیح ہوگئی۔

یمن میں، حضرت علی (کرم اللہ وجہہ) کا، حبر یہود کی درخواست پر محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منانا۔ آپ کی اور حبر یہود کی حلیہ و وصفات، سیرت وحالات نبوی پر مجمع عام میں تقاریر۔

عن علیؓ[2] (کرم اللہ وجہہ) قال بعثنی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) إلی الیمن فانی لأخطب یومًا علی الناس وحبر من أحبار الیهود واقف فی یده سفر ینظر فیه فلما رانی قال صف لنا أبا القاسم صلی اللہ علیه واله وسلم۔

اس پر حضرت علی (کرم اللہ وجہہ) نے حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اوصاف وصفات

[1]: الخصائص الکبریٰ ج۱ص۸۳

[2]: الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۷۵ بحوالہ ابن سعد وابن عساکر

اور سیرت و حالات پر اجتماع عام و جلسۂ عوام میں ایک جامع تقریر کی پھر حبیر یہود نے آپ رضی کی تصدیق و توثیق کرتے ہوئے خود بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیہ و صفات، سوانح و حالات پر ایک مفصل تقریر کی۔ اور کہا کہ یہ اوصاف و صفات میں اپنے آباء و اجداد کی کتب و دفاتر میں دیکھ رہا ہوں۔ پھر وہ اسی محفل میں آپ ؐ کی نبوت و رسالت کی شہادت دیکر مسلمان ہوگیا۔

حبر بیت المقدس کا، سیرت و صفات نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سماع و استماع کے اشتیاق میں سفرِ حجاز اور قبول اسلام

عن ابی[۱] ھریرۃ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال أتی حبر من أحبار بیت المقدس بعد وفاۃ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) إلی علی (کرم اللہ وجہہ) فقال صف لی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فقال .... الخ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کی درخواست و اشتیاق پر سیرت و صفاتِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا تفصیلی بیان کرکے مجلس و محفلِ میلاد منائی۔

تو حبر (یہود پادری) نے کہا، "میں نے یہی اوصاف و صفات توراۃ میں دیکھی ہیں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔"

[۱] ۲۔ ا: الخصائص الکبریٰ: ج ا ص، بحوالہ ابن سعدؒ و ابن عساکرؒ

وفود یہود کا، نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شان و صفات سننے کے شوق و اشتیاق میں، اجتماع

عن[۲] ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنھما) قال أقبل قوم من الیھود فأتوا علیاً کرم اللہ وجہہ فقالوا صف لنا ابن عمك۔ فقال .... الخ

یعنی حضرت علی (کرم اللہ وجہہ) نے قوم یہود اور مجمع حاضرین میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی صفات و شان بیان کرتے ہوئے مجلس و محفل میلاد منائی۔

حضرت زوبعہ بن ابلیس اور جنات نصیبین کا سماع قرآن وحاضری دربار نبوی اور حصول نور ایمان

اللہ تعالیٰ نے ان جنات (جنات نصیبین) کا، دو مقام میں تذکرہ فرمایا ہے۔ (I) ایک سورۃ احقاف میں (II) دوم، سورۂ جنّ میں۔ ایک روایت میں، ان کی تعداد سات اور دوسری روایات میں دس ہے۔ اور زوبعہ بن ابلیس ان کا سردار وسربراہ تھا۔ امام اسماعیل حقی لکھتے ہیں، "وزوبعۃ بفتح الزاءِ المعجمۃ والباء الموحدۃ" ازایشان بودہ واو پسر ابلیس ست[1]۔" آگے فرماتے ہیں، "وقال؛ فی القاموس الزوبعۃ اسم شیطان اورئیس الجن فتکون الأسماء عشرۃ[2]" حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی روایت میں ان کے نام مسلیط شاصر، ماصر، حاصر، حسا، مسا، علیم، ارقم اور ادرس ہیں۔ اور زوبعہ کے ساتھ دس نفر ہوتے ہیں۔

زوبعہ اس وفد کو لے کر نکلے تاکہ یہ معلوم کیا جائے کہ کس چیز نے جنات کو آسمان جانے سے روکا ہے؟ اور چلتے چلتے، یہ لوگ بمقام بطن نخلہ آنکلے جہاں حضور انور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) صبح کی نماز پڑھا رہے تھے۔ جب انہوں نے آپؐ کی قرأت سنی تو ٹھہر کر سننے لگے۔ اور آپؐ کی فراغت کے بعد دربار میں حاضر ہو کر ایمان لائے۔ اور آپؐ سے ہدایات لے کر اپنی قوم کی تبلیغ وہدایت کی خاطر واپس چلے گئے۔ علامہ محمد ہاشم ٹھٹھوی لکھتے ہیں، "فلما فرغ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من صلاتہ جاؤا إلیہ وأسلموا بین یدیہ ثم رجعوا إلی قومھم بذالک[3]"

امام قاضی بدر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الشبلی نے ان لوگوں کا، جو جنات نصیبین

---

[1]:۔ ترجمہ:۔ اور زوبعہ (ز) کی فتح (زبر) اور (ب) کے ساتھ ان میں (جنات نصیبین) سے تھا اور وہ ابلیس کا لڑکا ہے۔
[2]:۔ ترجمہ:۔ قاموس میں فرمایا ہے، "زوبعہ"، شیطان کا نام ہے یا جنوں کا سردار تھا۔ پس (اسکے ساتھ) نام (جنات نصیبین کے) دس ہونگے۔
[3]:۔ ترجمہ:۔ پس جب آپؐ اپنی نماز سے فارغ ہوئے (جن لوگ) آپؐ کے پاس آئے اور آپؐ کے حضور میں اسلام لائے پھر اپنی قوم کے پاس واپس گئے اس کے ساتھ (اسلام کے ساتھ)۔

کی، دربار نبوی میں حاضری اور کلام وغیرہ کی نفی کرتے ہیں، رد کرتے ہوتے لکھا ہے، "أن عبد الله بن عباس (رضی الله تعالےٰ عنهما) قال فی قوله تعالےٰ، "واذ صرفنا الیك نفرا من الجن" الآیہ۔ قال کانوا سبعة من جن نصیبین فجعلهم رسول الله (صلی الله علیه وآله وسلم) رسلا إلی قومهم[1]" اس حدیث سے ان لوگوں کا بھی رد ہوا جو نفی کی نسبت حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی طرف کرتے ہیں۔ چنانچہ آگے لکھتے ہیں، "فعلم أن ابن عباس (رضی الله تعالیٰ عنهما) لم ینف کلامه (صلی الله علیه وآله وسلم) إلا حیث استمعوا فی صلاة الفجر ولم یرد نفی الکلام بعد ذالك۔ وقوله "فجعلهم رسول الله (صلی الله علیه وآله وسلم) رسلا إلی قومهم" دل علی أنه کلمهم بعد ذالك۔ ولهذا قالوا، یا قومنا أجیبوا داعی الله" فدل علی أنہ دعاهم لما اجتمعوا به قبل عودهم إلی قومهم[2]۔"

علاوہ ازیں، سورۂ احقاف و سورۂ جن کی آیات کی عبارۃ النص و دلالۃ النص سے جنات نصیبین کی، دربار نبوی میں حاضری، کلام، ایمان لانا اور تبلیغ دین کے لئے ہدایات حاصل کرنا ثابت ہوتا ہے۔ اور یہی قیاس مستقیم کا حکم ہے۔ کیونکہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ملے اور پوچھے بغیر انہیں کیسے پتہ چلا کہ یہ کلام اللہ ہے؟ آپؐ کی رسالت و نبوت اور داعی الی اللہ ہونا کیسے معلوم ہوا؟ ایمان لانے کا طریقہ و کلمہ طیبہ کس نے بتایا؟ تبلیغ دین کے احکامات و ہدایات کس نے سکھائے؟ لہٰذا یہ ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے دربار میں حاضر ہو کر یہ سب کچھ وہاں سے حاصل کیا تھا۔

[1] :- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے قول، "واذ صرفنا....." کے بیان میں فرمایا کہ یہ، سات نفر تھے جنات نصیبین کے۔ پس بنایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنے قاصد ان کی قوم کی طرف۔

[2] :- ترجمہ:- پس معلوم ہوا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپؐ کا جنات سے کلام کرنے کی نفی نہیں کرتے سوائے اس وقت کے جبکہ وہ نماز فجر میں قرآن سن رہے تھے۔ اور اس کے بعد کلام کرنے کی نفی کا ارادہ نہیں کیا، اور ان کا قول، فجعلهم ..... دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ آپؐ نے اسکے بعد ان سے کلام فرمایا۔ اسلئے انہوں نے جا کر اپنی قوم سے کہا "اجیبوا داعی الله" سو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ آپؐ نے انہیں انکا انکی قوم کی طرف لوٹنے سے قبل بلایا تھا جب وہ آپؐ کے پاس جمع ہوئے تھے۔

[1]، [2] :- آکام المرجان فی غرائب الاخبار واحکام الجان ص ۳۹ مطبوعہ: نور محمد، اصح المطابع کراچی۔ امام علامہ محدث، قاضی بدر الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الشبلی رح۔

ع :- علامہ ٹھٹھوی کے بیان سے، جس میں انہوں نے جنات کی حاضری و کلام اور نیابت تبلیغ ثابت کی ہے، منکرین کا واضح طور پر رد و تردید ہوتی ہے۔

زوبعہ اور جنات نصیبین کی، اپنی قوم میں محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور خطاب

قرآن کریم نے دونوں سورتوں میں ان کی مجلس ومحفل اور وعظ وخطاب کا، قدرے اجمالی اور قدرے تفصیلی تذکرہ بیان کیا ہے۔ جس سے کچھ ہم یہاں پیش کریں گے جو حسب ذیل ہے:۔

قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۱﴾ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۲﴾ [لے]

ل: سورۂ احقاف، آیات: ۳۰ تا ۳۲، ع: (۴)

ع: سورۂ احقاف، اور سورۂ جن۔

اور سورۂ جن میں ان کا خطاب ان الفاظ میں اور قدرے تفصیل سے مذکور ہے:۔

فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ﴿۱﴾ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ﴿۲﴾ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ﴿۳﴾ ...... حَطَبًا ﴿۱۵﴾ [لے]

لے: سورۂ جن۔ آیات ۱ تا ۱۵۔ ع: (۱)

لے:۔ ترجمہ:۔ کہا (ان جنوں نے) اے ہماری قوم، ہم نے سنی ایک کتاب جو نازل کی گئی ہے موسیٰؑ کے بعد، تصدیق کرنے والی ہے اپنے سے اگلی کتابوں کی۔ رہنمائی کرتی ہے حق اور سیدھی راہ کی طرف۔ اے ہماری قوم، اطاعت کرو اللہ کے بلانے والے کی اور ایمان لے آؤ اس پر کہ بخش دے تمہارے گناہوں کو اور بچا دے تم کو دردناک عذاب سے۔ اور جو کوئی نہ مانے اللہ کے بلانے والے کو (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو) تو وہ زمین میں (بھاگ کر) عاجز نہیں کر سکتا (اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کو) اور نہیں ہوگا کوئی مددگار اس کے لئے سوائے اس (اللہ تعالیٰ) کے۔ وہ لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔

لے:۔ ترجمہ:۔ پس کہا (ان جنوں نے اپنی قوم سے) ہم نے سنا ایک قرآن پسندیدہ۔ رہنمائی کرتا ہے ہدایت وسچائی کی طرف۔ سو ہم ایمان لائے اس پر۔ اور ہم ہرگز نہیں ٹھہراتے شریک اپنے رب کے ساتھ کسی ایک کو۔ اور یہ کہ بلند ہے شان ہمارے رب کی، نہ اس نے کوئی بیوی رکھی نہ کوئی اولاد .... تا .... وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ○ اور جو بے انصاف ہیں سو وہ دوزخ کے ایندھن ہونگے۔

اقتضاءُ النصوص

سورۂ احقاف میں واقعۂ جنات کی ابتدا ، مندرجہ ذیل آیت سے ہورہی ہے۔

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ [1]

اور سورۂ جن میں اس کی ابتدا ، ان آیات سے :۔ قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ﴿۱﴾ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ [2] ..... الخ

دونوں سورتوں کا ایک ہی واقعہ ہے اور اقتضاء وتقاضا بھی ایک ہی نوعیت کا ہے۔

جس کے نکات ومنطوقات حسب ذیل ہیں۔

(I) ان آیات کی تنزیل کا مقصود ومراد یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسانوں کی مجالس ومحافل میں جنات کا یہ واقعہ سنا کر اپنی رسالت ونبوت کا عروج ووسعت، شان وشوکت اور تائید وامداد ایزدی کا اظہار و بیان کرتے ہوئے یہ واضح کردیں کہ آپ جنات کے بھی رسول ہیں۔ اور وہ بھی آپ پر ایمان لانے اور آپ کے اتباع واطاعت کے پابند ہیں۔ اور ایمان نہ لانے اور نافرمانی کی صورت میں وہ جہنم میں جلائے جائیں گے۔

(II) پس ان آیات کی ، ہم سے خواہش واقتضاء اور تقاضاء ومقتضیٰ یہ ہے کہ جب کہیں ہمیں قَالَ اللّٰهُ وَقَالَ الرَّسُوْلُ سننے میں آجائے تو ہم جنات نصیبین کی طرح فوراً وہاں حاضر ہو کر محفل رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نہایت ادب واحترام سے سننے لگیں اور ایک دوسرے کو خاموش رہنے اور توجہ سے سننے کی تلقین و ہدایت کرتے ہوئے اس پر جان و دل سے اٰمَنَّا وَسَلَّمْنَا کہیں۔ اور پکے مومن وسچے عمل والے بن جائیں۔

---

[1]:۔ ترجمہ : اور بیان کردے (اے میرے حبیبؐ) یہ کہ جب ہم نے متوجہ کر دیئے تیری طرف کچھ لوگ جنوں کے جو سننے لگے قرآن حکیم پھر جب وہ حاضر ہوئے وہاں (جہاں آپ نماز میں قرآن حکیم تلاوت فرما رہے تھے) تو وہ بولے ایک دوسرے سے کہ خاموش رہو (یعنی خاموش رہ کر تلاوت سنو) پھر جب ختم ہوا (قرآن پڑھنا) تو واپس چلے اپنی قوم کے ڈرانے والے۔

[2]:۔ ترجمہ : کہہ دے (لوگوں سے اے میرے حبیبؐ) کہ وحی کیا گیا ہے میری طرف ، یہ کہ سن لیا (قرآن حکیم) جنوں کی ایک جماعت نے۔ پس کہا ان جنوں نے (اپنی قوم سے) سنا ہم نے ایک قرآن بہت پسندیدہ رہنمائی کرتا ہے رشد وہدایت کی طرف۔ سو ہم ایمان لائے اس پر ..... الخ

(III) مجالس ومحافلِ وعظ وتقریر کرکے اختتام پر صدورِ مجالس سے مل کر دین وتبلیغ دین کے لئے احکام وہدایات حاصل کرکے اپنے علاقے میں جاکر مجالس ومحافل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منائیں۔ جہاں نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور قرآن حکیم کے اوصاف وصفات اور احکام وفرامین اور اللہ تعالیٰ کی قدرت ووحدانیت کی تعریف وتوصیف کرتے ہوتے کفر وشرک سے لوگوں کو سختی سے باز رکھیں۔

(IV) عوام الناس کو ان مجالس ومحافل میں حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت واتباع کی ترغیب دیتے ہوتے، انہیں نافرمانی پر عذابِ جہنم وقہر الٰہی سے ڈرائیں۔

(V) الغرض :۔ ان آیات میں جشن ومحفل رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نقشہ وپروگرام دیا گیا ہے رب العزت کا، نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ارشاد وفرمائش ہے کہ، اس طرح، اپنی، عوام الناس میں مجلس ومحفل مناکر، ان سے جنات کے اجتماع واستماع، جلسہ واجلاس اور ایمان وایقان وغیرہ سارا واقعہ بیان کردیں تاکہ لوگوں میں اسی طرح خوف خدا، حب رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، حب قرآن اور شوق وشغف دین وایمان پیدا ہو اور وہ بھی جنات کی طرح مبلغ دین بن کر دنیا کے کونے کونے میں مجالس ومحافل رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مناتے ہوئے اسلام پھیلانے کی کوشش کیا کریں۔

اس لئے سورۂ احقاف میں فرمایا، "وَ إِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ" .... الخ
اور سورۂ جن میں قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ .... الخ ارشاد کیا۔

در دلِ مسلم مقام مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) است — آبروئے ما ز نام مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) است

(علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

مکہ مکرمہ کے میدانِ جبال اور جبلِ حجون پر اجتماعات جنات اور محافلِ میلاد

وفود جنات برائے زیارت نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور محافل ومجالس منانے کے بیشمار واقعات مذکور ہیں۔ علامہ خفاجی اور علامہ قاضی بدر الدین شبلی وغیرہ علما نے چھ مرتبہ کی ملاقات کا ذکر کیا ہے اس سلسلے میں، امام سیوطی حسب ذیل روایت کررہے ہیں۔

(I) عن ابن مسعود (رضی اللہ تعالی عنہ) قال: انطلق رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وانطلق بی معہ حتی أتی البراز ثم خط لی خطا ثم قال لی لا تبرح حتی أرجع إلیك فما جاء حتی السحر فقال: "أرسلت إلی الجن"، قلت: "فما ہذہ الاصوات أسمعها" قال: "ہذہ أصواتهم حین ودّعونی وسلّموا علیّ"[۱]

(II) حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جنات کے، عوالی مکہ مکرمہ میں، ایک اور بہت بڑے اجتماع، آپ کی وہاں مجلس ومحفل اور ان کے ساتھ شب گزاری وملاقات وغیرہ کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کی واپسی کا، حسب ذیل الفاظ میں حال احوال بیان کررہے ہیں کہ انہیں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے قریبی میدان میں گول لکیر کے اندر بٹھاتے رکھا کہ میرے آنے تک یہاں سے نہ نکلنا۔ اور انہوں نے جنات کے عظیم وکثیر اجتماعات دیکھ کر خطرہ کے باعث ارادہ کیا کہ نکل کر آپ کو جنات کے جم گھٹے سے بحفاظت نکال لائیں لیکن آپ کے حکم کے پیش نظر لکیر میں رہ گئے۔ نکلے نہیں۔ ادھر آپ ساری رات جنات کے اجتماعات میں مجلس ومحفل مناتے رہے۔

[۱]:۔ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے۔ فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ایک رات) باہر چلے اور مجھے بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ حتی کہ میدان کو پہنچے۔ پھر میرے گرد لکیر کھینچی اور فرمایا مجھ سے "یہاں ٹھیرے رہیں تاکہ میں لوٹ جاؤں تیرے پاس"۔ پس سحری تک نہیں آئے (اور جب سحری کے وقت تشریف لائے) تو فرمایا، "میں جنوں کے پاس رسول بنا کے بھیجا گیا ہوں"۔ "میں نے عرض کیا" "یہ کیا آوازیں ہیں جو میں سن رہا ہوں"۔ فرمایا آپ نے، "یہ انکی آوازیں ہیں جو مجھے رخصت کررہے تھے اور مجھے سلام کہہ رہے تھے"

[۱]:۔ الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۱۳۹ امام جلال الدین سیوطیؒ
[۲]:۔ تفسیر عثمانی، ص۶۷۲ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ
[۳]:۔ آکام المرجان فی غرائب الاخبار و احکام الجان ص۵۳۔ مطبوعہ: نور محمد اصح المطابع کراچی۔ علامہ قاضی بدر الدین شبلیؒ

جب آپ ؐ فجر کو تشریف لائے تو حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے اپنا سارا واقعہ سنایا تو آپ ؐ نے فرمایا، "لو خرجت مالقيت أنا ولا أنت إلى يوم القيمة ثم شبك أصابعه في أصابعي وقال إني وعدت أن يؤمن بي الجن والإنس فأما الإنس فقد آمنت بي وأما الجن فقد رأيت"۔ [1]

جنات نصیبین کا، جبل حجون پر نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دعوت کر کے آپ ؐ کے اعزاز میں جشن واجتماع

امام ابونعیم اصفہانی ؒ حضرت کعب الاحبار کی، اس سلسلے میں حدیث روایت کرتے ہیں۔

فخرجوا وافدين إلى رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) وهم ثلث مائة فانتهوا إلى الحجون فجاء الأحقب فسلم على رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) وقال إن قومنا قد حضروا الحجون يلقونك فواعده رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) من الليل بالحجون"۔ [2]

[1]: ترجمہ:۔ اگر تو نکل جاتا تو قیامت تک نہ میں تجھ سے ملتا نہ تو مجھ سے۔ پھر آپ ؐ نے اپنی انگلیاں میری انگلیوں میں ڈال کر فرمایا کہ مجھے وعدہ دیا گیا ہے کہ جن وانس (دونوں فریق) مجھ پر ایمان لائیں گے۔ پس انسان، سو ایمان لائے۔ اور جن، سو تو نے دیکھ لئے۔

[2]: ترجمہ:۔ پس نکلے جنات (نصیبین) وفد کی صورت میں رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف اور وہ تین سو نفر تھے۔ اور جبل حجون پر آ کر ٹھہرے۔ پس احقب (وفد کا سربراہ) آگیا (دربار میں) اور رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سلام عرض کیا اور کہا کہ ہماری قوم جبل حجون پر حاضر ہیں۔ آپ ؐ کی ملاقات چاہتے ہیں۔ سو رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اسے، رات کو حجون پر آنے کا وعدہ کیا۔

خلاصۂ واقعہ:۔ جنات نصیبین زوبعہ کی سربراہی میں بطن نخلہ سے مسلمان ہونے کے بعد واپس جا کر اپنی قوم کے اجتماع میں محفل میلاد مناتے ہوئے انہیں ایمان لانے کی نصیحت وہدایت کی تو ان کے تین سو نفر احقب / ارقم کی سربراہی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت وملاقات اور ایمان لانے کی خاطر نکلے اور جبل حجون پر آ کر جمع ہوئے۔ اور احقب یا ارقم کو آپ ؐ کو دعوت دینے کی خاطر دربار میں بھیجا۔ آپ ؐ دعوت قبول کرتے ہوئے رات کو حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو ساتھ لے کر حجون پر تشریف لے گئے۔ انہیں قریبی میدان میں کھڑا کر کے ان کے اردگرد لکیر کھینچی اور خود جنات کے اجتماعات کے پاس تشریف لے گئے۔ اور ساری رات ان کے اجلاس ومحفل میں گزار کر سحر کو واپس تشریف لائے۔ اور یہاں حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری رات کھڑے ہی کھڑے رہے۔ انہیں یا تو جنوں کی بھیڑ وجم گھٹا نظر آتا یا تو انکی آوازوں کا شور وغل سنائی دیتا۔

حاشیہ: [1]: الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۳۹، آکام المرجان فی غرائب الاخبار واحکام الجان ص ۵۲ علامہ قاضی بدر الدین الشبلی الحنفی ؒ۔ [2]: الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۳۹ امام سیوطی ؒ

ہامہ بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس کی، دربارِ نبوی میں حاضری و محفل، مذاکرۂ نبی اکرم و انبیاء کرام (علیہ وعلیہم السلام) اور تحصیل قرآن کریم۔

امام سیوطی، قاضی عیاض اور امام ابو نعیم اصفہانی وغیرہ محدثین (رحمہم اللہ تعالیٰ) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان کرتے ہیں۔ جس کا اردو خلاصہ حسب ذیل ہے:-

تہامہ کی پہاڑیوں میں ایک بوڑھا شخص دربارِ نبوی میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا آپ نے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا، "جن کی آواز!" "کون ہے تو؟" تو بوڑھے شخص نے عرض کیا، "میں ہامہ رض بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس ہوں" پھر اس نے اپنی لمبی عمر اور مفصل حال احوال بتاتے ہوئے کہا کہ میں ہابیل کی شہادت کے وقت لڑکا تھا اور اس کی شہادت میں میرا ہاتھ تھا۔ پھر ہامہ نے حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت یعقوب، حضرت الیاس، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ (علی نبینا وعلیہم السلام) سے اپنی باریابی و شرف و ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میں نے حضرت نوحؑ کے ہاتھ پر توبہ کی تھی۔ جس کی قبولیت کی حضرت نوحؑ نے بشارت بھی دی تھی۔ع

پھر، نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں حضرت عیسیٰؑ کے سلام عرض کیے، تو آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور سلام کا جواب دیتے ہوئے حضرت عیسیٰؑ اور ہامہ رض کو دعائے خیر دی کہ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کی امانت پہنچادی۔ حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بعد ازاں، ہامہ رض کی درخواست و تقاضا پر انہیں قرآن حکیم کی چند سورتیں، الواقعہ، والمرسلات، عم یتسائلون، اذا الشمس کورت، قل ھو اللہ أحد اور معوذتین، سکھادیں، اور آخر میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان سے فرمایا، "ارفع إلینا حاجتك ولا تدع زیارتنا"۔ع

ان نکات سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ ہامہ آپ پر ایمان لاکر مسلمان ہو گئے تھے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ع: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ معلوم نہیں کہ وہ زندہ ہیں یا مر گئے ہیں۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ہمارے پاس تعزیت کے لئے نہیں آئے۔ الخصائص ص ۱۴۱

ے: الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۴۱ امام جلال الدین سیوطیؒ؛ الشفاء ج ۱ ص ۳۶۲ - قاضی عیاضؒ

ع: ہامہ رض نے حضرت الیاسؑ کی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میں ابھی تک ان سے ملتا رہتا ہوں وادیوں میں۔

ع: یعنی اپنی ضرورت و حاجت ہمارے پاس لائیں اور ہماری ملاقات نہ چھوڑیں۔ الخصائص ص ۱۴۱

حضرت عمر جن صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی مدح و ثنا میں قصیدہ عرض کرکے میلاد منارہے ہیں

یہ قصیدہ بہت لمبا ہے اور عجیب و غریب مترادف الحروف اور ہم وزن و ہم شکل کلمات سے منظم کیا گیا ہے۔ اسے مولانا سید احمد علی غازی پوری نے استنبول کے شاہی کتبخانے میں دیکھا تھا۔ جس کی شہرت، وہ پہلے سے سن چکے تھے۔ اس کی نقل لے کر انہوں نے ۱۳۰۷ھ میں اسے ہندوستان میں چھپوایا پھر خواجہ حسن نظامی نے نواب و اجد علی خان کے کتبخانہ سے ۱۳۴۶ھ میں اس کا ایک مطبوعہ نسخہ حاصل کیا۔ جو مختلف شائقین کے ہاتھوں سے ہوتا ہوا مجھے میرے دوست مولانا محمد فاروق قادری سے ملا۔ سو، میں اپنی کتاب کی تزیین و تبریک اور قارئین کی ترغیب و تشویق کی خاطر یہاں جناب کے ابواتیں قصیدہ ہٰذا کے چند منتخبہ اشعار لکھدونگا

(۱) بُعُعٌ کُنُعٌ وُقُعٌ صُمُعٌ [ع]	قُطُعٌ کُمُعٌ طُمُعٌ اُلُبٌ
(۲) فَاَنِخْ بِنَبِیِّ الٰہِ الْخُلُقِ	اَتَتْ بِفَضَائِلِہٖ الْکُتُبٗ
(۳) بِنَبِیِّ ھُدًی وَنَسِیْجِ تُقًی	فَبِذَاكَ تَدِیْنُ لَہُ الْعَرَبٗ
(۴) بِمُحَمَّدِ الْمَبْعُوْثِ وَذِی الْ	خَیْرَاتِ مَنَازِلُہُ الرُّحُبٗ
(۵) وَالْحَوْضُ لَہُ الرُّکْنُ مَعًا	وَالْبَیْتُ وَمَکَّۃُ وَالْحُجُبٗ
(۶) نَصَرَاھُزِمَ الْاَحْزَابُ لَہٗ	فَتَمَامُ صَنَائِعِہِ الرُّغُبٗ
(۷) فَھَدَیْتَ فَاَنْتَ جَلَوْتَ عَمًا	وَاَضَاءَ بِذَاكَ لَنَا السَّبَبٗ [ع ا]

ا: ترجمہ: (۱) جہاز کی طرح سامان سے لدی ہوئی جارہی ہیں۔ ستاروں کی طرح غروب ہوتی نظر آرہی ہیں جنگ آزمودہ چھوٹے کانوں والی، تیز تیز مسافت طے کرنے والی، سفر کے بہت شائق اور ہمہ تن رفتار ہیں۔ (اور اب شاعر کا کاروان دربار نبوی میں پہنچ گیا ہے تو اگلے شعر میں اپنے آپ سے مخاطب ہو کر)

(۲) کہتے ہیں: سو ٹھہر جا ٹھہر جا، (اے مسافر!) اونٹنیوں کو بٹھا دے، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جا۔ جن کے فضائل میں بہت سی کتابیں آئی ہیں۔

(۳) وہ جو ہدایت کے نبی اور تقویٰ کے جبہ ہیں۔ جبھی سارا عرب آپؐ کا اتباع و اطاعت کر رہا ہے۔

(۴) وہ نبیؐ "محمد" (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) جو مبعوث ہیں (خداوند قدوس کی طرف سے) جو تمام اعلیٰ اوصاف و صفات کے مالک ہیں۔ اور ان کے درجات بہت وسیع و بلند ہیں۔

(۵) اور حوض کوثر اُن کے لئے اور رکن بھی۔ اور بیت اللہ شریف اور اسکے پردے اور مکہ مکرمہ بھی (سب کے سب اُن کے لئے ہیں) اسیطرح پیر مہاجر مکیؒ نے کہا ہے: "محمدؐ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا ہوا ہے یہ سب کچھ برائے محمدؐ"

(۶) انہی کی مدد کی خاطر تمام احزاب کو (جنگ خندق میں) بھگا دیا گیا۔ سو، ان کے سارے کام مرغوب و محبوب ہیں۔

(۷) (اب شاعر دربار نبویؐ میں حاضر ہو کر دست بستہ ہو کر عرض کرتے ہیں) سو، آپؐ نے، (اے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیك وسلم!) ہدایت کرکے اندھوں کی آنکھیں کھول دیں۔ اور اسی (آپؐ کی ہدایت) سے ہمارے لئے کامیابی کے اسباب (راستے اور ذرائع) روشن ہو گئے۔

ع: شاعر نے اپنا قصیدہ اپنی اونٹنیوں کی تعریف و توصیف پر باندھا ہے جن پر سوار ہو کر وہ دربار نبویؐ کا رخ کرتے ہیں جیسے کہ یہاں کا شعر نمبر (۱) قصیدہ کا ساتواں شعر اور تعریف و توصیف کا آخری شعر ہے۔

ع ا: ارمغان نعت (چودہ سو سالہ نعتوں کا انتخاب۔ علامہ محمد شفیق۔ کراچی

ہماری دنیا میں سارا سال، دن رات، محفل و مجلس میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جاری رہتی ہے۔

اگر غور و خوض سے دیکھا جائے تو کرۂ ارض کی سکرین میں بہ یک وقت، دنیا بھر میں مختلف صورتوں میں محفل و مجالس میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا سین نظر آرہا ہے۔

اختلافِ اوقات کی بنا پر دنیا میں چوبیس گھنٹے کسی نہ کسی علاقے میں اذان و نماز کا وقت ہوتا رہتا ہے۔ اذانیں دی جارہی ہیں۔ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں، شہروں اور مساجد کے علاوہ، صحرا نشین و مسافر لوگ، بیابانوں، جنگلوں، باغات اور کھیتوں میں، ریگستانوں اور پہاڑوں پر یا ریلوں اور فضائے آسمانی میں جہازوں کے اندر نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ کہیں نماز اشراق پڑھی جارہی ہے تو کہیں نماز تہجد۔ کہیں کوئی بچہ پیدا ہوگیا ہے اور کانوں میں اذان و اقامت کہی جارہی ہے۔ کہیں کسی کی نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں، کہیں کسی قصبہ و دیہات میں کوئی تبلیغی جماعت لوگوں کو سنت و طریقۂ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سکھا رہی ہے۔ دنیا میں لاکھوں مدارس و ادارے اپنے اپنے اوقات کے مطابق چوبیس گھنٹے درس قرآن و تدریس حدیث میں مصروف رہتے ہیں۔ کسی شہر میں سیرت کانفرنس چل رہی ہے تو کسی شہر میں نعت خوانی و مدح سرائی ہو رہی ہے۔ کہیں موضوع حیات النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر مضامین و مقالے پڑھے جارہے ہیں تو کہیں ختم نبوت پر مشائخ و علمائے امت تقاریر کر رہے ہیں۔

جب کہ ان سب میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تعریف و توصیف ہوتی ہے۔ آپ ؐ کے فضائل و خصائل اور اخلاق و شمائل آپ ؐ کی صفات و کمالات اور رسالت و معجزات کا بیان و تذکرہ ہوتا ہے۔ یا آپ ؐ پر صلات و سلام پڑھا جارہا ہے یا عرض و نیاز پیش کی جارہی ہے مثلاً:۔

اذان و اقامت:۔ اذان و اقامت میں دو دو بار آپ ؐ کی رسالت و نبوت کی شہادت دی جارہی ہے۔ اذان کے بعد بحکم حدیث آپ ؐ پر موذن و سامعین درود پڑھتے ہوئے آپ ؐ کے لئے

وسیلت وفضیلت، بلندی درجہ ومقام محمود اور شفاعت کبریٰ کی عطائگی کی دعا کرتے ہیں۔ یعنی یہ ایک منظم پروگرام ہوتا ہے جو ایک قسم کی محفل میلاد ہے۔

نماز: نمازیں، سارے نمازی قعدوں میں، التحیات پڑھتے ہوئے آپ ﷺ کے حضور میں بصیغۂ خطاب سلام ورحمت اور برکات پیش کرتے ہیں۔ آخری قعدے میں درود پڑھتے ہیں۔ نماز کے بعد دعا ہوتی ہے جس کی ابتدا وانتہا میں درود پڑھی جاتی ہے۔ مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت، بسم اللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہتے ہیں جمعہ، عیدین اور نکاح وغیرہ کے خطبوں میں احادیث رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے درس اور آپ ﷺ پر صلات وسلام کا ورد ہوتا ہے۔

نماز جنازہ:۔ سکرات میں مسلمان کو کلمۂ طیبہ وکلمۂ شہادت کی تلقین کی جاتی ہے۔ ایرادِ رحمت وآسانی سکرات کی خاطر، یٰسٓ شریف (جس میں آپ ﷺ کا اسم گرامی اور اوصاف و صفات مذکور ہیں) پڑھتے ہیں۔ نماز جنازہ میں دوسری تکبیر پر حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود پڑھی جاتی ہے۔ پھر جنازے کو اٹھاتے، رکھتے اور قبر میں اتارتے وقت، بسم اللہ وعلیٰ مِلۃِ رسول اللہ پڑھا کرتے ہیں۔

مدارس: مدارس واداروں میں، درس قرآن وتفسیر ہو یا درس حدیث، کتب فقہ و میراث ہوں یا سیر ومغازی۔ سب میں حوالہ اور ذکر وبیان، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوتا ہے۔

الغرض: اسلام کا کوئی ایسا رکن وادا نہیں جس میں ذکر وتذکرہ اور حمد وثنائے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ ہو۔ نہ خطوط ارضی کا کوئی ایسا خط وخطہ ہوگا، جہاں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تعریف وتوصیف اور نعت خوانی ومدح سرائی نہ ہوتی ہو۔

امام ابن قیم لکھتے ہیں، "محمد" ھو المحمود الذی تحمدہ الخلائق وانما یترتب ھٰذا الاسم بعد وجودہ وظھورہ فانہ حینئذٍ حمدہ

اھل السماء والأرض ۱"۔

ترجمہ :۔(آپؐ کا اسم گرامی)، "مُحَمَّدٌ" وہ ہے جو صاحب حمد و ستائش ہے۔ جس کی تمام خلق خدا حمد وثناء کرتی ہے ۔اور یہ اسم گرامی وجود میں آنے و ظہور پانے کے بعد (ان معنوں یعنی حمد وثناء کے معنوں میں جن میں کثرت وتکرار ہو ۲) ترتیب ۳ پاتا ہے ۔پس اس وقت، آسمان اور زمین کی ساری مخلوقات، آپؐ کی حمد وثناء کرنے لگے گی ۴۔

فرش زمین سے تا عرش بریں محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جاری ہے۔ ربُّ العزت اور فرشتے محفل میلاد منارہے ہیں۔

رب العزت اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شان کی عظمت ورفعت میں فرمارہے ہیں "إن اللہ وملآئکتہ یصلون علی النبی یاأیھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما" اس آیہ کریمہ کی عبارت النص دو امور پر مشتمل ہے:۔

(I) یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود بھیجتے ہیں۔ (اور یہ عمل موقت وموقوف نہیں بلکہ ہمیشہ جاری رہتا ہے۔

(II) دوسرے یہ کہ مومنین کو اللہ کا یہ امر وحکم ہے کہ اس کے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر صلات وسلام بھیجا کریں (اور یہ بھی موقت ہے نہ موقوف، نہ مقید ہے نہ محدود بلکہ مطلق وجاری ہے)

اور چونکہ اللہ کے فرشتے ہر جا وہر کجا موجود رہتے ہیں۔ زمین پر بھی ہیں، فضائے آسمانی میں بھی۔ آسمانوں میں تا سدرۃ المنتہیٰ ہر جا وہر کجا موجود ہیں لہٰذا یہ واضح ہوتا ہے کہ فرشِ زمین سے تا عرش بریں اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صلات وسلام کی صورت میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محفل میلاد منارہے ہیں۔

آیہ کریمہ کی اقتضاء النص کا یہ تقاضا ہے کہ اللہ کے مومن بندے اللہ کے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

۱:۔ جلاء الافہام فی الصلاۃ والسلام علی خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام ص۱۰۲

۲:۔ امام ابن قیمؒ آگے لکھتے ہیں: "فلما ظھر الی الوجود وترتب علی ظھورہ من الخیرات ماترتب فحمدہ حینئذ الخلائق حمدا مکررا ۳" جلال الافہام ص۱۰۱ امام ابن قیمؒ مطبوعہ: بیروت

۴:۔ کثرت وتکرار کے یہ معنی ہیں کہ آسمان والے اور زمین والے قیامت تک بلاناغہ بار بار اور مسلسل آپؐ کی بہت بہت حمد و ثنا کرتے رہیں گے۔

کا ہمیشہ ہمیشہ ذکر و بیان اور حمد و ثنا کیا کریں، ہر وقت، آپؐ پر ہدیہ و تحفہ صلاۃ وسلام بھیجا کریں۔ اس طرح آپؐ کی، ہر وقت و ہمیشہ محفل میلاد مناتے رہیں۔ اور خدا اور رسولِ خدا کی خوشنودی و رضا حاصل کیا کریں۔

حیوانات و جانوروں نے محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) منائی

حیوانات و جانور جو لایعقل و بے شعور اور غیر ناطق و بے زبان خلق خدا ہیں، بھی نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو پہچان کر آپؐ کے اوصاف و صفات اور درجات و کمالات کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے آپؐ کی رسالت و نبوت کی تصدیق و تائید کرتے ہیں۔

یہاں ہم اس سلسلے میں دو تین احادیث بیان کریں گے اور طوالت سے بچنے کی خاطر صرف ترجمے پر اکتفا کیا جائے گا۔

حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اپنے صحابہ کی محفل میں تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک اعرابی آیا۔ اس نے ایک گوہ شکار کیا ہوا تھا۔ اور پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ یہ اللہ کے نبیؐ ہیں۔ سو، اس نے لات و عزیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ میں آپؐ پر ایمان نہیں لاؤں گا جب تک یہ گوہ آپؐ پر ایمان نہیں لاتا۔ اور اسے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے سامنے پھینک دیا۔ سو، نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا (گوہ سے) اے گوہ! تو اس نے واضح زبان میں عرض کیا، "لبیک وسعدیک یا زین من وافی القیامۃ!" (آپؐ نے) فرمایا (گوہ سے) تو کس کی عبادت کرتا ہے؟ عرض کیا، اس ذات پاک کی جس کا آسمان میں عرش ہے اور زمین میں اس کی بادشاہی ہے۔ سمندر میں اس کا راستہ ہے۔ جنت میں اس کی رحمت ہے اور دوزخ میں اس کا عذاب ہے۔ آپ نے فرمایا، میں کون ہوں؟ عرض کیا، (آپؐ) رسول رب العلمین اور خاتم النبین" ہیں۔ بہ تحقیق فلاح پائی جس نے آپؐ کی تصدیق کی اور ناکام ہوا۔ خسارے میں

پڑا جس نے آپؐ کی تکذیب کی۔" پس اعرابی اسلام لایا۔[1]

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ ایک بھیڑیا ایک چرواہے کے ریوڑ میں آیا اور ایک بکری اٹھالی چرواہا اس کے پیچھے پڑا یہاں تک کہ اسے اس سے چھین لیا کہتے ہیں کہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ کر اپنی دم پر بیٹھ گیا۔ اور کہا کہ میں نے ایک رزق لیا تھا جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا تھا پھر تو نے وہ مجھ سے چھین لیا۔ سو کہا اس مرد (چرواہے) نے، خدا کی قسم، میں نے کسی بھیڑیئے کو آج کی طرح بات کرتے نہیں دیکھا۔ بھیڑیئے نے کہا کہ اس سے بڑھ کر عجیب بات یہ ہے کہ ایک شخص (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کھجوروں کے اندر دو سنگلاخ خطوں کے درمیان (مدینہ پاک میں) جو آپ لوگوں کو گذشتہ حالات اور تم سے بعد کے واقعات کی خبر دے رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ وہ آدمی (چرواہا) یہودی تھا۔ پس وہ آیا نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس اور اسلام لایا۔ سو نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کی تصدیق فرمائی۔[2]

قاضی عیاضؒ نے یہ حدیث کئی طرق سے روایت کی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ بھیڑیئے نے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تعریف و توصیف کرتے ہوتے کہا کہ "اللہ تعالیٰ نے درجہ و مرتبہ میں ان سے ہرگز کوئی بڑا نبی نہیں بھیجا ہے۔ ان کے لئے بہشت کے دروازے کھلے ہیں بہشت والے ان کے اصحاب کی لڑائی کو جھانک کر دیکھ رہے ہیں۔ تیرے اور ان کے درمیان اس درے کے سوا کچھ نہیں سو تو (اگر جا کر ان پر ایمان لائے تو) اللہ کی فوج میں شمار ہو جائے گا۔" سو وہ اپنا ریوڑ بھیڑیئے کے کہنے پر اس کے پاس چھوڑ کر نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ سنا کر اسلام لایا۔ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا واپس جا کر دیکھ تیرا ریوڑ سارا محفوظ ہے۔ وہ واپس گیا۔ دیکھا کہ ریوڑ بالکل سلامت ہے۔ اس نے اس واقعہ اور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ملاقات کی شرفیابی اور آپؐ پر ایمان لانے کی دولت نصیب ہونے کی خوشی میں بھیڑیئے کے لئے ایک بکری ذبح کر دی۔[3]

[1]: شفاء ج۱ ص۳۰۹، ص۳۱۰ قاضی عیاضؒ۔ دلائل النبوۃ ج۲ ص۴۸۸، ص۴۸۹ مطبوعہ: دمشق بیروت امام حافظ ابونعیم الاسبہانیؒ

[2]: مشکوٰۃ المصابیح ج۲ ص۵۴۱

[3]: الشفاء ج۱ ص۳۱۰، ص۳۱۱ قاضی عیاضؒ نے مختلف کئی ایسے بھیڑیوں کے واقعات کا ذکر کیا ہے یعنی یہ معجزہ ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی بار واقع ہوا ہے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر وغیرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے مروی ہے کہ ایک حویلی میں ایک مست اونٹ تھا۔ کوئی حویلی میں داخل نہ ہوتا مگر اونٹ اس پر راستہ بند کر دیتا پس جب نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) داخل ہوتے اس پر اور اسے بلایا تو اس نے (آکر) اپنا منہ زمین پر رکھا اور آپؐ کے سامنے بیٹھ گیا۔ سو آپؐ نے اسے نکیل ڈالی۔ اور فرمایا "آسمان اور زمین کے درمیان کوئی چیز نہیں مگر وہ جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں سوائے نافرمان جن اور انسان کے[1]۔

حدیث کی دوسری روایتوں میں، حضرت اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا، اونٹ مجھ سے آپ لوگوں کی، اس پر کثرتِ محنت وعمل اور قلت گھاس وچارہ اور اسے ذبح کرنے کی شکایت کر رہا ہے۔ تو لوگوں نے اس کی تصدیق کی[2]۔

احادیث کے اقتضاء نصوص

ان احادیث کے اقتضاء نصوص کا طلب وتقاضا یہ ہے کہ ہم سے جب بھی کہیں، حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اوصاف وصفات سننے، سنانے کی خواہش وفرمائش کی جائے تو ہم اس چھوٹے بے زبان جانور، گوہ کی طرح، بلا چون وچرا بسر وچشماں دعوت و فرمائش قبول ومنظور کر لیں اور آپؐ کی رسالت ونبوت کی شہادت دیتے ہوئے آپ کی صفات واوصاف کی تعریف وتوصیف سے مجلس ومحفل میلاد سجا لیں تاکہ لوگوں میں آپؐ پر ایمان لانے واسلام قبول کرنے کا شوق واشتیاق پیدا ہو۔

بلکہ چاہئے کہ ہم، اس واعظ بھیڑئیے کی طرح بلا طلب وخواست خود اپنا فرض منصبی ادا کرنے کے پیش نظر، عوام الناس کے پاس شہر ودیہات، جنگل وبیابان، ہر جا وہر کجا نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے درجات وکمالات اور عظمت شان ورفعت مکان کا بیان کر کے حقیقت امر انہیں ذہن نشین کرا لیا جائے۔ اور انہیں آپؐ پر

ع: منہ زمین پر رکھ کر بیٹھنے سے مراد سجدہ کرنا ہے۔
[1]، [2]: الشفاء ج ۱ ص ۳۱۲، ص ۳۱۳۔ قاضی عیاض

ایمان لانے کی ترغیب دیتے ہوئے اس سلسلے میں ان کی حسب ضرورت امداد و تعاون کیا کریں ادھر مخیر حضرات اور منتظمین مجلس کو چاہئے کہ وہ محفل میلاد کی خوشی میں، واعظین و علمائے جلسہ اور حاضرین مجلس کے لئے دعوت خورد و نوش کا انتظام کرالیں۔ جس طرح کہ چرواہے نے اس خوشی میں بھیڑیئے کے لئے ایک بکری ذبح کر دی تھی۔

تیسرے یہ کہ ہم لوگ جس قدر بڑے آدمی و قوم دار ہوں، سرمایہ دار و جاگیر دار یا نواب و سردار ہوں، بڑے پہلوان و بہادر ہوں یا بڑے آفیسر و عہدہ دار ہوں، لیکن جب بھی کہیں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محفل میلاد کا اعلان ہو۔ جہاں آپ کی تعریف و توصیف اور ذکر و بیان ہو تو ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی پہلوانی و بہادری اور اپنی معتبری و سرداری وغیرہ وغیرہ چھوڑ چھاڑ کر نہایت عجز و انکساری کے ساتھ حاضر ہوں اور اپنی محبت و عقیدتمندی کا اظہار کرتے ہوئے آپ کی تعظیم و تکریم اور عظمت شان و رفعت مکان کو بلند و بالا کرنے کی کوشش کر کے سعادت دارین حاصل کریں۔ جس طرح کہ مست و مغرور اونٹ نے آپ کے بلانے پر اپنی مستی و غرور اور غیظ و غضب چھوڑ چھاڑ کر اپنے ہونٹ زمین پر گھسیٹتا ہوا نہایت عجز و عاجزی کے ساتھ آکر آپ کو سجدہ کیا۔ اور نکیل ڈالنے تک آپ کے سامنے گردن جھکائے بیٹھا رہا اور اپنی زبان میں، آپ کی عدالت میں اپنی شکایات و حالات پیش کر دیئے۔

اسی طرح جانور و حیوانات کی، محفل میلاد و مجلس نبوی کے کئی واقعات محدثین و مورخین نے بیان کئے ہیں۔ اونٹ، بھیڑ بکریوں نے آپ کا سجدہ کیا[۵]۔ ہرنی نے اپنی رہائی کی، آپ سے فصیح زبان میں عرض و گذارش کی۔ فصیح زبان میں کلمہ شہادت پڑھ کر آپ کی رسالت و نبوت کی تصدیق کی[۶]۔ عضباء[۷] (اونٹنی) نے آپ سے گفتگو کی۔ فصیح زبان میں آپ کی تعریف و توصیف کی۔ آپ کی رحلت کے بعد غم جدائی و ہجران میں گھاس پانی چھوڑ کر پریشانی و اداسی میں مر گئی۔

ع۵:۔ شفاء ج ۱ ص ۳۱۴۔
ع۶:۔ شفاء ج ۱ ص ۳۱۴۔
ع۷:۔ شفاء ج ۱ ص ۳۱۳ قاضی عیاض رح۔

جمادات ونباتات نے محفل میلاد منائی

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی رسالت ونبوت اور سیادت وقیادت کی دنیا محض ذوی العقول وذوی الشعور مخلوق، جن وانس اور فرشتوں تک محدود نہیں اور نہ صرف عالم ناسوت یا عالم ناری یا نوری آپ کے مدح گو وثنا خوان ہیں۔ بلکہ بے جان وبے زبان، غیر ذوی العقول و غیر ذوی الشعور خلق خدا، اشجار واحجار اور جمادات ونباتات بھی آپ کی رسالت ونبوت اور صفات وکمالات کی شہادت دیتے ہوئے آپ کی تعریف وتوصیف کرتے ہیں۔

ہم یہاں محض وہ واقعات بیان کریں گے جو حدیث نبوی سے ثابت ہیں۔ اور طوالت سے بچنے کی خاطر بطور حجت ودلیل صرف دو تین حدیثیں پیش کریں گے۔

① عن جابر بن سمرة (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) إنی لأعرف حجرا بمکة کان یسلم علیّ قبل أن أبعث إنی لأعرفہ الآن[1]۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ میں البتہ ایک پتھر کو پہچانتا ہوں مکہ (مکرمہ) میں جو مجھ پر سلام کہتا تھا میری بعثت سے قبل۔ البتہ میں اب بھی اسے پہچانتا ہوں۔ (امام مسلم نے اسے روایت کی)

② عن علیّ بن أبی طالب (کرم اللہ وجہہ) قال کنت مع النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بمکة فخرجنا فی بعض نواحیھا فما استقبلہ جبل ولا شجر إلا وھو یقول السلام علیك یا رسول اللہ۔ (رواہ الترمذی والدارمی)[2]

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب (کرم اللہ وجہہ) سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ میں تھا۔ سو ہم اس کی بعض اطراف میں نکلے۔ پس آپ کے سامنے کوئی پہاڑ یا درخت نہ آتا مگر وہ کہتا، السلام علیك یا رسول اللہ۔

③ عن جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال کان النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) إذا خطب استند إلی جذع نخلة من سواری المسجد فلما صنع لہ المنبر فاستوی

[1]: مشکاة المصابیح ج۲ ص۵۴۲۔
[2]: مشکاة المصابیح ج۲ ص۵۴۰۔ کتاب المعجزات۔

علیہ صاحت النخلۃ التی کان یخطب عندھا حتی کادت أن تنشق فنزل النبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فضمھا إلیہ فجعلت تإن أنین الصبی الذی یسکت حتی استقرت۔ (رواہ البخاری رح) [1]

ترجمہ :- حضرت جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے۔ کہتے ہیں کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب خطاب فرماتے تو مسجد کے کھنبوں میں ایک کھجور کے تنہ پر ٹیک فرماتے۔ پس جب آپؐ کے لئے منبر بنایا گیا، اور آپؐ اس پر چڑھے تو وہ تنہ، جس کے پاس آپؐ خطبہ دیا کرتے تھے، چیخنے لگا یہاں تک کہ قریب تھا کہ پھٹ جائے۔ پس نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اترے اور اسے اپنے بغل میں لیا۔ سو وہ بچے کی طرح ہچکیاں لینے لگا، جسے بہلا کر خاموش کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ قرار پا گیا۔ (اسے امام بخاریؒ نے روایت کی ہے)

احادیث مسطورہ کے انفرادی خصوصی نکات

(I) پہلی حدیث میں مندرجۂ ذیل خصوصی نکات وارشادات مضمر ہے :

① "کَانَ یسلِّمُ" کی ترتیب سے ماضی استمراری کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ سو حدیث کے معنی ومفہوم یہ ہوتے : کہ جب بھی نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس پتھر کے قریب سے تشریف لے جاتے تو وہ آپ کو "السلام علیك یا رسول اللہ" عرض کرتا۔

② پتھر نے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بعثت سے قبل بحیثیت نبی ورسول پہچانا تھا۔

③ اس سے یہ اشارہ واضح ہوتا ہے کہ حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اعلان نبوت سے پہلے ہی نبی تھے۔ جس طرح کہ اور کئی صریح احادیث میں اس کا واضح ثبوت موجود ہے۔

(II) دوسری حدیث میں حسب ذیل نکات ومضمرات موجود ہیں :

① اس حدیث میں عام پہاڑ و درخت اور جمادات ونباتات کا بیان ہے، کہ جو بھی پہاڑ اور درخت نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے آتا تو آپ کے اعزاز واکرام میں،

[1] :- مشکاۃ المصابیح ج۲ ص۵۳۶
الخصائص الکبریٰ ج۲ ص۷۵ تا ص۷۷۔ امام سیوطیؒ۔
الشفاء ج۱ ص۳۰۳ تا ص۳۰۶ قاضی عیاضؒ۔

السلام علیک یا رسول اللہ!" پکارتا۔

② آپ ؐ کے یہ معجزات دائمی تھے۔ کبھی آپ ؐ کے انوار تجلی سے اور کبھی آپ ؐ کے حکم و توجہ سے ظہور پذیر ہوتے۔

③ سارے پہاڑ اور درخت وغیرہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سلام عرض کرنے میں ذاتی أسمائے گرامی، "مُحَمَّد اور أَحْمَد" سے آپ ؐ کو یاد نہ کرتے، بلکہ آپ ؐ کی تعظیم و تکریم بجالاتے ہوئے آپ ؐ کو رسالت و نبوت کے آداب و القاب سے خطاب کرتے۔

(III) تیسری حدیث کے موضوعات و خصوصی مضمرات۔

① برسوں کا کٹا، تراشا ہوا خشک تنہ، نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جسم اطہر کے لگنے سے زندگی پاکر عشق و محبتِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حقیقی مجنون و شیدا بن گیا۔

② اس خشک لکڑی کے ستون میں عقل و شعور اور حس و احساس پیدا ہو گیا، اس کے بے جان ریشوں میں جان آگئی، وصل و فراق اور قرب و جدائی کی تمیز و پہچان آگئی۔

③ آپ کے ہجر و فراق کے باعث فکر و غم، رنج و الم اور سوز و گداز کی، اس میں ہیئت و کیفیت پیدا ہو گئی۔ اور اس کے اظہار و اشتہار کی خاطر آدمی کی طرح بہ آواز بلند پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

④ پھر آپ ؐ کے بغل رحمت میں آکر سکون و فرحت پائی۔ اور آپ کے وعدۂ احسان پر شادابی جنت و عقبیٰ کو زندگی و زینت دنیا پر ترجیح دے کر شاداں و شادمان ہو گیا۔

⑤ کس قدر خوش قسمت تھا وہ ستون! جسے دیدار و عشق رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی نصیب ہوا اور اس کی برکات و اثرات سے اسے سرور کون و مکان (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قدموں میں منبر رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نیچے دفن ہونے کا شرف بھی ملا۔

⑥ پھر روز محشر میں عشاقانِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں حشر ہو کر سر سبز و شاداب اور میوہ دار درخت بن جائے گا۔

احادیث کا جامع و مشترکہ نکتہ؛ اعزاز و اکرام رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور محفل میلاد

ان احادیث کے جامع و مشترکہ نکات یہ ہیں کہ:-

انہوں نے حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دیکھتے ہی پہچان لیا تھا کہ آپؐ رسول خدا ہیں۔ آپ کے طلب و توجہ کے بغیر آپؐ کی تعظیم و تکریم بجالا کر آپ سے خطاب کرنے لگے۔ اور آپؐ کو بخطاب، "یَارَسُوْلَ اللّٰہ" خطاب کر کے یہ ظاہر کیا کہ آپؐ جمادات و نباتات اور اشجار و احجار وغیرہ ساری دنیا و مافیہا کے رسول ہیں۔

مکہ مکرمہ کے اشجار و احجار اور جبال وغیرہ نے "السلام علیک یا رسول اللہ" کہہ کر، اور مدینہ پاک میں مسجد نبوی کے ستون حنانہ نے رو رو کر، ایک طرح سے محفل میلاد منائی۔

احادیث کی انواع نصوص

ان احادیث کی تمام انواع نصوص میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی رسالت و نبوت کی جامعیت و وسعت اور آپؐ کی عظمت شان و رفعت مکان کی چمک دمک اور ظہور و شہود ہے۔

اقتضاء نصوص:- ان کے اقتضاء نصوص کا یہ تقاضاء و مطالبہ ہے کہ ہم، استن حنانہ کی طرح اپنے دل و دماغ کے رگ، ریشوں میں، حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا عشق و محبت جاگزین کر کے اس کے اظہار و اشتہار کی خاطر مجالس و محافل میلاد منایا کریں جہاں ایسی احادیث و روایات اور واقعات و قصہ جات بیان کر کے عوام الناس میں عشق و محبت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پیدا کرنے کی کوشش کیا کریں تاکہ امت مرحومہ کا، آپؐ کے عشق و محبت کی بدولت دین و ایمان مضبوط و مستحکم ہو۔ اور غیر مسلم لوگوں کو آپؐ پر ایمان لانے کی دلچسپی و اشتیاق پیدا ہو۔ اور ان اشجار و احجار اور جبال و جمادات کی طرح، ہر ہر مجلس و ہر ہر محفل میں بالخصوص

مجالس ومحافل میلاد میں، حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو شایانِ شان اوصاف وصفات سے یاد کرتے ہوئے آپؐ پر نہایت اعزاز واکرام سے صلاۃ وسلام پڑھا کریں۔ خصوصاً جب ذکر وتذکرہ رسول اللہ ہو یا آپؐ کا اسم گرامی ونام نامی بولا جائے تو صلات وسلام واجب ہو جاتا ہے۔

خدارا، کچھ حس واحساس، قدرے غور وفکر!

ہمیں، قدرے یہ غور وفکر کرنا چاہیئے کہ جب اللہ تعالیٰ کی بے زبان وبے جان مخلوق، جمادات ونباتات اور جانور وحیوانات، نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے عشق ومحبت کے جذبہ وجوش میں سرشار، آپؐ کے اوصاف وصفات اور درجات وکمالات کے ذکر وبیان میں رطب اللسان ہوتے ہیں۔ اور آپ کی جامع رسالت ونبوت اور اعلیٰ سیادت وقیادت کی شہادت وگواہی دیتے ہوئے اپنے سوز وگداز کے ساتھ آپ کی تعظیم وتکریم اور اعزاز واکرام کا جھنڈا بلند کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک برسوں کی خشک لکڑی آپؐ کے ہجر وفراق میں بے چین وبے قرار ہو کر چیخ چیخ کر رو رہی ہے اور شدت عشق ومحبت میں بے ہوش ومدہوش ہو کر پھٹنے کو آتی ہے۔ یہاں تک کہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بغل رحمت میں آکر سکون وراحت پاتی ہے پھر اگر ہم دیندار وایماندار انسان، باشعور وسمجھدار انسان، امت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہونے کے دعویدار انسان پھر شفاعت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے امیدوار انسان اس قدر بے حس وبے احساس اور بے فکر وبے ضمیر بن جائیں کہ اپنے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے عشق محبت میں اشجار واحجار اور حیوانات وجانوروں سے بھی گر جائیں حتی کہ ایک خشک لکڑی کے معیار پر بھی نہ آئیں تو ہم اور ہمارے جھوٹے دعووں پر حیف وصد حیف ہو!

عارف باللہ، عاشق رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، مولانا رومی (رحمۃ اللہ علیہ) استن حنانہ کا واقعہ لکھتے ہوئے فرماتے ہیں؛ "ع بشنو اے غافل، کم از چوبے مباش!"

ع۔ د۔ ترجمہ: سن لے، اے غافل انسان، ایک لکڑی سے کم نہ ہو جا!"

علامہ قاضی عیاضؒ (رحمۃ اللہ علیہ) حدیث حنانہ روایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں، "فکان الحسنؓ اذا حدث بھذا بکیٰ وقال: یا عباد اللہ! الخشبۃ تحنُّ إلیٰ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شوقاً إلیہ لمکانہٖ فانتم أحق أن تشتاقوا إلیٰ لقائہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)"[1]

ترجمہ: سو حضرت امام حسن (علیہ السلام) جب اس کی (استن حنانہ کی) بات کرتے تو رو دیتے اور فرماتے، "اے اللہ کے بندے! ایک لکڑی، رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس آپؐ کے شوق و اشتیاق میں رو رہی ہے، آپؐ کی عظمتِ شان کے باعث۔ پس تم لوگ اس بات کے زیادہ حقدار ہو کہ تم آپؐ کی لقا و دیدار کے لئے مشتاق بنیں۔

پھر جو لوگ کہ حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محفل میلاد اور مجلس تعریف و توصیف خود تو نہیں مناتے بلکہ اسے حرام و ناجائز کہتے ہوئے دوسرے مسلمانوں کو ایسے مجلس و محفل منانے سے روکتے اور منع کرتے ہیں، ان کا کیا حال ہوگا؟ اور وہ کس حساب میں ہوں گے؟

ایسے لوگوں کا، خود قرآن حکیم نے فیصلہ کر لیا ہے، کہ ان کا کوئی ایمان نہیں رہے گا اور وہ جہنم میں جائیں گے۔ ارشاد ہے، " وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا"[2]

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں، " اکابر علماء نے اس آیت سے یہ مسئلہ بھی نکالا کہ اجماع امت کا مخالف اور منکر جہنمی ہے۔ یعنی اجماع امت کو ماننا فرض ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے مسلمانوں کی جماعت پر جس نے جدی راہ اختیار کی وہ دوزخ میں جا پڑا[3]"۔ اور ہم نے کتاب ہذا کے مختلف واقعات میں واضح کر دیا ہے کہ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محفل میلاد اور مجلس تعریف و توصیف اور نعت و ثناء خوانی قرآن و حدیث، اجماع امت اور قیاس (شرعی ادلہ اربعہ) سے جائز و ثابت ہے[4]۔

[1]:۔ الشفاء ج۱ ص۳۰۵۔ علامہ قاضی عیاضؒ

[2]:۔ ترجمہ: اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جب کہ اس کے لئے سیدھی راہ واضح ہو چکی اور مسلمانوں کے راستہ سے علاوہ کوئی اور راستہ اختیار کرے تو ہم اسے ادھر پھیر دیں گے جدھر وہ پھر ا (یعنی اسے اسی گمراہی میں دھکیل دیں گے) اور اسے دوزخ میں ڈال دیں گے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔ سورہ النساء آیت ۱۱۵ ع ۱۷

[3]:۔ تفسیر عثمانی ص ۱۲۷

[4]: پھر ان سب کا منکر و مخالف تو کافر و عاصی ہوا۔

مُردوں نے محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منائی

ہم، اب، عالم برزخ کی دنیا میں جاکر آپ کے لئے یہ خبر لاتے ہوئے ثابت کرتے ہیں کہ مردوں نے بھی حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محفل میلاد منائی ہے۔ اختصار کے پیش نظر احادیث کا ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

(I) حضرت عبداللہ بن عبیداللہ انصاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے ثابت بن قیس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دفن کیا تھا۔ اور وہ قتل ہوئے تھے یمامہ میں۔ پس ہم نے انہیں سنا، جس وقت ہم نے انہیں قبر میں داخل کیا، کہ کہہ رہے ہیں، "محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ابوبکر صدیق، عمر شہید، عثمان نکوکار و رحمدل"۔ پس ہم نے دیکھا کہ وہ مردہ تھے[1]

حضرت نعمان بن بشیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ زید بن خارجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) مدینہ منورہ کی گلی میں گر کر فوت ہوئے۔ پس انہیں اٹھا کر غسل و کفن دلایا گیا۔ لوگوں نے اچانک انہیں سنا (مغرب و عشاء کے درمیان اور عورتیں ان کے ارد گرد چیخ رہی تھیں) کہ کہہ رہے ہیں، "خاموش ہو جاؤ خاموش ہو جاؤ! پھر اپنے منہ سے کپڑا اٹھا دیا اور کہا "محمد رسول اللہ النبی الامی وخاتم النبیین کان ذالك فی الکتب الأول" پھر کہا، "صدق، صدق" اور حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو یاد کیا۔ پھر کہا "السلام علیك یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"، "پھر اسی طرح مردہ بنے جیسے تھے[2] محدثین و مورخین نے ایسے اور کئی واقعات کا تذکرہ کیا ہے[3]

[1]، [2]:۔ الشفاء ج ۱، ص ۳۲۰، ص ۳۲۱۔ قاضی عیاض
[3]:۔ مولانا جامیؒ نے ایک نصرانی کا واقعہ بیان کیا ہے جس نے وفات کے بعد کلمۂ شہادت پڑھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی شہادت دی پھر اسی طرح مردہ رہے مسلمان مشائخ نے اس کی تجہیز و تکفین کر کے اس پر نماز پڑھی اور دفن کیا۔ شواہد النبوۃ ص ۲۸۳۔ مطبوعہ: مطبع، فتح الکریم کابل افغانستان۔ مولانا عبدالرحمن الجامی رحمۃ اللہ علیہ م ۸۹۸ھ

احادیث کے اقتضاء نصوص

ان احادیث کے اقتضاء نصوص میں یہ خواہش و فرمائش ہے کہ ہم زندہ کلمہ گویان "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" ان متوفی صحابۂ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے ان کرامات و واقعات کو اپنے لئے مشعل راہ بنا کر اپنا ایمان وایقان نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت و عقیدت کے چراغ سے روشن کر کے رضائے خدا و رضائے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حاصل کریں۔

اور عوام الناس کے اجتماعات واجلاسات میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مجلس

بقیہ اگلے صفحہ پر

احادیث کے اہم عوامل و مسائل

یہ احادیث کچھ ایسے عظیم ترین امور و عوامل اور اہم ترین نکات و مسائل پر مشتمل ہیں جو شک و شکوک سے مستغنی اور تردد و تردید سے برتر و بالاتر ہیں۔

(I) یہ حضرات فوت ہونے کے بعد بحالت میت ہی بات کرنے لگے تھے۔

(II) اس میں رب العزت کی، ایک یہ عظیم الشان حکمت تھی کہ لوگ یہ دیکھ، سن کر یقین کرلیں کہ اس کی ذات پاک قیامت میں مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر و توانا ہے۔

(III) دوسری مہتم بالشان حکمت یہ کہ اس ذوالجلال والاکرام نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت و نبوت کی، اموات کی زبان و لسان سے، تصدیق و تائید کرادی اور انہیں کے نطق و بیان سے آپ کے اوصاف و صفات کی مجلس و محفل میلاد منادی۔

(IV) ان متوفی حضرات کے ارشادات و بیانات اس قدر مستند و مستحکم ہیں جس قدر آیاتِ قرآنی و احادیث نبوی (قدسی اور مرفوع) مستند و مستحکم ہوتی ہیں۔ کیونکہ انہوں نے بحالتِ مردگی یہ باتیں، اپنی طرف سے خود نہیں بتائیں۔ بلکہ رب العزت نے انہیں قوت گویائی دے کر ان سے بات کرادی۔ یعنی یہ سب کچھ رب العزت کا کلام تھا جو انکی زبان پر جاری ہوا۔

(V) ان حضرات کا، خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعریف و توصیف کرنا، یہ بتاتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل میلاد میں آپ کے خلفائے کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا بھی ذکر و بیان کیا جاتے۔ البتہ یہ نکتہ کہ انہوں نے صرف خلفائے ثلاثہ کا تذکرہ کیا لیکن خلیفۂ چہارم حضرت علی (کرم اللہ وجہہ) کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ سو، اس کی بادی النظر میں، یہ وجوہات ہوسکتی ہیں۔

(۱) کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل و خصائل اظہر من الشمس تھے اس بات میں کسی کو شک و اشتباہ کی کوئی گنجائش نہ تھی۔

(۲) دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے خلفائے ثلاثہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی حقیت و حقانیت اور ان کے

محفل میلاد مناکر آپ کے اوصاف و صفات اور درجات و کمالات کا ذکر و بیان اور آپ کی رسالت و نبوت اور سیادت و قیادت کی تصدیق و تائید کیا کریں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کے خلفائے راشدین رض کی بھی تعریف و توصیف اور صداقت و عدالت کا ذکر و تذکرہ کریں۔

اعلیٰ اوصاف وصفات کا، ان اموات حضرات کی شہادت وتصدیق سے اثبات واظہار کرایا تاکہ آنے والے ان کے مخالف واعداء فرقے، شیعہ ورافضی وغیرہ (جو انہیں ناحق وظالم کہیں گے) مستردو مردود ہو جائیں اور دنیا والے اس بات کا یقین کرتے ہوئے تسلیم کرلیں کہ خلفائے ثلاثہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) بہت بڑے عادل ورحیمدل اور حق وانصاف والے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب

(VI) حضرت زید بن خارجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا، حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بارگاہ میں، صلاۃ وسلام غائبانہ بصیغہ خطاب وندا، جواز ندائے، "الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ" کا ایک عظیم ثبوت ہے۔ جس نے منکرین ومعترضین کا راستہ وراہ اور قلم وزبان بند کرتے ہوئے ثابت کر دیا کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بارگاہ عالیہ میں کسی بھی شہر ودیار سے، خواہ قریب ہو یا بعید، بہ صیغۂ ندا ہدیہ وتحفۂ صلاۃ وسلام بھیجنا جائز وثابت ہے مثلاً:۔ الصلاۃ والسلام علیك یارسول اللہ! صلی اللہ علیك یارسول اللہ! وغیرہ

لہ:۔ مشکاۃ المصابیح، ج۱ص۲۴، ص۲۵۔ مطبوعہ: قدیمی کتبخانہ آرام باغ کراچی۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب۔

قبروں میں اجلاس ومحفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور فرشتوں کی عدالتی کارروائی

عن أنس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) إن العبد إذا وضع فی قبرہ وتولی عنہ اصحابہ إنہ لیسمع قرع نعالھم أتاہ ملکان فیجلسانہ فیقولان ماکنت تقول فی ھذا الرجل لمحمدٍ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فأما المومن فیقول أشھد أنہ عبد اللہ ورسولہ فیقال لہ أنظر إلی مقعدك من النار قد أبدلك اللہ بہ مقعدا من الجنۃ فیراھما جمیعا وأما المنافق والکافر فیقال لہ ماکنت تقول فی ھذا الرجل فیقول لا أدری کنت أقول ما یقول الناس فیقال لہ لا دریت ولا تلیت ویضرب بمطارق من حدید ضربۃ فیصیح صیحۃ یسمعھا من یلیہ غیر الثقلین۔ متفق علیہ لہ

ترجمہ: حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ بندہ جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے لوٹ جاتے ہیں، وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سن رہا ہوگا۔ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، پس اسے بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں تو کیا کہتا تھا، اس مرد (سیدنا) محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں؟ سو مومن، تو کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ پس کہا جائے گا اس سے کہ دیکھ لے اپنی جگہ دوزخ میں بہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اسے بدل کر تجھے اس کی جگہ جنت سے ایک جگہ دے دی۔ پس وہ ان دونوں کو اکٹھے دیکھتا رہے گا۔ مگر منافق اور کافر، سو، اس سے کہا جائے گا، "تو کیا کہتا تھا اس مرد (سیدنا محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شان میں؟" سو وہ کہے گا، "مجھے پتہ نہیں، میں وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے"۔ پس اس سے کہا جائے گا، "نہ تو نے (خود) جانا، نہ (کسی سے) پڑھا؟ اور لگا دی جائے گی اسے لوہے کی گرزوں کے ساتھ شدید ضرب۔ سو وہ ایسی چیخ مارے گا کہ اسے اس کے قریبی (سب جانور) سنیں گے سوائے جن اور انسان کے۔ (متفق علیہ)

حدیث ہذا کے اہم عناصر و نکات

① وتولّٰی عنہ أصحابہ: سے ثابت ہوگیا کہ فرشتوں کی آمد اور میت سے سوال وجواب، لوگوں کے لوٹنے پر موقوف ہوتا ہے۔ سو، اس سے اہل سنت والجماعت کے اس قول کی تصدیق وتائید ہوتی ہے، "کہ میت کی قبر پر تدفین کے بعد ایک دو آدمی جمعہ کی رات تک بیٹھ کر تلاوت اور ذکر و اذکار کرتے رہیں۔ کیونکہ آدمیوں کی، قبر پر موجودگی میں منکر نکیر نہیں آئیں گے اور تلاوت کلام اللہ کی برکات سے میت پر رحمتوں کا نزول ہوتا ہے پھر جمعہ پانے کی برکات سے میت کو سوالِ منکر نکیر سے دائمی نجات مل جاتی ہے۔

② إنہ لیسمع قرع نعالھم: سے سماع موتٰی ثابت ہوتا ہے۔

③ أتاہ ملکان .... فی ھذا الرجل لمحمدٍ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)؟ سے

تین امور واضح ہوتے ہیں۔

(I) اللہ کے فرشتے (منکر نکیر) میت کی قبر میں (جو اس کے سفر دنیا کی آخری اور سفر آخرت کی پہلی منزل ہے) آکر دربار رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سجاتے ہیں۔ اور میت کو بٹھاتے ہوئے آپ کا حضور مبارک دکھا کر آپ کی رسالت و نبوت کی توثیق و تصدیق کی مجلس و محفل مناتے ہیں۔

(II) اب اسی دربار و محفلِ رسالت میں میت سے سب سے پہلے، شہنشاہ دو جہان نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں، اس کے نظریہ و عقیدہ سے سوال کیا جائے گا۔ یہی اس کا پہلا اور کمپلسری، امتحانی پرچہ اور یہی اس کا، سب سے بڑا عدالتی مقدمہ ہوگا۔

(III) چونکہ دنیا میں لاکھوں آدمی آن واحد میں، مختلف اور دور و دراز شہر و علاقوں بیابان و جنگلوں اور ریگستان و پہاڑوں میں مرتے اور دفن ہوتے ہیں۔ اور ہر ہر میت کی قبر میں بہ یک وقت نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا دربار و محفل دیدار لگ جاتی ہے۔ تو اس سے یہ امر واضح و ثابت ہوتا ہے کہ عالم برزخ کی دنیا و مافیہا، نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حضور عالیہ میں آئینہ و شیشہ کی طرح موجود رہتی ہے اور آپ کا دربار و دیدار اور نظر پاک سارے عالم برزخ پر حاوی و وافی ہوتی ہے۔ جس کی نوعیت و کیفیت کی توضیح و تشریح مافوق الفہم و ماوراء القیاس ہے۔ ہم اس سلسلے میں سنت و طریقہ صحابہ کرام (رضی اللہ تعالٰی عنہم) کی پیروی کرتے ہوئے کہیں گے، "اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ"۔

④ فأما المؤمن فيقول أشهد أنه عبد الله ورسوله۔ اس حدیث پاک میں اموات کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔ مومن، ۲۔ منافق اور ۳۔ کافر۔ جس طرح کہ دنیا میں ہیں۔ اور عدالتِ برزخ کے جج و ممتحنین ان کا، اسی دربار و محفلِ رسالت کی کچہری و سینٹرِ امتحان میں، فیصلہ و نتیجہ سنا کر ان کے ساتھ اس کے مطابق سلوک کریں گے۔

(I) اب پہلا طبقہ، "مومن"، جس نے دنیا میں حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شان والا شان میں صحیح عقیدہ رکھتے ہوئے آپ کی تعریف و توصیف اور صلاۃ و سلام میں دل لگا کر زندگی گذاری

ع:: یعنی حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہر ہر میت کے پاس بہ نفس نفیس حقیقی صورت میں موجود ہوتے ہیں آپ کا عکس و تصویر نہیں بلکہ آپ بذات خود جلوہ افروز ہوتے ہیں۔

شیدائی رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نتیجہ و فیصلہ اور اعزاز و اکرام۔

تھی، تو قبر کے اندر دربار و محفل رسالت میں نظر اٹھاتے ہی حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو پہچان لیتا ہے، گویا کہ وہ، آپ ؐ کا عمر بھر دیدار کرتا رہا ہے۔ سو وہ مومن آپ ؐ کے سب سے اعلیٰ وارفع مراتب و درجات، "عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ" کی شہادت و تصدیق پیش کر کے اپنے پرچۂ امتحان اور مقدمۂ عدالت کی پیشی میں کامیاب و فتحیاب ہو جاتا ہے لہٰذا اب اسے امتحان میں کامیابی اور عدالتی پیشی جیتنے پر پاس رزلٹ اور پرچۂ ڈگری مل جاتا ہے۔

⑤ "فیقال لہ انظر.......... فیراھما جمیعًا"۔ سوال سے پہلے پہل اس کا، دوزخ میں مقام (اگر اس کا عقیدہ آپ ؐ کی شان کے خلاف ہوتا) دکھایا جائے گا تاکہ وہ منکرین و مخالفین کا بدترین انجام و مقام دیکھ لے۔ پھر اسے، آپ کی شان میں اعلیٰ عقیدے کے باعث، اس کا، بہشت میں اصلی مقام دکھائیں گے۔

اب وہ دوزخ والا مکان اور دوزخ کی ہیبت دیکھ کر کانپ اٹھے گا اور بہشت والا مکان اور بہشت کی اعلیٰ نعمتیں دیکھ کر بے اندازہ و بے انتہا خوشی مناتے ہوئے خداوند قدوس کا شکر ادا کرے گا کہ اس مولیٰ کریم نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی، دنیا میں، اسے محبت و عقیدت کی دولت و نعمت نصیب فرمائی تھی جس کی بدولت وہ دوزخ والے مکان، عذاب جہنم اور قہر و غضب الٰہی سے بچ کر بہشت والے مکان اور بہشتی نعمتوں اور رضائے خدا و رضائے رسول ؐ کا حقدار بنا۔

⑥ وأما المنافق والكافر.......... ما یقول الناس۔

(I) اس حصہ میں، حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے موتیٰ کے طبقۂ دوم (II)، "منافق"، کو طبقۂ سوم (III)، "کافر"، کے ساتھ ایک قطار میں شمار فرمایا۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ منافق، چونکہ دنیا میں دشمن و گستاخ رسول ؐ تھا اور آپ ؐ کے اوصاف و صفات کا منکر و مخالف۔ اس لئے اس کا ایمان و اعمال سارے کے سارے مٹ گئے اور رائگان و برباد ہو گئے اور وہ خود مردود کافر ہو کر کافروں کی قطار میں شمار ہو گیا۔ بلکہ بحکم قرآن حکیم، کافروں سے بھی بدتر ہو گیا۔ "إِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا" [۲۵]۔

[۲۴]:- ارشاد ہے:- يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔ (الحجرات ع ۱ ②) اس آیت میں دربار نبوی کی تعظیم و احترام کی خاطر دو ایسی عظیم ہستیوں کو، جو بعد از انبیاء ساری مخلوقات سے افضل و اعلیٰ ہیں، تنبیہ و خبردار کیا گیا ہے کہ دربار نبوی میں تمہاری آوازیں بلند ہونے پر تمہارے سارے اعمال مٹ جائیں گے۔ پس ان عام لوگوں کا کیا حال ہوگا جو یراہ راست قصداً او عمداً آپ ؐ کے اوصاف و صفات پر اعتراض و چہ میگوئی کر رہے ہوتے آپ ؐ کی محفل میلاد کو ناجائز و حرام قرار دیتے ہیں۔ اور انہیں آپ ؐ کی ذات اقدس و صفات مقدس کی تعظیم و تکریم کا پاس و احساس ہی نہیں۔

[۲۵]:- بیشک منافقین دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہیں۔ اور ہرگز نہیں پائے گا تو ان کے لئے کوئی مددگار۔ النساء آیت (۱۴۵) ع (۲۱)

(II) چونکہ منافق نے دنیا میں، اپنے نفاق وگستاخی اور کافر نے اپنے کفر و گمراہی کے باعث نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بحیثیت رسولؐ وصفاتِ رسالت نہیں پہچانا تھا اور اس وجہ سے رب العزت نے ان کے دلوں پر مہر اور آنکھوں پر پردہ ڈال کر انہیں ہمیشہ کے لئے مردود و مسترد کر دیا تھا۔ سو اس شامتِ دائمی کے باعث، آپؐ کو اس عالم برزخ کے دربار و محفل میں بھی نہیں پہچانتے۔

(III) لیکن، اب چونکہ یہاں، دربار و محفل نبویؐ لگنے سے، ان کی سامنے حق وحقیقت واضح و ظاہر ہو گئی اور فرشتوں کا دبدبہ و دہشت دیکھ کر ان کی آنکھیں کھل گئیں لہٰذا وہ اپنے مکروہ و منحوس عقیدہ و نظریہ سے مایوس و پشیمان ہوتے ہوئے یہ بہانہ پیش کر کے کہیں گے۔

⑦ "لا ادری، کنت اقول ما یقول الناس"۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جس نے دنیا میں حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شان، وصفات میں گستاخی کر کے ان کا انکار و مخالفت کی تو وہ قبر و آخرت میں بھی گمراہ و اندھا رہے گا (ع۷)۔ اور اس کا کوئی عذر و بہانہ قابل قبول نہیں ہو سکتا نہ اس کا کوئی عمل صالح شمار ہو گا۔ بلکہ سزا میں جا کر واصل جہنم ہو گا۔ اس لئے، فرشتے اس کا بہانہ مسترد کرتے ہوئے ڈانٹ کر کہیں گے:۔

ع۷:- ارشاد ہے:- "ومن کان فی ھذہ اعمی فھو فی الآخرۃ اعمی واضل سبیلا" اسراء (۷۲) ع (۸)

⑧ "لا دریت ولا تلیت؟" (نہ تو نے خود جانا، نہ کسی سے پڑھا؟)

اس سے ہمیں یہ ہدایت ملتی ہے کہ ہم (مسلمانوں) پر واجب و لازمی ہے کہ ہم شان وصفات رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا صحیح علم و عقیدہ رکھیں۔ اور معلومات نہ ہونے کی صورت میں علمائے اہل سنت والجماعت سے دریافت کرتے ہوئے ان کی پیروی واتباع کیا کریں۔ اور گستاخان رسولؐ اور منکرین و مخالفین صفات کی صحبت و مجلس اور ان کی تعلیم و تقاریر سے بچتے رہیں۔ نیز ان کی کتب و رسالہ جات کے درس و مطالعہ سے پرہیز کرتے رہیں۔

منافق و کافر کا نتیجہ و فیصلہ اور سزا و عذاب

اب فرشتے دربار و محفل رسالت بند کر کے دونوں طبقوں (منافق اور کافر) کو، ان کی شامتِ

عقائد و کفر پر عذاب و سزا دینا شروع کر دیتے ہیں۔

"ویُضربُ بمطارق.........الخ" یہاں سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ قبر کے اس اہم و عظیم امتحان و باز پرس کے نتائج اور اس عدالت عالیہ کے اس سنگین مقدمہ و پیشی کے فیصلے بھی بہت اہم و عظیم اور موثر و سریع العمل ہوتے ہیں۔

یہ حدیث، حقیقت میں، نہ صرف انسان بلکہ سارے جہان، "عالم ناسوت، عالم جنات اور عالم ملکوت سب کی رہبری و رہنمائی اور ہدایت و نصیحت کی خاطر مشعلِ راہ و خضرِ وقت اور اہل حیات کے لئے سرچشمۂ آب حیات ہے۔

اقتضاء النص

یہ حدیث، اپنے برزخی اقتضاء و تقاضا کے ساتھ ہمیں بیدار و متنبہ کرتے ہوئے ہم سے گرجدار الفاظ میں یہ خواہش و فرمائش کرتی ہے کہ ہم اس دنیائے دار العمل و دار المزرعہ میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مجالس و محافل میلاد منا کر اپنے دل و دماغ کے باغ میں آپ کی محبت و عظمت اور اعزاز و اکرام کی نرسری و شجرکاری کرلیں۔ پھر آپ کی اطاعت و اتباع کی نہر و دریا سے، اس کی آب پاشی و آبیاری کیا کریں تاکہ آپ کی مجالس و محافل میلاد کی درسگاہ کے علمائے اہل سنت کے درس و تقاریر سے ہمیں آپ کے اوصاف و صفات، فضائل و خصائل اور معجزات و کمالات کا صحیح علم و معرفت حاصل ہو پھر جب ہم اپنی برزخی دنیا کی منزل اول (قبر) میں پہنچ جائیں گے اور ہماری اس تنگ و تاریک قبر میں دربار و محفل رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا سورج طلوع ہوگا اور عدالت ملائکۃ اللہ لگ جائے گی تو وہاں ہماری، آپ سے محبت کے ثمرات و محافل میلاد کی معلومات و نقشہ جات بھی ہمارے سامنے آجائیں گے تو ان کی بدولت حدیث کے طبقۂ اول (مومن) کی حیثیت و مقام پاکر دیدار و لقائے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے لطف اندوز و مستفیض ہوتے ہوئے عدالتِ منکر نکیر کے سوال پر خندہ پیشانی و فصیح اللسانی کے ساتھ آپ کی رسالت و صفات کی تصدیق و شہادت میں،

"اشھد أنہ عبد اللہ و رسولہ"، کہہ کر مجلس و محفل رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو مزین و معطر اور اپنی منزل و قبر کو روشن و منور کرلیں۔ اس طرح اپنے برزخی امتحان و پیشی میں کامیاب و فتحیاب ہو کر عذاب قبر و سزائے دوزخ سے نجات پاتے ہوئے شادانی و شادمانی کے ساتھ جنت و جنان جانے کے اہل و لائق بن جائیں۔

لیکن جو لوگ مسلمانی کا دعوی کرتے ہوئے بھی دنیا میں محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا انکار و مخالفت، آپ کے اوصاف و صفات اور فضائل و خصائل میں اعتراضات و مناقشات اور آپ کی شان والا شان میں بے احترامی و گستاخی کیا کرتے ہیں۔ تو ایسے لوگ بدترین منافقین و دشمنان دین ہیں۔ اور ان کا زبانی ایمان و جسمانی اعمال فسخ و مسخ ہو کر ملیا میٹ ہو جائیں گے ؏ پس انہیں کفار کے ساتھ شمار کیا جائے گا۔ اور یہ دونوں طبقے (منافقین و کفار) اپنے فاسد عقیدہ اور کفر کی نحوست و شامت کے باعث برزخی امتحان و عدالتی پیشی میں فیل و ناکام ہو کر آپ کے دربار و محفل (جو قبر میں لگتی ہے) کی برکات و رحمتوں سے محروم رہتے ہوئے اس بات سے بھی ان کی زبان بند ہو جائے گی کہ وہ آپ کو پہچانتے ہوئے کہہ دیں، "انہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)"۔ لیکن پریشانی و حیرانگی کے عالم میں کہیں گے،

"لا ادری .... الخ سو، منکر نکیر ان کی، آتشین گرزوں کے ساتھ، مار پٹائی شروع کردیں گے ان کی یہ سزا، ناشتے کے طور پر تا قیام قیامت جاری رہے گی۔ پھر ان کا بڑا احتساب و کتاب و دائمی عذاب جہنم میں ہو گا۔ نہ ان کا کوئی بہانہ و فریاد یہاں سنی گئی نہ وہاں سنی جائے گی۔ فرشتے انہیں ڈانٹ دے کر کہیں گے، "لا دریت ولا تلیت؟"

نتیجۂ اقتضاء النص:۔ نص حدیث و اقتضاء النص سے یہ نتیجہ و نکتہ برآمد ہوتا ہے کہ جن و انس کی راہ نجات و آخرت کی کامیابی حب و احترام رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ع:۔ اس مسئلہ و فیصلہ کی حجت و تشریح باب ہذا کے نکتہ ٦ کے حاشیہ میں تحریر کی گئی ہے۔ قرآن حکیم میں سیکڑوں آیات اس باب میں نازل ہوتی ہیں جنہیں ایسے لوگوں کے اعمال کو کالعدم قرار دیکر انہیں کفار کیساتھ شمار کیا گیا ہے

اور ہلاکت وتباہی بغض وعداوت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے وابستہ وپیوستہ ہوتی ہے پس ان لوگوں کی مرضی، کہ ان میں کونسا راستہ وطریقہ اختیار کریں۔

میدان حشر میں، حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا جامع اور عظیم الشان جشن ومحفل میلاد

عرصات قیامت میں، جب ساری مخلوقات خوف وغضب خداوند قدوس کے باعث بیحد پریشان وسراسیمہ ہوگی۔ سارے انبیاء (علی نبینا وعلیہم السلام) رَبِّ نَفْسِی! رَبِّ نَفْسِی! پکارتے رہیں گے۔ لوگوں کی شفاعت کے لئے کوئی تیار نہ ہوگا۔ آخرکار لوگ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں آکر عرض کریں گے۔ آپؐ شفاعت فرمائیں گے۔ آپ کے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا، آپ مقام محمود پر جلوہ افروز ہوں گے۔ سارے انبیاء (علی نبینا وعلیہم السلام) آپؐ کے جھنڈے تلے جمع ہوں گے۔ آپؐ کا یہ اعزاز واکرام، شفاعت کبریٰ، لواء الحمد اور مقام محمود کی تخت نشینی دیکھ کر ساری مخلوقات، فرشتے، جن وانس۔ مسلمان، کافر، منافقین، یہود ونصارا سارے مذاہب والے آپؐ کی حمد وثنا اور تعریف وتوصیف کرنے لگیں گے۔

امام سخاویؒ نے القول البدیع اور امام ابن قیمؒ نے جلاء الأفہام میں لکھا ہے،

"وبیدہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لواء الحمد یوم القیٰمۃ، ولما یسجد بین یدی ربہ للشفاعۃ ویؤذن لہ فیہا یحمد ربہ بمحامد یفتحہا علیہ حینئذ وہو صاحب المقام المحمود الذی یغبط بہ الأولون والآخرون وقد قال اللہ تعالیٰ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ وإذ قام فی ذالک المقام حمدہ حینئذ أہل الموقف کلہم مسلمہم وکافرہم أولہم وآخرہم فجمعت لہ معانی الحمد وأنواعہ وہو (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) محمود بما ملأبہ الأرض من الہدی والإیمان[1]........الخ

[1]: القول البدیع ص ۶۹، ص ۷۰۔ مطبوعہ: لاثانی کتب خانہ سیالکوٹ۔ امام شمس الدین سخاویؒ
جلاء الأفہام ص ۹۱، ص ۹۲۔ مطبوعہ: مطبع دار القلم بیروت لبنان۔ امام شیخ الاسلام محمد بن ابی بکر، ابن قیمؒ

ترجمہ: اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاتھ میں "حَمۡد" کا جھنڈا ہوگا۔ اور جب آپ سجدہ کریں گے اپنے رب کے سامنے شفاعت کے لئے اور آپ کو اذن دیا جائے گا اس کا آپ اپنے رب کی حمد وثنا، ان محامد واوصاف سے کریں گے جو اس وقت آپ پر کھول دیئے جائیں گے (ظاہر کئے جائیں گے) اور آپ مقام محمود کے مالک ہیں۔ جس پر آپ سے رشک کریں گے پہلے والے اور آخر والے۔ بہ تحقیق فرمایا اللہ تعالیٰ نے، "قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر فائز کردے"، اور جب آپ اس مقام میں (مقام محمود میں) کھڑے ہوں گے تو آپ کی، اس وقت، حمد وثنا کریں گے میدان حشر والے سب کے سب، ان کے مسلمان، ان کے کافر، ان کے اولین اور ان کی آخرین سو (اس طرح) آپ کے لئے جمع ہوں گے حمد وثنا کے سارے معانی وطریقے اور تمام انواع واقسام۔ اور آپ محمود (حمد وستائش کے مالک واہل) ہیں۔ اس لئے کہ آپ کے ذریعے زمین ہدایت وایمان سے بھر گئی .... الخ آگے، امام سخاوی اور امام ابن قیم نے آپ کے بیشمار اوصاف و کمالات بیان کرتے ہوئے ایک طویل بحث کی ہے۔

ع۔۷:۔ علامہ شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں "اس وقت ہر شخص کی زبان پر آپ کی حمد (تعریف) ہوگی اور حق تعالیٰ بھی آپ کی تعریف کرے گا۔ گویا شان محمدیت کا پورا پورا ظہور اس وقت ہوگا۔" تفسیر عثمانی ص ۳۸۵

نکات بیانات

اس باب کے لب لباب اور ان بیانات کے اشارات سے مندرجہ ذیل اہم وخصوصی نکات ظہور پذیر ہوتے ہیں :۔

① عظیم الشان اجتماع اور شایان شان محفل میلاد۔ اس دن کا اجتماع و اجلاس دونوں جہانوں کے تمام اجتماعات واجلاسات سے بڑا اور عظیم ترین اجتماع و اجلاس ہوگا۔ اس دن کا جشن وجلسہ دنیا وآخرت کے تمام جشن وجلسہ جات سے اعلیٰ ترین جشن وجلسہ ہوگا۔ جب کہ خدا کی ساری خدائی جمع ہوگی۔ جس میں مخلوقات کی تعداد و شمار کا حساب وکتاب بجائے خود ان کی انواع واقسام کا اندازہ وشمار بھی سوائے رب العزت کے اور کوئی نہیں جان سکے گا۔ اس دن یہ ساری خلق ساری کی ساری بہ یک زبان

بہ دل و جان نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مالک جشن و محفل کی حمد وثنا بولتی رہے گی۔ جبکہ آپ کے سوا کسی بھی اور کی تعریف وتوصیف نہ ہوگی۔

② **رب العلمین کی مدح خوانی:**۔ خلق عالم کے علاوہ رب العلمین خود بھی نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مدح خوانی فرمائیں گے۔ اس سے بڑھ کر محفل میلاد اور کیا ہوگی جس میں خداوند قدوس خود مدح خوان ہو۔

③ **مقام محمود** (قابل حمد وثنا مقام) مقام محمود کی تخت نشینی، آپ کا خصوصی اعزاز و اکرام اور تخصیصی تعظیم و تکریم ہوگی۔ یہ درجہ و رتبہ کسی اور نبی و مرسل کو نہیں ملے گا۔

④ **لواء الحمد:** (حمد وثنا کا جھنڈا) یہ جھنڈا آپ کی عظمت رسالت، علو مرتبت اور رفعت شان کا نشان ہوگا۔ آپ بحیثیت حبیب خدا، سید الانبیاء (علی انبینا و علیہم السلام) مقام محمود میں جلوہ افروز ہوں گے۔ "لواء الحمد" آپ کے ہاتھ میں ہوگا۔ جبکہ سارے انبیاءؑ آپ کے جھنڈے تلے (لواء الحمد کے نیچے) آپ کی محفل حمد وثنا میں تشریف فرما ہوں گے۔

⑤ **شفاعت عظمیٰ کی شان:**۔ اس مہیب و خطیر دن میں آپ ہی شفاعت کبریٰ کے مالک و مختار ہوں گے۔ سارے لوگ، آپ کی عظمت شان و رفعت مکان کو دیکھ کر دوسرے انبیاءؑ سے پھرتے ہوئے آپ کی خدمت میں آکر جمع ہوں گے۔ آپ ان کی شفاعت فرمائیں گے اور آپ کی شفاعت قبول ہوگی۔

حوض کوثر پر جشن و محفل سرور

سرور دو عالم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شان و شوکت کو رب العزت نے دونوں جہانوں میں بلند و بالا کیا ہے۔ ہر جہان میں آپ کی شان۔ ہر مکان میں آپ کی شان۔ اس جہان میں بھی آپ کی شان اور اس جہان میں بھی آپ کی شان۔ ہر جا و ہر کجا آپ کی شان (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حضور پاک صاحب "لولاک" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا جشن محشر کے بعد سب سے پہلا اور سب سے بڑا جشن وجلسہ حوض کوثر پر ہوگا۔ جہاں آپؐ کی ساری امت اجابت بڑے بڑے اجتماعات کے ساتھ آپؐ کے دربار کوثر میں باریاب وشرفیاب ہوکر محفل میلاد و جشن سرور منائے گی۔

امام یوسف النبہانیؒ لکھتے ہیں، "شفاعت کے دولہا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی امت مرحومہ برات کی شکل میں اس حوض کوثر کے کنارے اترے گی[1]

اس عظیم الشان جشن وجلسہ کے منتظم اعلیٰ ومیزبان والاخود فخر دارین مالک کونین، صاحب کوثر حضور انور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی ہوں گے۔ فرماتے ہیں، "إني فرطكم على الحوض من مرّ عليّ شرب ومن شرب لم يظمأ أبدا"[2] ترجمہ: میں تمہارا پیش رو منتظم ہوں حوض کوثر پر۔ جو شخص میرے دربار میں وارد ہوگا وہ پیئے گا اور جو پیئے گا وہ ابد تک پیاسا نہیں ہوگا۔

ہر نبی کا ایک حوض، لیکن سید الانبیاء (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دو حوض ہوں گے اور دونوں حوض کوثر ہوں گے

حضور پاک صاحب لولاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا، ہر نبی کا ایک حوض ہوگا اور وہ سب اس کا فخر کریں گے کہ کس کے حوض پر لوگ زیادہ آتے ہیں اور مجھے امید ہے کہ میرے حوض پر لوگ بہت زیادہ آئیں گے۔ کیونکہ میری امت زیادہ ہوگی (جامع ترمذی)[3]

امام قرطبیؒ[4] لکھتے ہیں کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دو حوض ہوں گے۔ ایک موقف حشر میں صراط سے پہلے اور دوسرا جنت میں ہوگا۔ اور دونوں کو کوثر کہا جاتا ہے۔

اس کی تائید اس حدیث میں واضح ہے۔ امام مسلمؒ حضرت ثوبان سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، "يغتُّ فيه ميزابان يمدانه من الجنة احدهما من

[1]: جواہر البحار (اردو) ج۱ ص۱۶۰ مطبوعہ: مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور۔ امام یوسف بن اسمٰعیل

[2]: مشکاۃ المصابیح ج۲ ص۴۸۷۔

[3]: نشر الطیب ص۲۳۴ مولانا اشرف علی تھانوی

[4]: حاشیہ مشکاۃ المصابیح ج۲ ص۴۸۷ بحوالہ مرقاۃ علامہ ملا علی قاری

ذھب والاخر من ورق[1]" ترجمہ:۔ بہتے ہیں اس میں دو پرنالے جنت سے جو اسے بڑھاتے رہتے ہیں۔ ایک سونے کا اور دوسرا چاندی کا ہوگا۔(یعنی موقف حشر والے حوض کوثر میں، اسے بڑھانے کی خاطر، جنت کے حوض کوثر سے دو پرنالے بہتے رہتے ہیں اور وہ بھی بہت اعلیٰ وارفع اور بہت خوبصورت ہوں گے۔ یعنی سونے اور چاندی کے ہوں گے)۔

حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حوض، نہ صرف عدد و شمار کے اعتبار میں زیادہ ہوں گے بلکہ خوبصورتی و سجاوٹ، خوبی و بناوٹ اور بڑائی و گہرائی، یعنی ہر لحاظ سے اعلیٰ واولیٰ ہوں گے۔ جس طرح آپؐ کی رسالت و نبوت وسیع و عظیم ہے اس طرح آپؐ کی امت و ریاست وسیع و عظیم ہے پھر اسی طرح آپؐ کے حوض کوثر بھی وسیع و عظیم ہوں گے۔

حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا، "إن حوضی أبعد من أیلة من عدن لھو أشد بیاضا من الثلج وأحلیٰ من العسل باللبن ولآنیتہ أکثر من عدد النجوم[1]" ترجمہ: بیشک میرا حوض (لمبائی میں) ایلہ سے عدن (تک کے فاصلے) سے زیادہ دور اور لمبا ہے البتہ برف سے زیادہ سفید اور شہد و شیر کی شربت سے زیادہ میٹھا ہے اور البتہ اس کے برتن (پانی پینے کے گلاس) ستاروں کی تعداد سے بہت زیادہ ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں، "وہ ایک نہر ہے جنت میں اس کا عمق ستر ہزار فرسخ ہے۔ اس کے دونوں کنارے موتی، زبرجد اور یاقوت کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو، اور انبیاءؑ سے قبل اس کے ساتھ خاص فرمایا ہے۔"[2]

اس پر مولانا اشرف علی لکھتے ہیں، "یہ[3] نہر جنت میں اس حوض کے علاوہ ہے جو میدان قیامت میں ہوگا۔ اور بخاری کی روایت کے موافق اس حوض میں اسی نہر سے پانی گرے گا۔ اور مسلم کی روایت کے موافق دو پرنالوں سے ایک چاندی کا اور ایک سونے کا ہوگا۔ جنت کا پانی اس حوض میں پہنچے گا۔"

[1]: مشکاۃ المصابیح ج۲ ص۴۸۷۔ مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی۔

[2]، [3]: نشر الطیب ص۲۴۶ یہ حدیث موقوف ہے لیکن حکما مرفوع شمار ہوتی ہے۔

حضرت انس (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) سے روایت ہے کہ حضور انور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ اس اثناء میں کہ میں بہشت میں سیر کر رہا تھا کہ اچانک میں ایک نہر پر پہنچا جس کے دونوں کناروں پر جوف دار موتی کے قبے تھے۔ میں نے کہا، اے جبریلؑ! یہ کیا ہے؟ کہا، یہ وہ (حوض) کوثر ہے جو تیرے ربؑ نے تجھے عطا کیا ہے۔ پھر کیا دیکھتے ہیں کہ اس کی مٹی مسکِ اذفر ہے (بخاری)

حوض کوثر کی تعریف و توصیف میں بیشمار و بےحساب[۱] احادیث وارد ہوئی ہیں لیکن ہم نے بنابر اختصار اپنے موضوع و مضمون کے مطابق محض انہی بیان کردہ احادیث و روایات پر اکتفا کیا ہے، جو کافی ہیں۔

۵[۱]: مشکاۃ المصابیح ج۲ ص۴۸۷۔

صاحبِؐ کوثر کے اعزاز و اکرام اور حوض کوثر کی عظمت و شان میں سورۂ کوثر کا نزول و بیان

حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے، حضرت بی بی خدیجۃ الکبریٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے بطن اطہر سے چار صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے (حضرت قاسمؑ اور حضرت عبداللہ) پیدا ہوئے تھے۔ اور یہ حضرات، دونوں (پہلے حضرت قاسم اور پھر حضرت عبداللہ (علیہما السلام) طفولیت میں فوت ہوئے تو کفار و اعداء آپؐ کو، "اَبتر"، کہنے لگے (یعنی آپ کی نسل کو منقطع شمار کیا) جس پر آپؐ کے خاطر اطہر کو رنج و صدمہ ہوا۔ ادھر رب العزت کو بھی عرش عظیم پر اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا بارِ خاطر برداشت نہ ہو سکا۔ سو آپؐ کی تعظیم و تسکین اور کفار و اعداء کی تذلیل و توہین میں سورۂ کوثر نازل فرما کر آپؐ کو حوض کوثر ایسی عظیم الشان لامحدود و لامتناہی نعمت، نعمت کثیر امت شریعت کی اولاد و نسل کثیر اور دنیا و مافیہا، عقبیٰ و مافیہا سب کا خیر کثیر، کثیر اندر کثیر عطا فرمایا[۲]۔

۵[۱]:۔ تفسیر روح البیان ج۹ ص۵۲۵۔ امام اسمٰعیل حقی۔

۵[۲]:۔ تفسیر ابن عباس ص۶۶۔ مطبوعہ قدیمی کتبخانہ کراچی۔ البدایہ والنہایہ ج۵ ص۲۳۳ مطبوعہ بیروت۔ امام حافظ ابن کثیرؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّآ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانۡحَرۡ ﴿۲﴾ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ ﴿۳﴾

ترجمہ:۔ بیشک ہم نے عطا کیا تجھے (حوض) کوثر۔ سو پڑھ لے اپنے رب کے لئے نماز اور قربانی کر۔ بیشک جو تیرا دشمن ہے۔ وہی ہے "أبتر"۔

کوثر کے معنی میں مفسرین نے بیشمار اقوال لکھے ہیں۔ البحر المحیط میں (۲۶) اقوال ذکر کئے ہیں[ع] اور یہ سب حوض کوثر میں جمع ہیں۔ حوض کوثر کا ثبوت حد تواتر تک پہنچ چکا ہے[ع]۔

سورۂ ہٰذا کی آیات میں حسب ذیل اہم مقالات و نکات ہیں

(I) پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ کا، اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حوض کوثر ایسے عظیم الشان عطیہ و انعام کی عطائگی ہے جس کی نہ نظیر ہے نہ مثال۔ جو نہ کسی کو ملا ہے نہ کسی کو ملے گا۔ امام حقیؒ لکھتے ہیں "العطیۃ التی لم یعطھا ولن یعطھا احدا من العٰلمین"[۱]

(II) دوسری آیت میں آپؐ کو اس عظیم الشان و والانشان عطیہ و انعام پر رب العزت کے حضور میں شایان شان شکریہ و تحفہ پیش کرنے کی فرمائش و ہدایت ہے۔ جس کے لئے نماز اور اونٹ کی قربانی کو منتخب فرمایا۔

(I) **نماز کی تعیین میں راز:**۔ اس میں حسب ذیل نکات ہیں:۔

① نماز میں بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر اور دوسری عبادتوں کی نسبت زیادہ قریب ہوتا ہے اور اس میں خصوصاً بحالت سجدہ عجز و نیاز کی انتہا ہوتی ہے۔

② دوسرے یہ کہ نماز شکر کی تمام انواع و اقسام پر مشتمل ہے۔ امام حقیؒ لکھتے ہیں، "الصلاۃ جامعۃ لجمیع اقسام الشکر وھی ثلثۃ: الشکر بالقلب والشکر باللسان والشکر بالجوارح"[۲]

③ تیسرے یہ کہ نماز حقیقت میں ایک طرح سے قربانی کا منظر و کیفیت پیش کرتی ہے جس

ع، عـ:۔ تفسیر عثمانی ص۸۰۴ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

۱:۔ ترجمہ: (حوض کوثر) وہ عطیہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے نہ پہلے دیا ہے نہ آئندہ دے گا کسی ایک کو جہان والوں سے۔ تفسیر روح البیان ج۹ ص۵۲۴

۲:۔ ترجمہ: سو نماز جامع ہے شکر کی تمام اقسام کو اور یہ تین ہیں، شکر دل سے شکر زبان سے اور شکر اعضاء سے۔ نماز ان سب پر مشتمل ہے۔ تفسیر روح البیان ج۹ ص۵۲۵ امام اسمٰعیل حقی۔

اسی طرح علامہ شبیر احمد عثمانی نے بیان کیا ہے۔ تفسیر عثمانی ص۸۰۴۔

طرح جانور کو ذبح کرتے وقت تکبیر کہتے ہیں اس طرح نماز شروع کرتے وقت تکبیر کہتے ہیں۔

(II) **اونٹ کی قربانی میں راز:** اس میں یہ راز ہے کہ یہ حقیقت میں جانی قربانی ہے۔ رب العزت نے رحم فرما کر اونٹ کو جان کے قائم مقام قبول فرمایا۔

(III) تیسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا، اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے دشمن و معاندین کا دفاع اور ان کے طعنہ و طنز کا بم گولہ، کلمہ "ابتر"، انہیں پر گرا کر انہیں ہی بے نام و نشان کرنے کی وعید شدید ہے۔

سورت میں ایک خصوصی نکتہ و مقالہ: تخصیص عطیہ و تخلیص شکریہ

سورۂ ہذا میں رب العزت کی جانب سے تخصیص عطیہ و تحفہ اور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے تخلیص حمد و شکریہ کا بیان ہے۔ رب العزۃ نے حوض کوثر کا عطیہ و انعام "اعطینٰک" میں "ک" خطاب لاکر اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات گرامی کے لئے مخصوص فرمایا کہ یہ تیری خاص ملکیت ہے جسے چاہیں پلائیں اور جسے چاہیں نہ پلائیں۔ اسی بناء پر آپ ﷺ نے فرمایا، "من ورد علیّ شرب" ترجمہ: جو میرے پاس آئے گا، پیئے گا۔ (یعنی حوض کوثر سے سیراب ہونے کے لئے جشنِ دربار نبوی ﷺ میں باریاب ہونا شرط و ضروری ہے) ایک حدیث میں فرمایا، "وإنی لأصد الناس عنہ کما یصد الرجل إبل الناس عن حوضہ" ترجمہ: اور میں لوگوں کو اس (اپنے حوض) سے روک دوں گا جس طرح آدمی لوگوں کے اونٹوں کو اپنے حوض سے روکتا ہے۔ اور جب منافقین و منکرین لباس مومنین میں آنے کی کوشش کریں گے تو فرشتے انہیں نکال باہر کردیں گے اور آپ ﷺ کے پوچھنے پر عرض کریں گے کہ انہوں نے آپ ﷺ کے بعد دوسرا طریقہ اختیار کیا تھا۔[۲] (یعنی کفار اور بدعقیدہ و گستاخانِ رسول ﷺ محروم رہیں گے) یہاں تک کہ آپ ﷺ کے خلفائے راشدین کے حاسدین و معاندین کو بھی محروم ہونا پڑیگا۔ مروی ہے کہ آپ ﷺ کے حوض کے ایک کنارہ پر حضرت ابوبکر صدیق، دوسرے پر حضرت عمر فاروق،

ا: مشکاۃ المصابیح ج۲ ص۴۸۷۔
۲: مشکاۃ المصابیح ج۲ ص۴۸۷، ص۴۸۸
۳: تفسیر عثمانی ص۸۰۴ جیسے کہ حضرت عبداللہ (آپ ﷺ کے والد ماجد) کے بدلے قرعہ اندازی میں اونٹ قبول ہوئے تھے۔
۴: دوسرے یہ کہ اونٹ عرب کا محبوب و پسندیدہ ترین مال ہے۔ روح البیان ج۹ ص۵۲۵۔

تیسرے پر حضرت عثمان اور چوتھے پر حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ساقی ہوں گے، جس نے ان میں سے کسی ایک سے دشمنی رکھی تو دوسرے اس کو نہیں پلائیں گے۔ع۵

یہ تو ہوئی تخصیص ملکی و تخصیص اختیاری کی مختصر توضیح و تشریح۔ اس کے علاوہ اس میں تخصیص ذاتی و تخصیص صفاتی کے نکات بھی ہیں۔ یعنی دوسرے انبیاء کے بھی حوض ہوں گے لیکن ان کے حوض حوض کوثر نہیں ہونگے۔ حوض کوثر اپنے مخصوص نام اور اپنی تمام صفات و خوبیوں کے ساتھ آپ ہی کے لئے مخصوص و مختص ہوگا۔

تخلیص تحفہ و تخصیص شکریہ: رب العزت نے جب ایسا عظیم اور عظیم الشان خصوصی عطیہ و انعام آپ کے لئے مخصوص و مختص فرمایا تو آپ سے، اس کے شکر و حمد کے سلسلے میں اپنے رب کے لئے دو عظیم اور عظیم الشان عبادات (نماز اور قربانی) مخصوص و مختص کرنے کی فرمائش کی کیونکہ کفار کے سجدے اور قربانیاں بتوں کے لئے ہوتی تھیں خدا کے لئے نہیں۔

ع۵: روح البیان ج۹ ص۵۲۴ امام اسمٰعیل حقی م ۱۱۳۷ھ۔

نکات و اشارات

ان احادیث و روایات سے حسب ذیل اہم و قابل غور نکات و اشارات واضح ہوتے ہیں:۔

(I) حوض کوثر کی قدرتی تزیین و آرائش اور اعلیٰ صفات و اوصاف اس بات کے شواہد و دلائل ہیں کہ رب العزت نے اظہار عظمتِ شانِ محمدی و رفعت ایوان احمدی کی خاطر خود ایسے عظیم الشان جشن سرور و محفلِ میلاد کا انتظام و اہتمام فرمایا ہے۔

(II) نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی امت و انبیاء سے قبل اپنے حوض کوثر پر تشریف لے جا کر اپنے جشن و محفل سرور کا انتظام فرمائیں گے۔ ارشاد ہے، "انی فرطکم علی الحوض" جبکہ اجتماعات و واردین کے شرب و نوش کا اہتمام خلفائے راشدین کی تحویل میں ہوگا۔

(III) حوض کوثر کی وسعت و عظمت اور کثرت قدح و گلاس سے یہ امور واضح ہوتے ہیں کہ:

(۱) حضور پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی رسالت و نبوت اور سیادت و قیادت

دوسرے انبیاء کی نسبت بہت وسیع وعظیم ہوگی۔ اور آپؐ کی امت وپیروکار دوسری امتوں سے بہت ہی زیادہ ہونگے۔ (۲) آپ کا جشن عام ومحفل عوام بہت ہی عظیم اور آپ کے جشن ومحفل کے حاضرین ومجتمعین نجوم سماوات سے بھی زائد ہونگے۔ (۳) اور جشن کوثر میں دعوت شرب ونوش کا انتظام واہتمام اجتماعی ومجموعی ہوگا۔ (۴) مذکورہ بیانات واحادیث سے یہ واضح ہوا کہ محشر میں بھی محفل میلاد النبیؐ جاری رہے گی۔ عہ

سورہ کوثر کی وجوہ نصوص اور اقتضاء النص

اس سورہ عظیمہ کی وجوہ نصوص کا ذکر وبیان پچھلے صفحات میں ہوچکا۔ اور اقتضاء النص کا تقاضا واقتضا یہ ہے کہ جس طرح رب العزت نے یہ سورہ کریمہ نازل فرماکر آپ کی خوشنودی وسرور اور اعزاز واکرام کی خاطر آپ کو حوض کوثر عطا فرمایا جس پر محشر میں آپ کا عظیم ترین جشن اعزاز ووسیع ترین محفل سرور ہوگی۔ اور آپ کے دشمن کو طعنہ زنی پر بہت بڑی ذلت وتباہی کا جواب دیدیا، اسی طرح ہم آپ کو سرور ومسرت پہنچانے کے خاطر، آپ کے اعزاز واکرام میں عظیم سے عظیم جشن ومحفل مناکر ربّ العزت کے، آپؐ کو عطا کردہ انعامات وعطیہ جات کا عوام الناس کے اجتماعات میں ذکر وبیان کرکے آپ کی شان والاشان بلند کریں اور ان پر آپ کی طرف سے ربّ العزت کا شکر وحمد ادا کرتے ہوئے آپ کے معاندین ومنکرین کو ہر عیب جوئی وطعنہ زنی پر دندان شکن جواب دیدیں۔ اور جس قدر ہوسکے کثرت وفراوانی سے حاضرین ومجتمعین محفل کی خاطر اجتماعی طور پر خورد ونوش کا انتظام واہتمام کریں۔

جنت میں تاج پوشی ومحفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ہم نے پچھلے ابواب میں عالم تخلیق وعالم فطرت، عالم ارواح وعالم اجسام، عالم ناسوت وعالم جانوت، عالم ملکوت وعالم لاہوت، عالم حیوانات وعالم نبات وجمادات، عالم احیاء وعالم اموات عالم برزخ وعالم بعثت، عالم حوض کوثر وعالم شفاعت میں جشن ومحفل میلاد النبی

عہ: الغرض، سرتاج انبیاءؑ کی شان والا شان میں جشن ومنعقد کرکے سرور وخوشی کا اظہار کرنا اور اجتماعات حاضرین کی خاطر خورد ونوش کا انتظام کرنا بالکل ثابت وصحیح اور سنت رسول وسنت الٰہی ہے۔ کیونکہ عالم عقبیٰ کے سارے کام واحکام بحکم الٰہی وسنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونگے۔

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منانے کا، دلائل عقلی و براہین نقلی سے ثبوت واثبات ثابت کر دیا۔ اب اس باب میں عالم جنت و عالم جہنم میں جشن و محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منانے کا ثبوت واثبات پیش کریں گے۔ لیکن گنجائش نہ ہونے کے باعث محض دو چار احادیث پر اکتفا کریں گے

(I) حضرت عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ تعالےٰ عنہما) ایک طویل حدیث روایت کرتے ہیں جس میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہے، "وبیدی لواء الحمد یوم القیمۃ وجمیع الانبیاء تحتہ ولا فخر والیَّ مفاتیح الجنۃ یوم القیمۃ ولا فخر وبی تفتح الشفاعۃ ولا فخر وانا سابق الخلق الی الجنۃ ولا فخر وانا امامھم وامتی بالاثر" [1]

(ترجمہ) اور میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا قیامت کے دن، سارے انبیاء اس کے نیچے ہونگے اور کوئی فخر نہیں۔ اور شفاعت مجھ ہی سے شروع ہوگی اور کوئی فخر نہیں۔ اور میں ساری مخلوقات کے آگے ہونگا جنت کی طرف اور کوئی فخر نہیں۔ اور میں ان کا پیشوا ہوں گا اور میری امت پیچھے ساتھ ہوگی۔

(II) حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی ایک اور طویل حدیث آئی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "الا وانا حبیب اللہ ولا فخر وانا حامل لواء الحمد یوم القیمۃ تحتہ اٰدمُ فمن دونہ ولا فخر وانا اوّل شافع واول مشفع یوم القیمۃ ولا فخر وانا اول من یحرّک حلق الجنۃ فیفتح اللہ لی فید خلنیھا ومعی فقراء المومنین ولا فخر وانا اکرم الاولین والاٰخرین علی اللہ ولا فخر۔" [2]

(ترجمہ) خبردار، میں اللہ کے حبیب ہوں اور کوئی فخر نہیں۔ اور میں لواء الحمد کا حامل ہوں۔ اسکے نیچے آدم، اس کے بعد کے سب ہونگے۔ اور کوئی فخر نہیں۔ اور میں پہلا شفاعت کرنے والا ہوں اور میں پہلا شفاعت قبول کردہ ہوں اور کوئی فخر نہیں۔ اور میں پہلا شخص ہوں جو جنت کا کڑا ہلاؤں گا، سو اللہ تعالیٰ میرے لئے کھول دیں گے۔ پس مجھے اس میں داخل فرمائیں گے اور میرے ساتھ فقرائے مؤمنین ہونگے اور کوئی فخر نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کو اوّلین و آخرین میں مکرم ترین ہوں اور کوئی فخر نہیں۔

(III) ایک حدیث میں حضرت انس (رضی اللہ تعالےٰ عنہا) کی روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

[1] الخصائص الکبریٰ جلد ۲، صفحہ ۲۲۴۔ مطبوعہ المکتبۃ النوریۃ الرضویہ لائلپور (پاکستان) امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ

[2] جامع ترمذی ج ۲ صفحہ ۲۰۲۔ مطبوعہ سعید کمپنی، کراچی امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

فرمایا، "والمفاتیح یومئذ بیدی ولواء الحمد یومئذ بیدی وانا اکرم ولد آدم علی ربی یطوف علی الف خادم کانھم بیض مکنون اولؤلؤ منثور"[1]

(ترجمہ) اور چابیاں (جنتوں کی) اس دن میرے ہاتھ میں ہونگی اور لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اور میں اپنے رب کو (ساری) اولاد آدم ؑ کا مکرم ترین شخص ہوں گا۔ میرے حضور میں ایک ہزار خادم گشت کریں گے۔ گویا کہ وہ (صفائی و نزاکت میں) چھپے ہوئے انڈے ہیں یا کہ بکھرے ہوئے موتی۔

(IV) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ حضور انور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا، "فاکسی حلۃ من حلل الجنۃ ثم اقوم عن یمین العرش لیس احد من الخلائق یقوم ذلک المقام غیری"[2] (ترجمہ) پھر مجھے بہشت کے خلعتوں میں سے ایک (اعزازی) خلعت پہنایا جائے گا پس میں عرش معلیٰ کے داہنے جانب کھڑا ہو جاؤنگا۔ نہیں ہوگا ساری مخلوقات میں کوئی ایک میرے سوا جو اس مقام پر فائز ہو۔

احادیث باب کے اہم نکات وعناصر

احادیث کتاب میں موضوع باب کے مندرجہ ذیل اہم و مہتم بالشان نکات و عناصر مترتب ہوں گے۔

(I) عالم عقبیٰ کا، سارے انبیاء و ساری خلق خدا سے پہلے پہل ہمارے نبی سیدنا محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی افتتاح فرمائیں گے۔

وہاں ساری کائنات و ساری مخلوقات کے سردار و سربراہ اور امام و پیشوا سیدنا محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی ہونگے۔ آپ کی امت ساتھ ہوگی اور سارے انبیاء ؑ اپنی اپنی امتوں کے ساتھ جلوس کی شکل میں پیچھے پیچھے چل رہے ہونگے۔ جبکہ ستر ہزار فرشتوں کا ایک عظیم الشان جلوس پہلے ہی صلاۃ وسلام پڑھتا ہوا روضہ اقدس سے آپ ؐ کے اعزاز و تعظیم میں آپ کے ساتھ ہوگا۔

[1] یہ سنن دارمی بحوالہ مشکاۃ المصابیح ج ۲ ص ۲۰۲

[2] یہ: جامع ترمذی ج ۲، ص ۲۰۲

[3] یہ: مشکاۃ المصابیح ج ۲، ص ۴۲۶ مطبوعہ نیشنل فاؤنڈیشن، اسلام آباد۔ نشر الطیب ص ۲۳۹ مطبوعہ کانپور۔ (منہ) مولانا اشرف علی تھانوی

(III) حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہایت عظمت وشان کے ساتھ جنت تشریف لائیں گے. رب العزت آپ کو بڑے اعزاز واکرام کے ساتھ جنت میں داخل فرمائیں گے. بہشت کے خلعتوں سے ایک شاہی خلعت وشاہانہ تاج پہنا کر آپؐ کو عرش معلٰے کے داہنے جانب اپنے پاس اس شاہی مقام پر فائز فرمائیں گے جہاں آپ کے سوا کوئی نہیں پہنچ سکتا.

(IV) آپؐ خلعت شاہی میں ملبوس ہوکر مقام جلال وجمال پر جلوہ افروز ہوں گے. آپؐ کے ہاتھ میں سارے جہانوں کی سرداری وسربراہی کا جھنڈا، "لواء الحمد" ہوگا، آپؐ کا جشن سرور ومحفل تاج پوشی منائی جائے گی. اس وقت حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت عیسیٰؑ تک سارے انبیاءؑ وساری مخلوقات آپؐ کے جھنڈے تلے جمع ہوکر آپؐ کے جشن اعزاز ومحفل حمد وثناء ہیں مشرف وفیضیاب ہونگی۔

(V) عرش صدارت پر رب العٰلمین (جلّ جلالہٗ) ہونگے اور تخت ضیافت پر رحمۃ للعٰلمین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک ہزار خدام خاص آپؐ کے اعزاز میں آپ کے جشن سروری ومحفل حضوری میں گشت کرتے رہیں گے، جو خوبصورتی ونزاکت میں گویا کہ شتر مرغ کے چھپے ہوئے انڈے ہیں یا کہ بکھرے ہوئے زیبناک وخوشنما موتیاں۔

(VI) **اوّلیت**: آپ ہی سب سے اول جنت میں پہنچ کر اسکا کڑا ہلائیں گے، سب سے اول آپؐ ہی کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جائیگا، آپ ہی سب سے اول جنت میں تشریف فرمائیں گے، آپؐ کی امت ساری اُمتوں سے اوّل میں جنت میں داخل ہوگی، آپؐ ہی سب سے اول شفاعت فرمائیں گے، آپؐ ہی کی سب سے اول شفاعت قبول کی جائیگی۔ اور جنتوں کی چابیاں اور اختیارات آپؐ ہی کے اختیار میں ہونگے اور آپؐ شفاعت کبریٰ کرکے لوگوں کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل فرمائیں گے۔

(VII) حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ کو ساری اولاد آدم، سارے انبیاءؑ اور ساری خلق خدا، اوّلین وآخرین سے مکرم ترین ومعظم ترین شخصیت ہوں گے۔

وجوہ نصوص الاحادیث واقتضاء النصوص

باب ہذا کے سارے نصوص احادیث کا جامع و متحدہ مقصود و مراد اور معنی و مفہوم، سید الکونین و سرور دارین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جشن و محفل خوشی و تاج پوشی، آپؐ کے اعزاز و اکرام اور فضل و فضائل اور سیادت عظمیٰ و قیادت اعلیٰ کا اظہار و ظہور اور اثبات و ثبوت ہے۔

اقتضاء النصوص:۔ نصوص احادیث کا تقاضا و اقتضاء یہ ہے کہ جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جشن و تاج پوشی و محفل میلاد اور اپنے اعزاز و اکرام اور اپنے فضل و شان کا بیان اور اپنے سرور و مسرت کا اظہار فرمایا ہے۔ اس طرح امت کے علمائے سیر و مؤرخین اور مشائخ تفسیر و محدثین کا فرض اولین ہے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سرور و مسرت پہنچانے اور رضائے خدا و رضائے مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حصول کی خاطر عوام الناس کے بڑے بڑے اجتماعات منعقد کرا کر آپؐ کی، عالم عقبیٰ و جنت میں منعقدہ تاج پوشی و خلعت شاہی، آپؐ کے امتیازی اعزاز و اکرام، خصوصی سیادت و قیادت کا تفصیلی بیان و تقریر اور اشاعت و تشہیر کیا کریں۔ اور آپؐ کے اعزاز و تعظیم میں بڑے بڑے شاندار و عظیم الشان جلوس نکال کر آپؐ کی، دنیا میں شان والاشان کی عظمت و رفعت کا اظہار کریں تاکہ "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ"، کا موضوع و مضمون پورا ہو۔ اور جلسہ و جلوس کے دوران آپ کے اوصاف و صفات میں نعت و ثناخوانی کرتے ہوئے جوشِ مسرت و جذبۂ محبت کے ساتھ حضور مصطفےٰ و دربار حبیب خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں ہدیۂ صلاۃ و سلام بھیجتے رہیں تاکہ حکم رحمٰن و فرمان قرآن۔ "اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا"، کی تعمیل و تکمیل و اور شہنشاہ ارض و سما کی تجلیل و تبجیل ہو۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

شب معراج میں سیر جنان کے دوران آپ ﷺ نے اپنے جشن و محفل میلاد کا ایک اعلیٰ نظارہ ملاحظہ فرمایا

معراج کی رات، رب العزت نے ملاقات، "قَابَ قَوْسَيْنِ" اور اعلامیہ "فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ" کے بعد آپ ﷺ سے فرمایا، "اے محمد[1]! آپ ﷺ میرے نزدیک تمام مخلوقات سے زیادہ بزرگ ہیں، قیامت کے روز میں آپ ﷺ کو ایسے ایسے اعزازات دوں گا کہ تمام مخلوق تعجب کرے گی" پھر رب العزت نے حضرت جبریل (علی ابنینا و علیہ السلام) کو حکم بھیجا کہ میرے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جنتوں کی سیر و تفریح کرا کر آپ کو وہ نعمتیں اور اعزازات و انعامات جو میں نے آراستہ و پیراستہ کر کے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کے لئے مخصوص کر دیئے ہیں، دکھا دیں تاکہ آپ ﷺ کی تعظیم و تکریم اور اطمینان و تسکین ہو سو، حضرت جبریل (علی ابنینا و علیہ السلام) آپ ﷺ کو جنتوں کی سیر و تفریح کے لئے لے گئے۔ جنتوں کی تزیین و آرائش اور خوبصورتی و زیبائش حد بیان سے برتر و بالاتر تھی۔ اس اثناء میں آپ ﷺ نے اس جنت کی سیر و ملاحظہ کیا جس میں آپ ﷺ کے استقبال و اعزاز اور جشن و محفل سرور کی خاطر نہایت شاندار و خصوصی انتظامات کئے گئے تھے۔

علامہ کاشفیؒ اس کا تفصیلی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں[2]، "آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اس پر چار سو حلقے اور میخیں گاڑی ہوئی تھیں۔ تمام کی تمام موتیوں، مروارید اور یاقوت کی بنی ہوئی تھیں۔ ان میخوں کے درمیان ایک حلقہ بہت ہی بڑا سرخ یاقوت کا تھا جو فدار تھا۔ اس حلقہ میں میں نے چار شہر دیکھے اور ہر شہر میں چار ہزار محل اور ہر محل میں چار ہزار فرشتے، دونوں ہاتھوں پر ایک ایک طشت لئے کھڑے تھے۔ ایک طشت میں بہشتی لباس اور دوسرا طشت نور سے بھرا ہوا تھا۔ جبریل (علیہ السلام) سے میں نے ان کے متعلق پوچھا، فرمایا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حق سبحانہ و تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کی پیدائش سے آٹھ ہزار سال پہلے پیدا فرما کر ان کو یہاں ٹھہرایا ہے ان کے ہاتھوں پر یہ طشت آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی امت پر نچھاور کرنے کے لئے رکھے۔

[1]: معارج النبوۃ ج۲ ص۵۰۶ مکتبہ بمکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور۔ علامہ ملا معین الکاشفی الواعظ۔

[2]: معارج النبوۃ ج۲ ص۵۰۷، ص۵۰۸

قیامت کے روز آپؐ کے امتی حق سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے اس دالان میں داخل ہوں گے، یہ فرشتے مبارکباد کہتے ہوئے یہ طشت ان کے سروں پر نچھاور کریں گے"۔

پھر حضرت جبریل (علی نبینا وعلیہ السلام) نے بہشت کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور حضرت رضوان (علی نبینا وعلیہ السلام) کو حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تشریف آوری اور نبوت ورسالت کی خوشخبری واعلامیہ سناتے ہوئے آپؐ کو بہشت کے اندر لے گئے۔

حضور انور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا استقبال واعزاز اور تعظیم وتکریم

جب حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اندر تشریف لے گئے تو بہشت کے استقبالیہ آفیسر حضرت رضوان (علی نبینا وعلیہ السلام) نے اپنے خلفاء ونقباء اور قائدین وعساکر (جو ہزاروں کی تعداد میں تھے) کے ساتھ آپؐ کا شاندار استقبال کرتے ہوئے آپؐ کی تعظیم وتکریم بجالائی حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرماتے ہیں، "میں نے رضوان کو سلام کیا۔ اس نے میرے سلام کا جواب دیا، مجھے خوشخبری دی کہ بہشت میں سب سے پہلے آپؐ اور آپؐ کی امت داخل ہوگی۔ پھر رضوان نے مجھ پر جنت کی نعمتیں پیش کرنا شروع کیں۔ میں نے اس قدر نعمتیں دیکھیں کہ اگر تمام زندگی ان کے اوصاف بیان کرتا رہوں تو ختم نہ ہوں[1]"۔

[1]: معارج النبوۃ ج ۲ ص ۵۰۹

خصوصی مسائل ونکات اور نتائج وثمرات

اس حدیث وبیان سے حسب ذیل نکات ونتائج برآمد ہوتے ہیں:۔

(I) اس بات سے کہ رب العزت نے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جشن ومحفل سرور اور آپؐ کے اعزاز واکرام کی خاطر، عالم ناسوت کی تخلیق، عالم برزخ کی آمد واختتام اور عالم عقبیٰ کے قیام وانتظام سے ہزاروں سال قبل یہ فرشتے پیدا کر کے انہیں قیام ونظام کا حکم دے دیا، اس امر کا اندازہ واضح ہو جاتا ہے کہ رب العزت کو اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

کا جشن سرور و محفل میلاد اور آپؐ کا اعزاز و اکرام کس قدر محبوب و عزیز ہے! اور یہ کس قدر عظیم و مہتم بالشان پروگرام و منصوبہ ہے۔

(II) دوم یہ ثابت ہوتا ہے کہ قیامت میں امت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپؐ کی ملاقات و دیدار اور جشن و محفل سرور منانے کی خاطر، وہاں اجتماعی طور پر جلوس کی شکل میں تشریف لائیگی۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ کی میلاد و دنیا میں تشریف آوری اور آپؐ کی نبوت و رسالت کے سرور و خوشی میں جشن و محفل منانا اور اس سلسلے میں اجتماعات اور جلسہ و جلوس کرنا خداوند قدوس کا پسندیدہ طریقہ و بہترین عمل ہے۔

(III) اس امر سے کہ فرشتے خلعت و پھول کے طشت لئے حضور انور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آپؐ کی امت کے انتظار و استقبال میں کھڑے رہتے ہیں تاکہ یہ خلعت آپؐ اور آپؐ کی امت کے خدمت میں پیش کرتے ہوئے پھول ان پر نچھاور کریں۔ اور انہیں مبارکباد و خوش آمدید کہتے ہوئے ان کی تعظیم و تکریم بجالائیں، یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جشن و محفل میں آنے والے علماء و مشائخ اور مخصوص مہمانوں کے استقبال و اعزاز کی خاطر کھڑا ہونا، پھر ان کی تعظیم و تکریم میں انہیں تحفے تحائف پیش کرنا اور ان پر پھول نچھاور کرتے ہوئے انہیں عید میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مبارکبادی دے کر اپنی خوشی و سرور کا اظہار کرنا سنت و طریقۂ ملائکہ اور عملِ احسن ہے۔

اقتضاء النص

یہ، جنت کی فضا و سماں کا نقشہ و تصویر ہم امتِ رسول مدنی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے یہ اقتضاء و تقاضا کرتی ہے کہ ہم دنیا میں اپنے نبی کریم، رؤف و رحیم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے یوم میلاد اور آپؐ کی، دنیا میں تشریف آوری کی خوشی میں عظیم الشان و شایان شان طریقے پر جشن سرور و محفل میلاد منایا کریں اور اس کی خاطر اعلیٰ سے اعلیٰ انتظام و اہتمام کریں،

تشریف لانے والے علمائے مقررین ومشائخ واعظین اور مہمانان مخصوصین کے استقبال میں کھڑے ہوکران کی شایان شان، تعظیم وتکریم بجالائیں، شرکائے محفل وحاضرین مجلس میں پھول نچھاور، عطریات کا اسپرے کر کے جشن ومحفل میلاد کو معطر کیا کریں، بشرط استطاعت علما وفضلا اور مشائخ وعمائدین جشن کو تحفے تحائف پیش کر کے محفل میلاد کی شان دوبالا کردیں اور آمدورفت پر ایک دوسرے کو "عید میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)" کی مبارکبادی دیتے ہوتے اپنے دلی سرور وخوشی کا اظہار کیا کریں۔

جب ہم اپنی اس زندگی دنیا میں حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت واعزاز میں اس طرح آپؐ کی محفل میلاد منایا کریں گے تو انشاء اللہ العزیز، ہمیں اس زندگی عقبیٰ میں آپؐ کے اس جشن ومحفل کی، جنت میں دعوت واعزاز اور آپؐ کا دیدار وملاقات نصیب ہوگی۔

دوزخ میں، ابو طالب کے ساتھ، اس کی محبت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور محفل میلاد منانے کے باعث خصوصی مراعات

ابو طالب نے حب ونصرت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں قابل قدر ولائق یاد کارنامے سرانجام دیئے تھے۔ وہ کفار ومشرکین کے ہر خطرہ وہنگامے کے سامنے سینہ سپر رہتے۔ شعب ابی طالب کا واقعہ اس سلسلے میں ان کا بہت اہم وعظیم کردار ویادگار ہے۔

علاوہ ازیں، ابو طالب نے کئی بار حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تعریف وتوصیف اور مدح سرائی وثناخوانی کر کے آپؐ کی محفل میلاد منائی تھی۔

امام سخاوی لکھتے ہیں، "وقد أخرج البخاریؒ فی تاریخہ الصغیر من طریق علیؓ بن زید، قال: کان أبو طالب یقول:

وشق لہ من اسمہ لیجلہ ۔۔۔ فذو العرش محمود وھذا محمدؐ

ہ: القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص ۶۹۔

اسی طرح امام ابو نعیم اصبہانی نے آپؐ کے اسم گرامی کے اشتقاق کے باب میں ابو طالب کی مدح خوانی ومحفل میلاد منانے کا بیان کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

لان اسمہ مشتق من اسم اللہ تعالی کما مدحہ عمہ فقال: وشق لہ من اسمہ لیجلہ فذو العرش محمود وھذا محمد۔

دلائل النبوۃ ج ا ص ۲۳

امام جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں، "أن أبا طالب لما حضرته الوفاة دعا بنی عبد المطلب فقال: لن تزالوا بخیر ما سمعتم من محمدٍ وما اتبعتم أمره فاتبعوه وأعینوه ترشدوا[1]" ترجمہ: جب ابو طالب کی وفات آن پہنچی تو انہوں نے عبد المطلب کو بلایا (انہیں جمع کر کے) کہا، "تم ہمیشہ خیر و بھلائی پاتے رہو گے، جب تک (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سنا کرو گے اور آپؐ کے حکم کا اتباع کیا کرو گے۔ سو آپؐ کا اتباع وا عانت کرو ہدایت پاؤ گے۔

بلکہ ابو طالب آپؐ کے بچپن وابتدائے زمانہ سے آپؐ کی ثنا خوانی و مدح سرائی کیا کرتے تھے۔ امام سیوطیؒ ابن عساکر کی روایت سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مکہ مکرمہ میں شدید قحط و خشک سالی پڑی تو قریش نے ابو طالب سے استسقا کی درخواست کی۔ ابو طالب حضور پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ہاتھ میں لئے مسجد الحرام تشریف لے گئے۔ آپؐ کی پشت مبارک دیوار کعبۃ اللہ شریف سے لگا کر دعا کرنے لگے، جبکہ آسمان میں بادل کا کوئی نشان میں نہ تھا تو فوراً ہر طرف سے بادل امڈ آئے اور خوب بارش ہوئی اور ساری ندی نالے بہنے لگے۔ اس پر ابو طالب نے آپؐ کی شان میں قصیدہ پڑھا: ملاحظہ ہو:

وابیض[1] یستسقی الغمام بوجھہٖ ثمال الیتامٰی عصمة للأرامل

یلوذ[2] بہ الھلاك من اٰل ھاشم فھم عندہ فی نعمة وفواضلِ

ومیزان[3] عدل لا یخیس شعیرۃ ووزّان صدقٍ، وزنہ غیر ھائل[2]

ترجمہ: [1] یعنی آپؐ کی ذات پاک ایسی بابرکت ہے کہ بادل آپ کے چہرۂ مبارک سے پانی طلب کرتے ہیں۔ آپؐ یتیموں کے فریاد رس اور بیواؤں کی عصمت کے محافظ ہیں۔

[2] ہاشم کی بھوکی پیاسی اولاد آپؐ کو چمٹی رہتی ہے۔ پس وہ لوگ آپؐ کے پاس نعمت و فضائل دیکھتے ہیں۔

[3] اور آپؐ میزانِ عدل و انصاف ہیں جو ایک جو برابر کمی نہیں کرتے۔ اور آپؐ سچائی کا وزن

[1]: الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۸۷۔

[2]: الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۸۶۔ امام جلال الدین سیوطیؒ

کرنے والے ہیں۔ آپؐ کی تول کسی طرف جھکنے والی نہیں۔

ابوطالب کے لئے شفاعت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ابوطالب کافر ومشرک تھے اور کفر وشرک ہی پر مرا لیکن اس کے باوجود، اس کی، نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے محبت واشتیاق، آپ کی حمد وثناخوانی اور محفل میلاد منانے کے اعمال اس کے کام آگئے۔ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شفاعت کر کے اسے جہنم کی گہرائیوں اور گہری آگ سے اتھل مقام پر نکال لایا۔

امام مسلمؒ نے اس پر ایک مستقل باب باندھا ہے۔ لکھتے ہیں: باب شفاعت

۱۔ عن العباس بن عبد المطلب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) أنہ قال: یارسول اللہ هل نفعت ابا طالب بشیءٍ فإنہ کان یحوطك ویغضب لك؟ قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نعم۔ ھو فی ضحضاحٍ من نار۔ ولولا أنا لکان فی الدرك الأسفل من النار[1]

ترجمہ: حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے عرض کی، کیا، آپؐ نے ابوطالب کو کوئی فائدہ پہنچایا؟ کیونکہ وہ آپؐ کی حفاظت ونگرانی آپؐ کی مدد کرتا اور آپؐ کی خاطر غضب کرتا تھا۔

ہاں، وہ دوزخ کے اوتھلے مقام میں ہے۔ اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے سب سے نچلے درجہ میں ہوتا۔

۲۔ عن عبد اللہ بن الحارث (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال: سمعت العباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یقول قلت یارسول اللہ، إن أبا طالب کان یحوطك وینصرك ویغضب لك۔ فھل نفعہ ذالك؟ قال نعم، وجدتہ فی غمرات من النار فاخرجتہ إلی ضحضاحٍ[2]

اہم عناصر ونکات احادیث

ان احادیث میں حسب ذیل اہم نکات وعناصر کارفرما ہیں:

(I) کفار ومشرکین کے جو اعمال حسنہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات گرامی کی طرف منسوب ہوں انہیں کفر وشرک نہیں مٹا سکتا۔ مثلاً:۔ آپؐ سے محبت واشتیاق، آپؐ کی تعظیم وتکریم اور آپؐ کی محفل میلاد سجا کر آپؐ کی تعریف وتوصیف کرنا۔ یہ اعمال، نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے طفیل وبرکت سے باقی رہیں گے اور ان کا اجر وثواب پورا پورا ملے گا[1]

(II) حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ارشاد، "ولولا أنا لکان فی الدرك الأسفل من النار سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپؐ کی ذات گرامی نافع ومعطی النعمات اور دافع البلیات ہیں۔ جیسے آیہ کریمہ: "وما کان اللہ لیعذبھم وأنت فیھم" اور حدیث قدسی: "لولاك لما خلقت الأفلاك" میں ارشاد ہے۔

(III) آپؐ کا ارشاد: وجدته فی غمرات من النار" یہ ثابت کرتا ہے کہ آپؐ کا علم وقوت بینائی دنیا وعقبی اور جنت ودوزخ اور ساری خلق خدا پر حاوی ہیں۔

(IV) آپؐ کے ارشاد: "فاخرجته إلی ضحضاح" سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ کے اختیارات اور آپؐ کے اختیارات کا عمل دخل دنیا وعقبی اور جنت ودوزخ سب پر محیط وحاوی اور جاری وساری ہے۔

(V) اور یہ نکتہ ومسئلہ کہ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ابو طالب کو دوزخ

---

[1] قصہ ابو طالب جیسے کہ پہلے گذر گیا کہ اس سے عذاب کی تخفیف کی گئی تھی جو اسے دوزخ کی گہرائیوں سے اتھلے مقام میں منتقل کیا گیا۔" فتح الباری شرح صحیح بخاری ج۹ ص۱۱۹۔

سے کیوں بالکل نہیں نکالا؟ جب کہ ابو طالب کو آپؐ سے بے انتہا محبت واشتیاق تھا آپ کی بے حد تعظیم وتکریم اور اعزاز واکرام کیا کرتا اور آپؐ کی حفاظت ونگرانی اور امداد ومدد کیا کرتا تھا۔ اور کئی بار آپ کی محفل میلاد مناکر آپؐ کی تعریف وتوصیف اور حمد وثنا بھی کی۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ ابو طالب نے اتنی محبت واشتیاق کے باوجود بھی ایمان لاکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دلی تمنا وتقاضا پورا نہیں کیا۔ حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت ودوستی، حقیقی اعزاز واکرام اور آپؐ کی حقیقی خوشی وخوشحالی، اس کے ایمان لانے میں تھی۔ لیکن ابو طالب نے، آپؐ کے الحاح والتجا کے باوجود آپؐ کو یہ خوشی وخوشدلی نہ دلادی اور آپؐ کے حق نبوت وحق برادرزادگی کا پاس واحساس نہ کیا جس سے آپؐ کو بیحد اور دائمی صدمہ وپریشانی لاحق ہوگئی اس پر اللہ تعالیٰ نے اسے ایمان وجنت سے محروم کرتے ہوئے اس کی قطعی مغفرت ودعائے مغفرت ممنوع قرار دیا۔

دوزخ میں ابولہب کافر کے ساتھ، اس کا بشارت میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر خوشی منانے اور بندہ آزاد کرنے پر خصوصی مراعات

امام بخاری (رضی اللہ عنہ) نے ابولہب کی، دوزخ میں، مراعات کے سلسلے میں حدیث روایت کی ہے۔ لکھتے ہیں، "قال عروۃ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ): وثوبیۃ رضؓ مولاۃ لأبی لهب وکان أبولهب أعتقها فارضعتِ النبیَّ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فلما مات أبولهب أریہ بعض أهلہ بشر حیبۃ قال لہ: ماذا لقیت؟ قال ابولهب: "لم ألق بعدکم، غیر أنی سقیت فی هذہٖ بعتاقتی ثوبیۃ رضؓ" [ع]

ترجمہ:۔ حضرت عروہ رضؓ فرماتے ہیں کہ ثوبیہ رضؓ ابولہب کی کنیز تھیں جسے اس نے آزاد کیا تھا

[ل] صحیح بخاری ج۲ کتاب النکاح باب الرضاعۃ ص۷۶۴ مطبوعہ اصح المطابع آرام باغ کراچی طبع سنہ ۱۳۸۱ھ ۱۹۶۱ء

[ع] امام ابن مندہ نے حضرت ثوبیہ رضؓ کو صحابیہ میں شمار کیا ہے۔

پس اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا۔ پھر جب ابولہب مرگیا تو اس کے خاندان کے کسی شخص کو اسے خواب میں بہت برے حال میں دکھایا گیا۔ اس نے ابولہب سے کہا، تیرا کیا حال ہے؟ ابولہب نے بولا "تمہارے بعد میرا کوئی حال نہیں رہا ہے (بہت برا حال ہوا ہے میرا) سوائے اس کے کہ مجھے اس میں (دونوں انگلیوں کی درمیانی پوریں سے) میرا، ثوبیہ کو آزاد کرنے کے باعث پانی پلایا جاتا ہے۔

اس کی شرح میں، حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں، "وذکر السهیلی أن العباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لما مات ابولهب رأیته فی منامی بعد حول فی شر حال فقال: مالقیت بعدکم راحة إلا أن العذاب یخفف عنی فی کل یوم إثنین - قال وذالك ان النبیّ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ولد یوم الإثنین وکانت ثوبیة رض بشرت أبالهب بمولده فأعتقها"۔

ترجمہ: (امام) سہیلیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابولہب مرگیا تو میں نے اسے، ایک سال بعد خواب میں، برے حال میں دیکھا۔ سو اس نے کہا کہ تمہارے بعد میں نے کوئی سہولت نہیں دیکھی سوائے اس کے کہ ہر پیر کو میرے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے۔

حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں، "اور یہ، اس لیئے کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پیر کے دن پیدا ہوئے اور ثوبیہ رض نے ابولہب کو آپؐ کی ولادت کی خوشخبری دی تھی۔ سو، اس نے اسے آزاد کر دیا۔

اہم امور و خصوصی نکات

ان احادیث میں حسب ذیل قابل ذکر امور و نکات موجزن ہیں:

(I) ابولہب کو دو دفعہ خواب میں دیکھا گیا۔ ایک دفعہ کے خواب میں اس نے اپنی سہولت و

پانی کی عطائگی اور دوسرے میں اپنے عذاب وسزا میں تخفیف کی بات کی۔

(II) ابولہب کو دوزخ میں باقاعدہ اس بات سے مطلع کیا گیا تھا کہ یہ مراعات (ٹھنڈا پانی اور تخفیف عذاب) اللہ تعالیٰ نے، رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی میلاد پر، تیرا خوشی منانے اور ثوبیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کرنے کے صلے میں دی تھی۔

(III) ابولہب نے، حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور دیگر خاندان والوں کی، خواب میں ملاقات و گفتگو کروا کر انہیں اس کے دوزخی حالات اور سہولت و مراعات دکھلانے میں یہ حکمت تھی کہ دنیائے عرب واہل عالم کو اس سے "**عین الیقین وعلم الیقین**"، حاصل ہو کہ یہ عالم برزخ و عالم عقبیٰ کا مشاہداتی واقعات، ربانی فیصلہ وفتویٰ اور اس امر کی بین حجت و دلیل ہے کہ میلاد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خوشی و سرور میں مال خرچ کر کے اپنی مسرت وخوشی کا اظہار کرنا رب العزت کی درگاہ و دربار رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نہایت مقبول و پسندیدہ فعل اور بروز قیامت باعث اجر و ثواب عمل ہے[1]

دوزخ میں ہر پیر کو محفل میلاد

ابولہب کی دوزخ میں تخفیف عذاب وعطائگی شربت (ہر پیر کے دن) اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہر پیر کو دوزخ کے اندر ایک طرح سے محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منائی جاتی ہے۔ اہلیان دوزخ یہ دیکھ کر حیران ہوتے ہیں کہ ایک مشرک جہنمی کو دوزخ میں ہر پیر کے دن تخفیف عذاب کے ساتھ پانی کی شربت، کس وجہ سے عطا ہوتی ہے؟ جبکہ دوزخ میں تمام جہنمیوں کو سوائے ماءِ حمیم اور غساق وغیرہ کے کچھ نہیں ملتا[2] - تو انہیں معلوم ہوگا

[1]: شیخ الحدیث مولانا احمد علی سہارنپوری لکھتے ہیں (ترجمہ) کیونکہ ثوبیہ رضی اللہ عنہا نے ابولہب کو آپ ﷺ کی ولادت کی بشارت دی تھی سو اس نے انکو آزاد کر دیا۔ پس نفع دیا ان کے عتق نے اور نفع دینے کے یہ معنی ہیں کہ اسکے عمل سے یہی باقی رہا اور اس کے سارے اعمال کی طرح نہیں مٹ گیا، آپ ﷺ کی برکت کے باعث۔
(حاشیہ صحیح بخاری ج۲ ص ۷۶۴، مطبوعہ اصح المطابع کراچی طبع دوم)

[2]: جہنمی کفار و مشرکین کے بارے میں ارشاد ہے: لَا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا ۝ إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا ۝ ترجمہ: نہیں چکھیں گے اس (دوزخ) میں کوئی ٹھنڈک اور نہ پینے کا پانی سوائے کھولتے پانی اور پیپ کے۔ سورۃ النبا، آیت: (۲۴، ۲۵) ع (۱)

کہ پیر کا روز سید الانبیاء، محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یوم ولادت ہے اور اس دن ابولہب نے، آپؐ کی ولادت کی خوشخبری سن کر بشارت دینے والی، اپنی کنیز، ثوبیہ کو انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے آزاد کر دیا تھا اور اپنی خوشی ومسرت کا اظہار کرتے ہوئے آپؐ کی محفل میلاد منائی تھی جس کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کو بیحد پسند و مقبول ہوا۔ اور اسے، اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے طفیل و برکت سے، ابولہب کے لئے باقی رکھا۔ جو آج اسے، باوجود اس کے کہ وہ کفر و شرک پر مرا تھا، دوزخ کے اندر ہفتہ وار تخفیف عذاب کے ساتھ ان انگلیوں کے درمیان سے پانی پلایا جاتا ہے۔

اور ان فرشتوں کو بھی جو دوزخ میں متعین ہیں، ابولہب کی ان خصوصی مراعات سے میلاد و فضائل میلاد کا علم ہوتا ہے۔ اس طرح دوزخ میں ہفتہ وار ہر پیر کو برکات و شان میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اظہار ہوا کرتا ہے۔

اقتضاء النصوص

احادیث مسطورہ کے اقتضاء نصوص میں یہ تقاضا و اقتضا ہے کہ ہم امت مسلمہ، اخلاقی و اسلامی اصول و احکام کے تحت اپنے نبی کریم، نبی الانبیاء والمرسلین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو (جن کی محبت و اعزاز، جن کی محفل میلاد و سرور میلاد، جن کی حمد و ثنا خوانی اور جن کی نصرت و حمایت سے ابوطالب و ابولہب مشرکین کو دوزخ کے اندر نفع و فائدہ پہنچ رہا ہے) اپنی جان و مال اور اپنے اہل وعیال سے زیادہ عزیز و محبوب رکھتے ہوئے آپؐ کی مجالس و محافل منایا کریں۔ اور آپؐ کے اوصاف و صفات کے ذکر و بیان میں مدح سرائی و ثنا خوانی کرتے ہوئے آپؐ کی میلاد و یوم ولادت پر اپنے سرور و خوشی کا اظہار کیا کریں۔ اور اس سلسلے میں دسترس کے مطابق فراوانی سے زر و مال کی بھی قربانی شامل کریں۔ جیسے کہ ابولہب نے آپؐ کی میلاد کی بشارت پر اپنی خوشی و سرور کا اظہار کرتے ہوئے ثوبیہؓ کو آزاد کر دیا تھا جس پر

اس کے عذاب میں تخفیف ہوگئی اور ہر پیر کے دن اسے، اس کی (اشارہ کرنے والی) انگلیوں سے ٹھنڈا پانی پلایا جاتا ہے۔ سو، اسی میں ہمارا دائمی سرور وکامیابی اور سعادت ونجات دارین مضمر ہے اور جس مسلمان میں (نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت واشتیاق کا اتنا جذبہ نہ ہو، آپؐ کے لئے اتنا جذبۂ ایثار وقربانی نہ ہو اور آپؐ کی میلاد ویوم میلاد پر جذبۂ سرور وشادمانی نہ ہو تو وہ ایک ایسا مردہ دل ومردہ ضمیر ہے جو کفار ومشرکین سے بھی بدتر وابتر ہے اور دنیا وعقبیٰ میں قہر الٰہی میں گرفتار اور بدترین عذاب جہنم کا حقدار ہوگا۔

نتیجۂ کتاب وخلاصۂ ابواب

کتاب ہٰذا کی جلد سوم کے فصول وابواب کا نتیجہ وخلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ جشن ومحفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بنی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے خود منائی، اہل بیت نے منائی۔ انبیاء ومرسلین نے منائی۔ خلفائے راشدین اور صحابہ وتابعین نے منائی، احبار ویہود وراہبین نے منائی، ملائکۂ رب العلمین نے منائی، جنات وحیوانات نے منائی، احجار واشجار اور نباتات وجمادات نے منائی، اہل حیات نے منائی اہل ممات نے بھی منائی، فرش زمین سے تاعرش بریں محفل میلاد وذکر رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جاری وساری ہے۔

اس دنیا میں بھی محفل وجشن میلاد، اس دنیا میں بھی محفل وجشن میلاد، میدان حشر میں جشن ومحفل میلاد، حوض کوثر پر بھی جشن ومحفل میلاد، جنت میں جشن ومحفل میلاد، دوزخ وجہنم میں بھی جشن ومحفل میلاد، الغرض، خدا کی ساری خدائی میں محفل میلاد۔

الغرض، ساری خدائی میں ثنائے مصطفیٰ || خود خدا بھی رات ودن اندر ثنائے مصطفیٰ

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی محفل میلاد منانے، اپنے اوصاف وصفات اور اپنے فضائل وخصائل کی تعریف وتوصیف سے بیحد خوش ہوتے ہیں۔ اس پر اپنے فرح

وسرور کا اظہار کرتے ہوئے صاحب محفل وصاحب انتظام کا شکر وتشکر ادا کر کے اس کی حوصلہ افزائی فرماتے ہیں۔

اگر کسی مجلس ومحفل میں ذکر وتذکرۂ انبیاءؑ ہو اور اس میں آپؐ کا ذکر وبیان کیا جائے آپ کے فضائل ودرجات کی تعریف نہ کی جائے تو آپ اسے بیحد محسوس کرتے ہوئے بڑی خفگی وناراضگی کا اظہار فرماتے ہیں۔ (نعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسول اللہ)

لہٰذا یہ بات واضح وثابت ہو گئی کہ جشن ومحفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منانا نہ صرف جائز وثابت ہے بلکہ باعث اجر وثواب اور موجب رحمت وبرکات ہے اور اسی میں رضائے خدا ورضائے مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔ پس ہمیں رضائے خدا اور رضائے مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حصول وتحصیل کی خاطر جشن ومحفل میلاد منا کر آپؐ کے اوصاف وصفات اور آپ کے فضائل ودرجات کی عوام الناس میں تعریف وتوصیف کرنی چاہیئے۔

مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) راضی تو خدا راضی، خدا راضی، دنیا راضی۔

رضائے خدا چاہتا ہے دو عالم	خدا چاہتا ہے رضائے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
محمدؐ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا	ہوا ہے یہ سب کچھ برائے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

(علامہ حاجی امداد اللہ مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ)

قاعدہ منطقیہ وکلیہ فلسفیہ کا نکتہ ونتیجہ

(I) محفل میلاد منانے میں اطاعت واتباع اور حصول رضائے مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔

(II) اطاعت واتباع اور حصول رضائے مصطفےٰ حق وواجب اور باعث رضائے خدا ہے۔

نتیجہ

(III) پس، محفل میلاد منانا حق وواجب اور باعث رضائے خدا ہے (رزقنا اللہ تعالیٰ)

مولایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا	عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

یہاں جلد سوم (دلائل الحدیث) مکمل ہوئی۔ آگے جلد چہارم (فتوائے مشائخ) شروع ہوگی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ۝

الفتوی المتین

فی

میلاد النبی الامین

(صلی اللہ علیہ وسلم)

جلد چہارم

علامہ ابو یحیی محمد قاسم العینی بن الحکیم العلامہ محمد عیسی الخارانی المسکانزی (سرہ)

پی - ایچ - ڈی ، (علوم الحدیث)

فہرس جلد چہارم، الفتوی المتین فی میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

الحصّة الرابعة فی فتاوی الأئمة وأقوال مشائخ الأمة

ہم نے پچھلے تین حصوں میں، نہایت واضح حجج ودلائل لاکر یہ واضح کر دیا کہ محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منانا جائز وثابت اور باعث اجر وثواب ہے۔ اور یہ آخری حصہ اس پر مہر ثبوت وقفل سکوت کا کام کر رہا ہے۔ **لہٰذا**، ہم یہاں مہر وقفل کی طرح اختصار سے کام لیتے ہوئے نہایت اہم وجامع مواد پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور ابتداء اس باب کی، ہم دیوبند کے امام ومرشد وپیر طریقت، امیرِ شریعت علامہ حاجی امداد اللہ الملکی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے فتویٰ سے کرتے ہیں:۔

علامہ حاجی امداد اللہؒ کی کا مسلک اور فتویٰ۔

مولانا موصوف اپنی کتاب، "**ھفت مسئلہ**" میں لکھتے ہیں۔ "**پہلا مسئلہ مولود شریف کا**"، اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت فخر آدم سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجب خیرات وبرکات دنیوی واخروی ہے۔ صرف کلام بعض تعینات وتخصیصات وتقلیدات میں ہے۔ جن میں بڑا امر، قیام ہے۔ بعض علماء ان امور کو منع کرتے ہیں۔ **بقولہ علیہ السلام "کل بدعة ضلالة"** اور اکثر علماء اجازت دیتے ہیں۔ **لإطلاق دلائل فضیلة الذکر**۔ اور انصاف یہ ہے کہ بدعت اس کو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کر دیا جائے۔ **کما یظھر من التأمل فی قولہ علیہ السلام "من أحدث فی أمرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد" الحدیث**۔ پس ان تخصیصات کو اگر کوئی شخص عبادت مقصود نہیں سمجھتا بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے مگر ان کے اسباب کو عبادت جانتا ہے اور ہیئت مسبب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں"۔

آگے لکھتے ہیں، "اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوں بلکہ ذریعۂ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔

[1]:۔ کلیات امدادیہ، (فیصلہ ہفت مسئلہ) ص ۸۰، ص ۸۷

[2]:۔ کلیات امدادیہ (فیصلہ ہفت مسئلہ) ص ۸۷ مطبوعہ: دار الاشاعت جناح روڈ کراچی۔

علامہ مکیؒ محفل میلاد منانے میں تخصیص تاریخ کے سلسلے میں لکھتے ہیں، مثلاً ذکر ولادت کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر بہ مصلحت سہولت دوام یا اور کسی مصلحت سے (۱۲) بارہ ربیع الاول مقرر کر لی۔[1] آگے فرماتے ہیں، "ایسی حالت میں تخصیص مذموم نہیں۔"[2] شمائم امدادیہ میں تحریر ہے "ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازعہ کرتے ہیں۔ تاہم علماء جواز کی طرف گئے ہیں۔ جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں۔ اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے۔" علامہ مکیؒ کا یہ آخری فقرہ، "اور ہمارے واسطے .... کافی ہے۔"[3] ان کا فیصلہ وفتویٰ ہے اور اسی سے ان کا مسلک ومذہب واضح ہوتا ہے کہ ان کے مسلک ومذہب میں محفل میلاد جائز وثابت ہے۔ اور تشدد کر کے اس سے منع کرنا صحیح نہیں۔

ع۳:۔ مکمل فقرہ: "اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے"

علامہ مکیؒ ایک جگہ فرماتے ہیں، "مولد شریف تمام اہل حرمین کرتے ہیں۔ اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے۔ اور حضرت رسالت پناہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ذکر کیسے مذموم ہو سکتا ہے؟ البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں نہ چاہئیں۔"[4]

علامہ بھوپالی کا فتویٰ۔

علامہ محمد صدیق حسن خان بھوپالی لکھتے ہیں، "اس میں کیا برائی ہے کہ اگر ہر روز ذکر حضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہیں کر سکتے تو ہر اسبوع یا ہر ماہ میں التزام اس کا کریں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظ سیرت وسمت ودل ہدی آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا کریں پھر ایام ماہ ربیع الاول کو بھی خالی نہ چھوڑیں اور ان روایات واخبار وآثار کو پڑھیں پڑھائیں جو صحیح طور پر ثابت ہیں۔"[5]

ع۱:۔ کلیات امدادیہ، (فیصلہ ہفت مسئلہ) ص۸۰، ص۷۸

ع۲:۔ شمائم امدادیہ ص۹۳

ع۳:۔ شمائم امدادیہ۔ ص۸۷ ص۸۸ ۔ حاجی علامہ امداد اللہ المکیؒ۔

ع۴:۔ الشمامۃ العنبریہ۔ بحوالہ، جشن میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شرعی حیثیت۔ علامہ طاہر القادری۔

علامہ مفتی مظہر اللہ کا، مسلک و فتویٰ۔

علامہ مفتی محمد مظہر اللہ فرماتے ہیں، " میلاد خوانی بشرطیکہ صحیح روایات کے

ساتھ ہو اور بارہویں شریف میں جلوس نکالنا بشرطیکہ اس میں کسی فعل ممنوع کا ارتکاب نہ ہو، یہ دونوں جائز ہیں۔ ان کو ناجائز کہنے کے لئے دلیل شرعی ہونی چاہئے۔ مانعین کے پاس اس کی ممانعت کی کیا دلیل ہے؟ یہ کہنا کہ صحابہ کرام نے کبھی اس طور سے میلاد خوانی کی نہ جلوس نکالا، مخالفت کی دلیل نہیں بن سکتی کہ کسی جائز امر کو کسی کا نہ کرنا اس کو ناجائز نہیں کر سکتا"۔[1]

مولانا اشرف علی تھانوی کا، مسلک و فتویٰ۔

مولانا اشرف علی تھانوی "نشر الطیب" میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مسجد میں منبر لگانے کی حدیث روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں: " اس سے آپ کا اپنے فضائل کا بیان کرانا ثابت ہوا اور اس کے منظوم ہونے کا جواز بھی ثابت ہوا جبکہ حد شرعی کے اندر ہو"۔[2]

مولانا، پھر حضرت امام حسن بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی حدیث بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں " اس سے دوامر ثابت ہوئے حضرت حسن بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا شوق آپ کے شمائل کے ذکر سننے کا اور حضرت ہند (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ذوق بکثرت آپ کے شمائل کے ذکر کرنے کا نیز شمائل میں حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے آپ کی سیرت مجالست کی نسبت سوال کرنا مروی ہے"۔[3]

مولانا موصوف آگے حضرت خارجہ بن زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی حدیث روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں، " اس سے تابعین رح کا، اشتیاق، آپ کے حالات سننے کا ثابت ہوا۔ غرض، حق تعالیٰ کے ارشاد سے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول و فعل سے، صحابہ و تابعین کے عمل سے اس ذکر شریف کا مندوب و محبوب ہونا معلوم و مفہوم ہوا"۔[4]

---

[1]:- فتاوی مظہری۔ ص ۴۳۵، ص ۴۳۶۔

[2]، [3]، [4]:- نشر الطیب ص ۲۹۱، ص ۲۹۲۔

خطیب پاکستان علامہ مفتی محمد شفیعؒ اوکاڑوی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا فتویٰ:۔

علامہ مفتی محمد شفیعؒ اوکاڑوی خطیب پاکستان نے عید میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عظمت وفضیلت اوراس کے ثبوت واثبات میں ایک مدلل ومستند رسالہ لکھا ہے۔ جس کا نام، "میلاد مُصطفےٰ" ہے۔ رسالہ کے آخری صفحہ پراس کا، چند سطوریں، خلاصہ اور اپنا فتویٰ لکھ دیا ہے۔ جو حسب ذیل ہے۔

؎ نثار تیری چہل پہل پر ہزار عیدیں ربیع الاول!
سوائے ابلیس کے جہان میں سبھی خوشیاں منارہے ہیں

عید میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے موقع پر خوشی اور جشن منانا اللہ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ارشادات کے عین مطابق اور اصحاب رسول رضی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سنت اور علمائے امت کا طریقہ رہا ہے نیز، عرب وعجم کے مسلمانوں میں محافل میلاد کا انعقاد ہمیشہ سے رائج ہے۔

مندرجہ بالا آیات، احادیث اور اقوال صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) وعلمائے امت (جو رسالہ میں مذکور ہیں) سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ عید میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے موقع پر خوشی وجشن منانا، محافل ومجالس منعقد کرنا اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے اور یہ، ہمیشہ سے علمائے امت اور مسلمانان عالم کا طریقہ رہا ہے۔[1]

علامہ شیخ رشید احمد لدھیانوی کا، محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ثبوت میں فتویٰ!

علامہ مفتی شیخ رشید احمد لدھیانوی، اپنی کتاب، "أَحسَنُ الفَتَاوىٰ" میں واقعہ

[1] میلاد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ص۱۷۔ علامہ اوکاڑوی۔

ابولہب سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"جب ابولہب جیسے بدبخت کافر کے لئے میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خوشی کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوگی تو جو کوئی امتی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی کرے اور حسب وسعت آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت میں خرچ کرے تو کیونکر اعلیٰ مراتب حاصل نہ کرے گا"۔[1]

علامہ پروفیسر طاہر القادری کی جشن و میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ثبوت واثبات میں تالیف وفتویٰ

امام المقررین، استاذ المفسرین علامہ پروفیسر طاہر القادری نے جشن و محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جواز واثبات میں ایک مدلل و مستند کتاب، بنام "جشن میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شرعی حیثیت" تصنیف کی ہے جس میں انہوں نے منکرین کو دندان شکن جواب دے کر لاجواب کر دیا ہے۔ انہوں نے اس بات کی سختی سے تردید کی ہے کہ جشن و محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منانا بدعت ہے۔

علامہ صاحب نے دلائل شرعیہ وحجج بینہ، قرآن وحدیث اور اقوال وفتاوائے مشائخ سے اس کی حقیقت وحقانیت اور وجوب ومسنونیت ثابت کی ہے۔ ایک مقام میں لکھتے ہیں:۔

"مندرجۂ بالا بحث سے جب جشن میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منانا اللہ کی سنت ٹھہری، اس لئے بزرگانِ دین نے کثیر تعداد میں اس کے فضائل وبرکات پر روشنی ڈالی ہے۔

[1]:۔ احسن الفتاوی ج۱ ص۳۴۷، ص۳۴۸۔ علامہ مفتی رشید احمد لدھیانوی
جشن میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شرعی حیثیت ص۱۴۲۔ علامہ پروفیسر طاہر القادری۔

تمام کتب فضائل وسیر اور تاریخ میں اس مقام پر ایک مشہور واقعہ درج ہے۔ جو صحیح بخاری کتاب النکاح میں نقل کیا گیا ہے[1]۔"

یہ واقعہ ابولہب کافر کا ہے۔ جسے دوزخ کے اندر ہر پیر کو، اس کا نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت کی بشارت وخوشخبری ملنے پر خوشی منانے اور ثوبیہ رضؓ کو آزاد کرنے کے باعث اشارہ کرنے والی انگلیوں کے درمیان سے ٹھنڈا پانی پلایا جاتا ہے۔

اس واقعہ کو تمام طبقوں کے علماء ومشائخ حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت پر خوشی منانے اور اس پر خرچہ کرنے کے جواز وثبوت میں بطور حجت ودلیل اور بطور اصل وماخذ پیش کرتے ہیں۔ علامہ موصوف اس حدیث کے تحت مختلف بڑے بڑے مشائخ ومحدثین کے بیانات وفتاوی تحریر کرتے ہوئے اسے بڑی حجت قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے وہابیوں کے قائد شیخ محمد بن عبدالوہاب کا اعتراف وفتوی بیان کرتے ہوئے منکرین کا، اس باب میں بالکل سدباب کر دیا۔

[1]: جشن میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شرعی حیثیت ص ۱۳۵ مطبوعہ: ادارہ منہاج القرآن لاہور۔ علامہ طاہر القادری۔

پیر طریقت واستاذ مشائخ دیوبند حضرت حاجی امداد اللہ مکی کے فتویٰ، مراسلات وتحریرات میں

ہم یہاں علامہ موصوف کے کچھ خطوط ومراسلات تحریر کرتے ہیں جن میں انہوں نے اپنے ذاتی عمل وفتوی تحریر کر کے مختلف علماء کو بھیجے تھے۔ ان مراسلات میں، انہوں نے محفل میلاد کے روحانی وباطنی اثرات وکرشمہ جات کا بھی اظہار کر کے منکرین کی زبان وقلم بند کر دیا۔

(I) برائے مولوی نذیر احمد خان صاحب رامپوری، مدرس احمد آباد (گجرات)

"جواب ثالث کی تصریح یہ ہے کہ فقیر مجلس شریف میلاد مبارک کا مع ہیئت کذائیہ معمولہ علمائے ثقات صلحاء ومشائخ کرام بارہا اقرار کر چکا ہے اور اکثر اس کا عامل ہے

جیساکہ فقیر کی دیگر تحریرات وتقریرات سے یہ مضمون ظاہر ہے ۔ فقیر کو اس مجلس شریف کے باعث حسنات وبرکات کے معتقد ہونے کے علاوہ یہ عین الیقین ہے کہ اس مجلس مبارک میں فیوض وانوار وبرکات ورحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے ۔" (تاریخ ۷۔ رمضان[1] المکرم ۱۳۰۷ھ ہجری)

(II) برائے مولوی خلیل احمد انبہٹوی اور مولوی محمود الحسن دیوبندی ۔ مورخہ ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۰۷ھ ہجری

چونکہ یہ مراسلہ قدرے لمبا ہے لہذا ہم اپنے موضوع سے متعلق بیانات تحریر کرتے ہیں ۔ فرماتے ہیں، " یہ آتش فتنہ انوار ساطعہ کی تردید سے مشتعل ہوئی ۔ کہ تمام عالم اس کی حمایت میں کھڑا ہوگیا ۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو کچھ ایسی مقبولیت عطا فرمائی ہے کہ تمام ممالک کے علماء ومشائخ نے ساری کتاب کو تہ دل سے پسند فرما کر اس پر اتفاق کیا ہے ۔" آگے فرماتے ہیں، " اور قرآن شریف کی خوبیاں اور فضائل رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے محامد ومکارم اخلاق ومحاسن اوصاف کو ہر مقام وہر شہر وقریہ میں نہایت زور وشور سے مشتہر کرنا چاہیے ۔ ایسے وقت میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے محامد واوصاف اور مکارم الاخلاق کو مشتہر وشائع کرنے کے لئے ہر مقام میں مجلس مولود شریف کا چرچا بڑا عمدہ ذریعہ ومستحسن وسیلہ ہے[2] ۔"

(III) برائے مولوی عبد السمیعؒ صاحب ۔ ۱۳۔ ربیع الاول ۱۳۰۴ھ ہجری ۔

"میں خود مولود شریف پڑھواتا اور قیام کرتا ہوں ایک روز میرا یہ حال ہوا کہ بعد قیام سب بیٹھ گئے مگر میں بے خبر کھڑا ۔ بعد دیر کے مجھ کو ہوش آیا تب بیٹھا[3] ۔"

۱، ۲، ۳ :۔ انوار آفتاب صداقت، ج ۱ ب ۱۴ ص ۳۶۳، ص ۳۶۴ ۔

ع:۔ یہ کتاب "انوار ساطعہ" علامہ عبدالسمیع کی شہکار تصنیف ہے ۔ جس میں محفل میلاد کے فضائل وغیرہ کے بارے میں مدلل بیان ہے ۔ وہابی لوگوں نے اس کی مخالفت کی اور تردیدی کتابیں لکھنا شروع کیں ۔ تو علماء مکہ ان لوگوں پر سخت برہم ہوئے اور ان کو یہ خطوط لکھتے ہوئے کتاب انوار ساطعہ کی پرزور حمایت وتائید کی ۔ اور محفل میلاد منانے کی انہیں ترغیب وہدایت دی ۔ اب بتاؤ کیا اب محفل میلاد اور قیام وصلاۃ وسلام کو بدعت سیئہ اور حرام وگناہ قرار دے کر علامہ پر حاجی امداد اللہ مکی کو بدعتی اور مجرم وگنہگار کہنا صحیح ہوگا؟ ہرگز نہیں ۔ پس صحیح یہ ہے کہ نہ محفل میلاد بدعت سیئہ وحرام ہے نہ علامہ موصوف بدعتی وگنہگار ہیں ۔

مولانا عبدالحی لکھنوی کا فتویٰ

مولانا عبدالحی لکھنویؒ کا فتویٰ

مولانا لکھتے ہیں، "جو لوگ میلاد کی محفل کو بدعت مذمومہ کہتے ہیں۔ خلاف شرع کہتے ہیں"۔ آپ آگے لکھتے ہیں، "جس زمانے میں بطرز مندوب محفل میلاد کی جائے باعث ثواب ہے۔ اور حرمین، بصرہ، شام، یمن اور دوسرے ممالک کے لوگ بھی ربیع الاول کا چاند دیکھ کر خوشی اور محفل میلاد اور کار خیر کرتے ہیں اور قرائت اور سماعت میلاد میں اہتمام کرتے ہیں۔ اور ربیع الاول کے علاوہ دوسرے مہینوں میں بھی ان ممالک میں میلاد کی محفلیں ہوتی ہیں۔ اور یہ اعتقاد نہ کرنا چاہئے کہ ربیع الاول میں میلاد شریف کیا جائے گا تو ثواب ملے گا ورنہ نہیں۔

مولانا عبدالحق دہلویؒ کا مسلک اور فتویٰ

مولانا عبدالحق محدث دہلوی کا مسلک اور فتویٰ۔

مولانا موصوف لکھتے ہیں، "محفل میلاد اس پر آشوب زمانے میں نہایت نیک کام اور باعث ترویج اسلام بین العوام ہے۔ اب جو لوگ اس محفل متبرک میں بعض بدعات کا ارتکاب کرتے ہیں یہ ان کا قصور ہے۔ اس الزام سے یہ کام برا نہیں ہو سکتا۔ بنا مساجد و مدارس جو بالاتفاق امر مستحسن ہے اگر اس میں کوئی بدعات کا ارتکاب کرے تو کیا اس سے کوئی اس نفس فعل کو برا کہہ سکتا ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ میرے نزدیک جس فریق نے بدعت سیئہ کے معنی یہ لئے کہ قرون ثلاثہ کے بعد جو بات پیدا ہوئی وہ بدعت سیئہ ہے۔ اس نے بڑی غلطی کی"۔ ۲ے

ا ے:۔ فتاویٰ عبدالحی، ج ۲ ص ۲۸۳۔ مولانا عبدالحی لکھنوی
۲ ے:۔ تقریظ براانوار ساطعہ، ص ۳۰۸۔ مولانا عبدالحق محدث دہلوی
} :۔ بحوالہ جشن میلاد النبیؐ کی شرعی حیثیت۔ علامہ طاہر القادری

علامہ مفتی عنایت اللہ کاکوروی کا فتویٰ

مفتی موصوف فرماتے ہیں، "حرمین شریفین اور اکثر بلاد اسلامیہ میں عادت ہے کہ ماہ ربیع الاول میں محفل میلاد شریف کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو مجتمع کر کے مولود شریف پڑھتے ہیں اور کثرت درود کی کرتے ہیں اور بطور دعوت کے کھانا یا شیرینی تقسیم کرتے ہیں سو یہ امر موجب برکات عظیم ہے اور سبب ہے، ازدیاد محبت کا جناب رسول اللہ کی بارہویں ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں یہ محفل متبرک مسجد شریف نبوی میں ہوتی ہے اور مکہ معظمہ میں بر مکان ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔" [1]

[1] جشن میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شرعی حیثیت ص ۲۰۳ علامہ طاہر القادری۔

مولانا رحمت اللہ کیرانوی کا فتویٰ

مولانا رحمۃ اللہ لکھتے ہیں، "انعقاد مجلس میلاد بشرطیکہ منکرات سے خالی ہو جیسے تغنی، باجہ اور کثرت سے روشنی بیہودہ نہ ہو بلکہ روایات صحیحہ کے موافق ذکر معجزات اور ذکر ولادت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا جاوے اور بعد اس کے طعام پختہ یا شیرینی بھی تقسیم کی جاتے اس میں کچھ ہرج نہیں۔"

آگے لکھتے ہیں، "ایسی محفل کا انعقاد ان شروط کے ساتھ جو میں نے اوپر ذکر کیں، اس وقت میں فرض کفایہ ہیں مسلمان بھائیوں کو بطور نصیحت کہتا ہوں کہ ایسی مجالس کرنے سے نہ رکیں اور تعین یوم میں اگر یہ عقیدہ نہ ہو کہ اس دن کے سوا اور دن جائز نہیں تو کچھ حرج نہیں اور جواز اس کا بخوبی ثابت ہے۔ اور قیام وقت ذکر میلاد کے چھ سو برس سے جمہور علماء صالحین نے، متکلمین اور صوفیہ صافیہ اور علماء محدثین نے جائز رکھا ہے۔

تعجب ہے ان منکروں سے ایسے بڑھے کہ فاکہانی مغربی کے مقلد ہو کر جمہور سلف صالح کو متکلمین اور محدثین اور صوفیہ کو ایک ہی لڑی میں پرو دیا اور ان کو ضالّ و مضل بتلایا۔ خدا سے نہ ڈرے کہ اس میں ان لوگوں کے استاد اور پیر بھی تھے۔ مثلاً حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی اور ان کے صاحبزادے شاہ ولی اللہ دہلوی اور ان کے صاحبزادے شاہ رفیع الدین اور ان کے بھائی شاہ عبدالعزیز دہلوی اور ان کے نواسے حضرت مولانا محمد اسحاق دہلوی قدس اللہ سرہم سب کے سب انہی ضال و مضل میں داخل ہوئے جاتے ہیں۔

اف ایسی تیزی پر! کہ جس کے موافق جمہور متکلمین اور محدثین اور صوفیائے حرمین اور مصر اور شام اور یمن اور دیار عجمیہ میں لاکھوں گمراہی میں ہوں اور یہ حضرات چند ہدایت پر۔ یا اللہ! ہمیں اور ان کو ہدایت کر اور سیدھے راستہ پر چلا! آمین!"[۱]

نتیجۂ کلام وخلاصۂ مرام

مولانا کی تشریح و تصریح سے یہ واضح ہوا کہ محفل میلاد منانے کے جواز و ثبوت پر جمہور علمائے متقدمین و متاخرین، صوفیائے صالحین، مشائخ محدثین اور علمائے متکلمین متفق و متحد ہیں۔ جبکہ منکرین کے شیوخ واساتذہ بھی ان میں شامل ہیں۔ تو منکرین پر اف وافسوس ہو کہ جمہور علماء و مشائخ کو گمراہ و بے راہ سمجھتے ہیں اور محض اپنے آپ کو حق پر ثابت کرنے کی سعی لایعنی کرتے ہیں جبکہ وہ خود گمراہ و بے راہ ہیں۔

۱:- تقریظ برانوار ساطعہ۔ ص ۳۱۴، ص ۳۱۵

بحوالہ جشن میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شرعی حیثیت ص ۲۰۳۔ علامہ طاہر القادری

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کا فتویٰ

آپ فرماتے ہیں، "لایزال اھل الاسلام یحتفلون بشھر مولدہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویعملون الولائم ویتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات ویظھرون السرور ویزیدون فی المبرات ویعتنون بقرائۃ مولدہ الکریم" [۱]

ترجمہ: ہمیشہ سے اہل اسلام، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماہ ولادت میں محفل میلاد مناتے چلے آرہے۔ اس کی راتوں میں کھانا بناتے اور قسم قسم کی صدقات کیا کرتے ہیں۔ اورخوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ نیکیوں میں ازدیاد کرتے ہیں۔ مدح سرائی و مولود خوانی میں بے حد توجہ دیتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا روحانی انکشاف وفتویٰ

حضرت شاہ صاحب (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) لکھتے ہیں، "وکنت قبل ذالک بمکۃ المعظمۃ فی مولد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فی یوم ولادتہ والناس یصلون علی النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ویذکرون ارھاصاتہ التی ظھرت فی ولادتہ ومشاھدہ قبل بعثتہ فرأیت أنوارا سطعت دفعۃ واحدۃ لا أقول إنی أدرکتھا ببصر الجسد ولا أقول أدرکتھا ببصر الروح فقط واللہ أعلم کیف کان الأمر بین ھذا وذالک فتأملت لتلک الأنوار فوجدتھا من قبل الملٰئکۃ الموکلین بأمثال ھذہ المجالس ورأیت یخالط انوار الملائکۃ أنوار الرحمۃ" [۲]

[۱]: ماثبت من السنۃ ص۱۰۲ بحوالہ میلاد النبی کی شرعی حیثیت ص۱۹۷ - علامہ طاہر القادری۔

[۲]: فیوض الحرمین ص۸۰، ص۸۱ - مطبوعہ: قرآن محل مصبع سعیدی کراچی - شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

ترجمہ: میں قبل ازیں، میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے موقع پر آپؐ کی ولادت کے دن مکہ معظمہ میں تھا لوگ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود وسلام عرض کررہے تھے اور ان واقعات کا بیان کرتے تھے جو آپ کی ولادت کے موقع پر ظاہر ہوئے تھے اور جن کا مشاہدہ آپؐ کی بعثت سے قبل ہوا تھا۔ میں نے اچانک دیکھا کہ انوار تجلیات برسنے لگے (اور یہ عالم تھا کہ مجھے ہوش ہی نہیں رہا) میں یہ نہیں کہتا کہ یہ کچھ میں نے اپنی جسمانی آنکھوں سے دیکھا یا فقط باطنی روحانی آنکھوں سے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان دونوں میں کونسا معاملہ تھا اور کیسے تھا؟ پس میں نے ان انوار میں غور وخوض کیا (تو مجھ پر یہ حقیقت منکشف ہوگئی) میں نے دیکھا کہ یہ انوار ان ملائکہ کی طرف سے ہیں جو اس قسم کی مجالس پر مامور و متعین ہوتے ہیں۔ اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ کے ساتھ انوار رحمت مل رہے ہیں۔"

تصدیق حقیت وحقانیت محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

امام وقت شاہ ولی اللہؒ نے جو مکہ مکرمہ میں بذات خود محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جشن میں انوار وتجلیاتِ ملائکہ اور انوار رحمتِ الٰہی کا مشاہدہ کیا تھا اس سے محفل میلاد کی، نہایت واضح طور پر، حقیت وثبوت ثابت ہوگیا کہ یہ بارگاہ الٰہی میں بجد مقبول ومستحسن عمل وطریقہ ہے۔

علامہ حضرت شاہ عبد الرحیم شاہ محدّث دہلوی کی دعوتِ محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور قبولیت واعزاز

حضرت شاہ ولی اللہؒ ایک مقام میں اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ عبد الرحیم شاہ محدث دہلویؒ کا حوالہ دیتے ہیں، جو فرما رہے ہیں، "کنت أصنع فی أیام

المولد طعاماً صلة بالنبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فلم یفتح لی سنة من السنین شیءٌ أصنع بہ طعاماً فلم أجد إلا حمصا مقلیا فقسمتہ بین الناس فرأیتہ، (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) وبین یدیہ ھذہ الحمص متبھجا بشاشاً"۔ [1]

ترجمہ: میں ہمیشہ، ایام میلاد میں، نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا قرب حاصل کرنے کی خاطر کھانے کا اہتمام کرتا تھا۔ لیکن ایک سال مجھے کچھ ہاتھ نہ آیا جس سے میں کھانا بنا سکتا۔ سو مجھے سوائے کچھ بھنے ہوئے چنے کے کوئی چیز نہ مل سکی۔ پس میں نے انہیں لوگوں میں تقسیم کیئے۔ پس میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی، خواب میں زیارت کی اور (دیکھا کہ) وہی چنے آپ کے حضور میں موجود ہیں جن پر آپ نہایت سرور و خوشی کا اظہار فرما رہے ہیں۔

تصدیق:۔ حضرت شاہ صاحب کی حضور پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی، خواب میں زیارت اور آپ کا۔ چنوں پر اظہار سرور اس بات کی واضح حجت و دلیل ہے کہ محفل میلاد و دعوت میلاد حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بیحد مرغوب و محبوب ہے اور خداوند قدوس کے یہاں منظور و مقبول۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کا عقیدہ و فتویٰ

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی امام وقت (رحمۃ اللہ تعالی علیہ)، رئیس علی محمد خان مراد آباد کو اپنے مشاغل بسلسلۂ مجالس و محافل کے بارے میں ایک مراسلہ بھیج رہے ہیں، لکھتے ہیں:۔

"در تمام سال دو مجلس در خانہ فقیر منعقد می شود۔ اوّل کہ مردم روز عاشورہ یا

[1]:۔ الدر الثمین صفحہ ۴۰ مطبوعہ: مجتبائی دہلی پرانا ایڈیشن ۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔

یک دو روز پیش ازیں قریب چار صد یا پنصد کس بلکہ قریب ہزار کس وزیادہ ا زان فراہم می آیند و درود می خوانند بعد ازاں کہ فقیر می آید می نشیند وذکر فضائل حسنین رض کہ در حدیث شریف وارد شدہ در بیان می آید۔ وآنچہ در احادیث واخبار شہادت ایں بزرگان وارد شدہ نیز بیان کردہ می شود و بعد ازاں ختم قران رپنج آیت خواندہ بر ماحضر فاتحہ نمودہ می آید۔ پس اگر ایں چیز ہا نزد فقیر جائز نمی بود اقدام براں اصلاً نمی کرد۔

باقی ماند مجلس مولود شریف۔ پس حالش ایں ست، کہ بتاریخ دوازدہم شہر ربیع الاول ہمیں مردم کہ موافق معمول سابق فراہم شدند و درخواندن درود شریف مشغول گشتند، فقیر می آید، اوّلاً از احادیث فضائل آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مذکور می شود۔ بعد ازان ذکر ولادت باسعادت ونبذے از حال رضاع وحلیہ شریف وبعضے از آثار کہ دریں آوان بظہور آمد بمعرض بیان می آید۔ پس ماحضر از طعام یا شیرینی فاتحہ خواندہ تقسیم آن بحاضرین مجلس می شود"۔[1]

شاہ صاحب کے اس مراسلہ سے حسب ذیل امور واضح ہوتے ہیں:۔

(۱) علامہ شاہ صاحب نہ صرف محفل میلاد مناتے تھے بلکہ یوم عاشورا کی بھی مجلس ومحفل منایا کرتے تھے۔

(۲) یہ مشاغل ومعمولات دائماً، ہر سال اپنی اپنی مذکورہ تاریخوں میں منعقد ہوا کرتے تھے۔

(۳) واقعات کے ذکر وبیان کے ساتھ ساتھ قرآن خوانی، صلاۃ وسلام اور شیرینی وطعام کا بھی انتظام ہوتا تھا۔ علماء ومشائخ نے آپ کے اس مراسلے کو بڑی اہمیت کے ساتھ اپنی تصنیفات میں شامل کر دیا۔

علامہ ملا علی قاری رح ہروی کا فتویٰ

علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں، "ومن تعظیم مشائخھم وعلمائھم ھذا

---

[1]:۔ انوار آفتاب صداقت ج ۱ باب ۱۴ ص ۳۶۲ بحوالہ انوار ساطعہ ص ۱۵۴۔ تصنیف علامہ مولانا محمد عبد السمیع۔

(۲) الدر المنظم فی بیان مولد النبی الاعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص ۱۰۴ شیخ محمد عبد الحق مہاجر مکی رح۔

ع:۔ آپ کا یہ فقرہ بحیثیت ریمارکس و تحریری فتویٰ، آپ کے ان مجالس ومحافل کے مشاغل ومعمولات پر مہر تصدیق وحرف تائید ہے یعنی یہ، فتویٰ کے ساتھ عمل اور عمل کے ساتھ فتویٰ ہے جیسے کہ ایک رسی دہری بٹی ہو۔ کس قدر مضبوط ہوتی ہے۔

المولد المعظم والمجلس المکرم انه لايابا أحد في حضوره رجاء إدراك نوره (صلی الله عليه وآله وسلم)"[1]۔

ترجمہ: ان تمام ممالک کے مشائخ وعلماء اس میلاد عظیم ومجلس کریم کی اس قدر تعظیم وتکریم کرتے ہیں کہ کوئی ایک بھی اس میں شمولیت وحاضری سے انکار نہیں کرتا۔ اس امید پر کہ انہیں اس کے انوار وبرکات حاصل ہوں۔

امام سیوطیؒ کا فتویٰ اور رسالہ "حسن المقصد فی عمل المولد"

امام جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی کتاب "الحاوی للفتویٰ" میں میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جواز وثبوت میں ایک رسالہ بہ عنوان "حسن المقصد فی عمل المولد" شامل کیا ہے جس میں انہوں نے کئی علماء کا حوالہ دیتے ہوئے طویل بحث کی ہے۔ دریں میان شیخ فاکہانی مالکی کی کتاب "المورد فی الکلام علی عمل المولد" کا ذکر کرتے ہوئے اسکی، مدلل طریقے سے تردید کی ہے۔ جہاں شیخ فاکہانی نے محفل میلاد کو حرام وناجائز قرار دیا ہے۔

امام سیوطیؒ لکھتے ہیں، "عندی ان اصل عمل المولد هو اجتماع الناس وقرأة ماتيسر من القرآن ورواية الاخبار الواردة فی مبدأ امر النبی (صلی الله عليه وآله وسلم) وما وقع فی مولده من الآيات ثم يمد لهم سماط ياكلونه وينصرفون من غير زيادة على ذالك ۔ هو من البدع الحسنة التی يثاب عليها صاحبها لما فيه من تعظيم قدر النبی (صلی الله عليه وآله وسلم) واظهار الفرح والاستبشار بمولده الشريف"[2]۔

[1]:۔ انوار ساطعہ صفحہ ١٤٢ بحوالہ جشن میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شرعی حیثیت۔ صفحہ ١٩٨۔ طاہر القادری

[2]:۔ الحاوی للفتاویٰ ج١ ص ١٩٨۔ مطبوعہ: المکتبۃ المنوریہ الرضویہ لائکپور پاکستان۔ امام جلال الدین سیوطیؒ

ترجمہ: میرے نزدیک میلاد شریف کا اصل فنکشن، لوگوں کا اجتماع، درس قرآن اور ان احادیث کی روایت و بیان کرنا جو نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے شروع امر سے متعلق ہیں اور وہ نشانیاں جو آپؐ کے زمانۂ ولادت میں واقع ہوئی تھیں۔ پھر ان (لوگوں) کے لئے دسترخوان بچھایا جاتا ہے۔ جس سے وہ کھانا کھا کے چلے جاتے ہیں۔ اس پر مزید کچھ نہیں ہوتا۔ یہ (محفل میلاد) بدعت حسنہ ہے جس پر منانے والے کو اجر و ثواب ملتا ہے کیونکہ اس میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قدر و شان کی تعظیم و تکریم اور آپؐ کی میلاد شریف پر خوشی منانے اور اظہار خوشی کا عمل ہے۔

امام سیوطیؒ نے فاکہانی کے اعتراضات کی جو تردید کی ہے ان کے ایک دو اقتباسات ملاحظہ فرمائیے۔ لکھتے ہیں، "واما قولہ (قول الفاکہانی) "لا أعلم لهذا المولد أصلا فی کتاب ولا سنة" فیقال علیہ، نفی العلم لا یلزم منہ نفی الوجود وقد استخرج لہ الإمام الحافظ أبو الفضل أحمد بن حجر أصلا من السنة واستخرجت لہ أنا أصلا ثانیا[1]"

ترجمہ: اور اس کا (فاکہانی کا) قول، "میں اس میلاد کے لئے کوئی اصل و ماخذ نہیں جانتا نہ کتاب (قرآن حکیم) سے نہ سنت (حدیث) سے"۔ پس اس پر کہا جائیگا کہ نفی علم سے نفی وجود لازم نہیں آتا۔ بہ تحقیق اس کے لئے امام حافظ ابو الفضل احمد بن حجر نے سنت (حدیث پاک) سے اصل و ماخذ نکالا ہے۔ اور میں نے اس کے لئے ایک اور اصل و ماخذ نکالا ہے۔

آگے ایک اور اعتراض بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں، "وقولہ[2]"، بل هو بدعة احدثها البطالون ..... الیٰ قولہ ولا العلماء المتدینون"۔ یقال علیہ

ع: یہاں سے آگے امام سیوطی کا قول ہے۔ یہ فاکہانی کے قول کا رد و تردید ہے۔

ع: فاکہانی کا قول

[1]:۔ الحاوی للفتاوی ج ا ص ۱۹۲ مطبوعہ: المکتبۃ النوریہ الرضویہ لائلپور پاکستان۔ امام جلال الدین سیوطیؒ۔
[2]:۔ الحاوی للفتاوی ج ا ص ۱۹۲۔ امام جلال الدین سیوطیؒ۔

تد تقدم انه احدثه ملك عادل عالم وقصد به التقرب الى الله تعالى وحضر عنده فيه العلماء والصلحاء من غير نكير منهم وارتضاه ابن دحية و صنف له من أجله كتابا فهؤلاء علماء متدينون رضوه واقروه ولم ينكروه[1]"

ترجمہ: اور اس کا قول (بلکہ یہ (محفل میلاد) بدعت ہے باطل لوگوں نے اسے احداث کیا..... یعنی یہ عمل نہ صحابہ نے کیا نہ تابعین نے اور نہ متدین علماء نے جہاں تک میں جانتا ہوں) اس پر کہا جائے گا بیشک یہ (جواب) گذر چکا ہے کہ اسے بادشاہ عادل عالم (سلطان اربل ملک الظفر ابو سعید کوکبری بن زین الدین علی بن بکتیبین) نے احداث کیا اور اس میں اس کے پاس علماء صلحاء حاضر ہوئے تھے، بغیر کسی اعتراض وانکار کے۔ اور اسے شیخ ابو الخطاب ابن دحیہ نے پسند کیا اور اس وجہ سے اس کے لئے ایک کتاب تصنیف کی۔ سو یہ علمائے متدینین ہیں، اسے[2] انہوں نے پسند کیا اور ثابت قرار دیا اور انکار نہیں کیا۔

اس طرح امام سیوطیؒ نے فاکہانی کے تمام مورودات کو رد کر کے محفل میلاد کا اثبات ثابت کیا۔ فرماتے ہیں، "وكذالك نقول أصل الإجتماع لإظهار شعار المولد مندوب وقربة وما ضم إليه من هذه الأمور مذموم وممنوع[3]"

ترجمہ: اور اسی طرح، ہم کہتے ہیں کہ اصل اجتماع میلاد کے شعار کے اظہار کے لئے مستحب وعبادت ہے اور جو کچھ ان امور (مذموم) سے اس میں ملایا گیا ہے وہ مذموم وممنوع ہے۔

اور فاکہانی کا یہ کہنا، وهذ الذى وصفناه بأنه بدعة مكروهة

عت:۔ یہ امام سیوطیؒ نے فاکہانی کے قول کے رد میں لکھا ہے۔

ف1:۔ الحاوی للفتاوی ج۱ ص۱۹۲ ۔ امام جلال الدین سیوطیؒ۔

ف2:۔ جو محفل میلاد بادشاہ مظفر ابو سعید نے منائی تھی۔

ف3:۔ الحاوی للفتاوی ج۱ ص۱۹۳ ۔ مطبوعہ المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ ۔ امام جلال الدین سیوطیؒ

..... إلی اخرہ[1]

ترجمہ : اور یہ (محفل میلاد) وہ امر ہے کہ ہم نے اس کا وصف بیان کر دیا کہ یہ بدعت مکروہ ہے آخر تک"۔ تو امام سیوطی رحؒ نے اس کے رد میں حسب ذیل حجت لا کر اسے یکسر مسترد کر دیا۔ فرماتے ہیں، "لأن ھٰذا القسم مما احدث ولیس فیہ مخالفۃ لکتاب والسنۃ ولا اثر ولا اجماع فھی غیر مذمومۃ کما فی عبارۃ الشافعی رحؒ"[2]

ترجمہ : کیونکہ یہ قسم اس نوع سے ہے جو احداث کیا گیا اور اس میں نہ کتاب کی مخالفت ہے نہ سنت کی، نہ اثر صحابہ کی اور نہ اجماع امت کی، سو یہ غیر مذمومہ ہے جس طرح کہ امام شافعی کی عبارت میں ہے۔

اصل وماخذ محفلِ میلاد

آگے امام موصوف صوم یوم عاشورا کی حدیث کو محفل میلاد کے لئے اصل وماخذ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں، "وأی نعمۃ اعظم من النعمۃ ببروز ھذا النبی نبی الرحمۃ فی ذالک الیوم وعلی ھذا فینبغی أن یتحری الیوم بعینہ حتی یطابق قصۃ موسیٰ (علی نبینا وعلیہ السلام) فی یوم عاشورا ومن لم یلاحظ ذالک لایبالی بعمل المولد فی أی یوم من الشھر۔ بل توسع قوم فنقلوہ الی یوم من السنۃ وفیہ مافیہ فھٰذا ما یتعلق بأصل عملہ"[3]

ترجمہ : اور کون سی نعمت بڑی ہے اس نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نبی رحمت کے ظہور کی نعمت سے۔ اس دن میں (یوم ولادت میں) پس ضروری ہے کہ اس متعین دن (آپؐ کے یوم ولادت) کا خاص خیال رکھا جائے تاکہ حضرت موسیٰ کے قصۂ یوم عاشورا سے مطابق ہو جائے اور

[1] :۔ الحاوی للفتاوی ج ۱ صـ ۱۹۳۔
[2] :۔ " " مطبوعہ : المکتبۃ النوریۃ الرضویہ۔ امام جلال الدین سیوطی رحؒ۔
[3] :۔ الحاوی للفتاوی ج ۱ صـ ۱۹۶

اور جو شخص اس کا خیال نہیں کرتا وہ اس بات کو ضروری نہیں سمجھتا کہ مہینے کے کسی خاص دن میں محفل میلاد منایا جائے بلکہ لوگوں نے اس سلسلے میں توسیع کی ہے۔ سوائے سال کے کسی ایک دن میں منتقل کر دیا۔ اور اس میں وہ بات ہے جو توجہ طلب ہے۔ پس یہ وہ بات ہے جو محفل میلاد کی اصل و ماخذ سے متعلق ہے۔

اصل وماخذ دوم

امام موصوف نے محفل میلاد منانے کے جواز و ثبوت کی خاطر ایک اور اصل و ماخذ قائم کیا ہے جس کی تخریج امام بیہقیؒ نے حضرت انس بن مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی روایت سے کی ہے کہ حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نبوت کے اظہار و اعلان کے بعد اپنی طرف سے شکرانہ کا ایک دنبہ کاٹا، جس پر امام موصوف فرماتے ہیں، "فیستحب لنا أیضاً إظهار الشکر بمولده بالاجتماع واطعام الطعام ونحوذالك من وجوه القربات وإظهار المسرات"۔[1]

ترجمہ: پس ہمارے لئے بھی آپؐ کی ولادت پر اظہار شکر مستحب ہے، اجتماع، کھانا کھلانے اس طرح کی انواع عبادات اور خوشیوں کے اظہار کے ساتھ۔

تیسری اصل وماخذ (اور امام شمس الدین کا فتوی)

امام شمس الدین بن الجزری نے اپنی کتاب، "عرف التعریف بالمولد الشریف" میں ابولہب کے واقعے کو جسے دوزخ میں ہر پیر کی رات کو انگلی سے پانی پلایا جاتا ہے کہ اس نے ثوبیہ کو، نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت باسعادت کی خوشخبری سنانے پر انگلی کے اشارے سے آزاد کیا تھا) محفل میلاد کے لئے اصل و حجت کی حیثیت دی ہے۔

[1]:- الحاوی للفتاوی ج ۱ ص ۱۹۶۔

فرماتے ہیں، ”فاذا کان ابولھب الکافر الذی نزل القرآن بذمہ جوزی فی النار بفرحہ لیلۃ مولد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بہ فما حال المسلم الموحد من امۃ النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یسر بمولدہٖ ویبذل ما تصل إلیہ قدرتہ فی محبتہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لعمری إنما جزاؤہ من اللہ الکریم أن یدخلہ بفضلہ جنات النعیم[1]“

ترجمہ: پس کیا درجہ ہوگا، اس مسلمان موحد کا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے جو آپؐ کی میلاد پر خوشی منائے اور جو کچھ اس کے بس میں ہو آپؐ کی محبت میں خرچ کرلے خدا کی قسم، اس کا بدلہ و ثواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی ہوگا کہ اسے جنات النعیم میں داخل کردے گا۔

امام سیوطیؒ نے اس حدیث کو آپؐ کی ولادت پر سرور و خوشی منانے کے لئے اصل و ماخذ قرار دیا ہے۔

دنیا میں سب سے بڑا جشن و محفل میلاد علامہ ملک مظفر الدین شاہ اربل نے منائی۔

ہماری دنیا میں سب سے بڑا جشن و محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شاہ اربل علامہ مظفر الدین ابو سعید کوکبری بن زین الدین علی (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے منائی[2] بادشاہی کے ساتھ ساتھ وہ بہت بڑے عالم فاضل اور اعلیٰ درجہ کے دانشور تھے۔ امام ابن کثیر لکھتے ہیں[3]

(ترجمہ) وہ (علامہ ملک مظفر الدین) ربیع الاول میں محفل میلاد شریف منایا کرتے اور انتہائی پرشکوہ وعظیم الشان اجتماع و محفل کراتے۔ اور وہ نہایت تیز فہم، بہادر، دلیر، دانشمند،

ے ۱:۔ الحاوی للفتاوی ج ۱ ص ۱۹۶ ص ۱۹۷ } بحوالہ عرف التعریف بالمولد الشریف ۔ علامہ امام شمس الدینؒ
جشن میلاد النبیؐ کی شرعی حیثیت ص ۱۴۰ ص ۱۴۱
ے ۲ تا ے ۳:۔ الحاوی للفتاوی ج ۱ ص ۸۹ تا ص ۹۳۔

عالم فاضل اور عادل تھے (رحمہ اللہ تعالیٰ)

امام سیوطی (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے اپنی کتاب، "الحاوی للفتاوی[1]"، میں اس کی تفصیل بڑی شرح وبسط کے ساتھ لکھی ہے۔ شاہی شامیانے اور بادشاہی ٹینٹ لگ جاتے۔ سینکڑوں کے حساب سے بیل اور بھینسیں، ہزاروں کے حساب سے دنبے اور بکریاں، اور مرغے مرغیاں بیشمار کاٹی جاتیں۔ ایک بیان میں ہے کہ جشن کے عمائدین وخصوصی مہمانوں کے لئے دس ہزار سریاں (دنبے اور بکرے بکریوں کی) گھی میں بھنی جاتی تھیں۔ سینکڑوں قسم کے کھانے تیار کئے جاتے۔ حلوے، مٹھائیاں منوں کے حساب سے بنائی جاتیں[ع]۔ جشن میں عوام وخواص ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں جمع ہوتے تھے۔ ہزاروں علماء، فضلا اور مشائخ دین تشریف لاتے[1]۔

امام سیوطیؒ فاکہانی کے اعتراض کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں، (ترجمہ) بادشاہ اربل ملک مظفر الدین خود بڑے عالم فاضل تھے پھر ان کی منعقدہ محفل وجشن میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں اعیان علماء فضلا اور مشائخ دین شامل ہوتے تھے۔ مگر کسی نے کوئی اعتراض و انکار نہیں کیا۔

بلکہ علامہ ابن دحیہ (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے آپ کے شاہانہ جشن ومحفل شاہی کو بیحد پسند کیا۔ اور محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے فضل وشان میں ایک کتاب، "التنویر فی مولد البشیر النذیر" لکھی جس[ع۲] میں شاہ اربل کی اس سلسلے میں حمایت وتوصیف کرتے ہوئے ان کے اس عمل کو بہت سراہا اور ان کی بہت حوصلہ افزائی فرمائی۔ علامہ ابن دحیہ اپنے زمانے کے امام وقت اور بڑے عالم فاضل تھے۔ اور انکا فتوی معتمد ومستند مانا جاتا تھا۔ (لہٰذا ان کی مذکورہ کتاب محفل میلاد منانے کے اثبات وثبوت میں ایک مستند حجت وثبوت ہے) امام ابن خلکانؒ[ع] علامہ موصوف کے بارے میں، ان کی مذکورہ کتاب اور شاہ اربل کے اس عمل میلاد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں، "کان من اعیان العلماء

[1] حاشیہ: الحاوی للفتاوی ج۱ ص۱۸۹ تا ص۱۹۳

ع: امام سیوطیؒ لکھتے ہیں کہ ہر سال محفل میلاد پر تین لاکھ دینار خرچ ہوتے ہیں۔

ع۲: امام سیوطیؒ نے شاہ اربل کے جشن ومحفل میلاد کا ذکر کرتے ہوئے اس کو مستحسن اور بہترین عمل قرار دیا ہے اور دلائل سے اسے ثابت کیا ہے۔ الحاوی ج۱ ص۱۹۳

ومشاہیر الفضلاء"

امام برزنجیؒ کا محفل میلاد وعمل قیام کے اثبات وثبوت میں فتویٰ

امام برزنجی (رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اپنی کتاب ،مجموعہ فتاوی ج۲ ص۱۵ میں محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں لکھا ہے ،(ترجمہ) بہ تحقیق بیان میلاد یہ ہے کہ (محفل میلاد میں) کوئی (عالم) کوئی آیت یا حدیث بیان کرے اور اسکی تشریح میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے فضائل ،معجزات ،نسب اور خوارق بیان کرے جو آپؐ کی ولادت کے دوران (اور اس سے قبل اور بعد میں) واقع ہوئے تھے۔

پھر آگے ص۱۵۳ میں لکھتے ہیں ،(ترجمہ) بہ تحقیق میلاد نشر واشاعت علم کا فرد ہے اور نشر علم کا ہر حصہ مندوب ہے (مستحب ہے) پس میلاد مستحب ہے۔

پھر آگے ص۱۵۳ میں لکھتے ہیں (ترجمہ) بہ تحقیق علمائے متجرین اور اہل فتاویٰ جو استنباط مسائل کے ماہر ہیں ،جیسے کہ امام ابوشامہ ،امام ابن حجر ،امام سیوطی اور امام شامی نے (رحمہم اللہ تعالیٰ) میلاد کے استحباب کا کہا ہے۔ اور آخر میں ،امام برزنجی نے کہا کہ ایک چھوٹی جماعت نے ،جس کا قائد تاج الدین فاکہانی ہے میلاد کا انکار کیا ہے۔ لیکن حق یہ ہے کہ ان کی کوئی طاقت وحیثیت نہیں ان کے مقابلے میں۔ اور منکر امور کی شمولیت ایک اور بات ہے جو اصل مقصود کو نقصان نہیں دیتا۔

امام موصوف نے عمل قیام کے بارے میں اپنی کتاب "رسالۃ المیلاد" میں لکھا ہے کہ مستحسن کہا ہے قیام کو آپؐ کے مولود شریف کے بیان کے وقت صاحب روایت ائمہ کرام نے۔ پس بڑی خوش بختی ہے اس شخص کیلئے ،جس کا ،تعظیم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آخری مقصد ومدعا ہو! [1]

[1]: ۔ البصائر ص۲۰۲ علامہ حمد اللہ دیوبندی

امام نصیر الدین بن طباخ کا فتویٰ

امام علامہ ابن طباخ (رحمہ اللہ تعالیٰ) محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا بیان کرتے ہوئے شب میلاد میں خرچہ کرنے اور اجتماعاتِ محفل کو کھانا کھلانے اور انتظام وعظ و تقریر وغیرہ اور خوشی منانے کے سلسلے میں فرماتے ہیں (ترجمہ): جب کوئی سخی اس رات کو شب میلاد میں) خرچ کرلے (پیسہ وغیرہ صدقہ دیدے) اور لوگوں کو جمع کرکے انہیں کھانا کھلائے۔ اور انہیں ایسی روایات و بیانات سنائے جو آخرت کے لئے مفید و کار آمد ہوں۔ اور یہ سب کچھ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی میلاد کے سرور و خوشی میں ہو۔ یہ سب جائز ہیں۔ اور اس کے فاعل و منتظم کو اجر و ثواب ملے گا جب ارادہ صحیح اور اچھا ہو۔[1]

امام جمال الدین کتانی کا فتویٰ

امام جلال الدین کتانی لکھتے ہیں، "مولد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مبجل مکرم قدس یوم ولادتہ وشرف وعظم وکان وجودہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مبدأ سبب النجاۃ لمن اتبعہ وتقلیل حظ جھنم لمن أعد لھا لفرحہ بولادتہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فمن المناسب اظھار السرور وانفاق المیسور[2]"

ترجمہ: رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی میلاد شان والی اور مکرم ہے۔ اور آپ کا یوم ولادت مقدس، شرفناک اور عظمت والا ہے۔ اور آپ کا وجود مبارک سبب و ذریعہ نجات کی ابتداء ہے اس کے لئے جس نے آپ کا اتباع کیا۔ اور عذاب جہنم گھٹاتا ہے اس کے لئے جس نے آپ کی ولادت پر سرور و خوشی منائی۔ پس مناسب و ضروری ہے سرور و خوشی کا اظہار اور حسب دسترس (اس پر) خرچ کرنا۔

[1] جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرعی حیثیت ص ۱۹۶ علامہ پروفیسر طاہر القادری بحوالہ السبل الہدی مطبوعہ قاہرہ۔ علامہ محمد بن یوسف الشامی

[2] جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرعی حیثیت بحوالہ السبل الہدی ج ۱ ص ۴۴۱ مطبوعہ قاہرہ امام محمد بن یوسف الشامی

علامہ محمد بن علوی بن عباس المکی کا ایک مفصل فتویٰ

علامہ موصوف نے، ملا علی قاری، امام ابن کثیر اور امام ابن حجر مکی کے (مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر) رسالہ جات کے مقدمہ میں (۲۰) صفحات پر مشتمل محفل میلاد کے ثبوت و اثبات میں ایک نہایت مفصل و مدلل اور محققانہ رسالہ لکھا ہے۔ ایک مقام میں فرماتے ہیں، "ان المولد اجتماع وذکر وصدقة ومدح وتعظیم للجناب النبوی فهو سنة وهذه امور مطلوبة شرعا وممدوحة وجاءت الآثار الصحیحة بها وبالحث علیها۔"

علامہ جمال الدین محمد بن جار اللہ کا جشن و محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جلسہ و جلوس کے اثبات میں بیان و فتویٰ۔

علامہ موصوف، مکہ مکرمہ کی اسلامی ریاست، مشائخ و قضاۃ اہل سنت علماء و فقہائے شریعت اور عوام امت کا، محفل میلاد کے سلسلے میں عمل جاری و طریقہ ساری بیان فرما رہے ہیں۔ جس کے اثبات سے ان کی رائے اور فتویٰ کا اظہار ہو رہا ہے۔ لکھتے ہیں، " جرت العادة بمکة المکرمة لیلة الثانی عشر من ربیع الاول کل عام ان قاضی مکة الشافعی یتهیأ لزیارة هذا المحل الشریف بعد صلاة المغرب فی جمع عظیم منهم القضاة الثلاثة واکثر الاعیان من الفقهاء والفضلاء ذوی البیوت بفوانیس کثیرة وشموع عظیمة وازدحام عظیم ویدعی فیه للسلطان ولامیر مکة وللقاضی الشافعی بعد تقدم خطبة مناسبة للمقام ثم یعود منه الی المسجد الحرام قبل العشاء ویجلس خلف مقام الخلیل بازاء قبة الفراشین ویدعو الداعی لمن ذکر آنفا بحضور القضاة واکثر الفقهاء ثم یصلون العشاء وینصرفون ولم اقف علی اول من سن ذالک ۔ سألت مورخی

حاشیہ: مقدمہ المورد الروی ص۱۶ مطبوعہ: مرکز تحقیقات اسلامیہ لاہور۔ علامہ محمد بن علوی بن عباس المکی۔ اس مقدمہ میں علامہ موصوف نے جشن و محفل میلاد کو سنت و واجب قرار دیتے ہوئے اس سلسلے میں بیس (۲۰) اہم دلائل و حجج شرعی لا کر مسئلہ کو روز روشن کی طرح واضح کر دیا ہے۔

العصر فلم أجد عندھم علماً بذالك"۔[1]

ترجمہ: مکہ مکرمہ میں یہ معمول ہے کہ ہر سال بارہ ربیع الاول کو قاضی مکہ جو شافعی ہیں، مغرب کی نماز کے بعد (جشن و جلوس میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلے میں) اس محل شریف کی زیارت کے لئے ایک جم غفیر کے ساتھ تیاری کر کے آتے ہیں۔ ان میں تینوں مذاہب (حنفی، مالکی اور حنبلی) کے ائمہ و قضاۃ اور شہر کے بڑے بڑے علماء وفضلاء ہوتے ہیں۔ جن کے ساتھ بیشمار فانوسیں اور بڑی بڑی شمعیں ہوتی ہیں۔ لوگوں کا بہت بڑا ہجوم ہوتا ہے۔ بادشاہ امیر مکہ اور قاضی شافعی کے لئے دعا مانگی جاتی ہے، مقام کی مناسبت سے ایک خطبہ کے بعد (یعنی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں تقریر و خطاب کے بعد) پھر جلوس، وہاں سے عشاء سے قبل مسجد الحرام کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ اور مقام ابراہیم (علی انبینا وعلیہ السلام) کے پیچھے خدام کے قبہ کے بالمقابل بیٹھ جاتے ہیں۔ اور مل کر قضاۃ فقہاء وغیرہ کی شمولیت میں مذکورین کے لئے دوبارہ دعا مانگی جاتی ہے۔ پھر لوگ عشاء کی نماز پڑھ کر چلے جاتے ہیں۔

(علامہ جمال الدین فرماتے ہیں) مجھے معلوم نہیں کہ یہ سلسلہ کس نے شروع کیا تھا۔ میں نے بہت سے ہم عصر مورخین سے پوچھا لیکن ان کے پاس اس سلسلے میں کچھ علم نہیں پایا۔

فاضل مصنف کی، اس تاریخی مذہبی تشریح و بیان سے تین اہم امور اخذ کئے جاسکتے ہیں:

(I) مکہ مکرمہ (جو اسلام کا جامع مرکزی شہر ہے) میں، جشن و محفل میلاد منانا اور جلسہ و جلوس نکالنا حکومت اسلام و مسلمین عوام کا عمل و معمول رہا ہے۔ جس کی قیادت و سیادت اور انتظام واہتمام قاضی مکہ اور مذاہب اربعہ کے ائمہ و قضاۃ اور اکابرین علماء وفضلاء شہر کیا کرتے تھے۔

(II) ان کے ان ریمارکس سے، کہ اس کے رائج کرنے والے کا اور اس رواج و عمل کا، باوجود

[1]:۔ میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شرعی حیثیت۔ ص ۲۰۱ ص ۲۰۲۔
بحوالہ، الجامع اللطیف فی فضل مکۃ واھلھا وبناء البیت الشریف۔

تاریخی تفتیش وتحقیق کے، حال احوال معلوم نہ ہوسکا، یہ اخذ کیا جاتا ہے کہ یہ عملِ خیر اس قدر قدیم وبعید ہے کہ اس کی تاریخ ابتداء نظر ہی نہیں آتی۔

(iii) علامہ جمال الدین نے اس عمل وطریقہ پر کسی قسم کا انکار واعتراض نہیں کیا بلکہ اسے بطورِ حجت وفتویٰ بیان کر دیا۔

امام ابن کثیر کا فضیلت وشان اور ثبوت محفل میلاد میں عظیم البیان فتویٰ اور عظیم الشان تصانیف

امام المفسرین امام ابن کثیر کو حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سیرت وصفات ومحفل میلاد سے بے حد شوق وشغف رہا ہے۔ انہوں نے ان موضوعات پر بے شمار کتابیں لکھی ہیں[ع]۔ ہم انکا فضیلت وشان اور ثبوت محفل میلاد میں ایک عظیم البیان اور مہتم بالشان فتویٰ بیان کرینگے۔ لکھتے ہیں، "والمقصود الآن ان لیلة مولد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کانت لیلة شریفة عظیمة مبارکة سعیدة علی المومنین، طاھرة ظاھرة الانوار جلیلة المقدار ابرز اللہ فیھا الجوھرة المصونة المکنونة التی لم تزل انوارھا منقلة من کل صلب شریف الی بطن طاھر عنیف من نکاح لا من سفاح من لدن ادم ابی البشر الی ان انتھت النبوة الی عبد اللہ بن عبد المطلب ومنہ الی آمنة بنت وھب الزھریة فولدت فی ھذہ اللیلة الشریفة المنیفة فظھر لہ من الانوار الحسیة والمعنویة ما بھر العقول والابصار کما شھدت بذالک الاحادیث والاخبار عند العلماء الاخیار"[1]۔

شیخ الاسلام امام اسماعیل حقی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا فتویٰ

امام موصوف (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سورۃ الفتح[2] کی آیہ کریمہ، "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ؕ وَالَّذِیْنَ

[1] مولد رسول اللہ ورضاعة (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ص۲۴، ۲۵، مطبوعہ: مرکز تحقیقات لاہور۔ امام ابن کثیر

[2] سورۂ فتح ساری کی ساری جشن ومحفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر مشتمل ہے۔ اس میں آپ کے مختلف امور ومعاملات، جہاد ونصرت، فتح مبین ودخول مسجد حرام، آپ کی ذات پاک وصحابہ کرام کے اوصاف وصفات، مومنین کی کامیابی وجنت، مشرکین ومنافقین کی سزا وجہنم اور آپ کے درجہ وشان کا بیان ہے۔ آپ کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اور آپ کی بیعت اللہ تعالیٰ کی بیعت قرار دی گئی۔ اور آپ کا اعزاز واکرام فرض کیا گیا۔

[ع]: امام ابن کثیر نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ورضاعت، سیرت وفضیلت، اوصاف وصفات، فضائل وخصائل، حالات وغزوات اور معجزات و درجات پر کئی اعلیٰ کتب ورسائل لکھ کر خود ایسا جشن وسرور والی محفل میلاد مناتی ہے جو صحیفہ عالم کے کونے کونے میں تا ابد جاری رہتی ہے۔ ان تصانیف میں، البدایہ والنہایہ، مولد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، الفصول فی اختصار سیرت الرسول، اور جامع المسانید والسنن قابل تعریف ہیں۔ بالخصوص مولد الرسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو خاص اسی نام اور اسی موضوع کے لئے مخصوص ہے۔ مقدمہ تحقیق ص ۲ تا ص ۱۰، مطبوعہ: مرکز تحقیقات اسلامیہ لاہور۔

معہ ..... الخ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں، ومن تعظیمہ عمل المولد اذا لم یکن فیہ منکر۔ قال الامام السیوطی قدس سرہ یستحب لنا اظہار الشکر لمولدہ علیہ السلام انتھیٰ۔

امام حقی آگے فرماتے ہیں، "وقد اجتمع عند الامام تقی الدین السبکی (رحمہ اللہ تعالیٰ) جمع کثیر من علماء عصرہ فانشد قول الصرصری (رحمہ اللہ تعالیٰ) فی مدحہ علیہ السلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم):

قلیل لمدح المصطفیٰ الخط بالذھب	علی ورق من خط احسن من کتب
وان تنھض الاشراف عند سماعہ	قیاما صفوفا او جثیا علی رکب

فعند ذالک قام الامام السبکی وجمیع من بالمجلس فحصل انس عظیم بذالک المجلس۔ ویکفی ذالک فی الاقتداء وقد قال ابن الحجر الھیتمی ان البدعۃ الحسنۃ متفق علیہ ندبھا۔ وعمل المولد واجتماع الناس لہ کذالک ای بدعۃ حسنۃ"[۲]

[۱]:۔ امام تقی الدین سبکیؒ کے پاس ان کے زمانہ کے بہت سے علماء جمع ہو گئے تھے۔ تو کسی نے امام صرصری کا (مندرجہ ذیل) شعر پڑھا جو آپ کی مدح میں ہے، ترجمہ شعر:۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح و ثنا سونے کے خط سے چاندی کے ورق پر تمام کتابوں کے خطوط سے خوبصورت لکھی جائے تاہم آپ کی شان کے مقابلے میں یہ بہت کم ہو گا۔ اگرچہ اس کے سماع کے وقت تمام معززین اٹھ کر (تعظیم میں) صف باندھے ہوئے کھڑے ہوں یا گھٹنوں کے بل دو زانو ہو کر بیٹھ جائیں۔" پس اس وقت (یہ شعر سنتے ہی) امام سبکیؒ اور سارے اہل مجلس (آپ کی تعظیم میں) کھڑے ہو گئے۔ سو، اس مجلس سے بہت ہی بڑا لطف حاصل ہوا۔ اور یہی کافی ہے پیروی کیلئے۔ اور امام ابن حجر الہیثمی نے کہا ہے کہ بدعت حسنہ کے استحباب پر (علمائے امت کا) اجماع و اتفاق ہے۔ اور اسی طرح ہے محفل میلاد اور اس کے لئے لوگوں کا اجتماع کہ بدعت حسنہ ہے۔ (یعنی محفل میلاد بہ اتفاق و اجماع امت مستحب ہے)۔

[۲]:۔ امام حقی آگے لکھتے ہیں، "وقد استخرج لہ الحافظ ابن حجر اصلا من السنۃ وکذا الحافظ السیوطی ورد الی الفاکھانی فی قولہ ان عمل المولد بدعۃ مذمومۃ"، ترجمہ: اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اور اسی طرح حافظ سیوطیؒ نے اسکے لئے (عمل مولد کے لئے) سنت سے اصل کا استخراج کیا ہے اور علامہ فاکہانی پر اسکے اس قول میں کہ عمل مولد (محفل میلاد) بدعت مذمومہ ہے، رد کیا ہے۔

[۱]: تفسیر روح البیان سورۃ الفتح ص۵۶ مطبوعہ: استانبول

ع[۱]: نسخہ ماخذ میں تحریر ہے "من خط" لیکن اس کی جگہ "بخط" (ب) کے ساتھ احسن ہوگا۔

علامہ شیخ قطب الدین الحنفی کا بیان

علامہ شیخ قطب الدین حنفی نے بھی اسی طرح، حکومت اسلامیہ اور مکہ مکرمہ کے ائمہ و مشائخ، قضاۃِ مذاہب اور علماء وفضلاء وقت اور عامۃ المسلمین کا جشن ومحفل میلاد منانے اور جلسہ وجلوس نکالنے کا عمل ومعمول کا تفصیلی بیان لکھا ہے۔ جس کے آخر میں لکھتے ہیں،

"وھذا من اعظم مراکب ناظر الحرم الشریف بمکۃ المشرفۃ ویاتی الناس من البدو والحضر واھل جدۃ وسکان الاودیۃ فی تلک اللیلۃ ویفرحون بھا"[۱]

ترجمہ: اور یہ، مکہ مکرمہ میں حاکم حرم شریف کا بہت بڑا اجتماع ہوتا ہے۔ جہاں دور دراز کے دیہاتی اور شہری لوگ، اہل جدہ اور وادیوں کے باشندے اس رات میں آکر جمع ہوتے ہیں اور اس پر خوشی مناتے ہیں۔

۱: تفسیر روح البیان سورۃ الفتح ص۵۷ مطبوعہ: بیروت امام شیخ الاسلام علامہ اسمٰعیل حقی رح۔

امام حافظ سخاوی رح کا بیان وفتویٰ

امام حافظ شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی رح لکھتے ہیں، "لازال اھل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یحتفلون فی شھر مولدہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بعمل الولائم البدیعۃ المشتملۃ علی الامور البھجۃ الرفیعۃ ویتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات ویظھرون السرور ویزیدون فی المبرات ویعتنون بقراءۃ مولدہ الکریم ویظھر علیھم من برکاتہ کل فضل عمیم"[۲]

ترجمہ: ہمیشہ اہل اسلام تمام اطراف واکناف اور بڑے بڑے شہروں میں نبی اکرم

۱:۔ الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام ص۱۹۶
بحوالہ میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شرعی حیثیت۔ علامہ طاہر القادری ص۲۰۰ ص۲۰۱۔

۲:۔ جشن میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شرعی حیثیت ص۱۹۲۔ علامہ طاہر القادری۔
سبل الھدیٰ والرشاد، مطبوعہ: قاہرہ ج۱ ص۳۳۹۔ علامہ محمد بن یوسف الشامی رح۔

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت کے ماہ مبارک میں محفل میلاد منایا کرتے تھے۔ اعلیٰ قسم کی دعوت طعام کا اہتمام وانتظام کرتے ہیں۔ جو انتہائی خوشیوں کے امور پر مشتمل ہوتی ہیں۔ اس ماہ مبارک کی راتوں میں قسم قسم کی صدقات وخیرات تقسیم کرتے ہیں۔ اور سرور وخوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور نیکیوں میں اضافہ کرتے ہیں۔ اور آپ کی میلاد شریف پر نعت خوانی ومدح سرائی میں بے حد توجہ دیتے ہیں۔ اور ان پر اس کی برکات سے تمام فضل عمومی کا ظہور ہوتا ہے۔

علامہ ابن تیمیہ کا فتویٰ

امام ابن تیمیہ، باوجود مخالف ہونے کے اظہار وحمایت حق کے لئے مجبور ہو گئے ہیں، لکھتے ہیں، "وکذالک ما یحدثہ بعض الناس اما مضاھاۃ للنصاریٰ فی میلاد عیسیٰ علیہ السلام واما محبۃ للنبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وتعظیما لہ واللہ قد یثیبھم علیٰ ھذہ المحبۃ والاجتھاد[۵۱]۔

ترجمہ: اور اسی طرح جو (محفل میلاد) لوگ مناتے ہیں، ان کا یا تو مقصد نصاریٰ کے ساتھ بہت مشابہت ہے کہ جس طرح وہ حضرت عیسیٰ (علیٰ نبینا وعلیہ السلام) کا دن مناتے ہیں یا ان کا مقصد محض نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت وتعظیم کے لئے ہے۔ اور (اس صورت میں) اللہ تعالیٰ انہیں اس محبت وکوشش پر ثواب عطا فرمائے گا

ایک اور مقام میں فرماتے ہیں، "فتعظیم المولد اتخاذہ موسما قد یفعلہ الناس ویکون لہ فیہ أجر عظیم لحسن قصدہ وتعظیمہ لرسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کما قدمتہ لک انہ یحسن من بعض الناس ما یستقبح من المومن المشدد[۵۲]"

ترجمہ: پس تعظیم میلاد، اسے بلند وبالا کرنا ہے جیسے لوگ کر رہے ہیں۔ اس کے عامل کے لئے اجر عظیم ہوگا، اس کے اچھے ارادہ اور تعظیم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بدولت

[۵۱]: اقتضاء الصراط المستقیم ص۲۹۴ بحوالہ جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرعی حیثیت ص۱۹۴

[۵۲]: اقتضاء الصراط المستقیم ص۲۹۷ بحوالہ جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرعی حیثیت ص۱۹۴

جس طرح میں نے پہلے آپ کے لئے بیان کیا کہ جو کام وعمل ایک متشدد مومن سے برا سمجھا جاتا ہے وہ بعض لوگوں سے بہت اچھا خیال کیا جاتا ہے۔

امام نووی کے شیخ امام ابو شامہ کا بیان وفتویٰ

امام ابو شامہ جشن ومحفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو احسن عمل قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں، "ومن[لے] احسن ما ابتدع فی زماننا من هذا القبیل ما کان یفعل بمدینة اربل جبرها الله تعالیٰ، کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولد النبی (صلی الله علیه وآله وسلم) من الصدقات والمعروف واظهار الزینة والسرور فإن ذالك مع مافیه من الإحسان الی الفقراء مشعر بمحبة النبی (صلی الله علیه وآله وسلم) وتعظیمه وجلالته فی قلب فاعله وشکر الله تعالیٰ علی ما من به من إیجاد رسوله الذی أرسله رحمة للعلمین (صلی الله علیه وآله وسلم)

ترجمہ: اوران احسن کاموں میں جو ہمارے زمانے میں اس نوع سے شروع کئے گئے ہیں، محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے جو شہر اربل میں (خدا اسے محفوظ رکھے!) ہر سال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے دن صدقات اور اچھے کام کئے جاتے ہیں۔ اور اظہار زینت وسرور کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں فقراء کے ساتھ احسان کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے کرنے والے کے دل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور تعظیم وجلالت کا شعار اور شکر پروردگار کا اس بات پر اظہار ہوتا ہے کہ اس ذات گرامی کو پیدا فرمایا جنہیں سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

لے:۔ جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرعی حیثیت ص۱۹۱، ص۱۹۲
بحوالہ الباعث علی انکار البدع والحوادث ص۱۳

امام حافظ ابن حجر ہیتمی کا، محفل میلاد کے فضل وثبوت میں فتویٰ اور تصنیفات

امام حافظ شہاب الدین احمد بن محمد ابن حجر الهیتمی المکی الشافعی (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت ورضاعت، نسب وفضیلت، شان والاشان اور صفات والاصفات و معجزات وکرامات کے مختلف عنوانات وموضوعات پر کئی قابل دید ولائق شنید کتب ورسالے لکھے ہیں۔ اس طرح سے فاضل مصنف نے محفل میلاد کے فضل وثبوت میں فتویٰ ثبت کرنے کے ساتھ اپنی تصنیفات کے ذریعے ہمیشگی ودائمی محفل میلاد قائم کر دی ہے، جبکہ ان کے بعد ان کے پڑھنے پڑھانے والے مشائخ وعلماء قیامت تک دنیا کے گوشے گوشے میں جشن ومحفل میلاد منایا کریں گے۔ تصنیفات ملاحظہ ہوں:۔

(۱) النعمة الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (۲) اتمام النعمة الکبریٰ (۳) تحفة الزوار الی قبر النبی المختار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (۴) تحریر الکلام فی القیام عند ذکر مولد سید الانام (علیہ الصلاة والسلام) (۵) الجوهر المنظم فی زیارة قبر النبی المکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (۶) المنح المکیة شرح الهمزیة (للبوصیری) (۷) الدر المنضود فی الصلاة والسلام علی صاحب المقام المحمود (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (۸) مولد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وغیرہ

ہم اپنے اس مختصر تذکرے میں ان کی کتاب، "النعمة الکبریٰ" کا ایک اہم وجامع شذرہ من وعن تحریر کرتے ہیں۔ لیکن عربی عبارت کی سلاست کے باعث ترجمہ چھوڑ دیا جاتا ہے

فصل فی بیان فضل مولد النبیّ (صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

فتاویٰ خلفائے راشدین ومشائخ دین

(۱) قال ابوبکر الصدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) "من انفق درهما

علی قراءة مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان رفیقی فی الجنة"۔
(۲) وقال عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) "من عظم مولد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
فقد احیا الاسلام"۔
(۳) وقال عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) "من انفق درهمًا علی قراءة مولد النبی
(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فکانما شهد غزوة بدر وحنین۔
(۴) وقال علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکرم اللہ وجہہ) من عظم مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وکان سببا لقراءته لایخرج من الدنیا الا بالایمان ویدخل الجنة بغیر حساب"۔
(۵) وقال الحسن البصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) "وددت لوکان لی مثل جبل اُحد
ذهبا فانفقته علی قراءة مولد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)"
(۶) وقال الجنید البغدادی (قدس اللہ سرہ) من حضر مولد النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعظم قدره فقد فاز بالایمان"۔
(۷) وقال المعروف الکرخی (قدس اللہ سرہ) "من هیا طعاما لاجل قراءة
مولد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وجمع اخوانا واوقد سراجا ولبس
جدیدا او تبخر وتعطر تعظیما لمولد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حشره
اللہ یوم القیمة مع الفرقة الاولیٰ من النبیین وکان فی اعلیٰ علیین"۔
(۸) وقال الامام فخر الدین الرازی (رحمہ اللہ تعالیٰ) "وان قرئ مولد النبی
(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) علی ماءٍ فمن شرب من ذالک الماء دخل قلبه الف نور
ورحمة وخرج منه الف غل وعلة ولا یموت ذالک القلب یوم تموت القلوب"۔
(۹) وقال الامام الشافعی (رحمہ اللہ تعالیٰ) من جمع لمولد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
اخوانا وهیأ طعاما واخلی مکانا وعمل احسانا وصار سببا لقراءته بعثه
اللہ یوم القیمة مع الصدقین والشهداء والصالحین ویکون فی جنات

جنات النعیم"۔

(۱۰) وقال السری السقطی (قدس اللہ سرہ) من قصد موضعا یقراء فیہ مولد النبیِ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فقد قصد روضة من ریاض الجنة لانہ ماقصد ذالك الموضع الالمحبة النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من احبنی کان معی فی الجنة"۔

(۱۱) وقال الامام جلال الدین السیوطی (قدس اللہ سرہ فی کتابہٖ "الوسائل فی شرح الشمائل" مامن بیت اومسجد اومحلة قرئ فیہ مولد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) الاحفت الملئکة ذالك البیت او المسجد او المحلة وصلّت الملائکة علیٰ اھل ذالك المکان وعمھم اللہ تعالیٰ بالرحمة والرضوان۔

واما المطوقون بالنور، یعنی جبریل ومیکائیل واسرافیل و عزرائیل علیھم السلام فانھم یصلون علیٰ من کان سببا لقراءة مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"۔ [۱]

اب ہم آخر میں حافظ ابن حجر ہیتمی کا وہ فتویٰ درج کرتے ہیں جسے امام اسمٰعیل حقی نے روایت کیا ہے۔ لکھتے ہیں، "وقد قال ابن حجر الھیتمی ان البدعة الحسنة متفق علی ندبھا وعمل المولد واجتماع الناس لہ کذالك ای بدعة حسنة" [۲] یعنی جو آج کل جس شان وشوکت اور دھوم دھام سے جشن ومحفل میلاد منائی جاتی ہے یہ بدعت حسنہ ہے۔ ورنہ اصل محفل میلاد کوئی بدعت نہیں بلکہ قرآن وحدیث اور خلفائے راشدین واجماع امت سے ثابت ہے جیسا کہ ہم نے پچھلی جلدوں میں بیان کر دیا ہے۔

۲:۔ تفسیر روح البیان سورہ "الفتح" ص۵۶ ۔ مطبوعہ استنبول امام شیخ الاسلام علامہ اسمٰعیل حقی۔

۱:۔ النعمة الکبریٰ ص۷ تا ص۱۱ ۔ مطبوعہ: قادری کتبخانہ سیالکوٹ۔ امام حافظ ابن حجر الھیتمی المکی م ۹۷۳ھ

امام ابن جوزی کی محفلِ میلاد کے اثبات و فضل میں تصنیف و بیان

امام ابن جوزی نے محفلِ میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شان و فضیلت میں ایک بہت عظیم الشان رسالہ لکھا ہے۔ جس سے ہم ان کا ایک مختصر بیان و فتویٰ یہاں درج کرتے ہیں۔ لکھ رہے ہیں "وقد بسط الکلام فی ترغیب مولد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فلازال الحرمین الشریفین والمصر والیمن والشام وسائربلاد العرب من المشرق والمغرب یحتلفون بمجلس مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویفرحون بقدوم ھلال شھر ربیع الاول ویغتسلون ویلبسون الثیاب الفاخرۃ ویتخرون بانواع الزینۃ و یتطیبون ویکتحلون ویاتون بالسرور فی ھٰذہ الایام ویبذلون علی الناس و بماکان عندھم من المضروب والاجناس ویھتمون اھتمامابلیغاعلی السماع والقراءۃ لمولد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وینالون بذالک اجراجزیلا وفوزاعظیما ومماجرب من ذٰلک انہ وجد فی ذٰلک العام کثرۃ الخیر والبرکۃ مع السلامۃ والعافیۃ وسعۃ الرزق وازدیاد المال والاولاد والاحفاد ودوام الامن والامان فی البلاد والامصار والسکون والقرار فی البیوت والدیار ببرکۃ مولد النبی المختار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

امام المحدثین حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا اصولی بیان و فتویٰ:

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ سے محفلِ میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے اسے بدعتِ حسنہ قرار دیتے ہوئے فرمایا، (ترجمہ) "بہ تحقیق میرے لئے اسکی، ایک ثابت اصل و مآخذ کی تخریج ظاہر ہوئی (یعنی محفلِ میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ثبوت و جواز میں، میں نے ایک شرعی اصول و مآخذ نکالا) اور وہ یہ، جو صحیح بخاری و صحیح مسلم میں مروی ہے کہ جب نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مدینہ منورہ تشریف لاتے تو دیکھا کہ یہودی لوگ عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہیں سو آپ نے اسکی، ان سے وجہ پوچھی، تو انہوں نے بتایا کہ یہ ایک ایسا دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غرق کر دیا فرعون کو اور نجات دلائی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو۔ پس ہم اس (بڑے احسان) کا، اللہ تعالیٰ کے شکرانے میں روزہ رکھتے ہیں۔

لہ: بیان المیلاد والنبوی صہ ۲۹ مطبوعہ: لکھنؤ بھارت امام ابوالفرج جمال الدین عبدالرحمٰن بن الجوزی (م ۵۹۷ھ)

جشن میلاد النبی کی شرعی حیثیت صہ ۱۹۱ علامہ فضل احمد لکھتے ہیں کہ امام ابن جوزی محفلِ میلاد کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس میں تذلیل شیطان اور تقویت اہل ایمان کے سوا اور کچھ نہیں۔

عہ انوار آفتاب صداقت جلد صہ ۳۶۱، مطبوعہ: لاہور، علامہ قاضی فضل احمد نقشبندی۔

عہ: یعنی محفل میلاد منانے میں شیطان کی ذلت ہی ذلت اور اہل ایمان کی قوت ہی قوت ہوتی ہے

پس اس سے استفادہ ہوتا ہے عمل شکر کا، اللہ تعالیٰ کی خاطر اس چیز پر جو اس ذات پاک نے احسان کیا اسکے ساتھ کسی معین دن میں، ایک نعمت کی عطائگی و اجر یا عذاب و بلار کے دفاع سے۔ اور یہ لوٹتا رہتا ہے اس دن کی نظیر میں ہر سال۔

اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا ہوتا ہے عبادت کی اقسام میں جیسا کہ سجدہ (نماز) روزہ، صدقہ اور تلاوت وغیرہ۔ اور کون سی نعمت، اس نبی رحمت کے ظہور کی نعمت سے بڑی ہے جو اس دن میں (۱۲۔ ربیع الاول میں) واقع ہوئی؟ اور اس اصل وماخذ کی بنا پر پس چاہئے کہ (محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منانے میں) اس خاص دن (یوم ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)) کی تلاش کی جائے تاکہ حضرت موسیٰ (علی نبینا وعلیہ السلام) کے یوم عاشورا کے واقعہ کے مطابق ہو۔

اور جو اس کا خیال نہیں رکھتا وہ محفل میلاد منانے میں یہ پرواہ نہیں کرتا کہ یہ مہینہ کے کس دن کرایا جائے بلکہ لوگوں نے اس میں وسعت کر دی۔ پس اسے سال کے کسی ایک دن میں منتقل کر دیتے ہیں۔

اور اس میں جو بات ہے سو ہے (یعنی اس طرح سے اس نعمت عظمیٰ کی شکر گزاری سالہا سال میں جاری رہتی ہے) پس یہ وہ باتیں ہیں جو اصل محفل میلاد سے متعلق ہیں۔

(لیکن وہ چیزیں جو محفل میلاد میں عمل میں لائی جاتی ہیں۔ پس چاہئے کہ محفل میں ان باتوں پر اقتصار کیا جائے جو اللہ تعالیٰ کے شکر کے لئے سمجھی جاتی ہیں۔ جیسے وہ چیزیں جن کا پہلے ذکر ہو چکا مثلاً تلاوت، کھانا کھلانا، صدقہ دینا اور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مدح وثنا اور زہد و تقویٰ کے ایسے اشعار و نعت پڑھنا جو عمل خیر و عمل آخرت کے لئے دلوں میں تحریک و رغبت پیدا کر دیں۔

اور جو سماع و سرود وغیرہ کی چیزیں لائی جاتی ہیں، سو اس میں چاہئے کہ یہ فیصلہ دیا جائے کہ ان میں جو مباح چیزیں ہوں اور اس دن (محفل میلاد) کے لئے سرور پیدا کرتی ہوں تو ان کے شامل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور جو کچھ حرام یا مکروہ ہوں تو انہیں منع کیا

جائے۔ اور اسی طرح ہے وہ کام جو خلاف اولیٰ ہو (یعنی وہ بھی منع کیا جائے۔) [1]

امام حافظ علامہ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی (رحمۃ اللہ علیہ) کا فتویٰ

امام شمس الدین الحافظ نے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محفل میلاد اور اوصاف وصفات پر ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ جس کا نام "مورد الصادی فی مولد الهادی" ہے۔

امام جلال الدین سیوطی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اس کتاب کے حوالے سے امام موصوف کا مختصر الفاظ میں فتویٰ تحریر کیا ہے جو حسب ذیل ہے: لکھتے ہیں،

"وقال الحافظ شمس الدين بن ناصر الدين الدمشقي (رحمه الله تعالىٰ) في كتابه المسمى "مورد الصادي في مولد الهادي" قد صح أن أبا لهب يخفف عنه عذاب النار في مثل يوم الإثنين لاعتاقه ثوبية سرورا بميلاد النبي (صلى الله عليه وآله وسلم) ثم انشد:

اذا كان هذا كافرا جاء ذمه	وتبت يداه في الجحيم مخلدا
أتى أنه في يوم الإثنين دائما	يخفف عنه للسرور بأحمدا
فما الظن بالعبد الذي طول عمره	بأحمد مسرورا ومات موحدا [1]

ترجمہ:۔ حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی نے اپنی کتاب مسمیٰ ،،مورد الصادی فی مولد الهادی،، میں کہا ہے کہ صحیح روایت میں ہے کہ ابو لہب سے عذاب دوزخ میں، بوجہ اس کا، ثوبیہؓ کو میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سرور میں آزاد کرنے کے، ہر پیر کے دن تخفیف کی جاتی ہے،،۔ پھر (مندرجۂ ذیل) شعر پڑھا:

ترجمہ: جب یہ کافر (ابو لہب) جس کا ذم آیا ہے، اور ہلاک ہو جائیں اس کے دونوں ہاتھ دوزخ میں ہمیشہ روایت آتی ہے کہ پیر کے دن ہمیشہ، اس سے تخفیف کی جاتی ہے،، نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے خوشی منانے کے باعث۔ پس خیال کیا جاتا ہے اس بندے کے

بارے میں جو پوری عمر نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خوشی میں گزار رہا ہے اور موحدی کی حالت میں مر جائے؟

امام ابو الطیب شیخ محمد بن ابراہیم مالکی (رحمۃ اللہ تعالیٰ) کا فتویٰ

امام سیوطیؒ لکھتے ہیں کہ علامہ ابو الطیب محمد بن ابراہیم مالکی جو علمائے عاملین میں سے تھے، مدرسہ میں یوم ولادتِ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر چھٹی کیا کرتے اور فرماتے "اے فقیہ! یہ یوم سرور ہے۔ میں بچوں کو آزاد کرتا ہوں پس ہمیں آزادی ملے گی"۔ اس پر امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ "یہ ان سے (علامہ محمد بن ابراہیم سے) اس کے (محفل میلاد کے) اثبات اور ان کا اسکے عدم انکار کی دلیل ہے"۔ امام سیوطیؒ آگے فرماتے ہیں، کہ یہ (علامہ موصوفؒ) مسلک مالکیہ کے فقیہ، ماہرِ قانون علوم (شرعیہ) اور پرہیزگار شخص تھے۔ امام ابو حیانؒ وغیرہ نے ان سے علم اخذ کیا ہے۔ علامہ موصوف نے ۶۹۵ھ میں وفات پائی۔[۱]

۱: الحاوی للفتاوی ج ۱ ص ۱۹۷ امام سیوطیؒ

شیخ الاسلام امام ابن قیم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منائی۔

شیخ الاسلام، امام الحدیث امام ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر بن قیم حنبلی (رحمۃ اللہ تعالیٰ) نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صلات وسلام اور اسماء وصفات میں ایک کتاب، "جلاء الأفهام في الصلاة والسلام على خير الأنام (عليه الصلاة والسلام)" لکھی ہے جو اس سلسلے میں ایک بے نظیر و بے مثال تالیف اور حمد و ثنائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک مثالی و دائمی جشن و محفل میلاد ہے۔

امام موصوفؒ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اسمائے عظمیٰ، "محمد اور أحمد" کے اشتقاق و معانی کی تشریح و توضیح کرتے ہوئے آپ کی، اعلیٰ طریقے سے حمد و ثنا اور تعریف و توصیف کر رہے ہیں۔ لکھتے ہیں، "إذا ثبت هذا فتسميته (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

بهذا الاسم (محمد) لما اشتمل عليه من مسماه وهو الحمد - فإنه (صلى الله عليه وآله وسلم) محمود عند الله ومحمود عند ملائكته، ومحمود عند إخوانه من المرسلين ومحمود عند أهل الارض كلهم، وان كفر به بعضهم فان ما فيه من صفات الكمال محمود عند كل عاقل وان كابر عقله جحوداو عناداو جهلا باتصافه بها ولو علم اتصافه بها لحمده فانه يحمد من اتصف بصفات الكمال ويجهل وجودها فيه فهو في الحقيقة حامدله[1] - وهو (صلى الله عليه وآله وسلم) اختص من مسمّى الحمد بما لم يجتمع لغيره فان اسمه محمد وأحمد، وأمته الحمادون يحمدون الله في السراء والضراء وصلاته وصلاة أمته مفتتحة بالحمد وخطبته مفتتحة بالحمد مُفتتح بالحمدِ هكذا كان عند الله في اللوح المحفوظ أن خلفائه وأصحابه يكتبون المصحف مفتتحا بالحمد وبيده لواء الحمد يوم القيمة

[1] :- ترجمہ : جب یہ (اشتقاق اسم "محمد"، کلمہ "حمد" سے اپنی خصوصی معانی تکرار فعل کے ساتھ) پس آپ کا اس اسم (محمد) کے ساتھ نام رکھا جانا اس وجہ سے ہے کہ شامل ہوتا رہے آپ پر اس (اسم محمد) کا مسما اور وہ ہے "حمد"۔ پس آپ محمود (ستائش کردہ) ہیں اللہ تعالیٰ کے پاس، محمود ہیں فرشتوں کے پاس، محمود ہیں اپنے مرسلین بھائیوں کے پاس اور محمود ہیں تمام اہل زمین کے پاس۔ اگرچہ انکے بعض انسکار اس کا انکار کریں۔ کیونکہ آپ کی ذات پاک میں جو صفات کمال ہیں وہ محمود ہیں ہر عاقل کے پاس اگر اس کا عقل ضد و عناد اور جہالت کے باعث آپ کا ان صفات سے متصف ہونے کو نہ مانے۔ اور اگر وہ آپ کا ان صفات سے متصف ہونا جان لے تو ضرور آپ کی حمد وثنا کرے۔ کیونکہ وہ حمد وثنا کریگا اس شخص کی جو صفات کمال سے متصف ہوگا، حالانکہ وہ ان صفات کے وجود کا اسکی ذات میں علم نہیں رکھتا۔ پس وہ حقیقت میں اس کا حمد گزار ہے۔ اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مختص کئے گئے ہیں "حمد" کے مسما سے ان صفات کے ساتھ جو آپ کے غیر کے لئے جمع نہیں ہوئیں۔ سو آپ کا اسم گرامی محمد اور احمد ہے، آپ کی امت حماد ہیں۔ حمد وثنا کرتی ہیں اللہ تعالیٰ کی خوشحالی و بدحالی میں۔ آپ کی اور آپ کی امت کی نماز حمد کے ساتھ شروع ہوتی ہے۔ آپ کا خطبہ حمد کے ساتھ شروع ہوتا ہے۔ آپ کی کتاب حمد کے ساتھ شروع ہے۔ اسی طرح ہے اللہ تعالیٰ کے پاس لوح محفوظ میں یہ کہ آپ کے خلفاء وصحابہ مصحف کو حمد کے ساتھ شروع کر کے لکھتے ہیں۔ اور آپ کے ہاتھ میں ہوگا لواء الحمد قیامت کے دن۔

ولما یسجد بین یدی ربہ عزوجل للشفاعۃ ویوذن لہ فیھا یحمد ربہ بمحامد یفتحھا علیہ حینئذ۔ وھو صاحب المقام المحمود الذی یغبطہ بہ الأولون والآخرون"[1]

آگے لکھتے ہیں، " واذ قام فی ذالک المقام حمدہ حینئذ أھل الموقف کلھم، مسلمھم وکافرھم اولھم واخرھم وھو (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) محمود بما یملا بہ الأرض من الھدیٰ والایمان والعلم النافع[2] .... الخ

امام موصوف، ایک اور مقام میں، آپ کا، "محمد اور أحمد" سے موسوم ہونے کی وجہ بتا رہے ہیں۔ لکھتے ہیں، " أنہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سمی (محمدا او أحمد) لأنہ یحمد اکثر مما یحمد غیرہ وأفضل مما یحمد غیرہ"[3] آگے فرماتے ہیں، " وأیضا فان الاسمین إنما اشتقا من أخلاقہ وخصالہ المحمودۃ التی لاجلھا استحق أن یسمیٰ محمدا او أحمد فھو الذی یحمدہ اھل الدنیا واھل الاخرۃ، ویحمدہ أھل السماء والأرض فلکثرۃ خصائلہ المحمودۃ التی تفوت عد

اور جب آپ اپنے رب عزوجل کے سامنے سجدہ کریں گے شفاعت کی خاطر اور آپ کو اسکی اجازت مل جائے گی تو آپ اپنے رب کی حمد وثنا کریں گے ایسے محامد کے ساتھ جو اس وقت آپ کے لئے بیان کئے جائیں گے اور آپ مقام محمود کے مالک ہوں گے جس پر آپ سے پہلے والے اور آخر والے لوگ رشک کریں گے۔

ع۲:- ترجمہ: اور جب آپ اس مقام پر تشریف فرما ہوں گے، تو آپ کی، سارے موقف والے، انکے مسلمان، انکے کافر، انکے اولین اور انکے آخرین سب کے سب حمد وثنا کرینگے۔ اور آپ محمود ہیں بوجہ اسکے کہ آپ زمین (دنیا) کو ہدایت، ایمان اور علم نافع سے بھر دیں گے۔

ع۳:- ترجمہ: آپ کا محمد اور احمد نام رکھا گیا اس لئے کہ آپ کی زیادہ حمد کی جاتی ہے اس سے کہ آپ کے غیر کی حمد کی جائے اور بہت افضل اس سے کہ آپ کے غیر کی۔

ع۴:- اور یہ بھی ہے کہ یہ دونوں اسمیں (محمد اور احمد) محض آپ کے اخلاق وخصائل محمودہ سے مشتق (اخذ) کئے گئے ہیں جن کے باعث آپ اس بات کے حقدار ہوگئے کہ آپ کا، محمد اور احمد نام رکھا جائے۔ پس آپ وہ ہستی ہیں، جس کی دنیا وآخرت والے، آسمان والے اور زمین والے (ساری مخلوقات) حمد وثنا کرتے ہیں۔ سو آپ کے خصائل محمودہ کی کثرت جس سے شمار کنندگان کا

العادین، سمی باسمین من أسماء الحمد یقتضیان التفضیل والزیادۃ فی القدر والصفۃ واللہ اعلم[۱]

ایک اور مقام میں وجہ تسمیہ کی، ان الفاظ میں تشریح کی ہے، "فلما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشتملا علی ما یقتضی أن یحمد مرۃ بعد مرۃ سمی محمدا وھو اسم موافق لمسماہ ولفظ مطابق لمعناہ"[۲] آگے، "محمد" اور "أحمد" میں فرق اور اس کی وجوہات بتا رہے ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے (لکھتے ہیں): والفرق بین "محمد" و "احمد"، أنّ "محمّدا"، ھو المحمود حمدا بعد حمد فھو دال علی کثرۃ حمد الحامدین لہ وذالک یستلزم کثرۃ موجبات الحمد فیہ (وأحمد) افعل تفضیل من الحمد یدل علی أن الحمد الذی یستحقہ أفضل مما یستحقہ غیرہ، "فمحمّد"، زیادۃ حمد فی الکمیۃ "وأحمد" زیادۃ فی الکیفیۃ۔ فیحمد أکثر حمد وافضل حمد حمدہ البشر"[۳]

۱:۔ جلاء الافہام ص ۱۰۱

۲، ۳:۔ جلاء الافہام ص ۹۸

شمار ہی ختم ہو جاتا ہے، کے باعث آپ کو، اسمائے حمد کے دو اسموں کے ساتھ موسوم کیا گیا جو قدر و صفت میں تفضیل و زیادتی کا تقاضا کرتے ہیں۔

۲:۔ ترجمہ:۔ پس جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اوصاف پر مشتمل تھے جو یہ تقاضا کرتے ہیں کہ آپ کی بار بار حمد و ثنا کی جائے، سو، آپ کا "محمد"، نام رکھا گیا۔ اور وہ (محمد) ایک اسم ہے جو اپنے مسمی کے موافق اور ایک لفظ ہے جو اپنے معنی کے مطابق ہے۔

۳:۔ ترجمہ:۔ اور "محمد"، اور "احمد"، کے درمیان فرق یہ ہے کہ "محمد"، وہ ذات گرامی ہے جس کی، حمد بعد حمد کے (بار بار) حمد و ثنا کی جاتی ہو۔ پس وہ دلالت کرتا ہے اس کے حامدین کی کثرت پر۔ اور یہ بات لازم بناتی ہے اسباب حمد کی، اس میں، کثرت کو۔ (اور احمد)، کلمۂ حمد سے افعل تفضیل ہے۔ دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ جس حمد و ثنا کا یہ (احمد) حقدار ہے وہ بہت افضل و اعلیٰ ہے اس حمد و ثنا سے جس کا اس کا (احمد کا) غیر حقدار ہوگا۔ پس، "محمد"، (کا کلمہ) زیادتی حمد و ثنا کی ہے مقدار و اندازہ میں۔ اور کلمۂ "احمد" زیادتی حمد و ثنا کی ہے وصف و کیفیت میں۔ پس آپ کی بہت زیادہ اور بہت افضل حمد و ثنا کی جاتی ہے جو حمد و ثنا، آپ کی، انسان کرتا ہو۔

امام قسطلانی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا بیان وفتویٰ

شارح بخاری امام احمد بن محمد قسطلانی (رحمہ اللہ تعالیٰ) جشن و محفل میلاد النبی کے بارے میں عمل اہل اسلام اور برکات میلاد کے سلسلے میں لکھ رہے ہیں،

لازال أهل الإسلام يحتفلون بشهر مولده عليه السلام ويعملون الولائم ويتصدقون فى لياليه أنواع الصدقات ويظهرون السرور ويزيدون فى المبرات ويعتنون بقرأة مولده الكريم ويظهر عليهم من بركاته كل فضل عظيم ومما جرب من خواصه أنه أمان فى ذالك العام وبشرى عاجلة بنيل البغية والمرام فرحم الله امرأً اتخذ ليالى شهر مولده المبارك اعيادا ليكون أشد علة على من فى قلبه مرض[1]"

ترجمہ:- ہمیشہ اہل اسلام حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت باسعادت کے ماہ مبارک میں جشن ومحفل منایا کرتے ہیں۔اس کی راتوں میں قسم قسم کے صدقات دیا کرتے ہیں، خوشی وسرور کا اظہار کیا کرتے ہیں، اچھے اعمال میں کثرت کرتے ہیں اور آپ کی میلاد پر نعت خوانی میں بجید توجہ دیا کرتے ہیں۔ اور ان پر برکات میلاد سے ہر قسم کا فضل عظیم ظاہر ہوتا ہے۔جس چیز کا، اس کے (محفل میلاد کے) خواص سے تجربہ کیا گیا ہے یہ ہے کہ اس سارے سال میں امن و امان ہوتا تھا۔اور فوری خوشخبری اس بات کی کہ اس کا (محفل منانے والے کا) مقصد وغرض پورا ہو جاتا۔پس خوش رکھے، اللہ تعالیٰ اس شخص کو جس نے آپ کے ماہ ولادت کی راتوں کو عید بنالیا تاکہ یہ (عمل محفل) ایک شدید ترین عارضہ ومرض ہو اس شخص پر جس کے دل میں (وہابیت ومنافقت کا) مرض ہے۔"

ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھی یہی فرمایا۔ارشاد ہے، "فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ"

[1] :- المواہب اللدنیہ ج۱ ص۲۷۔ مطبوعہ: بیروت۔ امام قسطلانی رح

فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ﴿١٠﴾

پس یہ آیت ان پر سو فیصد صادق آتی ہے۔

اس پر علامہ مفتی محمد شفیع اوکاڑوی لکھتے ہیں، "علامہ قسطلانی رح کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ ماہ میلاد یعنی ربیع الاول شریف میں میلاد کی محفلیں منعقد کر کے ذکر ولادت کرنا اور انواع و اقسام کے کھانے پکانا اور شیرینیاں تقسیم کرنا اور خوشی و مسرت کا اظہار کرنا ہمیشہ سے اہل اسلام کا طریقہ رہا ہے۔ نیز، وہ شخص جو میلاد کی راتوں کو عید مناتا اور محفل شریف کرتا ہے اس کی مرادیں پوری ہوتی ہیں اور اس پر رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اور یہ سب کچھ اس شخص کے لئے سخت مصیبت ہے جس کے دل میں مرض و عناد ہے۔

امام تقی الدین السبکی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) نے محفل میلاد منائی۔

امام اسمٰعیل حقی (رحمہ اللہ تعالی) لکھتے ہیں، "وقد اجتمع عند الامام تقی الدین السبکی (رحمہ اللہ تعالی) جمع کثیر من علماء عصرہ فانشد منشد قول الصرصری (رحمہ اللہ تعالی) فی مدحہ (علیہ السلام)[1]

ترجمہ: امام تقی الدین سبکی (رحمۃ اللہ تعالی علیہ) کے پاس ان کے زمانے کے علما کی ایک بہت بڑی جماعت اکٹھے ہو گئی۔ کسی شاعر نے امام صرصری کا شعر پڑھا جو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مدح میں ہے۔ شعر حسب ذیل ہے:-

قلیل لمدح المصطفٰی الخط بالذہب ۔۔۔ علی ورق من خط أحسن من کتب

وان تنہض الاشراف عند سماعہ ۔۔۔ قیاما صفوفا أو جثیا علی رکب

آگے امام حقی لکھتے ہیں، "فعند ذالک قام الامام السبکی وجمیع من بالمجلس فحصل أنس عظیم بذالک المجلس۔ ویکفی ذالک فی الاقتداء[2]"

ترجمہ:- پس اس یہ (یہ مدحیہ شعر سنتے ہی) امام سبکی اور سارے اہل مجلس (آپ کی تعظیم میں)

[1-2]: تفسیر روح البیان سورہ الفتح ص ۵۶۔ امام اسمٰعیل حقی رح

کھڑے ہو گئے۔ سو، اس مجلس سے بہت بڑا لطف حاصل ہوا۔ اور یہ، پیروی کے لئے کافی ہے۔

امام حقی رح کے اس اسٹیٹمنٹ، "ویکفی ذالک فی الاقتداء"، سے یہ واضح ہوتا ہے کہ امام سبکی کا یہ عمل، محفل میلاد و عمل قیام کے اثبات میں بہت قوی اور مستند حجت ہے۔

امام سبکی رح نے، زیارت روضۂ اقدس و سفر برائے زیارت کے ثبوت و اثبات میں ایک مدلل کتاب، "شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام" علیہ الصلاۃ والسلام تالیف کی ہے، جو، حقیقت میں جشن و محفل میلاد کا سماں پیش کر رہی ہے۔ اور اس سلسلے میں بڑی سند ہے۔

امام بوصیری (رحمۃ اللہ تعالیٰ) کا، محفل میلاد و مدح رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اثبات میں فتویٰ و رہنمائی

عارف باللہ، عاشق رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) علامہ امام بوصیری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اپنے مشہور قصیدہ "قصیدۂ بردہ" میں محفل میلاد اور مدح و ثنا خوانی کے حق و اثبات میں فتویٰ دیتے ہوئے آپ کی مدح و ثنا کی حدود متعارف کی ہیں۔ امام موصوف مسلمانان عالم سے خطاب کرتے ہوئے فرما رہے ہیں:۔

دع ما ادعتہ النصاری فی نبیھم ۔۔۔ واحکم بما شئت مدحا فیہ واحتکم

فانسب الی ذاتہ ما شئت من شرف ۔۔۔ وانسب الی قدرہ ما شئت من عظم

فان فضل رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لیس لہ ۔۔۔ حد فیعرب عنہ ناطق بفھم [۱]

امام بوصیری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرما رہے ہیں کہ حضور پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تعریف و توصیف

[۱] ترجمہ: چھوڑ دیں وہ (شرکیہ الفاظ) جو نصاریٰ اپنے نبی میں دعویٰ کرتے ہیں اور (علاوہ ازیں) کہہ دیں جن الفاظ میں تو چاہتا ہے آپ کی مدح و ثنا میں اور عزم و یقین سے کہتے رہیں۔
پس آپ کی ذات اقدس سے جس بزرگی و شرف کو تیرا جی چاہے نسبت دے دیں اور جو عظمت و بڑائی تیرا جی چاہے آپ کی قدر و منزلت سے منسوب کریں۔
کیونکہ بتحقیق فضل و درجۂ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی کوئی انتہا نہیں جسے کوئی انسان اپنے منہ سے بیان کر دے۔

۵۷:۔ قصیدہ بردہ ص ۱۱ مطبوعہ قاہرہ۔ امام شرف الدین ابو عبداللہ محمد البوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اور حمد وثنا میں وہ باتیں جو نصاریٰ اپنے نبی کے حق میں کہتے ہوئے انہیں خدا یا خدا کا بیٹا بنا دیتے ہیں، وہ چھوڑ دیں۔ اس کے علاوہ جو چاہیں مدح رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کرتے رہیں۔ یعنی آپ کا عظیم الشان جشن ومحفل میلاد منائیں اور آپ کی، بڑے بڑے الفاظ میں مدح وثنا کیا کریں۔ اور جتنی اور جس طرح اور جس زبان ولسان اور جس وقت وساعت اور جس مسجد ومکان میں چاہیں آپ کے اوصاف وصفات اور فضائل وخصائل کی تعریف وتوصیف کریں۔ کیونکہ آپ کے فضل وکمال کی کوئی حد وانتہا نہیں۔ اور امام بوصیری نے سچ کہا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدح وثنا میں فرمایا:- وإنك لعلی خلق عظیم "خلق عظیم فرمایا اور حد وانتہا نہیں بتائی۔

حافظ امام ابوذرعہ العراقی کا فتویٰ

شیخ محمد بن صدیق نے امام ابوذرعہ محدث عراقی سے، جشن ومحفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں کسی کا استفسار اور ان کا جواب وفتویٰ بیان کیا ہے۔ لکھتے ہیں،" سئل (ابوذرعة) عن فعل المولد، أمستحب أو مکروہ وھل ورد فیہ شیٔ أو فعلہ من یقتدی بہ؟

قال، إطعام الطعام مستحب فی کل وقت فکیف إذا انضم لذلك السرور بظھور نور النبوة فی ھذا الشھر الشریف۔ ولا نعلم ذلك من السلف۔ ولا یلزم من کونہ بدعة کونہ مکروھا۔ فکم من بدعة مستحبة بل واجبة"[1]

ترجمہ: (امام ابوذرعہ سے) محفل میلاد کے بارے میں پوچھا گیا، کیا یہ مستحب ہے یا مکروہ؟ کیا اس بارے میں کوئی حکم وارد ہوا ہے یا یہ کام کسی ایسے شخص نے کیا ہے جس کی اقتداء کی جاتی ہے؟ فرمایا (امام ابوذرعہ نے) کھانا کھلانا ہر وقت مستحب ہے۔ پس کیسے ہوگا جبکہ اس کے ساتھ نور نبوت کے اس ماہ مبارک میں ظہور کا سرور منسوب ہو۔ اور ہم سلف صالحین سے اس کے بارے میں

[1]: جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرعی حیثیت ص ۱۹۴، ص ۱۹۵ بحوالہ تشنیف الاذان ص ۱۳۶

کچھ علم نہیں رکھتے۔ لیکن، اس کا بدعت ہونے سے مکروہ ہونا لازم نہیں آتا۔ پس کئی بدعت ہیں جو مستحب ہیں بلکہ واجب ہیں۔

شیخ نجدی محمد بن عبد الوهاب[۴] کا فتویٰ

شیخ نجدی، اوصاف نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے منکر ہونے کے باوجود ابولہب کے واقعہ کی تصدیق کرتے ہوئے محفل میلاد کا اعتراف اور تعریف و توصیف کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں،
"وقد رؤی ابولھب بعد موته فی النوم فقیل له: ماحالك؟ فقال فی النار إلا أنه خفف عنی كل اثنين وأمص من بين إصبعیّ هاتين ماء وأشار برأس إصبعه وإن ذالك بإعتاقی ثويبة عندما بشرتنی بولادة النبی[۱]" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
شیخ نجدی آگے لکھتے ہیں، "فإذا كان هذا أبولهب الكافر الذی نزل القران بذمه جوزی بفرحته ليلة مولد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) به فما حال المسلم الموحد من أمته (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) يبشر بمولده[۲]"۔
ترجمہ: روایت ہے کہ ابولہب کو اس کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا۔ تو اسے پوچھا گیا، تیرا کیا حال ہے؟ بولا، میں آگ میں ہوں، مگر یہ کہ ہر پیر کو مجھ پر تخفیف کی جاتی ہے۔ اور انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ (ہر پیر کو) میں اپنی ان دونوں انگلیوں کے درمیان سے پانی پیتا ہوں (جن کے درمیان سے ٹھنڈا پانی رستا ہے) اور یہ اس لئے کہ میں نے ثوبیہ کو (اس انگلی سے) سے آزاد کیا تھا جب اس نے مجھے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت کی خوشخبری سنائی تھی۔
شیخ نجدی، آگے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے امام ابن جوزی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ "پس جب اس ابولہب کافر کو، جس کی مذمت میں قرآن حکیم نازل ہوا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شب ولادت پر خوشی کرنے پر اجر و جزا دی جاتی ہے تو آپؐ کی امت کے مسلم موحد کا کیا حال ہوگا جو آپؐ کی میلاد کی خوشی منائے"؟

[۱]، [۲]، [۴]:
مختصر سیرت الرسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ص۱۳ مطبوعہ: مکتبہ علمیہ لاہور۔ مولانا عبداللہ بن شیخ محمد بن عبد الوهاب النجدی۔
جشن میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شرعی حیثیت ص ۱۳۸، ص ۱۳۹۔ علامہ پروفیسر طاہر القادری مطبوعہ: ادارہ منہاج القرآن لاہور۔

قاضی فضل احمد نقشبندی کی، اثبات میلاد میں اعلیٰ تصنیف اور قابل قدر خدمات

قاضی صاحب نے ائمہ ومشائخ مصنفین کے کارناموں کا تفصیل سے ذکر کیا ہے جن کا مختصر بیان حسب ذیل ہے۔

(I) علامہ ملا علی بن سلطان ہروی القاری نے اثبات محفل میلاد میں ایک کتاب[1] تالیف کی ہے جس میں انہوں نے تمام ممالک اسلامیہ، مصر، شام، روم، اندلس، مغربی بلاد، ہندوستان اور مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ (زادہما اللہ شرفاً) وغیرہ وغیرہ میں عمل مولد شریف کا اجراء ثابت کیا ہے علامہ موصوف نے لکھا ہے کہ اس محفل کی عظمت یہ ہے کہ مشائخ وعلماء سے کوئی انکار نہیں کرتا اس میں شامل ہونے میں قاضی صاحب لکھتے ہیں، "پس درحقیقت یہ کتاب گویا اقالیم سبعہ کا ثبوت ہے۔"

(II) علامہ ابوسعید نورالدین بورانی نے بھی کل ملکوں سے مولد شریف کا ہونا ثابت کیا ہے۔ اور بادشاہ مصر کے حال میں لکھا ہے، "بادشاہ مصر سائبانے ساختہ بود کہ دوازدہ ہزار کس درسایۂ اوے نشستند درغایت آراستگی از جہت آنکہ دریں شب وروز آنرا برافرازند۔"

(III) علامہ سعید بن مسعود گازرونی نے بھی بہت ملکوں کے علماء وصوفیا سے مولد شریف کا ہونا ثابت کیا ہے۔

(IV) قاضی صاحب نے اپنی کتاب، "انوار آفتاب صداقت" میں عقیدہ (۱۹) کے تحت باب چہاردہم میں (جو ۱۴۵ صفحات پر پھیلا ہوا ہے) محفل وجشن میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اثبات وثبوت میں، کتب سماوی، عمل انبیاءؑ، احبار ورہبان یہود ونصاریٰ۔ قرآن مجید وحدیث سعید، عمل حضور پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، عمل اہلبیت، عمل خلفائے راشدین، عمل صحابہ وتابعین اور علماء ومشائخ عرب وعجم کے فتاویٰ وبیانات قلمبند

کئے ہیں۔[1] قاضی صاحب نے فی الحقیقت ایک بہت بڑی اور بےمثال ولازوال خدمت سر انجام دی ہے۔ فجزاہ اللہ خیر الجزاء۔ ہم نے اس کتاب میں، علاوہ ازیں کئی مقامات میں ان کے بیشمار حوالہ جات تحریر کئے ہیں۔

فتاوائے علماء ومشائخ حرمین شریفین ومقامات مقدسہ

اب آخر میں، ہم مفتیان ومشائخ حرمین اور جدہ وغیرہ کے، جشن ومحفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سلسلے میں، فتاویٰ بیان کرتے ہوئے جلد چہارم مکمل کر لیتے ہیں۔ اور طوالت کے خوف سے فتویٰ کے تراجم پر اکتفا کرتے ہیں۔

مشائخ ومفتیان مکہ معظمہ (زادہا اللہ شرفاً)

جان لو کہ میلاد شریف اس ہیئت کذائیہ کے ساتھ منانا مستحسن ہے۔ کیونکہ علمائے متقدمین نے اس کو مستحسن کہا ہے۔ اور قیام کو بھی مستحسن کہا ہے۔ اور اس کا منکر بدعتی (بدعت سیئہ کا مرتکب) ہے۔ اس لئے کہ وہ ایسے عمل کا انکار کر رہا ہے جو خداوند قدوس اور عامۃ المسلمین کے نزدیک مستحسن ہے۔

جس طرح کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی حدیث میں وارد ہوا ہے، "ماراہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن"۔ اور "مسلمون" سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام کی تکمیل کی جیسے علمائے عاملین ہیں۔ سارے علمائے عرب، مصر، شام، روم، اندلس سب نے زمانہ سلف سے اب تک اسے حسن قرار دیا ہے۔ پس اس پر اجماع الامۃ ہو گیا۔ پس یہ حق ہے گمراہی وضلال نہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، "میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوتی"۔ سو حاکم شریعت پر واجب ہے کہ اس کے منکر کو سزا دے۔ واللہ اعلم۔

اس فتویٰ پر مفتیان مذاہب اربعہ اور دیگر علمائے مکہ معظمہ (۴۲) مشائخ کے دستخط ومواہیر ثبت ہیں۔[2]

بقایا صفحہ سابقہ: کہ حق ولائق یہ ہے کہ ماہ مبارک کے تمام دنوں اور راتوں میں محفل میلاد منائی جائے انہوں نے محفل میلاد منانے اور جشن ومحفل میلاد میں اطعام طعام، مدح وثنا خوانی اور اظہار سرور وخوشی کی حمایت وتائید میں آیات واحادیث اور بیشمار جلیل القدر ائمہ ومشائخ کا تذکرہ فرمایا ہے مثلاً امام سخاویؒ، امام ابن الجزریؒ علامہ قاضی برہانی، علامہ جمالی امام ابو شامہؒ، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ، امام ابو اسحاقؒ امام ابن رجبؒ، امام بیہقیؒ امام سبکیؒ، امام قسطلانیؒ اور شاہ اربل علامہ ملک المظفر وغیرہم جنہوں نے خود محفل میلاد کی ہے اور اس پر کتابیں لکھی ہیں۔

[1] انوار آفتاب صداقت ج ۱، باب (۱۴)، ص ۳۸۵ تا ص ۳۹۰ مطبوعہ: مطبع ملک سراج الدین کشمیری بازار، لاہور۔ علامہ قاضی فضل احمد نقشبندیؒ۔

[2] انوار آفتاب صداقت ج ۱، ص ۳۸۳، ص ۳۸۴

مفتیان و مشائخ مدینہ منوّرہ (زادہا اللہ تعالیٰ شرفاً)

"جان لے، کہ جو دعوتیں میلاد شریف میں کی جاتی ہیں۔ یعنی مسلمانوں کے اجتماع میں بیانات اشیائے خورد و نوش کا خرچہ اور جناب رسول امین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ذکر ولادت پر قیام کرنا، گلاب کا پانی (عطریات) چھڑکنا، خوشبو کی چیزیں سلگانا، محفل کا مکان سجانا، قرآن کریم کی قرائت کرنا، نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر صلوٰۃ و سلام پڑھنا اور اظہارِ خوشی و سرور، بلاشبہ، یہ بدعت حسنہ و مستحبہ اور فضیلت مستحسنہ والے کام ہیں، سوا اس کا کسی بدعتی کے سوا، کوئی انکار نہیں کرتا۔ اس (بدعتی) کا قول ہرگز نہیں سننا چاہیئے۔ بلکہ حاکم اسلام پر واجب ہے کہ اسے سزا دے۔ واللہ اعلم!"

اس فتویٰ پر مدینہ منورہ کے (۳۰) علماء و مشائخ کے دستخط اور مہریں ثبت ہیں[۱]۔

مُفتیان و عُلماء جدّہ شریف (زادہا اللہ تعالیٰ شرفاً)

جان لے، بیشک کہ ذکر میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بہ ہیئت مجموعہ کذائیہ، بدعت حسنہ مستحبہ ہے۔ کوئی اس کا انکار نہیں کرتا، سوائے اس شخص کے کہ جس کے دل میں نفاق اور بغض و عداوت نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔ کس طرح اسے یہ (محفل ذکر میلاد کا انکار) گوارا ہوگا جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، "وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ" اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے شعائر کی تعظیم کرتا ہے سو، یہ دلوں کی پاکیزگی کے باعث ہے۔ (یعنی یہ اس بات کا ثبوت و نشانی ہے کہ تعظیم کرنے والے کا دل پاک ہے)

اس فتویٰ پر جدہ شریف کے (۱۰) مشائخ شریعت کی مواہیر و دستخط ثبت ہیں[۲]۔

۱، ۲:۔ انوار آفتاب صداقت ج ۱ ص ۳۸۴، ص ۸۵

مفتیانِ ومشائخ حدیدہ شریفہا (صانہا اللہ تعالیٰ)

ہاں، محفل پاک مولود شریف بہ ہیئت کذائیہ جائز بلکہ مستحب ہے۔ اس کے کرنے والے کو اجر وثواب ملے گا۔ اکثر علماء نے اس سلسلے میں کتابیں تصنیف کی ہیں۔ اور مولود منانے کی (لوگوں کو) ترغیب دی ہے۔ اور انہوں نے (مشائخ مصنفین نے) کہا ہے کہ اس کا، سوائے بدعتی کے، اور کوئی انکار نہیں کرتا۔ سو، حاکم شریعت پر واجب ہے کہ اسے سزا دے۔

اس فتویٰ پر (۱۲) علمائے شریعت کی مواہیر اور دستخط ثبت ہیں۔[۱]

یہ، صرف حرمین شریفین اور جدہ وغیرہ کا مسلک وفتویٰ نہیں، بلکہ سارے عرب کا علاقہ مشرق تا مغرب اس پر متفق نظر آرہا ہے۔ امام ابن جوزیؒ لکھتے ہیں، "لا زال أهل الحرمين الشريفين والمصر واليمن والشام وسائر بلاد العرب من المشرق والمغرب يحتفلون بمجلس مولد النبي صلى الله عليه وآله وسلم ويفرحون بقدوم هلال شهر ربيع الأول ويهتمّون اهتماما بليغا على السماع والقرائة لمولد النبي صلى الله عليه وآله وسلم وينالون بذالك أجرًا جزيلا وفوزا عظيما .... الخ"[۲]

صرف عرب نہیں بلکہ سارا عالم اسلام اپنے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، حبیب خدا کے ماہ مبارک میں آپؐ کا، والہانہ طور پر، جشن ومحفل میلاد منایا کرتا ہے۔ امام سخاوی (رحمہ اللہ تعالیٰ) لکھتے ہیں، "لا زال اهل الإسلام فى سائر الاقطار والمدن الكبار يحتفلون فى شهر مولده (صلى الله عليه وآله وسلم) ..... الخ اسیطرح اکثر وعاما تذکرہ نویس ومصنفین علماء ومشائخ کبار نے اس سلسلے میں اپنے اپنے بیانات وفتاویٰ کو کلمات، "لا زال/ لا يزال اهل الاسلام يحتفلون" سے شروع کیا ہے جس سے دو اہم نکتے واضح ہوتے ہیں (I) کلمہ "لا زال يحتفلون / لا يزال يحتفلون" سے عمل محفل

[۱]: انوار آفتاب صداقت ج۱ باب۱۴ ص۳۸۵ قاضی فضل احمد

[۲]: انوار آفتاب صداقت ج۱ باب۱۴، ص۳۵۸ ص۳۵۹۔

میں دوام ومداومت (II) اور کلمہ "اہل الاسلام" سے اس کا، سارے ممالک اسلامیہ میں عمومی نفاذ واجرا ثابت ہوتا ہے

مکہ معظمہ میں عید میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

علامہ پروفیسر طاہر القادری نے اپنی کتاب میں، ماہنامہ "طریقت لاہور" کا ایک مضمون بسلسلہ "عید میلاد النبی" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لکھا ہے جو حسب ذیل ہے:-

"روز پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں بڑی خوشی منائی جاتی ہے۔ اس کو عید یوم ولادت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہتے ہیں۔ اس روز جلیبیاں بکثرت بکتی ہیں۔ حرم شریف میں حنفی مصلے کے پیچھے مکلف فرش بچھایا جاتا ہے۔ شریف اور کمانڈر حجاز مع اسٹاف کے لباس فاخرہ زرق و برق کا پہنے ہوئے آکر موجود ہوتے ہیں۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جائے ولادت پر جاکر تھوڑی دیر نعت شریف پڑھ کر واپس آتے ہیں۔ حرم شریف مولد النبی ص تک دورویہ لالٹینوں کی قطاریں روشن کی جاتی ہیں اور راستے میں جو مکانات اور دوکانیں واقع ہیں ان پر روشنی کی جاتی ہے۔ جائے ولادت اس روز بقعۂ نور بنی ہوتی ہے۔ جاتے وقت ان کے آگے مولود خوان نہایت خوش الحانی سے نعت شریف پڑھتے چلے جاتے ہیں۔ ۱۱ ربیع الاول بعد نماز عشاء حرم محترم میں محفل میلاد منعقد ہوتی ہے۔ ۲ بجے شب تک نعت، مولود اور ختم پڑھتے ہیں۔ اور رات مولد النبی ص پر مختلف جماعتیں جاکر نعت خوانی کرتی ہیں۔ ۱۱ ربیع الاول کی مغرب سے ۱۲ ربیع الاول کی عصر تک ہر نماز کے وقت ۲۱۔ توپ سلامی کے "قلعہ جیاد" سے ترکی توپ خانہ سر کرتا ہے۔ ان دنوں میں اہل مکہ بہت جشن کرتے ہیں، نعت پڑھتے اور کثرت سے مجالس میلاد منعقد کرتے ہیں۔[1]

[1]:- ماہنامہ طریقت لاہور۔ جنوری ۱۹۱۷ء۔ ص ۲،۳۔
جشن میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شرعی حیثیت ص ۲۴۱۔ علامہ طاہر القادری۔

مکہ معظمہ کی تقریب میلاد کا ایک نظارہ

گیارہویں ربیع الاول کو مکہ مکرمہ کے در و دیوار عین اس وقت توپوں کی صدائے بازگشت سے گونج اٹھے جبکہ حرم شریف کے موذن نے نماز عصر کے لئے اللہ اکبر، اللہ اکبر کی صدا بلند کی سب لوگ آپس میں ایک دوسرے کو عید میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر مبارکباد دینے لگے۔ مغرب کی نماز ایک عام مجمع کے ساتھ شریف حسین نے حنفی مصلے پر ادا کی۔ نماز سے فراغت پانے کے بعد سب سے پہلے قاضی القضاۃ نے حسب دستور شریف کو عید میلاد کی مبارکباد دی۔ پھر تمام وزراء اور ارکان سلطنت ایک عام مجمع کے ساتھ جس میں دیگر اعیان شہر بھی شامل تھے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مقام ولادت کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ شاندار مجمع نہایت انتظام و احتشام کے ساتھ مولد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف روانہ ہوا۔ قصر سلطنت سے مولد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تک راستے میں دو رویہ اعلیٰ درجہ کی روشنی کا انتظام تھا۔ اور خاص کر مولد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو اپنی رنگ برنگ روشنی سے رشک جنت بنا ہوا تھا۔ زائرین کا یہ مجمع وہاں پہنچ کر مؤدب کھڑا ہو گیا اور ایک شخص نے نہایت موثر طریقے سے سیرت احمدیہ بیان کی جس کو تمام حاضرین نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ سنتے رہے۔ اور ایک عام سکوت تھا جو تمام محفل پر طاری تھا۔ ایسا متبرک مقام کی بزرگی کسی کو حرکت کرنے کی بھی اجازت نہیں دیتی تھی۔ اور اس یوم سعید کی خوشی ہر شخص کو بے حال کئے ہوئے تھی۔ اس کے شیخ فواد نائب وزیر خارجہ نے ایک برجستہ تقریر کی جس میں عالم انسانی کے اس انقلاب عظیم پر روشنی ڈالی کہ جس کا سبب وہ خلاصۃ الوجود ذات تھی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ آخر میں فاضل مقرر نے ایک نعتیہ قصیدہ پڑھا جس کو سن کر سامعین بہت محظوظ ہوئے۔ اس سے فارغ ہو کر سبھوں نے مقام ولادت کی ایک ایک کرکے زیارت کی۔ پھر واپس ہو کر

حرم شریف میں نماز عشاء ادا کی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد سب حرم شریف کے ایک دالان میں مقررہ سالانہ بیان سننے کے لئے جمع ہو گئے۔ یہاں بھی مقرر نے نہایت خوش اسلوبی سے اخلاق واوصاف نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بیان کئے۔

عید میلاد کی خوشی میں تمام کچہریاں، دفاتر اور مدارس بھی بارہویں ربیع الاول کو ایک دن کے لئے بند کر دیئے گئے۔ اور اس طرح یہ خوشی اور سرور کا دن ختم ہو گیا۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ اسی سرور و مسرت کے ساتھ پھر یہ دن دکھا دے! آمین

این دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد!

علامہ طاہر القادری نے یہ دونوں اقتباسات امروز میگزین اشاعت ۲۱ اکتوبر ۱۹۸۸ء سے لئے جس نے رسالہ، ماہنامہ طریقت لاھور سے اور طریقت نے مکہ مکرمہ کے اخبار، "القبلۃ" سے اخذ کئے ہیں[۱]

ائمہ شریعت وپیشوایان امت کا محفل میلاد میں فتویٰ

امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

امام اعظم، امام الائمہ حضرت امام ابوحنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مدح وثنا میں ایک شایان شان قصیدہ تنشید کر کے آپ ﷺ کی محفل میلاد منائی، جو حسب ذیل ہے:-

أنت الذی لما توسل آدم	من ذلة بك فاز وهو اباك[۲]
وكذلك موسیٰ لم یزل متوسلا	بك فی القیامة یحتمی بجماك
یا أكرم الثقلین، یا كنز الوریٰ	جدلی بجودك وارضنی برضاك
أنا طامع بالجود منك لم یكن	لأبی حنیفة فی الأنام سواك

اور یہ قصیدہ[۳]، امام صاحب موصوف کا، اس باب میں واجب تقلید ولائق تائید فتویٰ ہے۔

[۱]:- جشن میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شرعی حیثیت ص ۲۴۲ ص ۲۴۳ بحوالہ ماہنامہ طریقت لاہور ص ۲۱، ۲۲، ۲۳ مارچ ۱۹۸۷ء۔

[۲]:- البصائر ص ۱۳۴ مطبوعہ استنبول، علامہ حمد اللہ دیوبندی

[۳]:- آپ رضی اللہ عنہ کا یہ قصیدہ مدح وثنا بھی ہے اور توسل ودعا بھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے توسل انبیاء کا ذکر کرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت شان میں عظیم الشان محفل منادی۔

حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام الحدیث والفقہ امام مالک بن انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے خلیفہ ابو جعفر عباسی سے ملاقات و مباحثہ کے دوران (مسجد نبوی کے اندر) نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شان و عظمت میں ایک عظیم الشان وعظ و تقریر فرما کر محفل میلاد منائی۔ جس کا ہم طوالت کے خوف سے، یہاں ترجمہ تحریر کر دیں گے۔

خلیفہ ابو جعفر عباسی مسجد نبوی ص میں حضرت امام مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے (کچھ اونچی آواز میں) گفتگو کر رہے تھے تو امام صاحب رض نے (انہیں نصیحت کرتے ہوئے) فرمایا اے امیر المومنین! اپنی آواز اس مسجد میں بلند نہ کر۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو (اس بات پر کہ ان کی آوازیں دربار نبوی میں اونچی ہو گئی تھیں) تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا، "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ" الآیہ۔ اور مدح فرمائی ایک قوم کی (جنہوں نے اس تنبیہ پر دربار نبوی میں اپنی آوازیں بہت نیچے کر دیں) سو فرمایا "اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ" الآیہ اور ایک قوم کی مذمت فرمائی، "اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ" الآیہ

اور بیشک، آپ ص کی تعظیم و احترام ممات کی حالت میں ایسا ہے جیسا کہ حیات کی حالت میں۔ پس ابو جعفر عجز و انکساری کرنے لگے اور عرض کیا (امام صاحب سے) "اے ابا عبد اللہ! کیا میں قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگ لوں، یا، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف منہ کر لوں؟"، سو امام صاحب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا، "کیونکر تو اپنا منہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پھیر لیتا ہے حالانکہ آپ ص تیرا وسیلہ ہیں اور تیرے بابا آدم (علیہ السلام) کا بھی وسیلہ ہیں اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں قیامت تک۔ بلکہ آپ ص کی جانب اپنا منہ کر لے اور آپ ص کی شفاعت مانگ لے تو، اللہ تعالیٰ آپ ص کی، تیرے حق میں شفاعت قبول کر دے گا"[۵]

۵: الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ج ۱ ص ۴۱۔ مطبوعہ: بیروت۔ علامہ قاضی عیاض رح۔

شفاء السقام فی زیارت خیر الانام علیہ الصلاۃ والسلام ص ۱۵۲۔ مطبوعہ: المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ، لائلپور پاکستان۔ امام فقہ و حدیث شیخ تقی الدین السبکی رح

اسی طرح، امام مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ابو جعفر امیر المومنین اور اجتماع المسلمین میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عظمت وشان اور روضۂ اقدس کے اکرام واحترام کے بارے میں وعظ ونصیحت کرتے ہوئے محفل میلاد منائی - اور آپؓ کی یہ تقریر وبیان نصیحت وہدایت کے ساتھ ساتھ فتوائے شریعت بھی ہے -

حضرت امام محمد بن ادریس الشافعی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرت امام شافعی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی فضیلت وفضائل میں فرماتے ہیں، "جس نے میلاد شریف کے لئے مسلمانوں کو جمع کیا اور کھانا تیار کرایا اور اس کو پڑھوانے کا سبب بنا تو اللہ تعالیٰ اس کو بروز حشر صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ اٹھائے گا اور وہ جنت نعیم میں داخل ہوگا۔"[ا]

امام صاحب کی یہ تحریض وتخضیض اور یہ اہم وعظیم فتویٰ، اس سلسلے میں ایک نہایت قوی اور ناقابل تردید حجت ودلیل ہے جو امت مسلمہ کے لئے بلد ومشعل راہ ہے۔

[ا] :- النعمۃ الکبریٰ ص۱
علامہ ابن حجر مکیؒ
میلاد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ص۱۷ -
علامہ خطیب پاکستان
مفتی محمد شفیع اوکاڑوی -

ع :- امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل و دماغ میں عظمت ومحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر سمائی ہوئی تھی کہ آپؓ دن رات جمال وجلال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصور وخیال میں محو وشیدا رہتے تھے - آپؓ جب مدینہ پاک کی گلیوں میں چلتے تو دیواروں کے ساتھ کنارے کنارے چلتے پوچھنے پر فرماتے کہ ان میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلے ہیں تو میں آپؐ کے پاؤں کے نشانات ومقامات پر پاؤں نہیں رکھ سکتا - آپؓ، مدینہ پاک کی سرزمین پر ہمیشہ پیدل چلتے امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے آپ کے پاس بہت سے عمدہ خراسانی گھوڑے اور خچر دیکھے - میں نے آپؓ سے ان کی بات کی تو آپؓ نے وہ سب مجھے بخشدیئے میں نے کہا کہ ان میں سے اپنے لئے کوئی ایک سواری رکھ لیں تو فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ میں اس زمین پر سواری کروں جس میں روضۂ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے -

امام صاحب کو روضۂ اقدس سے اس قدر حب وشغف تھا کہ آپ نے مدینۂ پاک کی سکونت لازم کر رکھی تھی - ہارون الرشید نے ایک دفعہ آپ کو تین ہزار دینار عطیہ دیئے تھے بعد از ان اصرار کیا کہ چل کر دار الخلافہ بغداد میں رہیں تاکہ عوام الناس وہاں آپ کے علم سے فائدہ اٹھا سکیں - آپؓ نے خلیفہ کے دینار واپس کرتے ہوئے کہا کہ میں روضۂ اقدس اور جوارِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قیمت پر چھوڑنے کے لئے تیار نہیں -

الاکمال فی اسماء الرجال ص۶۲۴ -

حضرت امام احمد بن محمد بن حنبل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا فتویٰ

حضرت امام احمد بن حنبل شیبانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے فضائل وخصائل کی تعریف وتوصیف اور آپ کے اوصاف وصفات کے ذکر وبیان سے بیحد وبے انتہا شوق وشغف رہتا تھا۔ ایک دفعہ معراج رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا تذکرہ اور دیدار الٰہی کا بیان ہو رہا تھا تو امام صاحب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا، "أنا أقول بحدیث ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) بعینہٖ راٰہ، راٰہ......حتیٰ انقطع نفسہ یعنی نفس أحمدَ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)[1]۔ یعنی ایک بار نہیں کہا، دو بار نہیں تین نہیں بلکہ یہاں تک بولتے رہے کہ آپؓ کا سانس رک گیا۔ اس میں امام صاحب کی، حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات وصفات ومحفل میلاد اور محفل رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے گہری محبت وگہری دلچسپی کا ثبوت اور ہمارے لئے ہدایت وفتویٰ ہے۔

عقیدہ دار العلوم دیوبند ومسئلہ محفل میلاد اور مزید علمائے دیوبند کے فتوے

ہم نے باب الفتاویٰ کی ابتدا علمائے دیوبند سے کی تھی، اور اب چاہتے ہیں کہ اس کی انتہا ہیں علمائے دیوبند کا اس سلسلے میں جامع عقیدہ اور مزید دیوبندیوں کے فتوے درج

[1]:- ترجمہ:- میں ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی حدیث پر فتویٰ دیتا ہوں، کہ آپ نے اپنی آنکھوں سے اسے (اللہ تعالیٰ کو) دیکھا، اسے دیکھا۔ یہاں تک کہ ان کا سانس بند ہو گیا۔ یعنی احمدؓ کا۔
پس ہمیں چاہئے کہ ہم امام موصوف کی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلیٰ اعلیٰ اوصاف وصفات کا نہایت گہرے شوق وذوق کے ساتھ بیان کرتے ہوئے اپنی گہری محبت ودلچسپی اور آپ کے اعزاز واکرام کا اظہار کیا کریں۔ تاکہ پوری دنیا اپنے رسول کریم کے اعلیٰ اعلیٰ درجات وکمالات سے مطلع ہو کر آپ پر ایمان لانے کیلئے تیار ہو جائے۔
ع:- امام سیوطیؒ نے امام احمد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی یہ حدیث روایت کی ہے۔ لکھتے ہیں، "أخرج أحمد بسند صحیح عن ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رأیت ربی عز وجل"۔ الخصائص الکبریٰ ج۱ ص ۱۶۱

[1]:- تفسیر روح البیان سورۃ الاسراء ص ۲۲۳ امام اسمٰعیل حقیؒ، تفسیر قرطبی سورۃ اسراء ص ۵۶۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبیؒ، الشفاء ج۱ ص ۱۹۷۔ علامہ قاضی عیاضؒ

کرینگے تاکہ حجت جامع وقوی ہو۔

عقیدۂ دار العلوم :۔ علامہ خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی :۔ علامہ موصوف[1] نے (عقائد علمائے دیوبند) میں عنوان (عقیدہ دربارۂ میلاد شریف) کے تحت اپنا فتویٰ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حمار کے پیشاب کا بیان اور آپ ﷺ کے بول وبراز کا تذکرہ بہ درجہ اعلیٰ مستحب ہے۔

علامہ احمد علی سہارنپوری دیوبندی :۔ علامہ[2] صاحب، ابولہب کی تخفیف عذاب کی حدیث کے تحت لکھتے ہیں (ترجمہ): "پس نفع دیا اس (ابولہب) کو اس کے (ثویبہ رضی اللہ عنہا کے) عتق نے۔ اور نفع دینے کے یہ معنی ہیں کہ اس کے (ابولہب کے) عمل سے یہی باقی رہا اور سارے اعمال کی طرح نہیں مٹ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت کے باعث"

علامہ حمد اللہ داجوی دیوبندی :۔ علامہ موصوف منکرین کے اس گستاخانہ قول، "کہ میلاد النبی ﷺ گاندھی کی تقلید ہے" کی تردید وجواب میں لکھتے ہیں، (ترجمہ) "شدید تعجب کی بات ہے! کیونکہ ذکر اوصاف رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں عظیم شرف ہے جبکہ روایات صحیحہ سے ہو۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے احوال، معجزات، عبادت گزاری اور معاملات کا بیان سب آپ ﷺ کی محبت کا ذریعہ وسبب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ترجمہ: کہہ دے (اے میرے حبیب ﷺ) اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو...... الایہ اور سلف صالحین آپس میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے احوال کا تذکرہ کیا کرتے تھے یہاں تک کہ صحابۂ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) آپ ﷺ کے احوال کا آپس میں مذاکرہ کرتے تھے۔ لیکن تخصیص وقت تخصیص مہینہ کی طرح ہے احوال واوصاف بیان کرنے کے لئے سو، اس میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ عورتیں آپ ﷺ کی خدمت میں جمع کی جاتی تھیں ایک دن میں، ایک مکان میں جب آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ فلاں دن فلاں مکان میں جمع ہو جاؤ۔ اور آپ ﷺ انہیں وعظ وتبلیغ فرماتے لیکن منکرات (غیر مشروع وناجائز امور) سو

[1] عقائد علمائے دیوبند ص۳۱ بحوالہ البصائر ص۱۰۲ مطبوعہ: استانبول علامہ حمد اللہ دیوبندی

[2]: حاشیہ صحیح بخاری ج۲ ص۷۶۴ مطبوعہ: نور محمد اصح المطابع کراچی۔

ہم نے بتادیا کہ معروف (اچھے کام) کسی بری بات کی شمولیت کی وجہ سے نہیں چھوڑے جاتے جیسے کہ اتباع جنازہ گریہ وزاری کرنے کی وجہ سے نہیں چھوڑا جاتا۔"[۵۱]

فیصلہ: علامہ خلیل احمد کے بیان سے یہ واضح ہوا کہ، یہ، ایک دیوبندی کا فتویٰ نہیں، دو کا نہیں، دس کا نہیں بلکہ یہ جامعہ دیوبند کا جامع آئین ومنشور ہے کہ تذکرہ اوصاف واحوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بجائے خود آپؐ کے حمار کے بول کا ذکر وبیان بھی اعلیٰ درجہ کے مستحبات میں شمار ہوتا ہے۔ پس دیوبندی حضرات یا تو، محفل میلاد مانیں، منائیں اپنے جامعہ کے پیش نظر یا پھر اپنی دیوبندیت سے ابرا کریں۔ کیونکہ ان کا عقیدہ جامعہ کے خلاف ہے۔

ظہور القدسی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی متفق علیہ تاریخ

حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی تاریخ ولادت میں قدرے اختلاف ہے۔ لیکن ہم محض صحیح ومتفق علیہ تاریخ ودن بیان کردیں گے۔ جو پیر کا دن بارہ ربیع الاول سال فیل ہے۔

امام احمد بن محمد قسطلانیؒ لکھتے ہیں، "والمشھور أنہ (صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم) ولد یوم الإثنین ثانی عشر ربیع الاول وھو قول محمد بن اسحاق وغیرہ وعلیہ عمل أھل مکۃ قدیما وحدیثا فی زیارتھم موضع مولدہ فی ھذا الوقت[۵۲]"۔ علامہ علی قاریؒ نے اپنی کتاب "المورد الروی" میں حرف بحرف یہی فتویٰ لکھا ہے۔[۵۳]

امام محمد بن عبد الباقی زرقانی (رحمہ اللہ تعالیٰ) اس کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

"وقال ابن کثیر وھو المشھور عند الجمھور وبالغ ابن الجوزیؒ وابن الجزارؒ فنقلا فیہ الاجماع وھو الذی علیہ العمل[۵۴]"۔

امام ابن اثیرؒ اور علامہ ابن ہشامؒ بھی اسی قول وروایت کو اختیار

۵۱:۔ البصائر ص۲۰۱ مطبوعہ استانبول

۵۲، ۵۳:۔ علامہ احمد بن محمد، القسطلانیؒ، علامہ محمد بن عبد الباقی الزرقانیؒ، میلاد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ص۱۴، ص۱۵۔ علامہ مفتی محمد شفیع اوکاڑوی۔

۵۴:۔ المورد الروی فی المولد النبوی ص۹۷، ص۹۸۔ مطبوعہ: مرکز تحقیقات اسلامیہ، شادمان لاہور۔ علامہ ملا علی قاریؒ

کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ولد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یوم الاثنین لاثنتی عشر لیلۃ خلت من شہر ربیع الاول"[1]

عارف باللہ واصل باللہ علامہ ملا جامی (رحمہ اللہ تعالی) عاشق رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرماتے ہیں:

"ولادت وے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) روز دوشنبہ دوازدہم ربیع الاول پنجاہ وپنجروز بعد از واقعہ فیل بود"[2]

امام المورخین علامہ ابن جریر طبری فرماتے ہیں: "ومولود حضرت رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آن سال بود کہ ابرہہ سپاہ وپیل بدر کعبہ آوردہ بود وہلاک گشت ورسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) درانسال بوجود آمدہ بود درروز دوشنبہ دوازدہم شہر ربیع الاول"[3]۔

شیخ المحدثین علامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے بھی یہی ماہ تاریخ تحریر کی ہے۔[4]

پس صحیح ومفتی بہ تاریخ یہی ہے۔

سارا ماہ ربیع الاول واجب التعظیم ہے۔

امام سیوطی نے حدیث صوم یوم الاثنین کو جشن ومحفل میلاد کی اصل وماخذ قرار دیتے ہوئے پورے ماہ ربیع الاول کی تعظیم وتکریم ثابت وواجب کی ہے۔ فرماتے ہیں:

"لکن أشار علیہ السلام إلی فضیلۃ ھذا الشھر العظیم بقولہ للسائل الذی سالہ عن صوم یوم الاثنین:۔ "ذاک یوم ولدت فیہ" فتشریف ھذا الیوم متضمن تشریف ھذا الشھر الذی ولد فیہ فینبغی أن نحترمہ حق الاحترام ونفضلہ بما فضل اللہ بہ الاشھر الفاضلۃ"[5]

---

[1] الکامل فی التاریخ لابن اثیر ج۱ ص۲۰۵۔ السیرۃ النبویہ لابن ہشام ج۱ ص۱۵۸۔ میلاد مصطفی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ص۱۵

[2] شواہد النبوۃ ص۳۲ علامہ ملا جامی۔ میلاد ص۱۵۔

[3] تاریخ طبری ج۲ ص۲۳۹ میلاد ص۱۵۔

[4] مدارج النبوۃ ج۲ ص۱۴۔ علامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی۔ میلاد ص۱۶۔

[5] الحاوی للفتاوی ج۱ ص۱۹۴۔ امام جلال الدین سیوطی

ترجمہ: لیکن آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے سائل کے جواب میں جس نے آپ سے پیر کے روزہ کے بارے میں سوال کیا تھا، اپنے قول، "یہ ایک روز ہے جس میں میں پیدا ہوا تھا" سے اس ماہ عظیم کی فضیلت کی طرف اشارہ فرمایا۔ پس اس دن کی تشریف، اس مہینے کی تشریف کو ضمن میں لئے ہوئے ہے، جس میں آپ پیدا ہوئے۔ سو واجب ولازم ہے کہ ہم اس (مہینے) کالازمی احترام کریں اور اسے وہ فضیلت دیں جو فضیلت اللہ تعالیٰ نے دوسرے فضیلت ناک مہینوں کو دی ہے۔

امام موصوف آگے لکھتے ہیں، "فعلی ھذا ینبغی اذا دخل ھذا الشھر الکریم أن یکرم ویعظم ویحترم الإحترام اللائق بہ اتباعا لہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فی کونہ کان یخص الاوقات الفاضلۃ بزیادۃ فعل البر فیھا وکثرۃ الخیرات"۔[۵۷]

ترجمہ: سو اسی بات پر، یہ لازم ہے کہ جب بھی یہ ماہ مکرم داخل ہو۔ اس کی تکریم و تعظیم اور مناسب احترام کیا جائے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اتباع میں کہ آپ فضیلت ناک اوقات کو، زیادہ نیکی اور کثرت بھلائی کے ساتھ مخصوص فرمایا کرتے تھے۔

۵۷: الحاوی للفتاوی ج ۱ ص ۱۹۴ مطبوعہ: مکتبہ نوریہ رضویہ۔ امام سیوطی رح

شب میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شب قدر سے افضل واعلیٰ ہے (زادہا اللہ فضلاً)

امام قسطلانی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اپنی کتاب میں، شب میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عظمت وشان بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں، (ترجمہ) "شب میلاد، مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر شبِ قدر سے افضل و برتر ہے:-

(I) شب میلاد، خود حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ظہور کی رات ہے۔ اور شب قدر حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو عطا کی گئی ہے (یعنی یہ، آپ کا عطیہ وتحفہ ہے اور اس کی قدر وشرف تحفہ ہونے کی نسبت سے ہے) اور ظاہر ہے کہ جس رات کو ذات اقدس

(صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے شرف ملا وہ اس رات سے افضل واشرف ہے جسے آپ ؐ کو دیئے جانے کی وجہ سے شرف ملا ہے۔ اور اس میں کوئی نزاع نہیں ؎۔ لہٰذا شب میلاد شب قدر سے افضل ہوئی۔

(II) دوسری وجہ یہ ہے کہ لیلۃ القدر نزولِ ملائکہ کی وجہ سے مشرف ہوئی اور لیلۃ المیلاد حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے نفس نفیس کے ظہورِ مبارک سے شرف یاب ہوئی۔

(III) تیسری وجہ یہ ہے کہ لیلۃ القدر میں امت محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر فضل واحسان ہے اور لیلۃ المیلاد میں سارے موجودات عالم پر فضل واحسان ہے۔ کیونکہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) وہ ذات پاک ہیں کہ جن کو اللہ تعالےٰ نے "رحمۃ للعلمین" بنا کر بھیجا" پس آپ ؐ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تمام خلائق پر عام ووسیع ہو گئیں سو، شب میلاد بلحاظ نفع ومفاد شب قدر سے زیادہ ہے لہٰذا شب میلاد اس سے افضل واعلیٰ ہوگئی۔

اے ماہ میلاد! (تو خوش رہے!) کس قدر تو افضل واشرف ہے! کتنی عظیم ووافر ہے تیری راتوں کی عزت وحرمت! گویا کہ وہ (دونوں جہانوں کے گلے کے) ہاروں کے مروارید وموتیاں ہیں"۔ ؎

جشن ومحفل میلاد میں، انتظام طعام، عمل قیام اور ہدیہ صلوٰۃ وسلام

جشن ومحفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں حاضرین جلسہ ومقررین اجلاس اور نعت خوانان ومہمانان محفل کی خاطر انتظام خورد ونوش واطعام طعام بہت ہی مستحسن واحسن عمل ہے۔

لیکن بعض لوگ ایسے کار خیر وکار ثواب کو بدعت وغیرہ کہہ کر ناجائز وحرام کہتے ہیں وہ لوگ حقیقت میں، رحمت للعلمین (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی رحمت ومحبت سے محروم وبعید اور مستحقِ عذاب شدید ہیں۔

؎: رسالہ درمیلاد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ص ۱۲، ص ۱۳۔ مطبوعہ: تحریک اہلسنت پاکستان کراچی۔ علامہ مفتی محمد شفیع اوکاڑوی رح۔

ع: یعنی اس پر اتفاق واجماع امت ہے۔

ہم یہاں اطعام طعام کے جواز وثبوت میں دلیل ودلائل لاکر اہل عقیدہ واہل یقین کا عقیدہ ویقین پختہ کراکر عین الیقین وحق الیقین بنادیں گے۔

اطعام طعام، حقیقت میں سخاوت ہے۔ پھر جشن ومحفل میلاد میں سخاوت تمام انواع واقسام سخاوت سے بلند وبالا اور احسن واعلیٰ ہے۔ جس طرح کہ مسجد نبوی میں (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب ہونے کے باعث) ایک نماز پچاس ہزار نمازوں کا درجہ رکھتی ہے[1] اس طرح جشن ومحفل میلاد میں اطعام طعام وسخاوت دوسری سخاوتوں پر ہزارہا درجہ فضیلت رکھتی ہے۔

(I) قرآن حکیم میں سخاوت وانفاق فی سبیل اللہ کے بارے میں ارشاد ہے، "مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ"[2]

یہ تو عام انفاق فی سبیل اللہ کا اجر ودرجہ ہے کہ ایک کے سات سو اور اس سے بھی زیادہ ہوگا۔ قرآن حکیم میں، اس سلسلے میں صدہا آیتیں نازل ہوئی ہیں۔

(II) نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا، اسخیا وسخاوت فی سبیل اللہ کی شان میں، فرمان ہے، "السخی قریب من اللہ قریبٌ من الجنۃ قریب من الناس بعید من النار"۔ آگے اسی حدیث شریف میں فرمارہے ہیں، "ولجاھل سخی احب الی اللہ من عابد بخیل" (رواہ الترمذی)[3] یہ تو ہے عام اسخیاء وسخاوت کا درجہ ورتبہ۔ اور جو سخاوت واطعام طعام نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت ونبوت کی خوشی واعزاز میں کیا جاتا ہے، اس کا کیا کہنا! اس کا تو اجر ودرجہ کسی اعلیٰ سے اعلیٰ سخاوت وانفاق سے پچاس ہزار گنا ہوگا۔

امام سیوطی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث روایت کی ہے کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ف ۱:- مشکاۃ المصابیح ج ۱ ص ۶۲ اربعین العینی ص ۲۰۔ علامہ عینی۔

ف ۲:- البقرہ، آیت (۲۶۱)، ع (۳۶)۔ ترجمہ:- مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں ایسی ہے کہ جیسے ایک دانہ اس سے اگیں سات بالیں ہر بال میں سو سو دانے ہوں اور اللہ تعالیٰ بڑھاتا ہے جس کے لئے چاہے اور اللہ تعالیٰ کشادگی دینے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

ف ۳:- مشکاۃ المصابیح ج ۱ ص ۱۶۴ اربعین العینی ص ۳۲۔

نے نبوت کے بعد اپنی ذات اقدس کی طرف سے عقیقہ کیا تھا - امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیقہ پیدائش کے ساتویں دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبد المطلب نے خود ہی کیا تھا اور عقیقہ دوبارہ نہیں کیا جاتا لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دنبہ اپنی نبوت کی خوشی و اظہار شکر میں کاٹا تھا[1]

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت و نبوت کی خوشی میں اظہار سرور و مسرت، اجتماع و احتفال اور اطعام طعام و بذل مال کے جواز و ثبوت میں اصل و ماخذ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں، "فیستحب لنا أیضاً اظهار الشکر بمولده بالاجتماع واطعام الطعام ونحو ذالك من وجوه القربات واظهار المسرات۔"[2]

اعتاق ثوبیہ، اس سلسلے میں بہت بڑی حجت و دلیل ہے، جنہیں ابولہب نے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت کی بشارت پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے آزاد کیا تھا تو رب العزت اس بذل مال پر جو اس نے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت کی خوشی و اعزاز میں کیا تھا، اس قدر خوش ہوئے کہ اس کافر و مشرک کا یہ عمل و ثواب اس کے لئے باقی رکھا جس سے اس کے عذاب میں ہر پیر کو تخفیف فرمائی۔ اور اس کی انگلیوں کو (جن سے اشارہ کر کے ثوبیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا تھا) بھی اتنی عزت و اہمیت بخشی کہ ان کی پوروں سے ہر پیر کو اسے پانی عطا فرمایا۔

مولانا احمد علی سہارنپوری دیوبندی ابولہب کی تخفیفِ عذاب کی حدیث میں (جسے امام بخاری نے روایت کی ہے) لکھتے ہیں، "(ترجمہ): پس نفع دیا اس کو، اس (ثوبیہ رضی اللہ عنہا) کے عتق نے اور نفع دینے کے یہ معنی ہیں کہ اس (ابولہب) کے عمل سے یہی باقی رہا اور اس کے سارے اعمال کی طرح مٹ نہیں گیا، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی برکت کے باعث"[3]

امام شمس الدین محمد بن الجزری الشافعی ابولہب کافر کی تخفیف عذاب کا واقعہ

---

[1]، [2]:- الحاوی للفتاوی، ج ۱ ص ۱۹۶ مطبوعہ: المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ - لائلپور۔

ترجمہ: پس ہمارے لئے بھی مستحب ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم پیدائش پر، جشن و جلوس کرکے کھانا کھلانے اور اس طرح سے مختلف نیکی و بھلائی کے کام کرنے اور خوشیاں منانے سے اظہار شکر کرنا۔

[3]:- حاشیہ صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۶۴۔ مطبوعہ: نور محمد اصح المطابع کراچی۔

بیان کرتے ہوتے لکھتے ہیں، (ترجمہ) پس، نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی امت کے ایک موحد مسلم کا، جو آپ کی ولادت پر خوشی منائے اور اپنی گنجائش کا مال خرچ کرلے، کیا درجہ ہوگا؟[۱]

بے شمار علماء و محدثین نے ابو لہب کی تخفیف عذاب اور میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی برکات کے آثار کا واقعہ بیان کرتے ہوتے اہل ایمان واہل ایقان کو محفل میلاد منانے کی ترغیب دی ہے۔

دنیا میں سب سے پہلے، سب سے بڑا پروگرام جشن و میلاد شاہ اربل علامہ الملک مظفر الدین ابو سعید کو کبری بن زین الدین علی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے شروع کیا۔ امام سیوطی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ان کے جشن میلاد کے اخراجات کی تفصیل اور کھانوں کی قسمیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں، "وکان یصرف علی المولد فی کل سنة ثلثمائة[۲] الف دینار"

امام ابن کثیر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) شاہ اربل و شاہانہ محفل کے بارے میں لکھتے ہیں، "کان یعمل المولد الشریف فی ربیع الاول ویحتفل بہ احتفالا ھائلا وکان شھما شجاعا بطلا عاقلا عالما عادلا رحمہ اللہ واکرم مثواہ[۳]"

امام سیوطی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فاکہانی کے اعتراض کی تردید میں بیان کرتے ہیں کہ بادشاہ اربل ملک مظفر الدین خود بڑے عالم فاضل تھے پھر ان کی منعقدہ محفل و جشن میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں اعیان علماء و فضلا اور مشائخ دین شامل ہوتے تھے مگر کسی نے کبھی کوئی اعتراض و انکار نہیں کیا بلکہ علامہ ابن دحیہؒ نے اسے پسند کرتے ہوئے میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے فضل و شان میں ایک کتاب، "التنویر فی مولد البشیر"، لکھی[۴]

علامہ ابن دحیہ اپنے زمانے میں امام وقت و عالم فاضل تھے اور ان کا فتویٰ

---

[۱]: الحاوی للفتاویٰ ج۱ ص۱۹۶ بحوالہ عرف التعریف بالمولد الشریف امام شمس الدین محمد بن الجزری الشافعیؒ

[۲]: ترجمہ: اور میلاد شریف پر ہر سال تین لاکھ دینار خرچ کرتے تھے الحاوی للفتاویٰ ص۱۹۰

[۳]: ترجمہ: ربیع الاول میں محفل میلاد شریف منایا کرتے اور انتہائی عظیم اجتماع کرتے۔ اور وہ (شاہ اربل) نہایت تیز فہم، بہادر، دلیر، دانشمند، عالم فاضل اور عادل تھے۔ الحاوی للفتاویٰ ص۱۸۹ امام جلال الدین سیوطیؒ

[۴]: الحاوی ج۱ ص۱۸۹ امام سیوطیؒ

معتمد و مستند مانا جاتا تھا۔ امام ابن خلکان علامہ موصوف کے باب میں لکھتے ہیں، "کان من اعیان العلماء ومشاهیر الفضلاء"[1]

امام سیوطیؒ، مولانا فاکہانی کے رسالہ کی، نہایت جامع و مدلل طریقے سے، تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں، "لان هذا القسم مما احدث ولیس فیه مخالفة الکتاب والسنة ولا أثر ولا إجماع فهی غیر مذمومة کما فی عبارة الشافعی رحمه الله تعالی وهو من الاحسان الذی لم یعهد فی العصر الاول فان اطعام الطعام الخالی عن اقتراف الآثام احسان فهو من البدع المندوبة کما فی عبارة ابن عبد السلامؒ"[2]۔

ترجمہ:- (فاکہانی کا یہ کہنا کہ محفل میلاد و اطعام طعام بدعت مذمومہ ہے، ردو مردود ہے) اس لئے کہ یہ قسم (محفل میلاد اور اطعام طعام) ان باتوں سے ہے جو احداث کی گئی ہے اور اسی میں نہ کتاب اللہ کی کوئی مخالفت ہے نہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور نہ حدیث کی نہ اجماع امت کی۔ سو، یہ غیر مذموم ہے جس طرح امام شافعی کی عبارت میں ہے اور یہ عمل احسن ہے جو عصر اول میں جاری نہیں تھا۔ پس اطعام طعام جو گناہوں کے ارتکاب سے خالی ہو احسان ہے۔ سو، یہ بدعات مستحبہ سے ہے۔ جس طرح کہ ابن عبدالسلام کی عبارت میں ہے۔

امام ابو ذرعہ عراقی الحافظ فرماتے ہیں[3]، "(ترجمہ) اطعام طعام تو ہر وقت مستحب ہے اور پھر کیا شان ہو گی اس کی جب اس کے ساتھ نور نبوت کے، اس ماہ شریف (ربیع الاول) میں، ظہور کا سرور شامل ہو۔ (یعنی محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جشن و خوشی میں اطعام طعام کا بہت ہی اعلیٰ مقام و درجہ ہو گا۔) اور سلف سے ہمیں اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔ لیکن اس کے، سلف میں نہ ہونے سے اس کا مکروہ ہونا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ بہت سی بدعات ہیں جو مستحب ہیں۔ بلکہ واجب ہیں۔"

[1]:- الحاوی ج ۱ ص ۱۹۰

[2]:- الحاوی ج ۱ ص ۱۹۲

[3]:- جب امام ابو ذرعہؒ سے محفل میلاد کے بارے میں پوچھا گیا اور اس میں اطعام طعام کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا، اطعام الطعام الخ .... مستحب جشن میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شرعی حیثیت ص ۱۹۵۔ بحوالہ: تشنیف الاذان للشیخ محمد بن صدیق ص ۱۳۶

[4]:- جیسے اس نے میلاد کی مخالفت میں لکھا ہے۔

محفلِ میلاد، دربارِ نبوی میں حاضر وقبول

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبد الرحیم محدث دہلوی کا ایک واقعہ محفلِ میلاد لکھتے ہیں، جنہوں نے فرمایا (ترجمہ) "میں ہمیشہ، ایام میلاد میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی درگاہ میں تقرب حاصل کرنے کی خاطر کھانے کا اہتمام کیا کرتا۔ لیکن ایک سال ایسا ہوا کہ کوئی شے دستیاب نہ ہوئی کہ میں کھانا بناتا۔ سوائے بھنے ہوئے چنے (چھولے) کے مجھے کچھ نہ ملا۔ سو میں نے انہیں (محفل میلاد مناکر) لوگوں میں تقسیم کئے۔ پھر مجھے (خواب میں) حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زیارت نصیب ہوئی میں نے دیکھا کہ وہی چنے آپ ؐ کے حضور میں رکھے ہوئے ہیں اور آپ ؐ بیحد مسرور وشاداں ہیں۔[1]

اس واقعہ سے مندرجہ ذیل نکات ومسائل واضح ہوتے ہیں:۔

(I) علامہ شاہ عبد الرحیم شاہ ایسے عظیم محدث کا ہر سال ماہ میلاد میں محفل میلاد منانا، پھر تنگی وتنگدستی کے باوجود وظیفۂ خورد ونوش پورا کرنا اس بات کی بین حجت ودلیل ہے کہ محفل میلاد اور اطعام طعام نہ صرف جائز وصحیح ہے بلکہ بہت ہی اہم اور اہل محبت واہل عقیدت پر واجب ہی ہے۔

(II) دربار نبوت میں، شاہ صاحبؒ کے بھنے ہوئے چنوں کی حاضری، شاہ صاحبؒ کو شرف ملاقات بیت عنایت کرنا اور آپ ؐ کی ان پر خوشی وخوشنودی کا اظہار اس بات کی حقیقی دلیل وتصدیق ہے کہ محفل میلاد اور اطعام طعام نہایت احسن وعمدہ اعمال اور لائق اجر وثواب افعال ہیں۔ اور ان میں رضائے خدا ورضائے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شامل ہیں۔[2]

(III) محفل میلاد وخور دنوش حفلہ، صاحب میلاد، "حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)" کے

---

[1]: جشن میلاد کی شرعی حیثیت ص۱۹۸۔ مطبوعہ ادارہ منہاج القرآن لاہور۔ علامہ پروفیسر طاہر القادری۔

الدر الثمین ص۴۰۔ مطبوعہ مجتبائی دہلی۔ علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔

حضور میں حاضر و مقبول اور منتظمین کے لئے باعث برکت و رحمت اور نوید حوصلہ افزائی و فیضان محبت ہیں ۔ اور یہ کہ اس میں نہ کوئی کراہیت ہے نہ قباحت ۔

یہ ، اس قدر ، اس سلسلے میں حجج دلائل اہل بصیرت و اہل بصارت کے لئے کافی وشافی ہیں ۔ اور جو لوگ ان کے باوجود بھی خورد و نوش حفلۂ میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ناجائز و حرام قرار دیتے ہیں ، وہ تو ان لوگوں میں شمار ہوتے ہیں کہ جن کے حق میں قرآن حکیم کا ارشاد ہے ، "اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا[1] ۝ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَ یَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَیَکْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا[1] ۝ ترجمہ : بیشک اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا اس شخص کو جو مغرور و متکبر ہو ، وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل کا حکم دیتے ہیں ۔ اور چھپاتے ہیں جو کچھ اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا ہے ۔ اور ہم نے کافرین کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے ۔ علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے ،

"یہ آیت[2] یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی جو فی سبیل اللہ خرچ کرنے میں خود بھی بخل کرتے تھے اور مسلمانوں کو بھی روکنا چاہتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف جو توریت میں مذکور تھے اور حقانیت اسلام کی آیات جو موجود تھیں ان کو چھپاتے تھے سو مسلمانوں کو اس سے احتراز لازم ہے ۔"

اور بحکم حدیث ایسے لوگ دیدار خداوندی اور جنت سے محروم اور دوزخ کے ایندھن ہوں گے ارشاد ہے :۔

"والبخیل بعید من اللہ بعید من الجنۃ بعید من الناس قریب من النار[3]" (رواہ الترمذی)

[1]: النساء ، آیت ۔ ع

[2]: تفسیر عثمانی ص 109

[3]: مشکاۃ المصابیح اربعین عینی ص 32

[3]:۔ یہ تو عام بخیل مال کا حال ہے ۔ اور جو شخص رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا بخیل ہو اس کا کیا حال ہو گا ؟ جو آپ کی محفل میلاد اور اطعام طعام کو ناجائز قرار دے کر امت مسلمہ کو آپ کے اوصاف وصفات سے بے خبر اور آپ کی ذات اقدس کے اعزاز و توقیر اور آپ کی محبت و رحمت سے بے بہرہ و محروم رکھنے کی کوشش کرتا رہے ۔ اس کی مثال اس طرح ہے کہ کوئی شخص کسی مسلمان کو مسجد نبوی یا مسجد الحرام میں نماز پڑھنے سے روک دے تو خود اندازہ لگائیں کہ اس کا جرم و پاپ کتنا بڑا ہو گا ! العیاذ باللہ !

"عملِ قیام": کھڑے ہو کر صلاۃ وسلام پڑھنا۔[ع]

(I) اس عمل وطریقۂ مروجہ کا ماخذ قرآن حکیم کی آیۂ کریمہ "الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودًا وعلی جنوبھم"[ا] ہے۔ اس آیۂ پاک کے قطعہ ہذا میں الوالالباب (عقلمند) بندوں کی ایک اچھی صفت (یذکرون اللہ) اور اس کی حالتیں بیان کی ہیں۔ جن میں ایک، 'قیام'، ہے۔ یعنی وہ، جو کھڑے، بیٹھے اور کروٹ لیٹے (حالات میں) اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔

جب قیام کی حالت میں رب العزت کا ذکر کرنا ایک اچھی صفت اور جائز وقابل تحسین عمل ہے تو ذکرِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس حالت میں کیسے ناجائز وقابل جرح کام ہوگا؟ بلکہ بطریقۂ احسن جائز ومستحسن کام اور قابل تحسین کام ہوگا۔

(II) دوم یہ کہ حدیث شریف میں بھی قیام بر ذکر سید الجان والانام (علیہ الصلاۃ والسلام) برائے حجت تام موجود ہے۔ امام بخاری (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے حضرت ام المومنین بی بی عائشہ الحمیری احبیبۂ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وعلیہا وآلہ وسلم) کی مرویہ حدیث روایت کی ہے۔ جو فرماتی ہیں: کان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یضع لحسان منبرا فی المسجد یقوم علیہ قائما یفاخر عن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) او ینافح[ع] ..... الحدیث

یعنی حضور انور حضرت حسان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے لئے مسجد شریف میں منبر لگوا دیتے وہ اس پر کھڑے ہو کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی فخریہ نعت خوانی ومدح سرائی کرتے یا آپ ؐ کی طرف سے (کفار کی)، ہجو وبد گوئیوں کی تردید ودفاع کیا کرتے۔

جب جلیل القدر صحابی حضرت حسان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) محفل میلاد ومجلس نعت میں، مجمع واجتماعِ صحابہ کے سامنے اور وہ بھی حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خواہش وفرمان[ع] اور آپ ؐ ہی کے انتظام وپروگرام کے تحت، منبر پر کھڑے ہو کر آپ ؐ کی نعت خوانی ومدح سرائی

ا:- ترجمہ: وہ لوگ جو، کھڑے، بیٹھے اور لیٹے اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ سورہ آل عمران - آیت ۱۹۱ ع ۲۰ -

ع:- ہم نے یہاں صلاۃ وسلام پڑھتے وقت وجوب قیام ثابت کیا ہے علاوہ ازیں، علماء نے محفل میلاد میں عین ولادت و تشریف آوری (دنیا میں) کا حال سناتے وقت قیام کا استحسان ثابت کیا ہے جس کا ہم آگے بیان کریں گے۔ چونکہ منکرین دونوں کو نہیں مانتے اس لئے ہم نے دونوں مسائل کا ثبوت وجواز دلائل وبراہین سے ثابت کیا ہے۔ وباللہ التوفیق وھو الرفیق

ع:- مشکاۃ شریف ج ۲ ص ۴۱۰

کرتے ہیں، تو پھر کون ہے وہ علامۂ زمان جو قیام کی حالت میں صلاۃ وسلام کو ناجائز و حرام کہتا ہے؟

اعتراض کا جواب:۔ اگر کوئی منکر ومعترض یہ کہہ دے کہ حدیث مسطورہ میں ایک صحابی کی، کھڑے نعت خوانی کا واقعہ بیان ہوا ہے اس میں کسی مجمع کا ثبوت نہیں تو اس کا ازالہ وجواب یہ ہے کہ جو کام ایک فرد کے لئے جائز ہے وہ مجمع وجماعت کے لئے بھی جائز ہے۔

(III) اب قرآن وحدیث کے بعد آخر میں ہم فتاوائے مشائخ کی طرف رخ کرتے ہیں۔ اور اس سلسلے میں ہمارے پاس علمائے دیوبند کے استاد اور پیر ومرشد علامہ الحاج امداد اللہ المکی کا فتویٰ موجود ہے جسے ہم مسئلہ ہذا میں کافی وشافی سمجھتے ہوئے مفصل طور پر بیان کرکے ثابت کریں گے کہ محفل میلاد جمعہ وغیرہ ہر اجتماع میں قیام بہ ذکر صلاۃ وسلام اور بہ وقت بیان ولادت سید الانام علیہ الصلاۃ والسلام جائز ومستحسن ہے۔ اس میں نہ کوئی عقلی قباحت ہے نہ شرعی ممانعت۔

علامہ موصوف اپنی مخصوص کتاب، "فیصلہ ہفت مسئلہ" میں فرماتے ہیں:۔

پہلا مسئلہ مولود شریف کا: اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت فخر آدم سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجب خیرات وبرکات دنیوی واخروی ہے۔ صرف کلام بعض تعینات وتخصیصات وتقلیدات میں ہے جن میں بڑا امر قیام، ہے بعض علماء ان امور کو منع کرتے ہیں۔" آگے لکھتے ہیں، "اکثر علماء اجازت دیتے ہیں"[1]۔

آگے، علامہ موصوف، اس کے جواز میں توجیہات ودلائل مرتب کرتے ہوئے لکھتے ہیں،

"پس، ان تخصیصات کو اگر کوئی شخص عبادت مقصود نہیں سمجھتا بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے۔ مگر ان کے اسباب کو عبادت جانتا ہے اور ہیئت مسبب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں۔ مثلاً "قیام" کو لذاتہا عبادت نہیں اعتقاد کرتا مگر تعظیم ذکر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو عبادت جانتا ہے سلاور کسی مصلحت سے، اس کی یہ ہیئت معین کرلی"[2]۔

آگے فرماتے ہیں، "رسائل موالید میں بعض مصالح مذکور بھی ہیں۔ اگر تفصیلاً کوئی

[1]، [2]: کلیات امدادیہ ص ۔ مطبوعہ: دارالاشاعت، اردو بازار کراچی، علامہ حاجی امداد اللہ مکی۔

مطلع نہ ہو تو مصلحت اندیشان پیشین کا اقتدا ہے۔ اس کے نزدیک یہ مصلحت کافی ہے۔
ایسی حالت میں تخصیص مذموم نہیں تخصیصات اشغال و مراقبات و تعینات رسوم
مدارس و خانقاہ جات اسی قبیل سے ہیں[1]"۔

پھر فرماتے ہیں، " اور اگر ان امور کو ضروری بمعنی واجب شرعی نہیں سمجھتا بلکہ ضروری
بمعنی موقوف علیہ بعض البرکات جانتا ہے، علاوہ اس پر تخصیص اعمال کی مثال دیگر فرماتے ہیں،" دلیل اس توقف کی موجدان عمل
کا تجربہ یا کشف والہام ہے اسی طرح کوئی عمل مولد کو بہیئت کذائیہ موجب بعض برکات
یا آثار کا اپنے تجربہ سے یا کسی صاحب بصیرت کے وثوق پر سمجھے اور اس معنی کر " قیام"
کو ضروری سمجھے کہ یہ اثر خاص بدون قیام نہ ہوگا اس کے بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہیں[2]"۔

علامہ موصوف آگے لکھتے ہیں، " رہا یہ اعتقاد کہ مجلس مولد میں حضور پر نور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
رونق افروز ہوتے ہیں۔ اس اعتقاد کو کفر و شرک کہنا حد سے بڑھنا ہے کیونکہ یہ امر ممکن ہے
عقلاً و نقلاً بلکہ بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوتا ہے۔ رہا یہ شبہ کہ آپؐ کو کیسے علم
ہوا یا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما ہوئے، یہ ضعیف شبہ ہے۔ آپؐ کے
علم و روحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ وکشفیہ سے ثابت ہے۔ اس کے آگے یہ
ادنیٰ سی بات ہے[3]"۔

آگے فرماتے ہیں، " علاوہ اس کے، اللہ تعالیٰ کی قدرت تو محل کلام نہیں۔ اور یہ
بھی ہو سکتا ہے کہ اپنی جگہ تشریف رکھیں اور درمیانی حجاب اٹھ جائیں۔ بہر حال ہر طرح
سے یہ امر ممکن ہے اور اس سے آپؐ کی نسبت اعتقاد علم غیب لازم نہیں آتا جو
کہ خصائص ذات حق سے ہے۔ کیونکہ علم غیب وہ ہے جو مقتضائے ذات کا ہے اور جو بہ اعلام
خداوندی ہے وہ ذاتی نہیں بالسبب ہے۔ وہ مخلوق کے حق میں ہے بلکہ واقع ہے۔ اور امر
ممکن کا اعتقاد شرک و کفر کیونکر ہو سکتا ہے۔

آخر میں علامہ موصوف مسئلہ ہذا میں اپنے مسلک و مشرب اور عمل و طریقہ کا اظہار

۱؎، ۲؎: کلیات امدادیہ ص۸۰ مطبوعہ: دار الاشاعت، اردو بازار کراچی ۱؎ علامہ حاجی امداد اللہ مکیؒ

۳؎، ۴؎: کلیات امدادیہ ص۷۹، ص۸۰ علامہ حاجی امداد اللہ مکیؒ

کرتے ہوتے اس کا صحیح حل وفیصلہ صادر فرماتے ہیں۔ لکھتے ہیں، "اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔

علامہ حمداللہ دیوبندی، علامہ مولٰنا عبدالحی لکھنوی کا فتویٰ بیان کرتے ہیں، "ومن الصحبة ان یقوم الحاضرون وذکر فی الاخران علماء الحرمین الشریفین یقومون"[ع۱]

اسی طرح امام برزنجی نے بھی قیام کے حق میں فتویٰ دیا ہے۔ مولانا حمداللہ لکھتے ہیں، "قال الامام البرزنجی فی رسالة المیلاد، وقد استحسن القیام عند ذکر مولده الشریف ائمة ذو روایة فطوبیٰ لمن کان تعظیمه علیه الصلاة والسلام غایة مرامه ومرماه"[ع۲]

ا؎، ۲؎: کلیات امدادیہ ص۸۰، ضـ کلیات اشاعت مطبوعہ: دارالاشاعت اردو بازار، کراچی ۱/ علامہ حاجی امداداللہ مکی رح

۲؎، ۳؎: البصائر ص۲۰۲۔ بحوالہ مجموعہ فتاویٰ ج۲ ص۲۹۷۔

ھدیۂ صلاۃ وسلام

حاضرین محفل کو چاہئے کہ جشن میلاد منانے کی برکات ودرجات کی تحصیل کے ساتھ ساتھ اجتماعی صورت میں نہایت ادب واحترام کے ساتھ دست بستہ کھڑے ہو کر صاحب میلاد، حبیب کبریا سید انبیاء (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دربار نبوت میں انتہائی جذبۂ خلوص ومحبت سے ہدیۂ صلاۃ وتحفۂ سلام پیش کر کے سعادت دارین حاصل کریں۔

امت مسلمہ پر، حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ان بے حقوق واحسانات کے

ع۱:۔ ترجمہ: اور یہ سچی محبت ہے کہ (محفل کے) حاضرین (صلاۃ وسلام پڑھتے وقت اور ذکر ولادت میں) کھڑے ہوجائیں۔ اور اخیر میں یہ ذکر کیا (علامہ عبدالحی) کہ علمائے حرمین شریفین (صلاۃ وسلام کے وقت اور ذکر ولادت میں) کھڑے ہوتے ہیں۔

ع۲:۔ امام برزنجی نے (اپنی کتاب) رسالۃ المیلاد میں کہا ہے کہ بیشک صاحب روایت (مستند) ائمہ کرام نے آپ کی میلاد کے ذکر کے وقت (جبکہ مقرر آپ کی عین دنیا میں تشریف آوری کی بات بتادے) قیام کو اچھا اور مستحسن کہا ہے۔ پس خوشی ہو اس شخص کو جس کی انتہائے مقصد اور اصل غرض آپ کی تعظیم وتکریم ہی ہو۔

پیش نظر واجب ہوگا کہ آپ ؐ کا، جب بھی، ذکر مبارک ہو، آپ ؐ پر صلاۃ وسلام پڑھا کریں۔

امام ابن قیمؒ اس سلسلے میں مشائخ اہل سنت وجماعت کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"قالوا: وان الامر بالصلاۃ علیہ فی مقابل إحسانہ الی الامۃ ..... الخ"[1]

آگے، امام موصوف، اس بات کی تردید میں، کہ حضور پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر، ایک بار (پوری عمر میں) صلاۃ وسلام پڑھنے سے فرض ادا ہوجاتا ہے، لکھتے ہیں، "ومعلوم أن مقابلۃ مثل ھذا الفعل العظیم لا یحصل بالصلاۃ علیہ مرۃ واحدۃ فی العمر، بل لو صلی العبد علیہ بعدد انفاسہ لم یکن موفیاً لحقہ ولا مودیا لنعمتہ فجعل ضابط شکر ھذہ النعمۃ بالصلاۃ علیہ عند ذکر اسمہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)"[2]۔

ترجمہ: اور معلوم وواضح ہے (یہ بات) کہ اس قسم کے عظیم فضل واحسان کا پورا بدلہ صرف ایک بار کے، پوری عمر میں، آپ ؐ پر صلاۃ پڑھنے سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اگر بندہ (امتی) اپنی سانسوں کے حساب میں آپ پر درود پڑھا کرے تاہم نہ آپ ؐ کا حق پورا ہوگا، نہ آپ ؐ کی نعمتوں کا شکر۔ پس اس عظیم نعمت کے تشکر کا یہ قاعدہ بنایا گیا کہ آپ ؐ کے نام نامی کا ذکر ہونے پر ہر بار آپ ؐ پر صلاۃ وسلام پڑھا جائے۔

امر وعمل صلاۃ وسلام کا ماخذ

امر وعمل صلاۃ وسلام کا ماخذ ومصدر آیۂ کریمہ، "ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی ط یاایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ٥"[3] ہے۔

---

[1]:- پوری عبارت یوں ہے: وتعلیمھم وارشادھم وھدایتھم، وما حصل لھم ببرکتہ من سعادۃ الدنیا والآخرۃ۔

ترجمہ:- کہتے ہیں (مشائخ) اور آپ ؐ پر (امت کو) درود پڑھنے کا حکم، آپ ؐ کے، امت پر احسانات کے مقابلے میں ہے۔ اور انہیں تعلیم دینے، انکی راہبری ورہنمائی کرنے، ہدایت دینے اور (ان عطایا کے باعث ہے) جو کچھ انہیں آپکی برکت سے دنیا وآخرت میں حاصل ہوا۔ جلاء الافہام ص ۲۱۸

[2]:- جلاء الافہام ص ۲۱۸، مطبوعہ: بیروت لبنان، امام شمس الدین شیخ الاسلام ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر بن قیم دمشقی م ۷۵۱ھ

[3]:- الاحزاب آیۃ ۵۶ ۔ ترجمہ:- بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صلاۃ پڑھتے ہیں نبی پر۔ اے ایمان والو صلاۃ پڑھو اس پر اور سلام کہو سلام کہنا۔

اہم ارکان وعناصر

اس آیہ پاک کے دو اہم اور عظیم ارکان وعناصر ہیں ۔ پہلا عنصر :-

(I) "ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی ط" اس پہلے رکن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعزاز واجلال اور تعظیم وتبجیل کا اظہار ہے ۔ جبکہ دوسرے رکن :-

(II) "یایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماo" میں آپ کے اعزاز واجلال اور تعظیم وتبجیل کا امر وایجاب اور تسلیم وتعمیل ہے ۔

قابل ذکر نکات ومسائل اور نوادرات وعوامل[۱]

نکتۂ اول : اللہ تعالیٰ نے ، "صلاۃ وسلام" کا عظیم الشان عطیہ خاص الخاص اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے لئے نازل فرمایا ۔ آپ کے سوا کسی اور نبی ورسول کو یہ عطیہ عطا نہیں کیا ۔

امام سخاوی لکھتے ہیں ، "لیس فی القراٰن ولا غیرہ فیما علم صلاۃ من اللہ علی غیر نبینا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم فھی خصوصیۃ اختصہ اللہ تعالیٰ بھا دون سائر الانبیاء"

نکتۂ دوم : جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اعزاز واکرام اور درجہ ورتبہ ظاہر کر کے ساری کائنات ومخلوقات پر آپ کی شان و عظمت بلند کرے ، تو عرش معلیٰ پر آپ کی ذات والاصفات پر اللہ تعالیٰ نے خود صلاۃ جاری فرمائی اور کائنات فلکی وعالم علوی میں فرشتوں کو آپ پر صلاۃ پڑھنے کا حکم دیا اور کائنات ارضی وعالم سفلی میں جن وبشر کو آپ پر صلاۃ وسلام پڑھنے کا امر کیا اس طرح، خالق ومالک کائنات اپنی ساری کائنات ومخلوقات عالم علوی وعالم سفلی کے ساتھ اپنے

[۱] : القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص ۲۷ مطبوعہ : الثانی کتب خانہ سیالکوٹ ۔ پاکستان امام شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن السخاوی رح ۔ م ۹۰۲ ھ

حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر دائما ابدا صلاۃ وسلام کا ہدیہ وتحفہ[۵] بھیج رہے ہیں۔

نکتۂ سوم: آیۂ کریمہ میں مضمون صلاۃ کو صیغہ مضارع میں لایا گیا ہے اس لئے کہ مضارع میں استمرار و دوام کے معنی ہیں۔ یعنی رب العزت اور فرشتے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ہمیشہ مسلسل صلاۃ بھیجتے رہتے ہیں[۶]۔

نکتۂ چہارم: اللہ تعالیٰ نے یہ آیت پاک نازل کر کے اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا سارے انبیاء پر، فضل وعظمت بڑھادی حتیٰ کہ آپ کی تعظیم وتکریم، حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام کی تعظیم سے (جنہیں فرشتوں سے سجدہ کرایا) بھی زیادہ کردی اور بہت زیادہ کردی۔ کہ آپ کے سوا کسی نبی پر صلاۃ نہیں پڑھی۔ اور حضرت آدمؑ کو فرشتوں نے سجدہ کیا لیکن رب العزت سجدہ کرنے سے پاک ہیں سو شامل نہ تھے۔ مگر اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر خود بھی صلاۃ[۷] بھیج رہے ہیں۔

نکتۂ پنجم: جس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے، دوام واستمرار اور کثرت وتکرار سے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر صلاۃ بھیجتے ہیں اس طرح مومنین پر لازم ہے کہ کثرت و تکرار سے آپ پر صلاۃ وسلام بھیجا کریں۔ جب بھی آپ کا ذکر کیا جائے تو آپ پر صلاۃ وسلام پڑھنا (ذاکرین وسامعین کو) واجب ولازم ہوگا۔ اور نہ پڑھنے والا مستحق لوم وملامت اور لائق سرزنش ہوگا۔ جس کے حق میں حدیث پاک میں مختلف الفاظ میں بکثرت وعید شدید آئی ہے[۸]۔ (جو حد تواتر کو پہنچی ہے)۔

"صلاۃ وسلام" ہر فعل وہر صیغہ اور ہر حالت وہر صورت میں (سوائے مکروہ حالات کے) پڑھنا جائز اور صحیح ہے۔

چونکہ بعض لوگ، ندائیہ کلمات میں، صلاۃ وسلام پڑھنا ناجائز وشرک کہتے ہیں، لہذا ہم مسئلہ ہذا کو، علمی واصولی اصول وقوانین سے حل کر کے واضح کردیں گے کہ

۵: القول البدیع ص ۳۶

۶: بحوالہ: القول البدیع ص ۲۷

۷: جلاء الافہام ص ۳۱۸ ص ۲۱۹ مطبوعہ: بیروت لبنان شیخ الاسلام امام ابن قیم

صلاۃ وسلام، دعائیہ، ندائیہ وغیرہ سارے الفاظ وکلمات اور سارے حالات (کھڑے، بیٹھے اور لیٹے) میں پڑھنا جائز وصحیح ہے۔ سوائے مکروہ و ناجائز حالات کے (مثلاً استنجا اور برہنگی وغیرہ میں) اور کسی صورت میں ممانعت نہیں۔

(I) اس سلسلے میں، ہم سب سے پہلے قرآن حکیم سے استفادہ کرتے ہیں۔

نص آیت، "یایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ۝" اپنے معنی ومفہوم میں واضح وصریح اور بین ومحکم ہے اس میں کسی قسم کا اغلاق واشکال اور کوئی اخفاء و اجمال نہیں یہ آیۂ کریمہ اپنے حکم واحکام میں مطلق وعام ہے۔ اس میں کسی قسم کی قید وتخصیص نہیں۔ "صلاۃ وسلام" کسی خاص قسم کے الفاظ وکلمات اور مخصوص افعال وصیغ اور کسی خاص وقت وحالت کے ساتھ مقید ومنحصر اور مخصوص وخاص نہیں۔ لہٰذا "صلاۃ وسلام" کلمات ندائیہ میں "الصلاۃ والسلام علیك یارسول اللہ!" "صلی اللہ علیك یارسول اللہ!" "وسلم علیك یاحبیب اللہ!" وغیرہ کہنا اور ایسے قصائد وقوالیاں اور مدحیہ ونعتیہ نظم واشعار، لکھنا، پڑھنا اور سننا سنانا جائز وصحیح بلکہ لائقِ اجر وثواب ہوگا۔ قرآن حکیم میں ان سے کوئی ممانعت نہیں آئی ہے۔

(II) اب ہم، قال اللہ کے بعد، مسئلہ ومشکلہ ہذا میں، اپنی رہنمائی ومشکل کشائی کی خاطر، قال الرسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف رخ کرتے ہیں۔

چونکہ منکرین ومعترضین کا اصل نقطۂ نزاع یہ ہے کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بصیغۂ حاضر مخاطب کر کے پکارنا، ناجائز وشرک ہے لہٰذا ایسے کلمات خطابیہ والفاظ ندائیہ میں صلاۃ وسلام پڑھنا بھی ناجائز وشرک ہوگا۔

تو ہم یہ مسئلہ ومعاملہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اپنے قول وفعل اور طریقہ و عمل صحابہ رضی اللہ عنہم میں تلاش کر کے امت مسلمہ کو (انشاء اللہ العزیز) اس شش وپنج ودوراہے سے نکال کر صراط مستقیم پر لگا دیں گے۔ اس سلسلے میں ہماری ٹیبل پر مشہور حدیث ضریر (نابین)

موجود ہے۔ جو ایک قول فصیل و فولادی فصیل ہے جسے امام احمد بن حنبل، امام ترمذی، امام نسائی، امام حاکم، امام ابن خزیمہ، امام بیہقی، علامہ قاضی عیاض اور امام سخاوی وغیرہ محدثین واصحاب سیر (رحمہم اللہ تعالیٰ) نے روایت کی ہے، جس کا اردو خلاصہ حسب ذیل ہے۔

"ایک نابین نے، حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت عالیہ میں آکر اپنی بینائی بحال کرانے کے لئے آپ سے دعا کی درخواست کی۔ تو آپ نے اسے فرمایا کہ جا کر وضو کرلے پھر دو رکعت نماز نفل پڑھ کر یوں دعا کرلے، "اللّٰھم انی أسئلك واتوجه اليك بنبيّ محمّدٍ نبي الرّحمة يا محمّد انی اتوجه بك الی ربّك ان يكشف عن بصري۔ اللّٰھم شفعه فِيّ!" (تو اس نابین نے جا کر آپ کے حکم کی تعمیل کی) حضرت عثمان بن حنیف (راوی حدیث) فرماتے ہیں: "فرجع وقد كشف الله تعالیٰ عن بصره" پس وہ لوٹا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھیں کھول دیں۔

عمل وشعار صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)، ندائے "یا محمداہ" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد صحابۂ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ومسلمین عوام کا اکثر یہ وتیرہ وشعار تھا کہ اپنے معاملات وحاجات اور تنگی وسختی میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بصیغۂ خطاب ندا کرکے پکارتے تھے، "یا محمداہ" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

امام ابن کثیر جنگ یمامہ کا واقعہ اپنی کتاب لاجواب، "البداية والنهاية" میں بیان کرتے ہوئے حضرت خالد بن ولید صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے متعلق لکھتے ہیں (جب وہ مسلیمہ کذاب کے لشکر پر حملہ آور ہوئے اور انہیں للکارا)، "ودعی البراز وقال: أنا ابن الوليد العود، أنا ابن عامر وزيد ثم نادی بشعار المسلمين وكان شعارهم يومئذ، "يا محمداه!" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

امام سخاوی حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی حدیث روایت کرتے

ہیں کہ انہوں نے فرمایا (ترجمہ) :۔ "ہم عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے پاس بیٹھے تھے کہ ان کا پاؤں سن ہو گیا تو ایک شخص نے کہا، "أذکر احب الناس الیك، فقال: یا مُحَمَّدُ (صلی اللہ علیك) فکانما انشط من عقال[1]"۔

یہ حدیث حضرت امام بخاری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اپنی کتاب، "الادب المفرد" میں روایت کی ہے۔

امام سخاویؒ مجاہد (رحمہ اللہ تعالیٰ) کی حدیث روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا (ترجمہ) ایک آدمی کا پاؤں حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی مجلس میں سن ہو گیا تو عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے فرمایا اس سے، اذکر احب الناس الیك "فقال: محمّد! تو اس کا پاؤں ٹھیک ہو گیا

امام موصوف لکھتے ہیں کہ ایک آدمی اپنے ضروری معاملے کے بارے میں حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) خلیفۃ المسلمین کے پاس گیا لیکن انہوں نے کوئی توجہ نہ دی۔ اس شخص نے حضرت عثمان بن حنیف (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) صحابی سے شکایت کی تو انہوں نے ضریر (نابین) والی دعا اور طریقہ بتا دیا، جس میں ندا تھی بصیغہ خطاب، "یا محمد إنی أتوجہ بك الی ربك فیقضی لی حاجتی" تو اس نے ان کے بتلائے ہوئے طریقہ پر عمل کر کے یہ دعا مانگی اور حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس چلا گیا۔ تو آپ رضؓ نے اسے بلا کر عزت کے ساتھ اپنے پاس بٹھا دیا۔ اور یہ کام بھی اس کا کر دیا اور آئندہ کے لئے بھی اسے اپنے تعاون کی یقین دہانی کرا دی۔

امام سخاویؒ لکھتے ہیں کہ حضرت شبلی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) حضرت ابوبکر بن مجاھد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پاس تشریف لائے تو وہ ان کے استقبال میں کھڑے ہو گئے اور ان سے بغلگیر ہو کر ان کے بوسہ دیا آنکھوں کے درمیان۔ جب ان سے اعزاز کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے خواب میں رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دیکھا کہ ابوبکر، شبلیؒ کے آنے پر کھڑے ہو گئے اور ان سے بغلگیر ہو کر آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ میں نے اس

[1]؂: القول البدیع ص ۲۶۵

[2]؂: القول البدیع ص ۲۳۴

اعزاز کی وجہ پوچھی، آپ نے فرمایا کہ شبلی ہر فرض نماز کے بعد آیت، "لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الآیۃ" پڑھ کر تین بار کہتا ہے، "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ!"

نکات وجزئیات

(۱) ہم اس روایت سے حسب ذیل نکات وجزئیات کا استخراج کرتے ہوئے اثبات ندا بہ صیغہ خطاب کریں گے۔
عارفِ حق، ولیِ برحق حضرت شبلی (رحمۃ اللہ تعالیٰ) جنہیں رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا شرفِ دیدار وشرفِ اعزاز نصیب ہے، بہ کلمۂ ندا وصیغۂ خطاب آپ پر صلاۃ پڑھ رہے ہیں۔ یہ جواز ندا کی بڑی حجت ہے۔

(۲) رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت شبلی (رحمۃ اللہ تعالیٰ) کو مختلف مقامات وبعید مسافات سے دیکھ رہے ہیں، ان کی ہر ہر نماز کا، آپ کو علم وخبر ہو رہی ہے اور ان کی ہر ہر صلاۃ کو آپ سن رہے ہیں اس سے، آپ کی وسعت علم، وسعت بصارت اور وسعت سماعت ثابت ہوتی ہے۔

(۳) آپ نے حضرت شبلی (رحمۃ اللہ تعالیٰ) کی ندائیہ وخطابیہ صلاۃ پر نہ کوئی اعتراض فرمایا نہ انکار، نہ اسے ناجائز کہا نہ شرک۔ بلکہ اسے اس قدر قابل اعزاز وقابل قدر عمل قرار دیا کہ جب بھی حضرت شبلی (رحمۃ اللہ تعالیٰ) دربار اقدس میں حاضر ہوتے تو آپ ان کی تعظیم وتشریف کی خاطر کھڑے ہوتے اور ان سے بغلگیر ہو کر ان کے، آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتے۔

(۴) اس سے واضح ہوا کہ ہدیہ "صلاۃ وسلام"، بہ الفاظ ندا وکلماتِ خطاب نہایت احسن وقابل تحسین عمل ہے، جو دربار اقدس میں باعثِ ازدیادِ درجات وباعثِ اعزاز وتعظیم ہوتا ہے۔

(۵) چونکہ حضرت شبلی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا یہ واقعہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے خود بیان فرماتے ہوئے ان کے کہے ہوئے الفاظ، صلاۃ ندائیہ خطابیہ: "صلی اللہ علیک یا محمد" بڑی چاہت وپسندیدگی سے دہرائے تھے، لہٰذا، اسے قواعدِ اصولِ حدیث کی رُو سے، مرفوع حدیث کہا جاتا ہے۔ پس، "صلاۃ وسلام" بہ الفاظ ندا وکلمات خطاب کا، جواز وثبوت حدیث مرفوع سے ثابت ہو گیا۔

ل۵: القول البدیع ص ۱۶۸ مطبوعہ: بیروت

ع۵: یعنی کہتا ہے، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ! صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ! صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ!

ندائے "یامحمدؐ" کا ثبوت و جواز اجماع صحابہ واجماع امت سے بھی ثابت ہے۔

متذکرۃ باب کے واقعات اور احادیث وروایات سے، جن کا، ہم تثبیت حجت و تکمیل دلیل کے طور پر، فصل ہٰذا میں کچھ عنوانی تذکرہ کریں گے، یہ واضح ہوتا ہے کہ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی رحلت کے بعد ائمہ ومحدثین صحابہ، عامہ ومجاہدین صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور اولیائے عظام ومشائخ علام کا یہ شیوہ وشعار رہا ہے کہ سختی وتنگی، مصیبت وپریشانی اور میدان جنگ وجہاد میں (وہ جہاں کہیں بھی ہوتے) حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بارگاہ اقدس میں، بہ الفاظ ندائے حاضری وکلمات خطاب حضوری، "یامحمداہ!" کہہ کر پکارتے۔

حضرت خالد بن ولید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جو سیف اللہ، مشہور جرنیل اسلام اور صحابی رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تھے، میدان جنگ میں ہزاروں علمائے محدثین صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے درمیان بہ آواز بلند "یامحمداہ" پکار رہے ہیں۔

امام حدیث، صحابی جلیل حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) مجلس صحابہ میں، جن میں حضرت ابوسعید خدری ایسے جلیل القدر وعظیم صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) موجود ہیں ندائے خطابی "یامحمد!" بلند کر رہے ہیں۔

حبر امت، مفسر شریعت، عالم حدیث ترجمان قرآن جن کے لئے دعائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھی، "اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْکِتٰبَ"، ایک مریض کو مجلس صحابہ میں خود ندائے "یامحمد!" تلقین کر رہے ہیں۔

جلیل القدر صحابی، حضرت عثمان بن حنیف (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایک ضرورتمند شخص کو خلیفۃ المسلمین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے حاجت برآری کی خاطر دعائے ضریر "یامحمد انی اتوجہ بک..... الخ" (جس میں ندائے حاضری وخطاب حضوری ہے) سکھا رہے ہیں۔

امام ابن کثیرؒ نے ندائے "یا محمداہ" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے باب میں حضرت عاصم بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے ایک حدیث روایت کی ہے[1] جس کا اردو خلاصہ حسب ذیل ہے:-

"عام الرمادہ" کی قحط سالی میں ایک صحابی (حضرت بلال بن الحارث المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنے گھر والوں کے اصرار پر ان کے لئے ایک بکری کاٹی۔ دیکھا کہ اس کی ہڈیاں (شدید لاغری کے باعث) سرخ سرخ نظر آرہی ہیں، تو وہ اس پر (شدت غم و پریشانی میں) پکارنے لگے، "یا محمداہُ!"۔ پس، رات کو انہیں خواب میں حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا شرف ملاقات نصیب ہوا۔ آپؐ نے فرمایا، ان سے "اَلبشرِ بالحیاۃ"[2]، اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر ایک پیغام ارشاد فرمایا۔ جس پر امیر امیر المومنین نے لوگوں کو جمع کر کے نماز استسقاء پڑھی اور دعا کی۔ تو رب العزت نے بارش بھیج کر قحط ختم کر دیا"۔

یہی تھا عام طور پر وتیرہ و طریقہ صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) یہاں تک کہ ندائے یا محمداہُ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کا شیوہ و شعار بن چکا تھا۔ امام ابن جریرؒ اور امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں، "وکان شعارھم یومئذ یا محمداہ!" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ اور صحابہؓ کے اس شیوہ و شعار پر کسی نے کوئی اعتراض و انکار نہیں کیا، پس یہ، "اجماعِ صحابہ" ہو گیا۔

اسی طرح یہی رہا ہے شیوہ و طریقہ پیشوایانِ[3] امت و مقتدایان شریعت، اولیائے کرام و مشائخ عظام علمائے متقدمین و فضلائے متاخرین، فاضلان بریلی و عالمان دیوبند اور محدثین و مفسرین دہلی زعمائے عرب و شعرائے عجم جنہوں نے اپنے قصائد و مدائح میں (جنہیں ہم باب القصائد میں زیب قلم کرینگے) عشق و محبت اور استمداد و استعانت کے طور پر آپؐ کو بہ الفاظ ندا، یارسولَ اللّٰہ، یا حبیبَ اللّٰہ کہہ کر پکارا ہے۔

الغرض، مسئلہ ندائے یارسولَ اللہ کے جواز و اثبات پر سوائے محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے چند متبعین کے اور کسی نے کوئی اعتراض و انکار نہیں کیا ہے۔ علامہ حمد اللہ دیوبندی لکھتے ہیں، (ترجمہ) "یہ عقیدہ کہ "یارسول اللّٰہ" کہنا جائز نہیں اور اس کا کہنے والا کافر ہو گا، یہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کا عقیدہ ہے، آگے لکھتے ہیں، "مکہ مکرمہ کے مذاہب اربعہ (حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ) کے مفتی صاحبان نے اس کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے، "بل قول القائل (یارسول اللّٰہ، یا محمدؐ!)

ح[1]:- البدایہ والنہایہ جزء ۷، ص ۹۱۔ بیروت امام، حافظ ابو الفداء اسمٰعیل ابن کثیرؒ۔

ح[2]:- تجھے حیاتی کی خوشخبری ہو۔ یعنی اب قحط و سختی اور تنگی و پریشانی ختم ہو گی۔ اس کی جگہ بارش و باران، خوشی و خوشحالی اور آسانی و فراوانی آجائے گی۔ اور تمہاری حیاتی اچھی حیاتی بن جائے گی۔

ح[3]:- مثلاً:- امام زین العابدین بن امام حسینؑ، امام اعظم ابوحنیفہ، امام بوصیری، شیخ سعدی، پیر شمس تبریزی، شیخ ملا جامی، پیر معین الدین اجمیری، شیخ عبد الحق محدث دہلوی، علامہ شاہ ابو المعالی، علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، علامہ حاجی امداد اللہ المکی استاذ علمائے دیوبند، مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دیوبند، مولانا اشرف علی دیوبندی، امام اہلسنت اعلیٰحضرت، رہبر طریقت قائد شریعت علامہ احمد رضا خان بریلوی، حضرت علامہ آقائی مولانا محمد عیسیٰ الخارانی، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

بطریق الاستعانۃ جائز کما فی المواہب اللدنیۃ" پس یہ اجماع امت ہوگیا، اور اسطرح حدیث کی حجت کے ساتھ جواز ندائے یارسول اللہ اجماع صحابہ اور اجماع امت سے بھی ثابت ہوا۔

مسئلہ ندائے یا محمدؐ، یارسول اللہ! میں حکم خدا کیا ہے؟

جب جواز ندائے "یارسول اللہ" حدیث سے بھی ثابت ہوا اور اجماع صحابہ و اجماع امت سے بھی۔ اب یہ دیکھیں گے کہ مسئلہ ہٰذا کا خداوند قدوس کے ہاں کیا حکم ہے؟

تو اس سلسلے میں ہمارے پاس دو مواد موجود ہیں، جن کے ذریعے ہم یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ اس معاملے میں حکم خدا کیا ہے (I) پہلا مواد "حدیث ضریر" ہے اور (II) دوسرا ہے، "التحیات"

(I) حدیث ضریر:۔ اس کی تفصیل پچھلے صفحات میں گزرگئی۔ چونکہ "ضریر" (نابین) کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود شفایابی کی خاطر ندائے یا محمدؐ سکھایا تھا، لہٰذا حدیث "ضریر" سے حکم خدا بالکل واضح طور پر نظر آرہا ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بہ کلمۂ ندا و الفاظ خطاب پکار کر حاجت و ضرورت پیش کرنا اور مدد و شفاعت مانگنا جائز و صحیح اور خدا کی مرضی و منشا کے عین مطابق ہے کیونکہ حکم رسولؐ، حکم خداؐ اور اطاعتِ رسولؐ اطاعتِ خداؐ ہے۔ ارشاد ربانی ہے، "مَن یطع الرسول فقد اطاع اللہ"[2] اور یہ واضح بات ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قطعاً ایسا حکم نہیں دیتے تھے جو منشاء و رضائے خدا کے خلاف ہوتا۔ اگر احیاناً کبھی کوئی ایسی بات ہو بھی جاتی تو ایسی صورت میں سنت الٰہی (جل شانہ) یہ تھی کہ رب العزت وحی بھیج کر آپؐ کو اصل حقیقت سے مطلع کرتے ہوئے اس حکم سے باز رکھتے۔ یا کسی مصلحتِ خاص کے پیش نظر حکم و عمل رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جاری رہنے دیتے، لیکن ضرور وحی بھیج کر آپؐ کو معاملے کی حقیقت و نوعیت منکشف کرتے ہوئے اپنی منشاء و رضا سے آگاہ فرماتے۔ پس معاملہ ضریر میں اگر ندا و استمداد رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) "یا محمد انی اتوجہ بک...... الخ" کہنے سے شرک و کفر لازم آتا تو رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خود اپنے صحابی کو ہرگز یہ الفاظ و کلمات (کفریہ و شرکیہ) نہ سکھاتے اور نہ ہی رب العزت اس پر سکوت فرماتے

[1]: البصائر ص ۲۲۱، بحوالہ فتوی الحرمین ص ۲۶ ۱۳۰۴ھ

[2]: النساء (۸۰) ع (۱۱)

ان واضح بیانات وتشریحات کے بعد مندرجہ ذیل نکات و توجیہات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر دانشمند وعقیدتمند مسلمان کو اس بات پر یقین اور عین الیقین ہو گا کہ ندائے "یا محمدؐ! یا رسول اللہ! اور کلمات خطاب بہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور استمداد از رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رب العزت کے ہاں جائز وصحیح اور باعث رحمت وبرکت ہیں۔

(I) حدیث ضریر میں، ندائے غائبانہ اور کلمات خطاب واستمداد (یا محمد! انی اتوجہ بك الخ) نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے خود اپنے صحابی کو سکھا دیئے۔

(II) رب العزت نے ان پر کوئی اعتراض نہیں فرمایا۔ نہ ان کے عدم جواز وکفر شرک ہونے کے بارے میں کوئی وحی بھیجی۔

(III) بلکہ رب العزت کو اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بتائے ہوئے یہی ندائیہ وخطابیہ اور استمدادیہ الفاظ وکلمات اس قدر عزیز وقیمتی لگے کہ اس نابین کو ان کے بولتے ہی بینائی وبصارت عطا فرمادی۔

(IV) قرآن حکیم نے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کفار کی ان باتوں کا دفاع پیش کیا ہے کہ "آپؐ لوگوں کو اپنی پرستش یا کفر وشرک کا امر وتلقین کرتے ہیں"۔ ارشاد ہے: مَاكَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ[۵۱]..... الآیۃ

آگے فرماتے ہیں: وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝[۵۲]

(V) اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کی شان میں قرآن حکیم کا یہ اعلامیہ واعلان ہے کہ یہ بات خدا (جل جلالہ) کی شان خدائی میں نہیں کہ لوگوں کو اسلام کے بعد گمراہی میں ڈال دے۔ ارشاد ہے: "وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ"[۵۳]

۵۱:۔ آل عمران (۷۹) ع (۸)

۵۲:۔ آل عمران (۸۰) ع (۸)

۵۳:۔ التوبہ (۱۱۵) ع (۱۴)

ایک اور مقام میں ارشاد ہے:

"وَلَا یَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ" (اور پسند نہیں کرتا (اللہ تعالیٰ) اپنے بندوں کے لئے کفر کو)

التحیات کا، تاریخی واقراری تعارف وتعریف

"التحیات" شب معراج کی تعظیمی وتکریمی اور اعزازی واکرامی تحائف وانعامات کا مجموعہ ہے۔ حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضور باری تعالیٰ میں باریاب ہونے پر اپنی طرف سے تین کلمات "التحیات للہ والصلوات والطیبات" کے جامع تحائف وہدایا بارگاہ الٰہی میں پیش کئے۔ رب العزت نے اپنی طرف سے ان کے عوض تین جامع انعامات، "السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو عطا کئے۔ تو حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے ان خصوصی انعامات میں دنیا بھر کے عباد صالحین کو شامل کر کے، "السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین" فرماتے ہوئے اپنی رحمۃ للعلمینی صفات کا اظہار فرمایا۔ آخر میں حضرت جبریل (علیہ السلام) نے اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ کی الوہیت ورسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عبدیت ورسالت کی شہادت پیش کرتے ہوئے کہا، "اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ"

لہ:- یعنی اللہ تعالیٰ اس بات سے راضی نہیں ہوتا کہ اس کے بندے شرک و کفر کریں۔ سورۃ الزمر آیت ۷، ع ۱

ندائے حاضری وخطاب حضوری کا سب سے بڑا ثبوت

ندائے حاضری وخطاب حضوری کا سب سے بڑا ثبوت التحیات میں موجود ہے کہ:-

کرہ ارضی تا دائرہ سماوی میں چاروں اطراف واکناف عالم کے ہزاروں در ہزار بندگان خدا عالم ناسوتی، عالم ناروتی تا عالم ملکوتی جب معراج صلاۃ میں دربار الٰہی میں سربسجود ہوتے ہیں تو قعود میں دربار نبوی میں ندائے حاضری وخطاب حضوری کرتے

ہوئے ہدیۂ "السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبركاته" عرض کرتے ہیں۔

ائمہ شریعت ومشائخ امت نے یہ مسئلہ بالکل واضح کر دیا ہے کہ نماز گزار امتی اپنے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حضور میں ہدیۂ تسلیم وتحفۂ تبریک، جس طرح کہ لفظی صورت میں بہ لفظ ندا وکلماتِ خطاب پیش کر رہا ہے، اسی طرح ضروری ہے کہ معنوی لحاظ سے یہ ہدیۂ تسلیم وتحفۂ تبریک بحیثیت جدید کلمات اپنی طرف سے آپ کے حضور عالیہ میں پیش کر دے۔ یہ خیال ہرگز نہ ہو کہ یہ کلمات شب معراج کے الفاظ ہیں جنہیں بصورت حکایت دہرایا جا رہا ہے۔

علامہ محمد علاء الدین الحصکفی الحنفی اپنی مشہور کتاب "الدرّ المختار" شرح تنویر الابصار میں لکھتے ہیں، "(ویقصد بالفاظ التشهد) معانیها مرادة له علی وجه الانشاء كانه یحیی الله تعالٰی ویسلم علی نبیه (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وعلٰی نفسه واولیائه لا الاخبار عن ذالك ذكره فی المجتبٰی[۱]۔"

ترجمہ:۔ اور الفاظ تشہد سے قصد کرے گا ان کے معانی کا، بطور انشا ارادہ کرکے۔ گویا وہ (اپنی طرف سے) اللہ تعالیٰ کے دربار میں تحیات پیش کر رہا ہے اور اس کے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر سلام کہہ رہا ہے، اپنی ذات اور اللہ کے اولیاء پر۔ نہ اس (واقعۂ معراج) کی خبر دینے کی حیثیت سے۔ مجتبا (کتاب) میں اس کا ذکر کیا ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اس پر لکھتے ہیں، "(قوله لا الاخبار عن ذالك) ای لا یقصد الاخبار والحكاية عما وقع فی المعراج منه (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ومن ربه سبحانه وتعالٰی ومن الملٰئكة علٰی نبینا وعلیهم السلام[۲]" ع

مطلب یہ کہ نماز گزار تشہد پڑھتے وقت یہ ارادہ کرے گا کہ وہ یہ سارے الفاظ

۱:۔ الدر المختار ج۱ ص۶۵

۲:۔ رد المحتار ج۱ ص۳۴۲

ترجمہ:۔ اس کا قول، "لا الاخبار عن ذالك"، یعنی تشہد کے الفاظ سے خبر دینے اور حکایت کرنے کا ارادہ نہیں کرتا، ان باتوں سے جو معراج میں واقع ہوئی تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ان کے رب سبحانہ وتعالیٰ اور فرشتوں سے۔ مطبوعہ: بیروت

ع:۔ علامہ حمد اللہ دیوبندی نے بھی ان کتابوں (در المختار اور رد المحتار) کی عبارات لکھتے ہوئے یہی توضیح کی ہے۔ البصائر ص۱۴۳، ص۳۵۱ مطبوعہ: استنبول۔ ترکی علامہ حمد اللہ دیوبندی

خود ابھی نئے نئے اپنی طرف سے بول رہا ہے اور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں خود اپنی ہی جانب سے، خطاب کرتے ہوئے، "السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" عرض کر رہا ہے۔ ساری کتب فقہ میں تشہد پڑھنے کا یہی طریقہ، کار مذکور ہے۔

ائمہ شریعت ومشائخ امت اور علمائے دیوبند کی، بہ درگاہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مناجات واستمداد

مسطورۂ بالا براہین قطعیہ ودلائل شرعیہ (کہ ندا وخطاب بجناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور استغاثہ واستمداد از آنحضرت عالی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جائز وثابت ہے) کے پیش نظر، ائمہ شریعت ومشائخ طریقت ابتدائے قرون سے تا حال آپؐ کی درگاہ عالیجاہ میں قصائد ومناجات بہ الفاظ ندا وکلمات خطاب لکھتے آرہے ہیں۔

ہم یہاں بطور حجت واثبات مدعا چند ائمہ ومشائخ کے قصائد ومناجات کے اقتباسات برائے ایقان اہل ایمان پیش کریں گے۔

(۱) مناجات امام زین العابدین علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالٰی عنہم)

یارحمۃ للعلمین! ادرک لزین العابدین
محبوس ایدی الظالمین فی موکب والمزدحم

ا:۔ ترجمہ:۔ اے سارے جہانوں کی رحمت، زین العابدین کی خبر گیری فرمائیے۔ جو ظالموں کے ہاتھوں میں پھنسا ہوا ہے۔ (دشمنوں کے) لشکر اور جم گھٹے میں۔
(البصائر ص۵۳۔ علامہ حمد اللہ الدیوبندی)

(۲) مناجات امام الائمہ الامام الاعظم ابی حنیفہ نعمان بن ثابت (رضی اللہ تعالےٰ عنہ)

یا اکرم الثقلین، یا کنز الوریٰ	جد لی بجودك وارضنی برضاك [۱]
انا طامع بالجود منك، لم یکن	لابی حنیفۃ فی الانام سواك

(۳) مناجات امام شرف الدین محمد بن سعید بن حماد بوصیری (رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہم)

یا اکرم الخلق مالی من الوذ بہ	سواك عند حلول الحادث العمم [۲]
ولن یضیق رسول اللہ جاهك بی	اذا الکریم تجلی باسم منتقم [۳]

(۴) مناجات حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم) [۴]

چہ کم گردد اے صدر فرخندہ پے	زقدر رفیعت بدرگاہ حئے!
کہ باشند مشت گدایان خیل	بمہمان دار السلامت طفیل
چہ وصفت کند سعدی ناتمام	علیك الصلاۃ اے نبی والسلام

[۱]:- ترجمہ:- اے جن وانس کے معزز ترین اور کائنات کا خزانہ، میرے لئے اپنے جود وسخا سے کوشش فرمانا اور مجھے اپنی رضا کے ساتھ راضی فرمانا- میں آپ ﷺ سے بخشش کا امیدوار ہوں- نہیں کوئی ابی حنیفہ کے لئے لوگوں میں آپ ﷺ کے سوا- البصائر صـ ۵۳

[۲]:- ترجمہ:- اے بزرگ ترین مخلوقات، میرے لئے آپ ﷺ کے سوا کوئی ایسا نہیں، جس کی میں حادثہ عظیم وعام کے نزول کے وقت پناہ میں آجاؤں- یا رسول اللہ، ہرگز تنگ نہ ہو گا آپ ﷺ کا درجہ ورتبہ بسبب میری شفاعت کے، جس وقت کہ خداوند کریم اپنے نام وصفتِ منتقم کے ساتھ جلوہ گر ہو گا- قصیدہ بردہ (مجموعہ دلائل الخیرات) صـ ۴۹۵

[۳]:- انوار آفتاب صداقت، صـ ۲۰۵، صـ ۲۰۶- مطبوعہ: سراج احمد، کشمیری بازار لاہور- علامہ فیض احمد القاضی-

[۴]:- یہ تینوں ائمہ کرام شریعت میں حجت وپیشوی اور ان کے قصائد ومناجات جن میں انہوں نے بہ الفاظ ندا وخطاب التجا کی ہے، حجت وفتویٰ ہیں۔ بالخصوص قصیدہ بردہ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سماع وپسندیدگی کے باعث حدیث مرفوع تقریری شمار ہوتا ہے۔ مولانا اشرف علی لکھتے ہیں۔ "اور چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان اشعار پر سکوت فرمایا اس لئے حدیث تقریری سے ان کے مضامین کا صحیح اور حجت ہونا ثابت ہو گیا" نشر الطیب صـ ۱۶

۵ قصیدہ حضرت پیر شمس تبریزی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)[1]

یا رسول اللہ، حبیب خالق یکتا توئی — برگزیدہ ذوالجلال پاک بے ہمتا توئی!

در شب معراج بودت جبرئیل اندر رکاب — پا نہادہ بر سر گنبد خضرا توئی!

یا رسول اللہ، تو دانی امتانت عاجزاند — عاجزاں را رہنما و پیشوائے ما توئی!

شمس تبریزی چہ داند نعت تو پیغمبرا[1] — مصطفےٰ و مجتبا و سید اعلےٰ توئی!

۶ مناجات حضرت مولانا شیخ عبدالرحمٰن بن احمد الجامی المعروف بملا الجامی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)[2]

زمہجوری برآمد جان عالم — ترحم یا نبی اللہ! ترحم!

نہ آخر، رحمۃ للعالمینی! — زمہجوراں چرا فارغ نشینی!

شب اندوہ ما را روز گرداں — زرویت روز ما فیروز گرداں

تو ابر رحمتی، آن بہ کہ گاہے — کنی بر حال لب خشکاں نگاہے

۷ مناجات حضرت پیر معین الدین اجمیری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)[3]

یا رسول اللہ شفاعت از تو میدارم امید

باوجود صد ہزاراں جرم، در روز جزا

۸ مناجات شیخ عبدالحق محدث دہلوی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)[4]

بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کرم فرما — بلطف خود سر و سامان جمع بے سر و پا کن[1]

محب آل و اصحاب توام کار من حیران — بلطف خویش ہم امروز وہم در روز فردا کن

ے۱، ے۲، ے۳، ے۴:- انوار آفتاب صداقت ص ۲۰۵، ص ۲۰۶ مطبوعہ: سراج احمد، کشمیری بازار لاہور - علامہ فیض احمد القاضی۔

ے۳ :- البصائر ص ۱۱۱ علامہ حمد اللہ دیوبندی

ے۴ :- (۱۳ تا ۷) یہ امت کے مشہور اولیائے عظام ہیں۔ جو بہت بڑے مشائخ اسلام و پیشوائے مذہب تھے جن کی تعریف و تعارف سے پوری دنیا اچھی طرح واقف و متعارف ہے انہوں نے اپنی مناجاتوں میں یہ الفاظ ندا و کلمات خطاب درگاہ رسالت مآب میں عرض و گذارش کی ہے۔

⑨ مدح و ثنا از حضرت شاہ ابو المعالی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

گر نبودے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ذاتِ پاک تو
ہیچ پیغمبر نبردے دولت پیغمبری[1]

⑩ صلات و سلام و مدح و ثنا از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

وصلی علیک اللہ، یا خیر خلقہٖ	ویا خیر مامول ویا خیر واھب[2]
ویا من یرجیٰ لکشف رزیۃ	ویا من جودہٗ قد فاق جود السحاب[ع]

⑪ ثنا و دعا و صلات و سلام از حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

یا من تفوق امرہ فوق الخلائق فی العلا	حتی لقد اثنیٰ علیک اللہ فی قرآنہٖ[4][5]
صلی علیک اللہ آخر دھرہٖ متفضلاً	مترحماً وحبالک الموعود من احسانہٖ[ع]

۱، ۲:- انوار آفتاب صداقت - باب ہشتم ص۲۰۶ - مطبوعہ: کشمیری بازار لاہور - علامہ قاضی فضل احمدؒ -

ع:- ترجمہ:- اے خلق خدا کے افضل ترین، آپ پر اللہ تعالیٰ کی صلات و سلام ہو! اے بہترین امید گاہ، اور اے بہترین بخشنے والے، اور اے وہ ذات گرامی، جس کی امید کی جاتی ہے ہر مصیبت میں - اور اے وہ ذات پاک، جس کا جود و سخا بادلوں کے جود و سخا سے فائق ہوا -

ع:- ترجمہ:- اے وہ ذات پاک، جس کا امر بلندی و شان میں ساری مخلوقات پر فائق ہوا - یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی، اپنے قرآن میں، مدح و ثنا فرمائی - اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر صلات و سلام نازل فرمائے آخر الزمان تک تفضل کرتا ہوا ترحم فرماتا ہوا اور آپؐ کو اپنے احسانات موعودہ عطا فرمائے -

۴:- نشر الطیب ص۲۶۸ - مطبوعہ:- مطبع انتظامی کانپور - مولانا اشرف علی تھانویؒ -

۵:- یہ حضرات محدثین امت، مصنفین شریعت اور روحانی دنیا میں اولیاء اللہ و واصل باللہ ہیں - جن کی تصنیفات و تحریرات، فتاویٰ میں سند و حجت ہیں - ان کے ایک ایک نکتے کو مولائے کریم و نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی طرف سے تصدیق و تائید حاصل ہے - ان حضرات نے اپنی مناجات و قصائد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کلمات خطاب و الفاظ ندا سے خطاب کیا ہے -

(۱۲) مناجات واستمداد پیر طریقت، میر شریعت، استاذ اساتذۂ دیوبند علامہ حاجی امداد اللہ المکی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

ذرا چہرے سے پردہ کو اٹھاؤ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وعلیٰ آلک وسلم)	مجھے دیدار تم اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وعلیٰ آلک وسلم)
کرور وئے منور سے میری آنکھوں کو نورانی	مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وعلیٰ آلک وسلم)
شفیع عاصیاں ہو تم، وسیلہ بیکساں ہو تم	تمہیں چھوڑ، اب کہاں جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وعلیٰ آلک وسلم)
خدا عاشق تمہارا، اور ہو محبوب تم اس کے	ہے ایسا مرتبہ کس کا؟ سناؤ، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وعلیٰ آلک وسلم)
جہاز امت کا، حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں	بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وعلیٰ آلک وسلم)
پھنسا ہوں بیطرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر	مری کشتی کنارے پر لگاؤ، یا رسول اللہ [۱]

(۱۳) مناجات واستمداد مولانا محمد قاسم النانوتوی بانی دار العلوم دیوبند (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

مدد کر اے کرم احمدی، کہ تیرے سوا	نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار
جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے، تو کون پوچھے گا؟	بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غم خوار؟ [۲]

(۱۴) مناجات واستمداد مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندی، جو حکیم الامّت کے لقب سے مشہور ہیں

یا شفیع العباد خذ بیدی!	انت فی الاضطرار معتمدی

یہ تینوں حضرات دیوبند کے عظیم ترین علماء، اہم ترین اساتذہ اور مشائخ کبار ہیں۔ جو اپنی مناجاتوں میں جناب رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں بہ الفاظ ندا، "یا رسول اللہ" پکارتے ہوئے کلمات خطاب سے استمداد واستغاثہ کر رہے ہیں۔
نوٹ:۔ یہ اشعار ان حضرات کے لمبے قصائد سے اقتباس کر کے لائے گئے ہیں۔

[۱]:- ماخوذ از کلیات امدادیہ ص ۲۰۵۔ مطبوعہ: دار الاشاعت اردو بازار، جناح روڈ کراچی۔ علامہ حاجی امداد اللہ المکی رحمۃ اللہ علیہ۔

[۲]:- البصائر ص ۲۔ مطبوعہ: استنبول علامہ حمد اللہ دیوبندی

لَیسَ لِی مَلجأٌ سِواکَ، اَغِث	مَسَّنِی الضُّرُّ سَیِّدِی، سَنَدِی!
یارسُولَ الاِلٰہِ! بابُکَ، لِی	مِنْ غَمامِ الْغُمُومِ، مُلتَحِدِی ۵

(۱۵) قصیدۂ مناجاتیہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علامہ احمد رضا خان بریلوی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

ندارم جز تو ملجائے، ندانم جز تو ماوائے!	توئی خود، سازو سامانم، اغثنی یارسول اللہ!
اگر می رانیم از در، بمن بنما درے دیگر!	کجا نالم؟ کرا خوانم؟ اغثنی یارسول اللہ!
رضایت، سائلے بے پر، توئی سلطان "لاتنھر"	شہا، بہر ازیں خوانم، اغثنی یارسول اللہ

واقعات بینات

اب ہم قصائد و مدائح کا باب اعلیٰ حضرت کے قصیدۂ صعیدہ پر ختم کرتے ہوئے اس باب میں چند ایک واقعات تحریر کر دیتے ہیں، جن میں مصائب و مشکلات میں پھنسے ہوئے حاجتمندوں نے اپنی مشکل کشائی و حاجت روائی کی خاطر سیکڑوں ہزاروں میل کے فاصلے پر حضور پاک صاحب لولاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارگاہ عالیہ میں، "یارسول اللہ"، پکارتے ہوئے آپ سے استغاثہ و استمداد کی تو ان کے مصائب فوراً رفع دفع اور مشکلیں حل ہوگئیں۔

(I) امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی لکھتے ہیں کہ میرے کسی حاسد دشمن نے سلطان عبد الحمید خان سے میرے خلاف شکایت کرتے ہوئے مجھ پر ایسا افترا باندھا کہ وہ سخت برہم ہوئے اور مجھے فوراً عہدے سے معزول کر کے علاقہ بدر کرنے کا حکم دیدیا۔

ترجمہ: ۵ اے بندوں کے شفاعت کرنے والے ارسول (صلی اللہ علیک وسلم) میرا ہاتھ تھام لے آپ ہی پریشانی و سختی میں میرا سہارا ہیں، میرے لئے آپ کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں۔ میری مدد فرما میری فریاد کو پہنچ مجھے سختی نے گھیرا ہے میرے آقا اے میرا سہارا اے اللہ کے رسول آپ کی درگاہ میرے غموں کی گھٹاؤں سے جائے پناہ ہے۔ نشر الطیب ص۱۸۲

۶ آپ کا احمد رضا، ایک بے سہارا بے وسیلہ سائل ہے۔ اور آپ "لاتنھر" کے بادشاہ ہیں۔ اس میں سورۂ والضحیٰ کی آیت نمبر۱۰ واما السائل فلا تنھر" کی طرف اشارہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے شہنشاہ دوجہاں سے فرمایا جو سائل ہو اسے ڈانٹ نہ دیں" (بلکہ اسکی ※

※ خندہ پیشانی و فیاضی کے ساتھ امید براری وحاجت روائی فرمائیں) اس لئے اعلیٰ حضرت بھی آپ سے التجا کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ آپ کا احمد رضا ایک بے سہارا سوالی ہے آپ کے در کا، اور آپ "لا تنھر" کے بادشاہ ہو، میں اے بادشاہ! اسی لئے التجا کرتا ہوں کہ (اپنی شفقت و سخاوت اور اپنی فیاضی و سائل نوازی سے) میری بھی فریاد رسی و مدد فرمائیں۔ حدائق بخشش حصہ ۲ ص۱۱۷۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان رح۔

میں نے نہایت غم و پریشانی کی حالت میں جمعہ کی رات سوتے وقت ایک ہزار بار استغفار پڑھ کر تین سو پچاس دفعہ یہ درود پڑھی :-

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ، قَدْ ضَاقَتْ حِیْلَتِیْ اَدْرِکْنِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ!

تو اسی جمعہ کی شام کو سلطان کی طرف سے میری بحالی کا تار آگیا۔ اور مصیبت و پریشانی ٹل گئی۔ عہ

(II) فقیہ ابو محمد اشبیلیؒ نے اپنی کتاب "فضیلۃ الحج" میں لکھا ہے کہ غرناطہ کے ایک شخص کو ایک ایسا خطرناک مرض لاحق ہو گیا کہ اطباء و ڈاکٹر اس کے علاج سے مایوس ہو کر رہ گئے، تو وزیر ابو عبد اللہ محمد بن ابی الخصال نے اس کے لئے طلب شفا کی خاطر ایک عرضداشت نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے روضۂ اقدس پر پڑھنے کے لئے لکھ بھیجی۔ تو وہ مایوس ولاعلاج مریض اسی وقت اس مہلک و موذی مرض سے شفایاب ہو گیا۔ عہ

(III) شیخ ابراہیم بن مرزوق کا بیان ہے کہ جزیرہ شقر کا ایک مسلمان کفار کے قید میں آگیا۔ حکام نے اسے سخت بیڑیوں اور کاٹھ میں ٹھوک دیا۔ وہ حضور پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت عالیہ میں یارسول اللہ! یارسول اللہ! پکارتے ہوئے آپؐ سے استمداد و استغاثہ کرتا رہا۔ اس پر مامور بڑا دشمن کا فر طنزاً کہتا کہ اس طرح پکارتے رہو۔ دیکھیں وہ آپ کو چھڑالیں! دیکھو خدا کی شان! اس قیدی نے رات خواب میں دیکھا کہ ایک شخص اسے کہہ رہا ہے کہ اذان کہدو اس نے اذان کہی جس وقت اس نے "اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ" پڑھا، تو اس کی بیڑیاں خود بخود کھل گئیں اور وہ جزیرۂ شقر پہنچا۔ اس کا یہ واقعہ سارے علاقے

عہ:۔ سعادت الدارین امام نبہانی بحوالہ: ضوء السراج۔ ج۱ ص۲۱۳ مکتبہ اویسیہ بہاولپور شیخ القرآن علامہ محمد فیض احمد اویسی

عہ:۔ وفاء الوفاء۔ ج۲، ص۴۳۰ بحوالہ ضوء السراج ج۱ ص۲۱۳ مکتبہ اویسیہ بہاولپور شیخ القرآن علامہ محمد فیض احمد اویسی

میں پھیل گیا۔ ۱ے

(IV) حضرت ابو یونس (رحمۃ اللہ تعالیٰ) کو معلوم ہوا کہ امیر بلدہ نے دو سو علماء کو گرفتار کر کے قید میں ڈالا ہے۔ ابو یونس نے ان کی رہائی کے لئے بارگاہِ رسالت میں بدیں الفاظ فریاد و ندا کی، "یَا اَحْمَدُ، یَا مُحَمَّد، یَا اَبَا الْقَاسِم، یَا خَاتَمَ النَّبِیّٖن، یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِین یَا مَنْ جَعَلَهُ اللهُ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِین، تو خواب میں انہیں رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بشارت دی کہ "غَدًا یُطْلَقُوْنَ اِنْ شَاءَ اللهُ" (ترجمہ) وہ کل انشاء اللہ تعالیٰ رہا ہو جائیں گے۔ چنانچہ وہ صبح ہوتے ہی سب کے سب رہا ہو گئے۔ ۲ے

(V) شیخ صالح بن شوشا کہتے ہیں کہ ہم کشتی میں سوار جا رہے تھے کہ دشمن کا جہاز ہمارے تعاقب میں لگا۔ قریب تھا کہ جہاز کشتی کو ڈبو دیتا۔ میں نے ندا کر کے عرض کیا، "یَا نَحْنُ فِیْ ضِیَافَتِكَ الْیَوْم یَا رَسُوْلَ اللهِ!" (صلی اللہ علیک وسلم) اس پکار کے ساتھ ہی دشمن کے جہاز کا بادبان ٹوٹ گیا۔ جس سے وہ وہاں رہ گئے اور ہم چھوٹ کر بخیر وسلامت تیونس پہنچ گئے۔ ۳ے

ان واقعات وبیانات سے نہ صرف یہ ظاہری حجت ثابت ہو گئی کہ چونکہ ان بزرگانِ دین نے آپ کو مصائب و مشکلات میں بہ الفاظ ندا یارسول اللہ کہہ کر پکارا تھا لہٰذا ندائے یارسول اللہ جائز ہے، بلکہ ان کے حقیقی و روحانی نتائج و ثمرات ہی سے یہ، واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے استمداد و استغاثہ اور ندا و پکار بہ الفاظ، "یارسول اللہ"، جائز و صحیح اور نفع رسان و نفع بخش ہے۔ عہ

۱ے: حجۃ اللہ علی العلمین ج۲ ص۳۰۹ بحوالہ: ضوء السراج ص۲۱۵ مطبوعہ: مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور علامہ شیخ القرآن محمد فیض احمد اویسی۔
۲ے: حجۃ اللہ علی العلمین ج۲ ص۳۱۰ بحوالہ: ضوء السراج ص۳۱۵
۳ے: حجۃ اللہ علی العلمین ج۲ ص۳۱۶ بحوالہ: ضوء السراج ص۲۱۷
عہ: ترجمہ: اے فریاد! ہم آج آپ کی مہمانی میں ہیں۔ اے اللہ کے رسول! (ہمیں بچا لے!)
عہ: جیسے کہ آپ نے یہاں ہر فریادی کی بروقت فریاد رسی و حاجت روائی اور مدد و مشکل کشائی فرمائی۔

نتائج ابواب وختم کتاب

ہم اپنی کتاب مستطاب کو، تحصیل تبرک وتقدس کے پیش نظر، حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ان تحائف صلات وسلام پر ختم کرتے ہوئے قارئین کرام کی سہولت ودلچسپی کی خاطر ایک حاوی جدول ووافی ٹیبل وضع کر کے پیش کرتے ہیں کہ جب آپ کتاب ہٰذا کے بیانات وتشریحات اور موروده عقلی ونقلی دلائل وبراہانات کا، بغور وخوض (بہ چشم ودیدہ انصاف بلا تعصب واختلاف) ملاحظہ ومطالعہ کر کے دیکھیں گے تو آپ کی ٹیبل پر ورقہ نتائج ونقشہ مناہج مرتسم ہو کر ظاہر وباہر ہو جائے گا۔

① **جلد اول** (اسماء وصفات سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وعلی جمیع الانبیاء وسلم) رب العزت نے اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سیکڑوں اسماء وصفات، ہزاروں معجزات وکمالات اور بیشمار فضائل وخصائل عطا کر کے جن وانس اور اولین وآخرین کا نبی بنا کر بھیجا۔ تاکہ آپ ؐ کے ہر ہر وصف وصفت اور ہر ہر فضل وکمال کی تشہیر واشاعت اور تعریف وتوصیف کی جائے تاکہ دنیا والے حبیب خدا، سید الانبیاء محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اچھی طرح جان پہچان کر آپ ؐ پر ایمان لائیں اور آپ ؐ کا اتباع واطاعت کرتے ہوئے پکے مومن بن جائیں۔

② **جلد دوم** (القرآن) قرآنی آیات وتفسیری بیانات سے ثابت کیا گیا ہے کہ رب العزت نے خود اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا جشن ومحفل میلاد منائی ہے۔ انبیاء (علی نبینا وعلیہم السلام)، فرشتوں، حوروں اور جنوں نے بھی منائی نیز اللہ تعالی نے آپ ؐ کو اور لوگوں کو جشن ومحفل اور خوشی منانے اور نعمت الٰہی کے اظہار کا ارشاد فرمایا ہے۔

③ **جلد سوم** (الحدیث) احادیث وکتب سیر سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ

حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے خود جشن ومحفل میلاد منائی ہے۔ صحابہ کرام و تابعین نے منائی ہے۔ احبار یہود ونصاریٰ نے منائی، جنات وحیوانات نے منائی اور اشجار واحجار نے بھی محفل میلاد منائی۔ الغرض، شیطان ابلیس کے سوا ساری کائنات نے محفل میلاد منائی۔ اور یہ بھی ثابت کیا گیا کہ آپؐ اپنے اوصاف وصفات کا بیان سن کر خوش ہوتے اور اگر دوسرے انبیاء کے مذاکرات میں آپؐ کا ذکر وبیان نہ کیا جاتا تو آپؐ اظہار خفگی کرتے ہوئے اپنا وصف وبیان خود بیان فرماتے۔

۴ جلد چہارم (الفتاویٰ) اس حصے میں جماہیر مشائخ سلف وخلف اور مشاہیر علمائے متقدمین ومتاخرین کے اقوال وفتاویٰ اور فعل وعمل سے محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا جواز وثبوت اور اس پر اجماع امت کا اثبات ثابت کیا گیا ہے۔

مُدّعائے ابواب و مقتضائے کتاب کا تلخیصی جدول

اب ہم مضامین کتاب کی تصریح وتوضیح کے بعد کتاب ہذا کا اصل مقصود ومدّعا مندرجہ ذیل جدول میں پیش کریں گے۔

شمار	موضوعات ومضامین مجلدات	مقصد ومدعا اور اقتضا وتقاضائے مضامین
I	اسماء وصفات رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا تقاضا وخواہش:	ان چاروں مجلدات کے مقاصد حسب ذیل ہیں۔ دنیا کو رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اوصاف وصفات اور آپؐ کی وسیع وہمہ گیر رسالت ونبوت سے متعارف کرا کے اسلام میں لانے کی کوشش کرنا اور اس سلسلے میں جا بہ جا عوام الناس کے اجتماعات منعقد کر کے محافل
II	قرآنی آیات (متعلقہ شان وعظمت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اقتضاء وفرمائش اور مرضی ورضائے الٰہی (جل جلالہ):	

(III) احادیث رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور سنت صحابہ کرام و تابعین عظام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا مطالبہ و مدعا اور مرضی و رضائے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

(IV) فتاوائے جماہیر علمائے اہلسنت، اقوال مشاہیر مشائخ شریعت اور قول و عمل اجماع امت کا ہدف و مقصد اور غرض و غایت

میلاد منائی جائیں اور لوگوں میں آپ ؐ کے فضائل و خصائل، معجزات و کمالات اور سیرت و تعلیمات اور آپ ؐ کے لائے ہوئے دین (اسلام) کی فضیلت و فضائل کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے ان میں آپ ؐ کی محبت و عظمت کا جذبہ و آپ ؐ کے اتباع و اطاعت کا شوق و اشتیاق پیدا کیا جائے تاکہ دنیا کے کونے کونے میں محض اور محض دین محمدی اور شان محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا جھنڈا لہرانے لگے۔ بحکم ارشادات قرانی:-

(۱) وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ۔

(۲) قل یایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا

(۳) وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔

جدول فیصل

چونکہ کتاب ہٰذا کے عقلی و نقلی دلائل اور منطقی و فلسفیانہ حجج کی اثباتی و ایجابی شہادت وحجت سے یہ نتائج برآمد ہوتے کہ جشن و محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منانا، انتظام طعام و عمل قیام اور ہدیۂ نعت و تحفۂ صلاۃ و سلام بحضور سید الجن والانام (علیہ الصلاۃ والسلام) (بہ الفاظ ندا و کلمات خطاب) جائز و ثابت بلکہ باعث رحمت و برکات اور ازدیاد درجات ہے۔

اس لئے، ہم اس پر ایک جدول فیصل وضع کر کے محفل میلاد اور صلاۃ وسلام کے ماننے اور نہ ماننے والے دونوں طبقوں کے مسلکی و عملی اثرات و ثمرات بیان کرتے ہوئے قارئین حضرات کو صراط مستقیم و راہ نجات پر لاڈالیں گے۔ وباللہ التوفیق

(I) پہلا طبقہ : مُبَشِّرِین وَمُستَبشِرِین ۔ (جو محفل میلاد مانتے اور مناتے ہیں)

جو لوگ جشن و محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سجانے، منانے کو ثابت اور صلاۃ وسلام پڑھنا جائز جانتے مانتے ہیں تو وہ حقیقت میں آیات قرآنی وواقعاتِ برہانی، احادیث واسوۂ حسنۂ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اتباع واشاعت شعار وشیوۂ صحابۂ کرام (رضی اللہ تعالی عنہم)، اقوال ائمہ ومشائخ امت، فتاوائے علمائے سنت اور مسلک اجماع امت پر عمل کرتے ہوئے محبت وعظمتِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اظہار اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق رسالت کی ادائگی کرتے ہیں۔

ع: ہم اس طائفہ اہلسنت والجماعت کو اس لئے مبشرین و مستبشرین کہتے ہیں کہ یہ لوگ محفل میلاد مناکر عید میلاد کی خود بھی خوشی مناتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی اس کی بشارت وخوشخبری دیتے ہیں۔

(I) طبقۂ مبشرین ومستبشرین کے مسلک وعمل کے اثرات وثمرات

① مجالس ومحافل میلاد میں خداوند قدوس کی حمد وثنا کی جاتی ہے۔ اس کے وصف و شان کا ذکر وبیان ہوتا ہے۔

② رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اوصاف وتوصیف کی جاتی ہے۔ جس سے آیت کریمہ، [1] "ورفعنالك ذكرك" کی تصدیق وتائید اور [2] "وامابنعمة ربك فحدث" کی تعمیل وتکمیل ہوتی ہے۔ اس سے خداوند قدوس بھی خوش اور رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی خوش۔

③ جشن ومحفل میلاد منانے سے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شان وعظمت اور مسلمانوں کی عقیدت ومحبت کا اظہار ہوتا ہے۔

④ امت مسلمہ کو اپنے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اوصاف جلیلہ وصفات حمیدہ اور فضائل عظمیٰ وخصائل کبریٰ سے معلومات حاصل ہوکر انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعشق پیدا ہوجاتا ہے۔

⑤ مجالس ومحافل میلاد کے ذریعے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی، دنیا میں جامع

رسالت وسیادت اور نبوت وقیادت، آپؐ کے اوصاف وصفات، معجزات واختیارات اور سیرت وتعلیمات کا ذکر وتذکرہ پھیل جاتا ہے اور یہ سن کر کفار ومشرکین کو آپؐ پر ایمان لانے اور اسلام قبول کرنے کا شوق واشتیاق پیدا ہو جاتا ہے۔ اس طرح ساری سرزمین پر آپؐ کی رسالت وآپ کا دین پھیل کر شائع اور حاوی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بعثتِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے مقصود ومعہود پورا ہو جاتا ہے۔

عقیدۂ توحید پختہ سے پختہ تر ہو جاتا ہے کیونکہ محفل میلاد میں رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پیدائش وحالات زندگی وغیرہ بیان کئے جاتے ہیں اور خداوند قدوس پیدائش اور ایسے حالات سے پاک ہے۔ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا بحیثیت مخلوق، عبد اور رسول، اور خدا تعالیٰ کا بحیثیت خالق ومعبود ذکر وبیان ہوتا ہے۔ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بارگاہ میں صلاۃ وسلام عرض کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر صلاۃ و سلام نہیں پڑھا جاتا۔ الغرض، محفل میلاد سے رسالت رسول کے ساتھ توحید خدا کی بھی تشہیر واشاعت ہوتی ہے۔

(II) دوسرا طبقہ: "منکرین ومعترضین" (جو محفل میلاد اور صلاۃ وسلام کو ناجائز وحرام قرار دیتے ہیں)

یہ لوگ محفل میلاد اور صلاۃ وسلام پر اعتراض کرتے ہوئے اس کے مشروع ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ اور اسے ناجائز وحرام کہتے ہیں۔ حقیقت میں یہ، آیات قرآنی احادیث نبوی واسوۂ حسنۂ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور شعار وشیوۂ صحابۂ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو نہیں مانتے اور اقوال وفتاوائے مشائخ وعلمائے سنت اور راہ وطریقہ اجماع امت سے خارج ومعتزل ہیں۔ ان میں نہ محبت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے نہ عظمتِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور نہ اتباع واطاعتِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ ان میں محض اور محض بغض وعداوتِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔

(II) طبقہ منکرین ومعترضین کے مسلک وعمل کے اثرات وثمرات

① محفل میلاد کو ناجائز وحرام قرار دینا اللہ تعالیٰ کے دین واحکام میں گستاخانہ مداخلت اور تحریف قرآن وحدیث ہے اور یہ کفر والحاد اور جرم عظیم ہے۔

② محفل میلاد کو حرام قرار دینے سے اہل اسلام میں ذہنی تفرقہ وکشیدگی اور مذہبی جنگ ورسہ کشی پیدا ہورہی ہے۔ جس کے باعث مسلمانوں میں ایک دوسرے سے بغض و عداوت اور دشمنی ونفرت پھیل گئی ہے۔ یہاں تک کہ بعض مقامات میں منکرین اور ان کے حواری ایسی مجالس ومحافل پر حملہ کرکے مسلمانوں کو شہید کرتے ہیں اور اپنی اس مذموم دہشت گردی وجارحیت کو جہاد سمجھتے ہوئے مسلمین کا خون بہانا حلال قرار دیتے ہیں۔ (اور یہ، قرآن وحدیث کی خلاف ورزی اور گناہ اکبر کبائر ہے بلکہ، بحکم حدیث، مسلمان کا خون بغیر حق کے حلال سمجھ کر بہانا کفر ہے۔ ارشاد ہے: "سباب المسلم فسوق وقتاله کفر") متفق علیہ[1]

③ مجالس ومحافل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بند کرنے سے دنیا حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اوصاف وصفات، آپؐ کی رسالت ونبوت، معجزات و کمالات اور آپؐ کی سیرت وتعلیمات سے لاعلم وبے خبر رہے گی۔ جس کے باعث لوگوں کو آپؐ پر ایمان لانے اور آپؐ کی اطاعت واتباع کا خیال ہی پیدا نہیں ہوگا۔ اور یہ، نظام خدا وبعثت مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سراسر مخالفت اور دین و اسلام کی دشمنی وعداوت کی ایک خفیہ سازش اور گہری پالیسی ہے۔ اس کا منصوبہ ومقصود یہ ہے کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی رسالت ونبوت کی شہرت مسدود اور دین واسلام کی اشاعت محدود ہوکر رہ جائے۔

④ محافل میلاد اور مجالس تعریف وتوصیف رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو

[1]: مشکاۃ المصابیح ص۴۱۱ مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ - کراچی۔

بند کرنے سے مسلمان اپنے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی عظمت وشان اور فضائل وخصائل کے ذکر وبیان سے محروم رہ جاتے ہیں۔ منکرین کا یہ مطلب ومقصد ہے کہ امت مسلمہ کے شیدایان وعاشقان رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے دلوں سے جذبۂ عشق ومحبت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) مندرس ہوکر خارج ہو۔ اور وہ بے حس وبے جان مسلمان ہوکر رہ جائیں۔

منکرین، محفل میلاد کی، محض اس لئے مخالفت کرکے اسے حرام وناجائز کہتے ہیں کہ وہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی تعظیم وتکریم اور عظمت وشان کی تعریف وتوصیف اور ندائیہ وخطابیہ صلاۃ وسلام اور نعت خوانی ومدح سرائی کے خلاف ہیں۔ ان کو شرک وگناہ قرار دیتے ہیں۔ وہ، انبیاء کرام (علی نبینا وعلیہم السلام)، اولیائے عظام اور مشائخ اسلام کی عظمت وبزرگی اور فضائل وصفات کی تعریف وتوصیف کو شرک وگناہ سمجھتے ہیں۔ یہاں تک کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے اسمائے گرامی کا اپنے ناموں میں ملانا بھی شرک قرار دیتے ہیں، مثلاً رسول بخش، نبی بخش، فقیر محمد اور عبدالرسول وغیرہ۔ اور جس کا ایسا نام ہو اسے بدل ڈالتے ہیں۔ یہ ہے منکرین کی توحید اور یہ ہے ان کا دین واسلام۔ العیاذ باللہ!

اختتام الکتاب والمقالات بالمناجاۃ وعرض الحاجات الیٰ سید السادات علیہ افضل الصلوات والتسلیمات

ثم الاٰن انی ارید، لابتغاء الوسیلۃ وتحصیل التقدس والبرکۃ ان اجیٔ فی اٰخر الکتاب ببعض الابیات من مناجاۃ سیدی وسندی، والدی ماجد، العلامۃ مولانا محمد عیسیٰ (رحمہ اللہ تعالیٰ) المعروف بلقبہ: "الخارانی"، ثم اعرض شمۃ من مناجاتی الیٰ جناب الرسول

(صلی اللہ علیہ والہ وسلم) حتی یکون لی وسیلۃ ولوالدی ولمشائخی فی الدنیا والاخرۃ۔

للعلامۃ الخارانی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

زمحتاجی و بیماری رسیدہ دل بہ بیزاری	دل مارا دوائی کن، شفائے، یارسول اللہ! (صلی اللہ علیک وعلی آلک وسلم)
وصل باللہ درجہ را، فنافی اللہ رتبہ را	خارانی راعطائی کن لقائے، یارسول اللہ! (صلی اللہ علیک وعلی آلک وسلم)

للعلامۃ العینی (عفی اللہ تعالیٰ عنہ)

کتبت شمۃ عما تیسر لی من الاوصاف	یکون حجۃ عینا لمیلادک یارسول اللہ! (صلی اللہ علیک وعلی آلک وسلم)
فاعرضک مقالاتی وارجوان تضالی	قبولاً بالعنایۃ من جنابک یارسول اللہ! (صلی اللہ علیک وعلی آلک وسلم)
فلما حان فی الدنیا لقاء الموت للعینی	فارجوان تیسر لی لقائک یارسول اللہ! (صلی اللہ علیک وعلی آلک وسلم)
ولما کان فی العقبیٰ نشور الناس بالصور	فتدعونی وتجلسنی ببابک یارسول اللہ! (صلی اللہ علیک وعلی آلک وسلم)
من الدنیا وما فیہا، من العقبیٰ وما فیہا	فخیر لی من الجنت بابک یارسول اللہ! (صلی اللہ علیک وعلی آلک وسلم)

یارب صل وسلم دائما ابدا	علی حبیبک خیر الخلق کلھم
ھو الحبیب الذی ترجی شفاعتہ	لکل ھول من الاھوال مقتحم

تم الکتاب بعون العزیز الوھاب یوم الاثنین لست وعشرین خلت من شھر شعبان المعظم سنہ ۱۴۱۷ھ ۔ ۶ جنوری ۱۹۹۷ء

عہ: بیاض الخارانی علامہ حکیم خارانی

عہ: از قصیدہ بردہ۔

عہ: علامہ خارانی عاشق و شیدائی رسول اللہ ﷺ اور رسیدہ ولی اللہ تھے جن دنوں تربت میں میرے ہاتھوں پر فالج پڑا تھا تو گھر والوں نے انہیں خواب میں دیکھا تھا کہ آپ فرمارہے تھے کہ میں مولوی محمد قاسم کا والد مولوی محمد عیسیٰ ہوں ابھی ابھی سندھ سے آرہا ہوں مجھے معلوم ہوا ہے کہ مولوی صاحب کے ہاتھوں پر فالج پڑا ہے میں انہیں دم کرنے آیا ہوں۔ چنانچہ تین چار دنوں کے اندر اندر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں کی برکت اور والد ماجد کے دم قدم سے اللہ تعالیٰ نے مجھے شفائے کامل عطا فرمائی۔

علامہ عینی پر حملۂ فالج اور شفائے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

۱۹ / ذوالقعدہ ۱۴۱۶ھ / ۸ / اپریل ۱۹۹۶ء کو پہر کے دن میرے ہاتھ پر اچانک فالج کا حملہ ہوا۔ میں نے ڈاکٹروں سے علاج کرایا۔ لیکن افاقہ نہ ہوا۔ دوسرے روز دوسرے ہاتھ پر بھی اثر پڑا۔ دن میں دو تین بار جھٹکے لگتے۔ میں جب کچھ پڑھ کر دم کرتا تو سکون ہو جاتا لیکن کچھ دیر بعد پھر اٹیک ہوتا۔ بس میرا دھیان مسلسل ادھر کھچا رہتا اور میں اس مہلک و موذی مرض سے بیحد غمگین و پریشان تھا۔ میری پریشانی کی کوئی انتہا نہ تھی کہ میری قسمت کا ستارہ چمک اُٹھا، ایک شب سعید میں سعادت کا سورج طلوع ہوا مجھے حضور پاک صاحب "لولاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا خواب میں شرف دیدار نصیب ہوا۔ میرا ایک عزیز بھی میرے ساتھ تھا۔ آپؐ قریہ جلالزی تشریف لے جا رہے تھے۔ ہم آپ کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے پیچھے چل رہے تھے۔ آپؐ آگے ایک مقام پر کھڑے ہو گئے تو ہم آپؐ کے حضور میں پہنچ گئے۔ یہاں یہ بہت عجیب قصہ تھا کہ زمین تو بالکل ہموار و برابر تھی لیکن آپ اس قدر بلند کھڑے تھے کہ آپؐ کے قدم مُبارک میرے سینے کے برابر تھے، میرا سر، میری جان آپؐ کے قدموں پر قربان!) وہاں میں اپنے دونوں ہاتھ دیر تک آپ کے قدموں پر ملتا رہا اور کہتا تھا، میں قربان، میں قربان!

اِدھر مشرقی جانب ڈیڑھ / دو کلو میٹر کے فاصلے پر جو پرانا قبرستان ہے۔ لیکن اب میں نے جو دیکھا تو کوئی قبرستان نہ تھا۔ بلکہ ایک بڑا ہموار و سفید میدان

ان دنوں، قلبی و دلی عشق و محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میرا وظیفہ و عمل لیل و نہار یہ تھا کہ میں روزانہ صبح کو اسمائے حسنیٰ و اسمائے محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ورد کیا کرتا اور تلاوت قرآن مجید و ورد حدیث شریف کرتا تھا اور ہر نماز کے بعد درود و سلام پڑھتا تھا۔ اور بالخصوص آپؐ کی کتاب "میلاد النبی الامین" (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے ہاتھ میں زیر تالیف تھی [illegible] باتوں کی برکت و طفیل آپؐ نے میری طرف توجہ فرما کر مجھے اس

✲ مہلک مرض و مصیبت سے چھڑا لیا۔

ع۵ قریہ جلالزی کا انتخاب شاید اس لئے فرمایا کہ یہ میرے والدین ماجدین کا اصل اور بنیادی مسکن تھا۔

تھا جہاں بے شمار لوگ سفید لباس میں ملبوس، لمبی لمبی صفوں میں نہایت عمدہ ترتیب کے ساتھ قبلہ رُخ بیٹھے قرآن مجید پڑھ رہے تھے۔ لیکن یہ کلومیٹروں کا فاصلہ ختم، وہ لوگ بالکل نزدیک ہمارے سامنے ہی دکھائی دے رہے تھے۔

آخر الامر صبح کو جب مجھے جاگ ہوئی تو میں بفضلِ فیضانِ خداوند قدوس اور بکرم قدمانِ نبی اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بالکل تندرست وصحیح سالم تھا[1]

هو الحبيب الذى ترجى شفاعته

لكل هول من الاهوال مقتحم

مولاىَ صلّ وسلّم دائمًا ابدًا

على حبيبك خير الخلق كلّهم

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

والصّلوٰة والسّلام على سيّد الانبياء والمرسلين وعلٰى اٰله وصحبه اجمعين

---

[1] اس واقعہ سے تین اہم نکات ثابت ہوتے ہیں (I) آپ کی وسعت علم و وسعت نظر کہ آپ نے تربت بلوچستان میں مجھے دیکھ کر میرے سارے کوائف و حالات معلوم کر لئے (II) آپ کا تصرف و نفاذ حکم کہ آپ خود خاران کے ایک مقام پر تشریف لائے اور مجھے وہاں حاضر فرمایا اور اس زمین و قبرستان کا نقشہ ہی بدل ڈالا (III) آپ حاجت مند و مصیبت زدوں کی مدد و دستگیری فرماتے ہیں اور قدمانِ اقدس میں تاثیر شفا اور قوت دفع بلا ہے کہ ان پر ہاتھ پھیرنے سے فالج دفع ہوگیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الضمیمۃ الریحانیۃ فی الطریقۃ التجانیۃ

گر تو خواہی ہمنشینی با خدا   رو نشین اندر حضور اولیا   (مولانا رومیؒ)

چونکہ کتاب ہذا بفرمائش پیر عبد المجید تجانی صاحب لکھی گئی ہے۔ جس کی طباعت واشاعت کا سارا بوجھ انہوں نے اپنے ذمہ لیا ہے اور ان کی یہ بھی خواہش وفرمائش تھی کہ ان کے مسلک ومشائخ (رحمہم اللہ تعالیٰ) پر کچھ لکھا جائے، اسلئے ہم اس سلسلے میں، بامید رحمت ربانی وشفاعت پیران تجانی (رحمہم اللہ تعالیٰ) چند سطور تحریر کر دیتے ہیں۔

(I) **پیر عبد المجید صاحب:۔** پیر عبد المجید بن عبد الحمید تجانی قریہ گوکؔ علاقہ مند (مکران) کا باشندہ اور مشہور ومعروف ونہایت معزز شخصیت ہیں۔

پیر صاحب، ملازمت کے سلسلے میں دبئی تشریف لے گئے تھے۔ وہاں ان کی، سلسلہ تجانی، کے قطب وقت حضرت شیخ موسیٰ بن عبد اللہ بن الحسین تجانی سے، ملاقات ہوئی۔ اور ان سے بیعت کر کے سلسلۂ تجانی میں داخل ہوئے۔ بعد میں شیخ موصوف نے پیر صاحب کو خلافت وبیعت کی بھی اجازت دے دی۔

(II) **مسلک تجانی کی تاریخ:۔** اس مسلک کے بانی حضرت شیخ احمد بن محمد تجانی، (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)، عارف باللہ، واصل باللہ ولی کامل الجزائری ہیں۔

تجان:۔ علاقۂ الجزائر کا ایک مشہور ومعروف شہر کا نام ہے۔ جو آپ رضؓ کا مسکن تھا۔ اور اسی کی نسبت سے آپ کو اور آپ کے مسلک کو "تجانی" کہا جاتا ہے۔

تحصیل طریقت:۔ حضرت شیخ احمد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ابتدا میں کئی جلیل القدر مشائخ طریقت سے بیعت کر کے طریقت ومعرفت کے کئی مدارج طے کئے تھے۔ اس اثنا میں خوش قسمتی سے آپ رضؓ کو حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا، براہ راست بیداری میں

ع: الدر المنظوم من فیوضات وارث القطب المکتوم ص۱۱ تا ص۱۳ مطبوعہ: المطبعۃ الفنیۃ ت ۹۱۱۸۶۲- علامہ شیخ الحسن بن علامہ شیخ عبد القادر الفقیہ-

طریقہ تجانیہ کے بارے میں مزید معلومات کی خاطر پیر عبد المجید تجانی صاحب سے رابطہ کیا جائے۔

شرف دیدار حاصل ہوا۔ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے آپ رضی اللہ عنہ کو بیداری میں براہ راست اپنی فرزندی اور تلمذ و مریدی میں لیتے ہوئے بیعت کا شرف عطا فرمایا۔ اور ایک خاص الخاص مسلک و مشرب سے مشرف فرمایا۔ ہم اس سلسلے میں علامہ شیخ الحسن بن علامہ شیخ عبد القادر الفقیہ کی کتاب "الدر المنظوم" کا بیان تحریر کر دیتے ہیں۔ جو اورادِ تجانی کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

واعلم ان صاحب هذا الورد، سيدى وسندى احمد بن محمد التجانى (رضى الله تعالى عنه وارضاه) أخذه من سيدنا و مولانا المصطفى (صلى الله عليه وآله وسلم) يقظة، لامناماً۔ مشافهة من غير وسطة، بعد ان اخذ طرقا كثيرة من طرق اهل الله (رضى الله تعالى عنهم) كالقادرية وله فيها سند عال وكالخلوتية وله فيها سند متصل وكالشاذلية وله فيها اجازات عديدة۔ ثم بعد ذالك اجتمع بالمصطفى (صلى الله عليه وآله وسلم) يقظة لامناماً، وقال له: "دع كل شيوخك۔ انا شيخك، ومتولى تربيتك بذاتى فليس لشيخ بعد اليوم عليك منة فالزم هذا الورد من غير تعب ولا مشقة ولا عناء ولا دخول خلوة ولا عزلة حتى يفتح الله عليك فيه فتحا لم

لہ :- ترجمہ :- جان لے کہ اس ورد کا مالک میرے سید و سند شیخ احمد بن محمد تجانی ہیں (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور انہیں راضی کرے) لیا اسے سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیداری میں نیند میں نہیں۔ روبرو بغیر کسی واسطے کے بعد اس کے کہ انہوں نے بہت سے طریقے اولیاء اللہ کے طریقوں سے اخذ کئے تھے۔ مثلاً طریقہ قادریہ۔ اور آپ کو اس میں سند عالی حاصل ہے اور جیسے کہ طریقہ خلوتیہ ہے اس میں متصل سند حاصل ہے آپ کو۔ اور جیسے کہ طریقہ شاذلیہ ہے اور اسمیں آپ کو کئی اجازت نامے ملے ہیں۔ پھر اس کے بعد آپ کی، سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیداری میں نہ نیند میں ملاقات ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے فرمایا کہ اپنے تمام شیوخ کو چھوڑ دیں۔ میں آپ کا شیخ ہوں اور بذات خود آپ کی تربیت کا متولی۔ پس آج کے بعد آپ پر کسی شیخ کی کوئی منت نہ ہوگی۔ سو اس ورد کو لازم کر رکھ بغیر تکان و بغیر مشقت کے بغیر رنج و زحمت کے بغیر تنہائی و گوشہ نشینی کے۔ حتیٰ کہ کھول دے اللہ تعالیٰ آپ پر اس معاملے میں وہ راز جسے منکشف نہیں کیا۔

یفتحہ لولی قبلك ولا یفتحہ لولی بعدك۔
واعلم انك حبیبی ووارثی ومحل نظری وودی وحامل لواء حمدی ومجدی فانت ابنی وبضعۃ منی۔ من اکرمك فقد اکرمنی ومن ابغضك فقد ابغضنی ومن جفاك فقد جفانی۔ ثم اخبرہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ان جمیع من دخل فی طریقتہ دخل فی دائرۃ الفضل۔ ودائرۃ الفضل لا یدخل فیھا الا من اختارہ اللہ تعالٰی عن افعالہ۔
وضمن لہ جدہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) لمریدیہ اشیاء کثیرۃ منھا ما یحل ذکرہ فی ھذہ الدار ومنھا ما لا یحل ولکن یظھر فی تلك الدار ومما یحل ذکرہ من معنی کلامہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ان مریدك یموت علی الایمان من غیر شك ولا یقبض ولا یسئل الا وانا حاضر معہ ومنھا انہ لا یسوءہ شئ ولا یؤذیہ من وقت النزاع الی المستقر فی علیین۔

کسی ولی کے لئے آپ سے قبل اور نہ منکشف کرے گا اسے کسی ولی کے لئے آپ کے بعد۔
اور جان لے کہ آپ میرے حبیب ہیں، میرے وارث ہیں، میرے محل نظر و محبت میں ہیں۔ اور میری حمد و بزرگی کے جھنڈے کے حامل ہیں۔ پس آپ میرے فرزند و جگر گوشہ ہیں۔ جس نے آپ کی تعظیم کی اس نے میری تعظیم کی جس نے آپ سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی۔ اور جس نے آپ سے ظلم کیا اس نے مجھ سے ظلم کیا۔ پھر خبر دی ان کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کی کہ وہ سارے لوگ جو آپ کے طریقہ میں داخل ہوں گے وہ دائرہ فضل میں داخل ہوں گے۔ اور "دائرۃ الفضل" داخل نہیں ہو گا اس میں سوائے اس شخص کے جسے اللہ تعالٰی اس کے افعال سے برگزیدہ کر دے۔
اور ضمانت دی آپ رضی اللہ عنہ کے لئے آپ رضی اللہ عنہ کے جد امجد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے آپ رضی اللہ عنہ کے مریدین کے لئے بیشمار معاملات کی۔ بعض ان کے وہ ہیں جن کا ذکر و بیان اس دنیا میں جائز ہے اور بعض ان کے ایسے ہیں کہ جن کا ذکر و بیان جائز نہیں، لیکن اس دنیا (قیامت میں) میں ظاہر ہوں گے۔ اور وہ چیزیں جن کے ذکر و بیان کا جواز آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے کلام کے معنی سے ثابت ہوتا ہے یہ کہ آپ رضی اللہ عنہ کا مرید ایمان پر ہی مرے گا بغیر کسی شک و شبہ کے اور نہیں مرے گا نہ اس سے سوال ہو گا مگر میں اس کے پاس موجود ہوں گا۔ اور ان میں سے یہ کہ اسے (آپ کے مرید کو) سکرات سے تا مقام علیین نہ کوئی چیز نقصان پہنچائے گی نہ ایذا دے گی۔

ومنہا ان اللہ یغفر لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر۔ ویودی عنہ تبعاتہ
من خزائن فضلہ لا من حسناتہ۔ ومنہا ان ھذا الفضل یحصل بسببہ
لوالدی المرید وان علوا ولابنائہ وان سفلوا ولازواجہ۔ ومنہا انہ لا
یموت حتی یکسی بحلۃ الولایۃ ولو عند الغرغرۃ ویبعث علی حالۃ کاملۃ فی
الولایۃ۔ ومنہا انہم یقومون من قبورہم الی قصورہم، لا یحزنہم الفزع
الاکبر ولا یقفون فی الموقف وموقفہم فی ظل العرش تحت اللواء الاحمدی
مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء
والصالحین۔ ومنہا ان الاعمال تضاعف لہم فیحصل لہم بالعمل القلیل
الاجر الکثیر، فان اللہ یُعطیہم ضعف ثواب کل من عمل للہ عملا اکثر من
مائۃ الف ضعف، وانہم اعطوا صلاۃ الفاتح لما اغلق المرۃ الواحدۃ
منہا بستمائۃ الف مرۃ من کل صلاۃ وتسبیح وذکر ودعاء وقع

ا: ترجمہ۔ اوران میں سے یہ کہ بخش دے گا اللہ تعالیٰ اس کے (مرید کے) اگلے اور پچھلے گناہ۔ اور اس کے مطالبہ کرنے والوں کو بدلہ ادا فرمائے گا اپنے فضل وکرم کے خزانوں سے۔ نہ اس کی (مرید کی) نیکیوں سے اوران میں سے یہ کہ یہ فضل وکرم حاصل ہوگا اس کے سبب مرید کے والدین کو جس قدر اوپر چلیں اور اس کے بچوں کو جس قدر نیچے جائیں اور اس کے ازواج کو (اگر مرد مرید ہے تو اس کی بیویوں کو۔ اگر عورت ہے تو اس کے شوہر کو ملے گا) اوران میں سے یہ کہ وہ (مرید) نہیں مرے گا حتی کہ اسے ولایت کا جبہ پہنایا جائے اگرچہ سکرات کے وقت ہو اور (قیامت کے دن) ولایت کاملہ کی حالت وحیثیت میں اٹھایا جائے گا۔ اوران میں سے یہ کہ وہ (مریدین) اپنی قبروں سے سیدھے اپنے بنگلوں کو چلیں گے۔ انہیں فزع اکبر غمگین نہیں کرے گا اور وہ (مریدین) موقف میں ٹھیریں گے نہیں۔ ان کا موقف عرش کے سایہ میں ہے لوائے احمدی کے نیچے ان لوگوں کے ساتھ جن پر انعام کیا اللہ تعالیٰ نے نبیین، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ۔ اوران میں سے یہ کہ ان کے لئے اعمال (ان کے) دوچند کئے جائیں گے۔ پس حاصل ہوگا انہیں عمل قلیل سے اجر کثیر۔ سو اللہ تعالیٰ دے گا انہیں ثواب ہر اس شخص کے عمل کا جو خاص اللہ کے لئے کوئی عمل کرے ایک لاکھ ضعف سے زیادہ۔ اور وہ دیئے جائیں گے بند قلعہ کے فاتح (غازی) کی نماز جو ایک دفعہ پڑھی جائے چھ لاکھ بار کا اجر ہر نماز، ہر تسبیح، ہر ذکر وہر دعا سے جو

فی الوجود وانهم اعطوا فی فاتحة الکتاب اسرار الم تعط لاحد قبلهم وان لهم لطفا خاصا بهم مع اللطف العام للامة، وانهم احباب واصحاب وتلامذة للنبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وکفی بها مزیة، قال له (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) احبابك احبابی واصحابك اصحابی وتلامیذك تلامیذی، وانه یسوءه مایسوئهم ویسره مایسرهم، وانهم اعطوا رتبة لو انکشفت للاقطاب لتمنوها وظنوا انهم مااعطوا شیئاً وان مقرهم فی الجنة فی اعلا علیین فی جوار سیدنا ومولٰنا محمد المصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فی دار النظر الی وجه اللہ الکریم۔ وهذه المنزلة غایة الغایات وهذا الذی ذکرته لك نزر مما اعد اللہ لهم فی مادون النظر، وهذا کله حصل لهم من عنایة اللہ بسبب محبة سید الوجود (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لابنه وحبیبه ووارثه

ترجمہ:- وجود میں واقع ہو۔ (یعنی جو قبول ہوں) اور وہ دیئے جائیں گے سورۂ فاتحہ میں وہ اسرار جو نہیں دیئے گئے ان سے پہلے کسی ایک کو، اور ان کے لئے امت کے لطف عام کے ساتھ لطف خاص بھی ہوگا۔ اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احباب واصحاب اور تلامذہ ہیں اور یہ بہت ہی بڑی فضیلت ہے فرمایا آپ رض سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ آپ رض کے احباب میرے احباب، آپ کے اصحاب میرے اصحاب اور آپ کے تلامیذ میرے تلامیذ ہیں۔ اور یہ کہ غمگین کرے گا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جو کچھ انہیں غمگین کریگا اور مسرور کرے گا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جو کچھ انہیں (مریدین کو) مسرور کرے گا۔ اور وہ (مریدین) دیئے جائیں گے ایسا رتبہ و درجہ جو اگر منکشف ہو (یہ درجہ) قطبوں کے لئے تو وہ ضرور اس کی تمنا کریں اور خیال کریں گے کہ انہیں کچھ نہیں ملا ہے (یعنی ان کے سارے درجات اس درجہ کے سامنے ہیچ ہوں گے) اور ان کا مقام (مریدین کا) جنت کے اندر بمقام اعلیٰ علیین بہ ہمسائگی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دار النظر میں ہوگا۔ (جہاں سے وہ) اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کا دیدار کیا کریں گے۔ اور یہ درجہ آخری درجوں کی انتہائی منزل ہے۔ (علامہ الحسن فرماتے ہیں کہ) اور یہ جو کچھ (پیر صاحب اور آپ رض کے مریدین کے درجات کا) میں نے تیرے لئے ذکر کیا بالکل تھوڑا سا ہے ان درجات و مقامات سے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے نظروں سے اوجھل تیار کیا ہے۔ اور یہ سب کچھ انہیں اللہ تعالیٰ کی عنایت سے بسبب محبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے فرزند، حبیب اور وارث

سیدی الشیخ احمد التجانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقد افاض علیہ جدہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) من سر کرامتہ وشفاعتہ شیأً لا تسعہ العقول حتی انہ قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ ومتعنا بمحبتہ ولقائہ انہ لیس لاحد من الرجال ان یدخل کافۃ تلامیذہ اعلا علیین من غیر سابقۃ حساب ولا عقاب ولو عملوا من الذنوب الا انا وحدی وو راء ذلک امور یکل القلم عن احصائہا۔

یہ ہے، حضرت شیخ احمد رض بن محمد تجانی کی مختصر تعریف و تعارف جسے ہم نے علامہ شیخ الحسن کی کتاب، الدر المنظوم سے اخذ کر کے قارئین کرام کے لئے تحریر کیا جسے مزید تفصیلی مطالعہ کرنا ہے وہ کتاب مذکورہ کی سیر و سفر فرمائے۔

(III) **تجانی غوث الوقت:**۔ خاندان و سلسلۂ تجانی میں آج کل صاحب کشف و کرامت اور صاحب حال و صاحب قال حضرت شیخ سید ابراہیم بن سید صالح الحسنی النووی مدظلہ العالی ہیں۔ آپ غوث زمان و مجدد وقت کے رتبہ و مقام پر فائز ہیں۔ آپ کا وطن و مسکن بلدۃ "مدغری، نائیجیریا" ہے۔

:۔ ترجمہ:۔ سیدی شیخ احمد تجانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حاصل ہوا۔ اور بیشک پلٹ دیا ان پر ان کے جد (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی کرامت و شفاعت کا وہ راز جو عقلوں میں نہیں سما سکتا حتی کہ انہوں نے (اللہ تعالیٰ راضی ہو ان سے اور انہیں راضی کر دے اور ہمیں ان کی محبت و دیدار سے بہرہ مند کر دے) یہ فرمایا کہ اولیا ریں سے کسی ایک کی گنجائش میں نہیں کہ اپنے تمام تلامذہ و مریدین کو اگرچہ انہوں نے گناہ کا عمل کیا، حساب و عقاب کا سامنا کئے بغیر اعلا علیین میں داخل کر دے، سوائے میرے اکیلے کے، (کہ مجھے یہ اجازت و گنجائش دی گئی ہے کہ میں اپنے سب کے سب مریدین کو اگر چہ گنہ گار ہوں بغیر حساب و کتاب اعلا علیین میں داخل کر دوں) اور اس کے علاوہ بہت سے امور ہیں جن کے شمار سے قلم عاجز ہے۔

مولائے صل وسلم دائما ابدا علےٰ حبیبک خیر الخلق کلهم

فہارس مآخذ و مراجع الفتوی المتین فی میلاد النبی الامین (صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم اجمعین)

	نام کتاب	مطبوعہ	المصنف
۱	تفسیر ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)	قدیمی کتب خانہ کراچی	حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)
۲	تفسیر ابن کثیر	بیروت لبنان	امام حافظ ابو الفداء اسمٰعیل ابن کثیر رح
۳	تفسیر جلالین	قدیمی کتب خانہ کراچی	امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رح
۴	تفسیر جمل	" "	امام سید سلیمان الجمل رح
۵	تفسیر حسینی	مکتبہ امدادیہ ملتان	علامہ ملا حسین الواعظ الکاشفی رح
۶	تفسیر خازن	بیروت لبنان	امام علاء الدین علی بن محمد الخازن رح
۷	تفسیر الدر المنثور	" "	امام جلال الدین السیوطی رح
۸	تفسیر روح البیان	" "	امام شیخ الاسلام اسمٰعیل حقی رح
۹	تفسیر روح المعانی	" "	امام سید محمود شہاب الدین آلوسی رح
۱۰	تفسیر صاوی	" "	امام شیخ الاسلام الصاوی المالکی رح
۱۱	تفسیر عثمانی	مدینہ منورہ	علامہ شبیر احمد عثمانی رح دیوبندی
۱۲	تفسیر قرطبی	قاہرہ مصر	امام ابو عبداللہ محمد الانصاری القرطبی رح
۱۳	قصص القرآن	دار الاشاعت کراچی	علامہ حفظ الرحمٰن سیوہاروی رح
۱۴	تفسیر معالم التنزیل	بیروت۔ لبنان	امام ابو محمد الحسین بن الفراء البغوی رح
۱۵	تفسیر نعیمی	مکتبہ اسلامیہ گجرات	علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی
۱۶	صحیح بخاری	نور محمد اصح المطابع کراچی	امام ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری رح
۱۷	مسند امام اعظم رح	" "	امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ
۱۸	صحیح مسلم	بیروت لبنان	امام ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری رح
۱۹	التاریخ الکبیر	" "	امام ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ
۲۰	سنن ترمذی	سعید کمپنی۔ کراچی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی رح

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعہ	المصنف
۲۱	مشکاۃ المصابیح صلی اللہ علیہ وسلم	نور محمد اصح المطابع کراچی	امام ابوعبداللہ محمد بن عبید اللہ الخطیب رح
۲۲	الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ	بیروت لبنان	امام قاضی ابوالفضل عیاض الیحصبی رح
۲۳	دلائل النبوۃ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام)	"	امام حافظ ابونعیم احمد الاصفہانی رح
۲۴	حلیۃ الاولیاء رح	"	" " "
۲۵	المواہب اللدنیہ	"	امام احمد بن محمد القسطلانی رح
۲۶	الزرقانی علی المواہب	"	امام محمد بن عبد الباقی الزرقانی رح
۲۷	القول البدیع	"	امام شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن السخاوی رح
۲۸	جلاء الافہام	"	امام ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر ابن قیم الدمشقی رح
۲۹	الخصائص الکبریٰ	مکتبہ نوریہ رضویہ لائلپور	امام جلال الدین السیوطی رح
۳۰	فتح الباری شرح صحیح بخاری	بیروت لبنان	حافظ ابن حجر العسقلانی رح
۳۱	تیسر الباری " "	تاج کمپنی کراچی	علامہ وحید الزمان
۳۲	شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام ؑ	مکتبہ نوریہ رضویہ لائلپور	امام تقی الدین السبکی رح
۳۳	آکام المرجان فی غرائب الاخبار واحکام الجان	نور محمد اصح المطابع کراچی	امام قاضی بدر الدین محمد بن عبد اللہ الشبلی رح
۳۴	المرقاۃ شرح مشکاۃ	بیروت لبنان	علامہ ملا علی قاری الہروی رح
۳۵	عرف التعریف بالمولد الشریف	"	امام شمس الدین محمد بن الجزری رح
۳۶	سبل الہدیٰ	قاہرہ مصر	امام محمد بن یوسف الشامی رح
۳۷	الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین)	مجتبائی دہلی	علامہ شاہ ولی اللہ بن شاہ عبد الرحیم (محدث دہلوی رحمہما اللہ تعالیٰ)
۳۸	فیوض الحرمین	قرآن محل کراچی	" " " "
۳۹	تاریخ طبری	بیروت لبنان	امام ابوجعفر محمد بن جریر الطبری
۴۰	مزیل الخفاء عن الفاظ الشفاء	"	علامہ احمد بن محمد الشمنی رح
۴۱	بیاض النخارانی رح	غیر مطبوعہ	علامہ حکیم مولانا محمد عیسیٰ النخارانی رحمہ اللہ تعالیٰ

فہارس الماخذ

(ج)

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعہ	المصنف
۴۲	تاریخ ابن خلدون	مطبع سعیدی کراچی	علامہ عبدالرحمٰن بن محمد ابن خلدون رح
۴۳	فتح القدیر	بیروت	امام محمد بن عبدالواحد ابن الھمام رح
۴۴	مدارج النبوۃ	نولکشور کانپور (ہند)	علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح
۴۵	جواھر البحار فی فضائل النبی المختار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)	مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور	امام یوسف بن اسمٰعیل النبھانی رحمہ اللہ تعالٰی
۴۶	دلائل الخیرات	تاج کمپنی کراچی	علامہ امام محمد بن سلیمان الجزولی الشافعی رح
۴۷	قصیدہ بردہ	" "	امام شرف الدین ابو عبداللہ محمد بن سعید البوصیری رح
۴۸	الدر المختار، شرح تنویر الابصار	سعید کمپنی کراچی	علامہ شیخ علاء الدین الحصکفی رح
۴۹	احسن الفتویٰ	" "	علامہ مفتی رشید احمد لدھیانوی رح
۵۰	فتویٰ عبدالحی	" "	علامہ مولانا عبدالحی لکھنوی رح
۵۱	ردالمحتار علی الدر المختار	بیروت لبنان	علامہ محمد امین بن عمر بن عابدین الشامی رح
۵۲	معارج النبوہ	مکتبہ نبویہ لاہور	علامہ ملا معین الواعظ الکاشفی رح
۵۳	انوار آفتاب صداقت	کشمیری بازار لاہور	علامہ قاضی فضل احمد نقشبندی رح
۵۴	جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرعی حیثیت	منہاج القرآن لاہور	علامہ پروفیسر طاھر القادری
۵۵	البصائر لمنکر التوسل باہل المقابر	استانبول	علامہ حمد اللہ الداجوی الدیو بندی۔
۵۶	بذل القوہ فی سنی النبوہ (علی صاحبھا الصلاۃ والسلام)	اسلامیہ پریس حیدرآباد سندھ	علامہ مولانا محمد ہاشم ٹھٹھوی رح
۵۷	شواھد النبوہ	قصہ خوانی بازار پشاور	علامہ ملا عبدالرحمٰن الجامی
۵۸	انوار ساطعہ	مکتبہ نبویہ لاہور	مولانا عبدالسمیع رح
۵۹	الحاوی للفتویٰ	مکتبہ نوریہ رضویہ	امام جلال الدین السیوطی رح
۶۰	الدر المنتظم فی بیان مولد النبی الاعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)		علامہ شیخ محمد عبدالحق المہاجر المکی رح

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعہ	المصنف
٦١	میلاد مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)	تحریک اہلسنت کراچی	خطیب پاکستان علامہ مفتی محمد شفیع اوکاڑوی رح
٦٢	کلیات امدادیہ	دارالاشاعت کراچی	علامہ حاجی امداد اللہ المہاجر المکی رح
٦٣	شمائم امدادیہ	" " "	" " "
٦٤	معالم دار الہجرت		امام زین الدین مراغی رح
٦٥	مختصر سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم	مکتبہ علمیہ، لاہور	علامہ عبداللہ بن محمد عبدالوہاب النجدی
٦٦	عقائد علمائے دیوبند	دارالاشاعت کراچی	مولانا خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی
٦٧	البدایہ والنہایہ	بیروت لبنان	امام حافظ ابوالفداء اسمٰعیل ابن کثیر رح
٦٨	زبدۃ المناسک	مکتبہ رشیدیہ	مولانا رشید احمد گنگوہی دیوبندی رح
٦٩	اربعین عینی	بلوچی اکیڈمی کوئٹہ	علامہ ابو یحی عینی بلوچ
٧٠	مقدمہ بذل القوۃ	اسلامیہ پریس حیدرآباد سندھ	علامہ مخدوم امیر احمد عباسی رح
٧١	مطالعۃ المسرات		امام عبدالرزاق رح
٧٢	تبلیغی نصاب	کتب خانہ فیض لاہور	مولانا محمد زکریا رح
٧٣	تقریظ بر انوار ساطعہ		مولانا عبدالحق محدث دہلوی رح
٧٤	نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)	کانپور (ہند)	مولانا اشرف علی تھانوی رح
٧٥	انوار محمدیہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)	قادری کتب خانہ سیالکوٹ	مولانا ابوالحامد محمد ضیاء اللہ القادری رح
٧٦	سیرت حلبیہ	قاہرہ مصر	علامہ علی بن برہان الدین الحلبی رح
٧٧	انوار محمدیہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)	مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور	علامہ یوسف بن اسمٰعیل النبہانی رح
٧٨	فتاویٰ حدیثیہ	میر محمد کتب خانہ کراچی	امام ابن حجر المکی الہیتمی رح
٧٩	النعمۃ الکبریٰ	" "	" " " "
٨٠	المورد الروی	مرکز تحقیقات اسلامیہ لاہور	" علامہ ملا علی قاری۔ رح
٨١	نسیم الریاض	ادارۃ تالیفات اشرفیہ ملتان	امام احمد شہاب الدین خفاجی رح

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعہ	المصنف
۸۲	سیرت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)	اسلامیہ پریس حیدر آباد سندھ	علامہ مولانا محمد عظیم الشیدا السندی رح
۸۳	مثنوی رومی۔	قصہ خوانی بازار پشاور	مولانا جلال الدین الرومی رح
۸۴	تاریخ مدینہ منورہ	مکتبہ رحمانیہ لاہور	علامہ مولانا عبدالمعبود
۸۵	حدائق بخشش	مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور	امام اہلسنت حضرت علامہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ
۸۶	تعلیق المورد الروی	مرکز تحقیقات اسلامیہ لاہور	علامہ محمد بن علوی۔
۸۷	الدر المنظوم		علامہ شیخ الحسن بن شیخ عبد القادر الفقیہ
۸۸	المنجد	بیروت	
۸۹	مولد الرسول ورضاعہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)	مرکز تحقیقات اسلامیہ لاہور	امام ابوالفداء اسمٰعیل ابن کثیر رح
۹۰	مولد العروس	قادری کتب خانہ سیالکوٹ	امام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن ابی الحسن ابن الجوزی رح
۹۱	چار سالہ قصائد نعتیہ	لاہور	
۹۲	ماہانہ اخبار طریقت	لاہور	
۹۳	روزنامہ رہبر	حب بلوچستان	ایڈیٹر مسٹر محمد اکرم بلوچ